THE RARE BOOK

ما شاء الله ولا قوة الا بالله

١٢٩٣

[illegible]

CHECKED

مطبع ١٢٩٤ھ فتح الکریم [illegible]
در سنه [illegible] مطبوع

دوسرا دعوی مہدویت کا اور اخراج دوم احمد آباد سے	۳۸
اخراج سوم پیران پٹن سے	〃
تیسرا دعوی مہدویت کا مع دعوی وحی اور تکفیر منکرین کے	〃
اخراج چہارم قصبہ بدلی سے	۳۹
نصیر پور سے ایک جماعت کثیرہ مریدون کی شیخ سے بیزار ہو کے چلدی	〃
چوراسی مرید کا فاقے سے مرنا اور شیخ جونپوری کا اونکے حق مین بشارت مقامات انبیا و مرسلین کی دینا اور اخراج پنجم بحکم بادشاہ سند ہونا	۴۰
رنجش فیمابین میان نعمت و فرزند رشید شیخ کے مقدمہ تصرف امانات مین اور پھر منحرف ہو جانا میان نعمت کا شیخ سے	۴۱
مقام فراہ مین بعد نماز جمعے کے وتر پڑھکر شیخ کا انتقال کرنا اور خلفا کا گجرات کو واپس آنا	〃
سید محمود فرزند شیخ کا مقید ہونا اور بزخم زنجیر انتقال کرنا	۴۲
میان خوندمیر کا ستائیس بار شہر بدر ہونا اور آخرکار موضع سدراسن مین فوج سلطانی کے ہاتھ سے مارا جانا	〃
پھر قتل ہونا مہدویونکا فتوے سے علماے مکہ معظمہ کے اور قید ہو کر مقتول ہونا سید علی بن شیخ جونپوری کا	۴۳
قتل ہونا شاہ نعمت کا اور آنا ملک الہداد کا مارواڑ مین اور اونکے مرید کا حالت سکرات مین بجاے یاد الٰہی کے یاد روٹی کی کرنا	۴۴
مارا جانا شیخ علائی کا بضرب تازیانہ سلیم شاہی کے	۴۵
آمد اس مذہب کی علاقہ چنپور مین اور ابتدا افاغنہ کے اس مذہب مین آنے کی	۴۶
اخراج مہدویونکا سرنگ پٹن سے اور فساد ڈالنا سردار خان غزنی زئی مہدوی کا ریاست سرہند مین	۴۷
فساد برپا کرنا مہدویونکا حیدرآباد مین اور اخراج کل اس قوم کا مع زن و بچہ بحکم نواب سکندر جاہ جنت آرامگاہ	〃
دوبارہ آنا اس قوم کا حیدرآباد مین اور سراج الملک بہادر پر گولی چلانا	۴۹
زمانہ حال مین شمشیر و کمان سے گذر کر قلم اور زبان سے فساد انگیزی مہدویونکی اور بیان سبب تالیف اس کتاب کا	۵۰
ذکر اخراج عیسی میان مہدوی بمجلس انتظام نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم فرمان رواے دکن نظام الملک آصف جاہ افضل الدولہ بہادر	۵۲

مکتوب مؤلف بنام سید عیسی مہدوی متضمن پنج سوال	۵۳
نقل رقعہ مؤلف بنام نواب مختار الملک بہادر	۵۵
نقل رقعہ نواب وزارت مآب	۵۶
نقل عرضی جنید جمعدار بجناب وزارت مآب	″
نقل رسید حافظ میان برادر عیسی میان	۵۷
باب سوم جوابات دلائل اثبات مہدویت شیخ جونپور مین	۵۸
بیان حقیقت امور اصطلاحیہ اور طریق اثبات مہدویت	″
اعتبار ظنیات کا اعتقادیات مین	″
دلیل اول مہدیکا سید ہونا متواتر و قطعی ہے	۵۹
شیخ جونپور کا سید ہونا ہرگز ثابت نہین ہے اور انکا نسب منقطع ہے	۶۰
شیخ موصوف کے نسب کی دوسری شق بھی منقطع ہے	۶۳
اور یہ بھی ثابت ہوا کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل ہے	۶۴
حکایت طالب علم کج فہم کی	۶۵
اگر سیادت قول مہدی سے فقط ثابت ہو تو دور محال لازم آتا ہے	″
دلیل دوم مہدیکے والد کا ہمنام والد رسول خدا کے ہونا مسلم الفریقین ہے حالانکہ خود شیخ جونپور طرق ہین کیونکہ انکے والد کا نام عبد اللہ نتھا	۶۶
انکے مہدی نے امر اجماعی متواتر کا انکار کیا کہا کہ پیغمبر خدا کے والد کا نام عبد اللہ نتھا بلکہ حضرت کا نام محمد عبد اللہ ہے و لفظ ابن کا عوض عبد	۶۷
ابطال مہدویت بسبب انکار امر اجماعی تمام امت کے	۶۸
ابطال مہدویت بسبب خطا صریح مذکورہ الصدر اور اونکے مہدیکی عقل مین آیا کہ پیغمبر خدا کے والد یا جد کا نام سید خان تھا	″
دلیل سوم حدیث اذا رایتم الرایات السود الخ	۶۹
سید عیسی مہدوی نے بیان معنی حدیث مذکور مین تو چلے خطا کی	″
شمار خطاؤن مذکور کا	۷۰
ابطال مہدویت بحدیث متفق التسلیم	۷۱
دلیل چہارم روایات مذکورہ سراج الابصار حالانکہ عبد الملک سجاوندی اور تمام مہدیون نے اون روایات کے معنی سمجھنے مین دھوکا کھایا	۷۲

ابطال مہدویت بموجب انھین روایات مسلمہ کے	٧٥
دلیل پنجم حدیث مجدد دین اور نہایت گڑبڑ اور غلط گوئی مہدویون کی اوسکی شرح مین اور ایک حدیث جھوٹی وضع کرنا اس باب مین	٧٧
امور آیندہ غیبیہ کے تعیین وقت مین خیال و قیاس دوڑا کر بڑے بڑے علماء و کاملین نے دھوکا پایا اور تجویز ظہور مہدی اس ہزار پر جسنے کی ہی احتمالاً کی ہی نہ تحقیقاً	٧٩
حکایت درویش جاہل	٨١
تخطیہ عبد الملک سجاوندیکا اور تحقیق معنی اس کل مائۃ سنۃ کی	٨٢
حال تاریخ طبری کا	٨٣
فائدہ جلیلہ بیان عمر دنیا مین اور تحقیق معنی حدیث الدنیا سبعۃ آلاف سنۃ کی	٨٤
فائدہ بیان اس مین کہ ریلوے یعنی گاڑی دخانی بھی علامت قرب دجال کی ہی	٨٩
قیامت سے پہلے تیس دجال ہین ایک بڑا اونتیس چھوٹے	٩١
دلیل ششم بیعت مابین رکن و مقام کے اور جواب متضمن بیان اوس امر کا کہ مہدی اور مہدویون سے اس مقدمے مین چھ خطائین صریح سرزد ہوئین اور تمام تاریخین دعوون مہدویت کی غلط نکلین	٩٢
حکایت مناقشہ جناب مرتضوی بمحکمہ قاضی شریح	٩٦
دلیل ہفتم حدیث ارطاۃ اور بیان اقسام کی خیانت اور بے دیانتی مہدویون کا اس حدیث مین	٩٧
دلیل ہشتم عبارات فتوحات مکیہ کہ جس مین میان خوندمیر نے بارہ جا بے تحریف کی ہی	١٠٠
شیخ جونپوری ہم شکل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ تھے	١٠١
شیخ جونپور تقسیم بالسویہ برابر نہین کرتے تھے	١٠٢
صفت داد و دہش مہدی کی کہ شیخ جونپور پر ثابت کرتے ہین غلط نکلی	١٠٣
ذکر منارہ بیضاء دمشق	١٠٨
میان خوندمیر اشعار فتوحات کے معنی برابر نہ سمجھے	
عیسی میان نے ایک لفظ مین کئی خطائین کین	١٠٩
بطلان صدیقیت میان خوندمیر	١١٠
بطلان مہدویت شیخ جونپور	١١١

دلیل نہم عبارت فتوحات احوال وزراے مہدی مین کہ ہرگز شیخ جونپوری کے خلفا پر صادق نہین ہی بلکہ تکذیب کرتی ہے	۱۱۱
بیان گناہون سید محمود اور میان خوندمیر وغیرہما کا	۱۱۲
دلیل دہم عبارت فتوحات کہ جسمین میان خوندمیر نے چھ جلے تحریف فاحش کی ہی	۱۱۳
جب ایسے پیشوایان مہدویہ کے مزاج مین اس قدر افترا اور سخن سازی ہی انکے مقلدین کیا کچھ خاک اڑاتے ہونگے	۱۱۴
دلیل یازدہم آیات کثیرہ مین تحریف معنوی کرکے اپنے دلائل سمجھ جاننا حالانکہ وہ تمام دعوے بے اصل ونے دلیل کی قسم سے ہین	۱۱۶
مہدویونکا خطاب مسلمان نہین ہی بلکہ اولوالالباب ہی	۱۲۰
حرف ثم کے معنی سمجھنا انکے مہدی اور ملا علی فیاضی کو مشکل ہوا	
شیخ موصوف کا یہ دعوی کہ بیان معنی قرآن مجید موقوف تھا خلاف عقل اور مخالف نصوص قرآن ہی	۱۲۳
بطلان مہدویت بحدیث عدم تسلط مخالفین بر تمام امت محمدیہ	۱۲۶
دلیل دوازدہم کلام جناب مرتضوی مشتمل بعض صفات علما اور عقد تسع کہ جسکے معنی مہدویون نے غلط کیے	
دلیل سیزدہم ایضا کلام جناب مرتضوی کہ جس مین عالم میان نے چار حیاتین لفظی اور معنوی کرکے نہایت مبتذل اور محرف کردیا	۱۲۸
دلیل چہاردہم بقیہ احادیث و آثار رسالہ معارضہ	۱۳۲
غلط فہمی اثر تصدیق مہدی متنازع فیہ کا ہی اور عالم میان درمیان جار و مجرور اور حروف اصلیہ کے بھی فرق نہین کرسکتے ہین اور باوجود اسکے شیخ ابن عربی وغیرہ کا رد لکھتے ہین	۱۳۴
دلیل پانزدہم بقیہ احادیث و آثار سراج الابصار اور میان غلط فہمی اور تحریفات مصنف سراج الابصار کا	۱۳۶
ضرر دین و اسلام بسبب شیخ جونپوری کے جسکو خود شیخ موصوف نے بھی تسلیم کیا	۱۳۹
حدیث تفترق امتی کی دلالت کرتی ہی کہ جو فرقے مہدویون کے امت محمدی سے خارج ہین	۱۴۰
شیخ جونپوری مسائل مہدیہ اور مسائل نبوی دونون مین جاہل محض تھے	۱۴۲
دونون روایتون مین صاحب سراج الابصار نے سرقہ کیا ہی	۱۴۴
دلیل شانزدہم تقریر خود شیخ جونپوری کی اپنی مہدویت کے اثبات مین اور اس مقام مین پنج اشکال وارد کیے گئے	۱۴۸
شیخ موصوف کی تقریر ایسی ہی کہ سوال از آسمان جواب از ریسمان کہ دلیل کا سوال تھا اور جواب مین ادعا کا اعادہ کیا	۱۵۱

۱۵۱	شیخ موصوف باوجودیکہ خود مدعی رویت آلہی کے تھے پھر اپنے تئین گواہ بناتے تھے
۱۵۳	قصۂ تجلی طور
۱۵۶	شیخ نے عجب کام کیا کہ جو آیتین نفی رویت پر دلالت کرتی تھین اونکو دلیل رویت ٹھہرایا
"	خلاصۂ مذہب اہل سنت مسئلۂ رویت مین اور تحریف معنوی عالم میان کی عبارت شیخ عبد الحق سے مین
۱۵۷	دلیل ہفتم ہم اخلاق کہ عمدۂ شواہد اور طرۂ دلائل ہی اور خلاصۂ تقریر صاحب سراج الابصار
۱۶۰	خلاصۂ شرح حقیقت خلق متفق علیہ حکماے ایمان اور یونان
۱۶۱	خلق کے چار ارکان
۱۶۲	اخلاق مین دو قسم کی معرفت مشکل ہوتی ہی ایک یہ الخ
۱۶۳	مشکل دوسری یہ الخ
۱۶۴	دستور العمل اور مرکز اخلاق کا اخلاق محمدیہ ہین
"	حکماے یونان بھی اخلاق مین اتباع شرع آسمانی کی ضرورت سمجھتے تھے
۱۶۵	مطلب تفصیلی اس کلام مین کہ شیخ جونپور بالعکس کہتے ہین کہ جو حدیث تفسیر کے موافق ہو معتبر جاننا اور جو مخالف ہی اوسکو غلط جاننا مشتمل دو وجہ جواب کے
۱۶۹	بدخلقی اول مال غیر مین تصرف کرنا کہ یقیناً حرام ہی حالانکہ شیخ جونپور اوسکو روا رکھتے تھے اور آیات قرآنیہ اور دلائل قطعیہ کے خلاف حکم کرتے تھے
۱۷۰	بدخلقی دوم کذب افترا اور غلط پیش گوئی کہ شیخ موصوف نے خبر دی کہ میرے بعضے یار حضرت عیسی سے ملاقات کرینگے
۱۷۲	بدخلقی سوم مانند دوم کے ہی کہ شیخ موصوف نے بعد مرنے کے بھی عادت غلط پیش گوئی کی نچھوڑی کہ میان [illegible] کے مکاشفے مین آکر کہا کہ حضرت عیسی میرے بعد دس برس کے اندر آوینگے اور غلط محض نکلا
۱۷۳	بدخلقی چہارم بھی غلط پیش گوئی ہی کہ شیخ نے دعوی کیا کہ میری [illegible] غلط نکلا [illegible]
	بدخلقی پنجم شیخ موصوف کا یہ اعتقاد کہ تمام قرآن مین کوئی آیت منسوخ نہین ہی مخالف نصوص قرآن کے
۱۷۵	بدخلقی ششم قرآن مین تحریف کرنا اور فرقۂ باطنیہ کا طریقہ بعینہا اختیار کرکے کام مذہب [illegible]
۱۷۹	بدخلقی ہفتم حدیثین جھوٹی روایت کرنا اور پیغمبر پر جھوٹ بولنے کی وعید سے نہ ڈرنا
۱۸۱	اب یہان شیخ جونپور کے واسطے دو خطا مین سے ایک خطا بالضرور لازم ہوتی ہی
۱۸۲	تقریر بطلان تسویہ

بدخلقی ہشتم تعین وجہ معاش کہ خود حضرت رسالت پناہ اپنے گھر مین تجویز فرماتے تھے اور تمام صحابہ اور اولیاء رسکو روا جانتے تھے اور شیخ جونپوری اور خوندمیر اوسکو فعل ملعون لوگوں کا کہتے تھے اور پھر میان خوندمیر اوسکی اجازت بھی دیتے تھے	۱۸۳
شاید کہ منشا اس خطا کا یہ ہے کہ معنی توکل کے برابر نہ سمجھے تھے یا کہ مرتبہ ابتدائے سلوک مین تھے	۱۸۴
بدخلقی نہم شیخ کا مع خلفا وغیرہم کے کسب حلال سے اجتناب کرنا اور اس سنت انبیاؑ سے محروم رہنا اور کسب کو مخل یاد الٰہی سمجھنا جیسا کہ مقام ناقصان طریقت کا ہے	۱۸۵
بدخلقی دہم دعوی اہل سنت مین ہونیکا کرنا اور مذہب خارجیون کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو کافر جاننا	۱۸۷
شیخ جونپوری کے اس قول سے کہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا کفر ہین یا انمین مشغول رہنے والا کافر اور آن مہدی سے نہین ہے لازم آیا کہ مہدویان حال انکے مہدی کے نزدیک کافر و غیر مہدی ہین	۱۸۸
بدخلقی یازدہم اجابت دعوت کہ سنت موکدہ ہے شیخ جونپوری اور اونکے خلفا ہمیشہ تارک اس سنت کے ہوکر مخالفت احادیث کثیرہ کی کرتے تھے	〃
بدخلقی دوازدہم شیخ موصوف علم پڑھنے سے منع شدید کرتے تھے اور سو رہنا اوس سے بہتر جانتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم لوگ علم رکھتے مجکو مہدی نکہتے اور خوندمیر ذکر کو تلاوت قرآن پر ترجیح دیتے تھے حالانکہ یہ سب باتین خلاف آیات و احادیث مفصلۂ ذیل کے ہین	۱۸۹
شرح علم لدنی کی اور بیان اسکا کہ علم باطن بغیر علم ظاہر کے حاصل و کامل نہین ہوتا ہے	۱۹۳
بدخلقی سیزدہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جفا کرنا یعنی حج کرنا اور زیارت حضرت رسالت کی کہ افضل سنن ہے نکرنا چنانچہ شیخ مہدویہ نے ایسی جفا کیا اور خود اپنے قول کے بھی برخلاف کیا کہ کشف مخالف شرع پر عمل کیا	۱۹۴
بدخلقی چہاردہم بسبب کم علمی کے شیخ نے خلاف اتباع سنت محمدی کے کیا کہ ہبۂ نوبت ازواج کو ناجائز سمجھے اور دن کو بھی داخل نوبت کیا اور حدود الٰہی اور حقوق الناس مین تا مردم تک فرق نہ پہچانا	۱۹۶
بدخلقی پانزدہم شیخ جونپوری تمام امت محمدی کو بسبب اپنی مہدویت کے انکار کے کافر بولتے تھے حالانکہ خود انھین کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ کافر نہین ہین دوسرے یہ کہ جمعہ اور عیدین انکے پیچھے درست جانتے تھے اور نماز پنجگانہ مین اقتدا نادرست کہتے تھے	۱۹۸
بیان لزوم خطا کا کلام شیخ مین	۱۹۹
تفصیل اون لوگون کی کہ جنھون نے اس امت مین جھوٹا دعوی مہدویت کا کیا ہے اور لوگونکی کہ جنھین اونکے	۲۰۱

متقدمین نے بلا دعوی ناحق مہدی ٹھہرالیا ہے
بدخلقی شانزدہم شیخ جونپوری مسلمانونکو مطلقاً کافر نہین لکھ گئے ہین بلکہ اپنے مہدویونکی تکفیر و تشرک و منافق ٹھہرا گئے ہین
بدخلقی ہفدہم یہ کہ شیخ جونپوری خلاف اتباع محمدی کے کتا پاس رکھتے تھے اور اس خاندان کی اب تک یہی سنت سگ پروری کی مدت تک جاری رہی
بدخلقی ہیژدہم شیخ جونپوری اور اونکے فرزند نے باوجود استطاعت کے خلق کو حج بیت اللہ سے منع کیا اور تین
چلہ حج کو میان دلاور کے معتقدون نے بمنزلہ حج کے مقرر کردیئے اور آیات اور احادیث کے خلاف کیا
ایک فقیر نے علم بارہ برس تک شیطان کو خدا سمجھکر سجدہ کرتا رہا اور حضرت غوث الثقلین نے بسبب علم الہام شیطانی کو پہچان لیا
بدخلقی نوزدہم شیخ مہدویہ نے غلط خبر دی کہ میان دلاور کو عرش سے تحت الثری تک مانند دائرہ رائی کے روشن تھا
کیونکہ میان دلاور نے حال ارم وغیرہ کا نہ پہچانا اور خلاف قرآن کے حکم کیا کہ جن پر عذاب آگ کا نہین ہے
بدخلقی بستم شیخ جونپوری نے یہ خبر بھی غلط دی کہ میان نظام کو عرش سے فرش تک مانند دائرہ رائی کے روشن ہے
کیونکہ اونکو عقائد ایمانیہ برابر معلوم تھے کہ بولتے تھے مینے علم قدیم آلہی کو بدلوادیا اور یہ زمین کا برابر حال علوم
تھا کہ کہتے تھے باغ ارم کوہ قاف کے پاس ہے اور وہان آدمی درخت سے پیدا ہوتے ہین
بیان قوم عاد اور باغ ارم کا اور داخل ہونا عبداللہ بن قلابہؓ کا ارم مین
بدخلقی بست و یکم یہ کہ شیخ موصوف دعوی اتباع تام کا کرتے تھے حالانکہ غیر ضروری باتون کی رعایت
کرتے تھے اور ضروری سنتونکو ترک کرتے تھے
دعا مین ہاتھ اوٹھانے کے دلائل کہ جسپر مہدویون نے عمل نکیا
تکبیر بآواز جہرا کہ سنت تمام انبیا کی ہے شیخ موصوف نے اس شغل کو کفر ٹھہرایا
تتمہ شیخ موصوف کے خلفا و توابع کے بعضے احکام و دعوے خلاف عقل و نقل کے بیان مین
منہا میان نعمت و خوندمیر نے خلاف آیات قرآن کے حکم کیا کہ ترکہ مہاجر کا اوسکے وارثونکو ندیکر مہاجرین
اغیار پر تقسیم کرنا چاہیے اور بیان اسکا کہ ہجرت مہدویہ طریقۂ اسلامیہ نہین ہے
ایضاً مہدویون کے علماے بالعد عبدالملک سجاوندی نے ایک آسان ترکیب نحوی کے سمجھنے مین
بھی خطاے فاحش کی اور دعوی میان دلاور کا سراسر غلط نکلا
ایضاً انکے مہدی کے نواسے نے خلاف قرآن و احادیث کے دعوی کشف غلط کا کیا کہ قیامت
مین تمام عالم کا حساب لینا میرے باپ خوندمیر کا کام ہے
ایضاً انکے مہدی کے نواسے نے دعوی کیا کہ مجکو معراج ہوئی اور مین عرش تک گیا وہان کیا دیکھتا ہون کہ مہدی کے اصحاب جدا

سامنے مرشد کے بالے کھوڑے ہوئے ناچ رہے ہیں اور شکیب بیان ہوا اور جو کچھ پیغمبر خدا کو کھلایا تھا سو سب مجکو دکھلایا	
اسیطرح اونکے نانا مہدی متر عوم نے بھی دعوی کیا کہ میں مع سید سلام اللہ کے افلاک پر چڑھتا چلا گیا اور قاب قوسین کا مقام اور کلام ہوا اور یہ عبارت وحی ہوئی کہ یرضی عنک الرحمن آلخ	۲۱۶
بیان اسامر کا کہ شیخ جونپوری کی مہدویت وغیرہ دعوونکا انکار فرض ہے اور تصدیق حرام اور موجب تباہی خانہ خراب دوجہان کی ہے اور قول عالم سیان کی کہ اگر بالفرض یہ دعوی خطا ہے تب بھی اہل اقرار کو کچھ ضرر نہیں ہے غلط محض ہے	
باب چہارم میں بیان اون گستاخیونکا کہ فرقۂ مہدویہ نے نسبت حضرات مشائخ اسلام اور ائمہ اعلام کے کی ہیں	۲۲۱
اعتراض شیخ جونپوری کا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی پر کہ میرا قدم گردن اولیا پر ہے نہ بولنا تھا	۲۲۴
جواب بیان پیش گوئی اولیا کا اس مقدمے میں	۲۲۵
بیان ان اولیا کا کہ اوسوقت مجلس میں حاضر تھے اور اونکا کہ اونھوں نے دور سے بطور کشف کے معلوم کر کے سر جھکا دیا	۲۲۷
بیان اسکا کہ یہ کہنا محض بامر آلہی تھا نہ اپنے اجتہاد و تخمین سے	۲۲۹
تمام اولیا کے معصر بلاواسطہ اور متاخرین بواسطے اپنے پیرون اور مرشدین حاضر اوس عہد زیر قدم کے ہوئے تشریف لائے	۲۳۰
اعتراض شیخ جونپوری کا سے حجاب ہوا اور ہر شق میں خطا لازم آ کر مہدویت باطل ہوئی	
باب پنجم میں بیان اون بے ادبیونکا کہ مہدویوں نے خدمت میں خلفائے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کی کی ہیں	۲۳۱
احادیث و آثار فضائل اصحاب حضرت رسالت مآب میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و رضی عنہم	۲۳۴
دوسبب افضلیت صحابہ کے	۲۳۵
نقل کرنا تفضیل ابوبکر صدیق رض کا فتوحات سے اور شیخ جونپوری کے کشف میں سے ایک کشف کا خطا ہونا کہ جس سے بطلان مہدویت کا لازم آیا	۲۳۶
بقیہ احادیث اور آثار ائمہ اہل بیت کے تفضیل شیخین میں	۲۳۷
تنبیہ اس بات پر کہ انکے مہدی نے حدیث موضوع روایت کی اگر دانستہ کیا تو گناہ کبیرہ ہوا اور اگر نادانستہ ہوا تو دعوی غیب دانی تمام موجودات کا غلط ہوا اور بہر تقدیر بطلان مہدویت لازم ہوا	۲۴۱
باب ششم بیان میں اون بے ادبیوں کے کہ مہدویوں نے جناب میں حضرت انبیا و مرسلین و حضرت خاتم الرسالت سید الاولین والآخرین کے ادا کی ہیں	۲۴۴
خلاصہ کلام کہ انکے مہدی کا یا دعوی برتری خطا ہے یا دعوی تسویہ غلط ہے اور دونوں صورت میں مہدویت باطل ہے	۲۴۸
باب ہفتم میں بیان اون بے ادبیونکا کہ فرقۂ مہدویہ نے نسبت بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی ہیں	
باوجودیکہ اس کثرت سے کلمات وحشت انگیز انکے مہدی سے منقول ہیں تسپر بھی اونکے خلفا بولتے تھے کہ یہ کیا	۲۵۰

چیزین ہین جو کچھ کہ ہمنے سنا ہی اگر بیان کرین خود مہدوی لوگ ہمکو سنگسار کرین

سوالات خمسہ ۲۵۱

باب ہشتم بیان تسویہ مین مشتمل دو مطلب پر ۲۵۳

مطلب اول کا مقدمہ تا ثابت اعتقاد مہدویہ نکا یہ ہی کہ مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے //

بیان ہیں عقیدہ تفسیر اینکے مہدی کی انواع و اقسام اغلاط سے مالا مال ہی اور معنی آیت مین خطائے فاحش ہوئی و ربطلان مہدویت کا لازم آیا //

تخطئہ مہدی ۲۵۵

بیان تمام اجماع کا اور باطل ہوجانا افضلیت شیخ جونپور کا بسبب اجماع مرکب صحابہ کرام کے کہ ابو بکر و علی رضی اللہ عنہما افضل ہین تمام امت سے ۲۶۰

تقریر امام رازی کی تفسیر آیت سیجنبہا الاتقی میں اور اشکال مفضولیت انبیا کا دفع شاہ عبد العزیز صاحب کی تقریر سے جسکو طول و ۲۶۲

بحث قول ابن سیرین کی کہ آخر زمانے مین ایک خلیفہ ایسا ہوگا کہ ابو بکر و عمر اوس سے افضل نہین ہین ۲۶۴

عیسی میان نے عبارت ابن عراق کے ترجمے مین خیانت کی ۲۶۵

ابن سیرین کے قول کو مہدی پر حمل کرنے سے شیخ جونپور کا تخطئہ لازم آتا ہی ۲۶۶

بیان تعارض دلائل اور مراتب اقوال صحابہ اور تابعین کا ۲۶۸

قطعی یہ بات کہ خود جناب مرتضوی تفضیلی نہ تھے ۲۷۱

اختلاف ایسہ کا ترجیح بکثرت ادلہ مین اور بیان مراتب دلائل اور انواع اجماع کا

مطلب دوم مہدویہ کہتے ہین کہ سید محمد جونپوری بزرگی مین برابر آنحضرت کے ہین ۲۷۶

مہدویون کے کلام سے لزوما تسویہ ثابت ہونے اور انکے مہدی کا حکم خطا ہونیکا اقرار نکلا //

مہدویون کی کتابون سے معلوم ہوتا ہی کہ انکے اعتقاد مین شاید انکے مہدی کے خدا متعدد متلون ہین ۲۷۷

تخطئہ مہدی متبنی اول بلزوم کذب یا اضلال دوم باعتقاد کسبیت مرتبہ نبوت ۲۷۹

استحالہ تداخل جواہر اور ذکر مرتبہ فنا فی الرسول کا ۲۷۹

تخطئہ مہدی بلزوم خطا و بربادی مہدویت ۲۸۲

بیان اجماع مسلمین کا اسبات پر کہ ولی درجہ نبی کو نہین پہونچتا ہی اور اقوال علما اور اولیاء امت کے افضلیت انبیا اور خاتم الانبیا مین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین ۲۸۳

جواب قول ابن سیرین کا ۲۸۴

دلائل افضلیت حضرت سرور کائنات علیہ التسلیمات مین سے چودہ دلیلین آیات و احادیث وغیرہا سے یہان مذکور ہین ۲۸۶

شیخ جونپوری کی وحی عربی کے اغلاط کا بیان	۲۸۹
دلیل ہفتم اور شرح مقام محمود کی	۲۹۰
مہدی جونپوری کی سواری برات میدان حشر مین اونکا فیل محمود پر اور تمام مہدویونکا اوسکے دانتونپر سوار ہونا	۲۹۲
حضرت رسالت کے خاص مکان بہشتی کا بیان کہ جسکو وسیلہ اور درجۂ رفیعہ کہتے ہین اور معیت حضرت کے ساتھ کسطرح ہوگی	۲۹۵
کوئی ولی درجۂ نبی کو نہین پہونچتا ہی اس حکم عام کے شمول و قطعیت کا بیان	۲۹۸
عالم میان نے صاف دعوی کیا کہ مہدی جونپوری نبی تھے	۳۰۰
وجہ تخصیص لا نبی بعدی بہ نبی تشریعی و معنی خاتم النبیین	۳۰۲
عبارات فتوحات بیان انبیاء الاولیا اور نبوت عامہ مین کہ ایک قسم کی ولایت کا نام ہی اور نسبت موسیان نبی و رسول کے اور فرق درمیان وحی و الہام کے اور دوسرے مطالب عالیہ کے بیان مین	—
تحقیق معنی تشریع کی فتوحات و فصوص سے مخالف فہم مہدویون کے	۳۰۴
فرقۂ مہدویہ قائل ہین کہ انکے مہدی مانند انبیا کے تشریع احکام کرتے تھے اور نقل عالم میان سید میرانجی کی کہ جسمین تین حکم مہدی کے مذکور ہین	۳۰۸
مہدویون کی زکوۃ جدید اور نماز جدید کے فرض ہونے کا بیان	۳۱۰
مذکورات حال و سابق سے ثابت ہوا کہ مہدویہ اپنے مہدیکو رسول صاحب شریعت جدیدہ ناسخ احکام شریعت محمدیہ کا جانتے ہین اور مخالفت قطعیات کی کرتے ہین	۳۱۱
کلام مولانا جامی اور شیخ اکبر سے صاف ظاہر ہوا کہ خاتم الاولیا حضرت خاتم الانبیا سے نسبت جزو و کل کی بلکہ نسبت ایک بال کی جسد شریف سے رکھتے ہین	
خاتم الاولیا کا لقب قدیمی نہین ہی بلکہ ابتدا اسکی حکیم ترمذی سے ہوئی اور حکیم ترمذی اور شیخ اکبر کی شرائط و تصریحات کے موافق خاتم الاولیا شیخ اکبر ہین نہ مہدی	۳۱۴
تحقیق اسکی کہ مراد شیخ اکبر کی سونے کی اینٹ اور چاندی کی اینٹ سے اپنی ذات اور حضرت رسالت کی ذات نہین ہی بلکہ تعلم احکام کے دو طریق کو سونے اور چاندی سے تشبیہ دی ہی	۳۱۵
اس کتاب مین جو عیوب و نقائص کہ انکے مہدی کی ذات و صفات مین ثابت کیے گئے ہین جب تک اون مین سے ایک بات بھی بلا جواب رہے گی ثبوت مہدویت کا محال ہوگا	۳۱۸
خاتمہ بحث خاتم ولایت محمدیہ کا کہ وہی خاتمہ اس کتاب ہدیۂ مہدویہ کا ہی	″

داخلہ نمبر ۹۷۶۹۳
فن نمبر رد فرق ۱۵۵
کتاب نمبر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد سید الاولین والاخرین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الهادین المهدیین لیکن بعد اسکے امیدوار درگاہ صمد ابو رجا محمد گزارش کرتا ہی کہ یہ کتاب ہی رد مین مذہب فرقۂ مہدویہ کے کہ جنھون نے بعض بلاد ہندوستان خصوصًا اطراف دکن مین علم شر و شورش کا بلند کیا ہی اور ہر چند علماے متقدمین مانند شیخ علی متقی و شیخ ابن حجر مکی و محمد بن الخطاب مالکی اور ملا علی قاری اور سید محمد اسعد مکی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے رسائل اور فتاوے انکی رد مین ایسے لکھے ہین کہ منصف و حق طلب کے واسطے کافی ہین لیکن چونکہ بنا اس تصنیفات کی استدلال بالاحادیث پر ہی اور مہدویہ اپنے پیر شیخ جونپوری کے مخالف جو احادیث پاتے ہین قبول نہین کرتے ہین اور بعض منکرات امور کی نسبت کہ انکے مذہب کی طرف کیجاتی ہی اوس سے بھی انکار کرتے ہین اسواسطے اس کتاب مین یہ طریق اختیار کیا گیا کہ انھین کی کتابون سے انکے مہدی وغیرہ مقتداؤن کے اقوال نقل کرکے بالاحادیث واقوال مسلمۂ اونکے لاکر الزام دیا گیا اور یہ تمام مشقت انھین کی بہتری اور خیر خواہی کی طمع پر اوٹھائی گئی کہ شاید اللہ تعالی اسی طریق سے ہدیۂ ہدایت اور حق فہمی کا انکو مرحمت فرماوے اور نام اس کتاب کا کہ ہدیۂ مہدویہ ہی اسم بامسمی ہو جاوے اور چونکہ غرض محض نصیحت اور ادائے حق اسلام ہی نہ مقابلہ و انتقام اس سبب سے کسی جاے اونکو اور اونکے پیشواؤن کو القاب قبیحہ اور الفاظ شنیعہ سے یاد نہ کیا گیا علاوہ یہ کہ فحش و بدزبانی دیانت اور شرافت کے بھی خلاف ہی حالانکہ ان لوگون نے ہمارے حق مین کچھ ملاحظہ

اس طریقے کا نکیا اور کوئی وجہ سب و تبرا کا باقی نرکھا کہ اگر کبھی کسی عالم سُنّی نے کچھ اونکو لکھا او نھون نے نہایت نخوت و تکبر سے طریقہ عدل و مساوات کا چھوڑ کردہ چند و صد چند اوسکا بکا اور بعضے اونکے مصنفین نے بلا مقابلہ بھی یہی پیشہ اختیار کیا چنانچہ بطور نمونہ کے چند الفاظ انکی کتابون سے کہ گویا دشنام نامے ہین نقل کیے جاتے ہین کنز الدلائل مین شہاب الدین مہدوی شیخ محمد اسعد مرحوم مصنف شہب ثاقبہ و سراج الابصار کے مقابلے مین حد سے تجاوز کرکے لکھتا ہے بدان ای انصاف کنندہ بہ بین بسوی اعتساف این شقی ناپاک و نظر کن بعناد و عداوت این جاہل بیباک و تامل کن در کلام دروغ بیفروغ این بدکیش متفاوت اندیش کہ چگونہ تابع نفس و ہوا گشتہ و مطیع و فرمان بردار شیطان شدہ ایضاً این مقولہ عرب بر عدم علم و وجود جہل او دلیل ست ظاہر آنکہ مقتدای این شقی یعنی علی متقی در رسالہ خود کہ اکثر در دست سیگویند اعلم رحمک اللہ الخ و در میان کلام این ہر دو ناپاک مخالفت راہ یافت ایضاً انتہی قول شقی جواب بر مجہولی این نامعقول و نامعقولی این مجہول ہمین کلام او دال ست ایضاً انتہی کلام محمود الدین المشار بالشقی لعن اللہ علیہ و علی متبوعہ علی المتقی المشار بالمفتری جواب ثم انظر ایہا المنصف الی جہالۃ ہذا العرب المعاند ہو المخصوص بآیۃ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّنِفَاقًا والموصوف بصفۃ فَاَتْبَعَہُ الشَّیْطٰنُ فَکَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ انتہی واللہ المستعان غرضکہ اس قسم کے فحشیات اونکی تمام کتابون مین کم و بیش موجود ہین خصوصاً انکے تمام اہل اسلام کی کہ اوس سے بدتر کوئی دشنام نہین ہے انکی تمام کتابون کا گویا ترجیع بند و مستزاد اور تمام خرد و بزرگ کے وظائف او اوراد سے ہے اگلی بار جز اس تمام فحشیات کی حضرت منتقم حقیقی کے مفوض کرکے کریمہ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰہِلِیْنَ پر عمل کیا گیا بشرطیکہ آئندہ اس شنیعہ و شنیعہ سے توبہ کرین اور بار دیگر کوئی کلام ناشایان زبان پر نہ لاوین ورنہ بمنطوق آیۂ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَہُمُ الْبَغْیُ ہُمْ یَنْتَصِرُوْنَ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُہَا کے جواب ترکی بہ ترکی دیا جاویگا کہ آئندہ اگر کوئی الفاظ شنیعہ معاشر اہل سنت کے حق مین زبان پر لاوینگے ہم وہی الفاظ اونکے پیشواؤن کے حق مین سناوینگے کہ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَیْنِ اور تفصیل اسکے سبب تالیف کی آخر باب دوم مین مذکور ہے اور فہرست اسکے ابواب کی یہ ہے

باب اول مین بیان اون عقائد فرقۂ مہدویہ کا ہے کہ مخالف عقائد اہل سنت و جماعت

ہین باب دوم احوال شیخ جونپوری ہین ابتداے نشو ونما سے انتہاے موت و فنا تک اور بعد اونکے سرگذشت اون کے خلفا و توابع کی آج تک بطور اختصار و اجمال کے باب سوم رد دلائل باثبات مہدیت شیخ جونپوری ہین باب چہارم مین بیان اون گستاخیون کا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت حضرت مشایخ اسلام اور ایمۂ اعلام کے کی ہین باب پنجم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفاے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین باب ششم بیان مین اون بے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالت سید الاولین والآخرین مین کی ہین باب ہفتم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ فرقۂ مہدویہ نے نسبت بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی ہین باب ہشتم رد مسئلہ تسویہ مین یعنی اپنے مہدی کو ساتھ حضرت سید الاولین والآخرین افضل الخلائق اجمعین کے کر اسر برابر جانتا چنانچہ یہ بات ارکان ایمان مہدویون سے ہے

باب اول مین بیان اون عقائد فرقۂ مہدویہ کا کہ مخالف عقائد اہل سنت وجماعت کے ہین

عقیدۂ اول سید محمد جونپوری ولی کامل اور مکمل ہین اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہے کہ جو اقوال و افعال شیخ جونپوری کے کتابون مہدویہ مین مرقوم ہین اگر نسبت ان اقوال و افعال کی اونکی جناب صحیح و برابر ہے اور قسم افترا و بہتان مریدین سے نہین ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ مصرع تا نباشد چیزکی مردم نگویند چیزہا + تو ولی ہونا درکنار اونکا زمرۂ اہل سنت سے ہونا مشکل ہے اور بعضے علماے اہل سنت کہ حسن ظن ولایت کا اونکے حق مین رکھتے تھے وجہ اوسکی یہ تھی کہ شیخ موصوف کے اقوال و افعال برابر اونکو نہ پہنچے تھے اگر اونکی کتابین انکے ملاحظے مین آتین ہرگز خیال ولایت کا اونکے حق مین نکرتے **عقیدۂ دوم** سید محمد جونپوری مہدی موعود ہین کہ سن نوسو پانچ ہجری مین دعوی مہدویت کا کرکے سن نوسو سات کو انتقال کیا اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین سے بلاشک مہدی ہونیوالا ہے اور شناخت اوسکی موقوف ہے وجود اون علامات پر کہ احادیث صحیحہ مین حق مہدی مین مذکور ہین اور چونکہ یہ علامات شیخ موصوف مین مفقود تھین اسواسطے یہ مہدی نہین ہین اور دعوی انکا باطل ہے چنانچہ تفصیل اسکی آیندہ بخوبی آویگی انشاء اللہ تعالی **عقیدۂ سوم** تصدیق مہدیت سید محمد جونپوری کی

فرض ہی اور انکار اونکی مہدویت کا کفر ہی اور سن نو سو پانچ ہجری سے اسطرف جسقدر اہل اسلام مشرق سے
مغرب تک اور جنوب سے شمال تک گذرے ہین اور گذرینگے سب بسبب اس انکار کے کافر مطلق ہین
مسلمان فقط یہی چند مہدوی دکھنی و ڈھونڈاری و گجراتی ہین اور امت محمدیہ تمین سنہ اوپر ہین
اسیقدر پر انحصار ہو گیا ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ چونکہ شیخ موصوف علامات مہدویت سے
عاری ہین تصدیق اونکے مہدویت کی مستلزم تکذیب مہدی حقیقی آیندہ کی ہی حرام ہی اور انکار
انکی مہدویت کا واجب اور موجب نجات و ثواب ہی اور اہل اسلام کو کافر کہنا کفر ہی کہ ان لوگون کی
شامت اعمال نے اونکو اس مین مبتلا کیا ہی عقیدہ چہارم شیخ موصوف اگرچہ افضل امت محمدی
ہین لیکن افضل ہین امرائے مومنین ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور علی مرتضی
رضی اللہ عنہم سے اور اعتقاد تمام اہل سنت بلکہ امت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ ہی کہ بعد انبیا و مرسلین
کے نہ کوئی امت محمدیہ مین افضل ان حضرات سے ہی اور نہ امم انبیائے سابقین مین عقیدہ پنجم سید محمد
جونپوری سوائے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے افضل ہین ابراہیم و موسی و عیسی و نوح و آدم اور تمام انبیا
و مرسلین سے اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ کوئی ولی اگرچہ اغواث و اقطاب و ابدال و اوتاد و ائمہ اہل بیت
و صحابہ و تابعین و مجتہد و مہدی کی قسم سے ہو ویسے درجے کسی پیغمبر کو نہین پہونچتا ہی انبیا و مرسلین تمام
خلائق سے افضل ہین اور انبیا و مرسلین بشر انبیا و رسل ملائک سے افضل ہین عقیدہ ششم سید محمد
جونپوری اگرچہ تابع تام ہین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیکن رتبے مین آنحضرت خاتم المرسلین کے برابر ہین
دونون مین ایک سر مو کمی و بیشی نہین ہی اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ کوئی امتی کیا بلکہ کوئی پیغمبر مرسل
یا فرشتہ مقرب رتبہ حضرت سید الاولین والآخرین خاتم الانبیا والمرسلین کو نہین پہونچتا ہی اور عالم وجود
مین کوئی موجود حضرت کا ہم رتبہ موجود نہین ہی اور بعد خداوند عالم کے عالم مین جو مقام و منزلت کہ
حضرت کے واسطے ہی کسی دوسرے کو نصیب نہین ہی کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر عقیدہ ہفتم
یہ کہ جو احادیث رسول خدا کے اور تفاسیر قرآن اگرچہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہون لیکن شیخ
جونپوری کے بیان و احوال سے مقابل کرکے دیکھنا اگر مطابق انکے احوال کے ہووین صحیح جاننا ورنہ غلط
جاننا اور اہل سنت کا اعتقاد اسکے بالعکس ہی یعنی مسلمان کو چاہیے کہ اپنے احوال کو احادیث و تفاسیر
کے مقابل کرکے آزماوے کہ جو مطابق نکلے اوسپر ثابت رہے اور جو احوال کہ اپنے مخالف احادیث و تفاسیر کے

پاوے اوس سے توبہ کرے ترک کیے اور وہ احوال پیدا کرے کہ مطابق سنت رسول اللہ اور شرب
صحابہ اور اہل بیت کے ہووین اس سبب سے انکو اہل سنت و جماعت بولتے ہین عقیدہ ہشتم
یہ کہ شیخ موصوف کو بالذات مفترض الطاعت جانتے ہین یعنی جو کچھ اونھون نے کہا یا کیا اوسکی اتباع
دوسرون پر فرض ہوگئی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ یہ مقام سواے حضرات انبیا علیہم السلام
کسی کے واسطے نہین ہے یہ انھین کیواسطے ہے کہ جسکو وہ فرض کہین وہ فرض ہے اور جسکو حلال
حلال ہے اور جسکو حرام کہین وہ حرام ہے اور جو کچھ وہ بلا مواظبت کرین وہ سنت ہے اور جس پر
عبادت کے مواظبت اختیار کرین وہ واجب ہو جاتا ہے اور سواے انبیا علیہم السلام کے دو
اطاعت بالتبع ہے یعنی انکا قول اگر مخالف احکام حضرات انبیا کے نہوگا اطاعت کی جاویگی اور اگر
ہوگا اطاعت نہ کرینگے عقیدہ نہم یہ کہ جیسا کہ قول شیخ جونپوری کا باوجود مخالفت نقل کے
التصدیق ہے یعنی اگر مخالف عقل و حس کے ہووے جب بھی واجب التصدیق ہے اور کلام
مین تاویل حرام ہے چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہے کہ ایک روز جامع مسجد مین تمام مہاجرین خلفاے م
میان خوندمیر نے ایک خاشاک ہاتھ مین پکڑ کر پوچھا کہ دیکھو یہ کیا ہے سب نے جواب دیا کہ خاشاک
کہا خوب دیکھو کہ کیا ہے بولے خاشاک ہے پھر کہا خوب دیکھو سب نے کہا کہ ہم دیکھتے ہین کہ خاشاک ہے م
نے کہا اسکو مہدی موعود نے شاہ کہا ہے سب نے کہا کہ شاہ ہے آمنّا و صدّقنا پھر ایک سنگریزہ ہا
لے کر ان سب بزرگون کو دکھلا کر کہا کہ یہ کیا ہے بولے یہ سنگریزہ ہے پھر کہا خوب دیکھو کیا ہے بولے
ہے پھر کہا کہ کیا ہے سب بولے کہ دیکھتے ہین کہ سنگریزہ ہے کہا کہ اسکو مہدی موعود نے
لاقیمت کہا ہے سب مہاجرین نے جواب دیا کہ آمنّا و صدّقنا ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہے جو کہ
مہدی مین شک لاوے یا تاویل کرے وہ آن مہدی سے نہین ہے انتہی اور آخر عقیدہ شریفیہ م
کہ جو شخص کہ بیان مہدی مین کچھ تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیان اوس ذات کے ہو
اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ شریعت محمدیہ بلکہ تمام شرائع آسمانی مین کوئی خبر و حکم مخالف
کہ عقل صحیح اوسکے استحالے پر یقین کرے نہین ہوتا ہے اور اگر بالفرض بظاہر کوئی حکم مخالف
کے معلوم ہو تو وہان وہ معنی ظاہری مخالف عقل مراد نہین ہین بلکہ وہ کلام مؤوّل ہے اور
تاویل اوسکے ہرگز مخالف عقل نہین ہین اور نہ تاویل موافق قواعد اصول کے کلام خدا و رسو

درست ہی البتہ بعضے احکام ایسے ہین کہ عقل بشری اوسکے ادراک لم و ماہیت سے عاجز ہی نہ یہ کہ عقل اوسکے بطلان پر دلیل یقینی کھتی ہو یا حس و مشاہدے مین بدیہی البطلان ہون اسیواسطے متکلمین اپنی کتابون مین امور متخیلۃ الاستحالہ کے ابطال استحالہ او اثبات امکان کے درپے رہتے ہین تاکہ دامن احکام شرعیہ غبار احتمال کذب سے پاک رہے بخلاف مہدویہ کے کہ گاہ کو شاہ اور گنکر کو جو ہر ایک کرکہ کذب محض ہی اوپر سے سر بیچ آمنا صدقنا کا سچ کر سچ جان لیتے ہین عقیدہ دہم یہ کہ سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پورے مسلمان ہین اور سوا انکے حضرت ابراہیم و موسی و عیسی و نوح و آدم اور تمام انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہین کہ کوئی پیغمبر نیم مسلم ہی اور کوئی پاؤ مسلمان اور کوئی اس سے بھی کم ہی چنانچہ پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالاے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالاے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسی زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسی علیہ السلام زیر ناف سے بالاے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہوجاوینگے انتہی اور انصاف نامے کے بارھوین باب مین لکھاہی کہ میان خوندمیر نے کہا کہ تمام عالم مین دو مسلمان معلوم ہوے ہین ایک محمد رسول اللہ دوسرے میران محمد جونپوری میران موصوف نے جواب دیا کہ ہان ایسی ہی بعضے پیغمبرون کا سر مسلمان ہوا تھا اور بعضون کا ناف تک اور بعضون کا سینہ اور پہلو اور بعضون کے دونون پہلو مسلمان ہوگئے تھے مگر یہی دو تن تمام مسلمان ہوئے ہین انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ درجۂ اسلام کمتر ہی درجۂ نبوت و رسالت سے انبیا و مرسلین ہوکر اسلام مین ناقص رہنا کیا معنے بلکہ تمام حضرات انبیا پورے مسلمان کامل الاسلام والایمان ہین بجہت اسلام سے ان مین کچھ تفاوت نہین ہی اور ایسی جہت نبوت سے بھی ان مین کچھ تفاوت نہین ہی وصف نبوت مین سب برابر ہین کہ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ الآیہ اور حدیث صحیحین مین ہی کہ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَآءِ اور ایک روایت مین ہی کہ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَآءِ اللّٰهِ تعالی یعنی ایک پیغمبر کو دوسرے پر اصل نبوت مین تفضیل نہ دو کہ نبوت مین سب برابر ہین اور تفاوت درجات کہ انبیا علیہم السلام مین ہی بسبب ان خصائص و اوصاف کے ہی کہ منصب نبوت کے سوا کے فضائل زائدہ کی قسم سے ہین یعنی کوئی نبوت کے سوا فرمان رسالت بھی ساتھ رکھتا ہی اور کسیکے واسطے طغراے اولو العزمی بھی چمکتا ہی اور کوئی روح اللہ ہی تو کوئی کلیم اللہ ہی اور کوئی

یعنی عیسی ۱۲
یعنی موسی ۱۲

خلیل اللہ ہی تو کوئی حبیب اللہ ہی کسیکو خلافت ہی تو کسیکو شفاعت ہی کسیکو ملک و تاج ہی تو کسیکو خاتمت و معراج ہی چنانچہ اسی طرف اشارہ ہی تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

عقیدہ یازدہم یہ کہ تصحیح مہدی کا اعتقاد رکھنا فرض ہی اور اوسکے انکی اصطلاح میں یہ معنی ہین کہ تمام ارواح انبیا اور رسل اولی العزم اور اولیا بلند مرتبہ اور تمام مومنین و مومنات آدم سے اس دم تک شیخ جونپوری کے حضور مین عرض کی جاتی ہین اور شیخ مذکور انکا داخلہ اور موجودات دیکھتے ہین اور حق تعالی کا اون ارواح کو حکم ہوتا ہی کہ تم نے جس محل سے نور لیا تھا پھر اوس محل سے مقابلہ کرکے تصحیح کرو اور جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان مردود ہوا وہ عند اللہ بھی مردود ہی اور تفصیل اسکی مطلع الولایت مین موجود ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شیخ جونپوری نے اپنے داماد خوندمیر کو کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہی میان خوندمیر کے پاس بھی ہوگی انتہی و اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ یہ عقیدہ سراسر باطل و ضلال ہی کیونکہ وہ ملائکہ اور بشر مین کسیکو اس قابل نہین جانتے ہین کہ حضرات انبیا و مرسلین اوس سے نور لیوین اور پھر مقابلہ اور تصحیح کے واسطے اوسکے حضور مین حاضر ہوین اور مدار مقبولی اور مردودی کا یہ شخص ٹھہرے استغفر اللہ العظیم حضرات انبیا معزولی اور مردودی سے امین ہین بلکہ اولیا و مومنین بھی جبکہ بحسن خاتمہ اس عالم سے روانہ ہوئے بیفکر ہوگئے اب انکی مردودی غیر متصور ہی سبحان اللہ حضرت خاتم المرسلین باوجود اس شان و تمکین کے بھی نہین بول سکتے ہین کہ انبیا و مرسلین کی مقبولی و مردودی میرے قبول و رد پر موقوف ہی پس کجا شیخ جونپوری و خوندمیر

عقیدہ دوازدہم یہ کہ جب تک آدمی بچشم سر یا بچشم دل یا خواب مین خدا کو نہ دیکھے مومن نہین ہی مگر طالب صادق کہ اپنے دل کو غیر حق سے پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہوکر ہمیشہ مشغول بخدا رہے اور دنیا اور خلق سے عزلت اختیار کرے اور خودی سے باہر آنے کی ہمت کرتا ہو وے ایسے شخص کے حق مین بھی انکے مہدی نے حکم ایمان کا کیا ہی چنانچہ عقیدہ خوندمیر مین مذکور ہی غرض کہ یہ چار قسم کے لوگ یعنی بچشم سر یا بچشم دل یا بخواب خدا کے دیکھنے والے اور طالب بدرکہ تمام دنیا اور خلق کو چھوڑ کر زاویہ عزلت مین ہمیشہ مشغول بخدا ہین مومن ہین اور باقی سب انکے مہدی کے نزدیک کافر ہین پس وا برحال مہدویان جاہل کہ ان چارون قسم سے باہر ہین یہ بیچارے اہل سنت کے نزدیک خارج زمرہ اہل سنت سے اور مہدی کے نزدیک خارج زمرہ مسلمین سے ہین افسوس از ینجا رانده وز انجا مانده

نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے کاش ادھر اہل سنت مین آجاتے تو صورت نجات کی ہوتی کیونکہ اعتقاد اہل سنت مین خدا کے دیکھنے پر ایمان موقوف نہین ہی بلکہ یہ لوگ بن دیکھے خدا پر ایمان بالغیب لائے ہین اسیواسطے اللہ انکی مدح فرماتا ہی کہ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ اور اتفاق ہی اہل سنت کا بلکہ امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا مین بچشم سر کسی کے واسطے واقع نہین ہی سوائے حضرت رسالت کے شب معراج مین بلکہ بعضون کا اس مین بھی اختلاف ہی تفصیل اسکی دلیل شانزدہم مین آویگی انشاء اللہ تعالی **عقیدۂ سیزدہم** یہ کہ بموجب فرمانے شیخ موصوف کے تین پہر خدا کا ذکر کرنیوالا منافق ہی اور چار پہر ذکر کرنے والا مشرک ہی اور پانچ پہر کا ذکر کرنے والا مومن ناقص ہی اور آٹھہ پہر کا ذکر کرنے والا مومن کامل ہی پس اسی سبب سے انکے نزدیک کسب حرام ہی کیونکہ انکے نزدیک حالت کسب مین یاد الٰہی متعذر ہی حاصل ہوا کہ ان کے میران سے نزدیک مہدوی لوگ اگر تین چار پہر بھی ذکر خدا کرین تو بھی منافق و مشرک ہین چہ جائے آنکہ مہدویون مین ستمرذاکر بھی لاکھون مین ایک بھی نظر نہین آتا ہی غرض کہ اس فرمان نے بھی مہدویون کے دین و ایمان کو تاراج کیا اور تفصیل اسکی بدلقی شانزدہم مین آویگی اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ آدمی جب تک اعتقادات اسلامیہ صحیح رکھتا ہی کسی عبادت کے ترک اور کسی گناہ کے ارتکاب سے منافق و مشرک نہین ہوتا ہی بلکہ مومن گنہگار رہتا ہی جبکہ عبادت مفروضہ کے ترک سے کافر نہین ہوتا تو دوام ذکر کہ نوافل و مستحبات سے ہی اوسکے ترک سے کیونکر مشرک و منافق ہوگا اگر کرے گا درجات اعلی پاویگا اور اگر نہ کرے گا مومن بلا شبہہ رہے گا **عقیدۂ چہاردہم** یہ کہ اشیائے دنیوی اگرچہ حلال و مباح ہون اومین مشغول رہنے والا بلکہ اوسکا ارادہ رکھنے والا کافر ہی جیسا کہ انصاف نامے کے باب پنجم مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہی چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ انکا مرید ہوا اور ان مین مشغول ہو وہ کافر ہی اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہی اگر کوئی شخص اوسکے ساتھ صحبت رکھے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھ الفت رکھے وہ ہماری آل سے نہین ہی اور آل محمدی سے نہین ہی اور آل خدا سے نہین ہی انتہی دیکھیے کہ مہدویون مین یہ سب اشیا بکمال حرص و رغبت موجود ہین اور وہ بخوبی ان مین مشغول ہین اور اہل دولت کے در پر شب و روز مانند پروانون کے دست بستہ حاضر ہین پس انکے مہدی کی زبان درفشان سے خطاب کفر ان کو مبارک باد اور جب

مہدی نے کہا کہ ہماری آن سے نہین ہی تو غیر مہدی ہونا ان پر صادق ہوا غرض کہ ان عقائد
ثلثہ متصلہ سے ثابت ہوا کہ ان بزرگ نے ان لوگون کو سب سے چھوڑا کر زمرہ اہل سنت سے اپنی طرف
بلاکر صلا وسکا یہ دیا کہ ان خطابات کفر و شرک و نفاق سے سرفراز فرمایا اب مہدویون نے لاچار ہو کر
ایسا مقرر کیا ہی کہ اگرچہ عمر بھر بموجب فرمان صدق ترجمان مہدی کے کافر رہے لیکن مرتے وقت
کسی میان کے ہاتھ پر برائے نام کچھ کلمات ترک کے ادا کر کے مسلمان ہو جانا اور ان خطابات
مہدی سے کسی طرح اپنا پیچھا چھوڑانا تحقیق اس امر کی کہ یہ ترک کچھ مفید نہین ہی بد حلفی ہم کے
بیان مین آویگی انشاء اللہ تعالیٰ یہ مقام فقط نقل عقائد کا ہی نہ ایراد دلائل کا لیکن قطع نظر اوس سے بھی
لازم آیا کہ باپ دادا مین زندہ مہدوی بموجب ارشاد مہدی کے کافر و غیر مہدی ہوتے ہین اور زیر زمین مردہ البتہ
مہدوی و مسلم ہین نتیجہ تمام اعمال حالت زندگی کے ناچیز ٹھہرے کیونکہ اعمال حالت کفر کے نامقبول محض
ہوتے ہین اور حقوق الناس کہ ہر حال مین قابل مواخذہ ہین ان کے ہمراہ رہینگے تب بھی نجات
مشکل ہی اور زندہ مہدویون کو کہ بموجب فرمان مہدی کے حالت کفر مین ہین اور آن مہدی سے
خارج ہین ہم سے باب مذہب مین گفتگو لاحاصل ہوگی غرض کہ مسودہ اوراق نے ہر چند کہ جادہ احتیاط
کا اختیار کیا کہ اپنی طرف سے تمام کتاب مین امیدوار نکی تکفیر سے زبان و قلم کو آلودہ نہ کیا لیکن یہ امر لاعلاج ہی
کہ خود مہدی ایسے درپی ہین کہ اونکی تکفیر سے انکو نجات دشوار ہی کیونکہ حسب ملبوسات و ماکولات و زنان
و فرزندان وغیرہ کفر ٹھہرا ادنیٰ سے اعلیٰ تک امیر و فقیر و پیر و پیرزادہ سب اس مین گرفتار ہو گئے
بخلاف اہل سنت کے کہ اون کے اعتقاد مین یہ آفات بالکل نہین ہین اسواسطے کہ مال حلال خواہ
کثیر ہو یا کم ہووے جب اوسکی زکوۃ ادا ہوئی باقی پاک ہو گیا اوس کا رکھنا نہ گناہ ہی نہ کفر اور صحت اسکی
خود قرآن سے ثابت ہی اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید مین جابجا زکوۃ دینے والون کی مدح فرماتا ہی
اور زکوۃ اوس کا نام ہی کہ مال نصاب مین سے بعد گذرنے تمام سال کے چالیسوان حصہ خیرات
کرنا سو اگر تمام سال رکھنا مال کا کفر ہوتا تو اللہ تعالیٰ مدح کاہے کو فرماتا اور اگر بعد ادائے چالیسوین حصے کے
بقیہ انتالیس حصے پاک نہ ہو جاتے تو کاہے کو فرماتا کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ
وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ عقیدہ پانزدہم یہ کہ ترک
وطن کرنا اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے صادقون کی صحبت اختیار کرنا فرض ہی چنانچہ شواہد کے

باب سی وسوم مین مرقوم ہی اور جو شخص کہ اس ہجرت وصحبت کو بجا نہ لاوے وہ منافق ہی چنانچہ عقیدہ میان خوندمیر مین کہ جسکو مہدوی امام العقائد بحر الفوائد بولتے ہین لکھا ہی کہ ہر کہ مہدی را قبول کردہ است واز ہجرت وصحبت وی باز ماندہ ہست او را حکم منافقی بدین آیت باید کرد کہ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا انتہی حالانکہ اس آیت سے یہ ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ تارک ہجرت منافق ہی علاوہ یہ کہ اس آیت مین خود ہجرت کا سرے سے ذکر نہین ہی چہ جائیکہ تارک ہجرت کے نفاق کا ذکر ہووے اس مین فقط جہاد کرنے والون کا اور بلا عذر جہاد ترک کرنے والون کا ذکر ہی سو خود مہدی اس مین گرفتار ہین کہ ابتدائے مہدویت سے تا دم مرگ کبھی جہاد نہین کیا اور خلفا نے بھی سنت جہاد کفار کو قائم نہ کیا بلکہ حکام اہل اسلام سے بغاوت کر کے مسلمانون کے ساتھ کبھی کبھی قتال و جدال برپا کیا ہی اس آیت سے استدلال اوپر نفاق تارک ہجرت کے کرنے سے حال قرآن فہمی شیخ محمود اور میان خوندمیر کا معلوم ہوا اور اس قسم کی خوش فہمی کا ذکر اس کتاب مین بکثرت آویگا اور سب پر ظاہر ہی کہ یہ ہجرت اصطلاحی اس قوم کی شریعت محمدیہ مین ہرگز مشروع نہین بلکہ مکروہ ہی اسواسطے دین محمدی مین ہجرت اسکا نام ہی کہ ملک کفار سے ہجرت کر کے دار الاسلام مین توطن اختیار کرنا نہ یہ کہ اپنا فقط وطن ترک کر کے اوسی حکومت کی دوسری بستی مین جا رہنا جیسا کہ خلفائے شیخ جونپوری نے کیا کہ گجرات مین اپنے اپنے اوطان سے نکل کر پھر اوسی اقلیم کے دوسرے بلاد و دیہات مین اونھین سلاطین اہل سنت کی حکومت مین عمر بسر کی یہ قسم رہبانیت سے ہی کہ شرع محمدی مین ممنوع ہی کہ لا رهبانية في الاسلام اہل اسلام کے نزدیک اس حرکت کا ترک موجب ثواب و اجر ہی نہ موجب نفاق یہ اعتقاد بھی سند عقائد سابقہ کے مہدویان حال کے نفاق کا مثبت ہی کہ اکثر یہ لوگ اپنے اوطان و جائے پیدائش کے بلاد مین مرتے ہین اور ترک ہنگام مرگ سے بھی یہ نفاق دفع نہین ہوتا کیونکہ اگر اوسوقت بالفرض دنیا ترک ہوئی لیکن ہجرت وطن سے کہان ہوئی پس خطاب منافقی کا جانب مہدی سے موجود ہی باعث کہ کیسی حیلہ کرین مگر مہدی کے ان خطابات والقاب سے نجات نہین ملتی ہی عقیدہ شانزدہم یہ کہ شیخ محمد صاحب جونپوری کو نبی بلکہ رسول

ف
التخطئہ شیخ محمود
اور میان خوندمیر
نہم آیت مین

صاحب شریعت تازہ جانتے ہین اور اس شرع ایجاد فقیر کے بعض احکام کو ناسخ بعض احکام شرع محمدی
کا سمجھتے ہین بیان اسکا یہ کہ نبی اصطلاح اہل اسلام مین اوس انسان کو کہتے ہین کہ اوسکو اللہ تعالی اپنے
محض لطف سے سائر الناس مین سے برگزیدہ فرما کر ارشاد و ہدایت خلق کے واسطے مقرر فرماوے
اور اوسکی طرف اپنے اوامر و نواہی و معارف و حقائق بقدر حاجت وحی کرے خواہ بواسطہ فرشتے
کے یا بلا واسطہ فرشتے کے بطور الہام یا منام وغیرہ کے اور ان مقدمات دینی مین وہ شخص معصوم فی العلم
ہووے یعنی وحی اوسکی قطعی و یقینی ہووے کہ اوس مین اصلاً گمان احتمال وساوس شیطانی اور خیالات نفسانی کا
نہ ہووے اور اسی طرح معصوم فی العمل بھی ہووے یعنی بعد حصول اس مرتبے کے اللہ تعالی اوسکو گناہ کبیرہ مطلقاً
اور صغیرہ خسیسہ عمداً اور سہواً اور صغیرہ غیر خسیسہ عمداً سے معصوم رکھے یہ نبی محض ہوا اور اوسکی نبوت یا احکام
و اخبار کا منکر اور اہانت کرنے والا اور بغض رکھنے والا کافر ہوتا ہی اگر باین ہمہ اوسکے ہمراہ کوئی کتاب
یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا بھی ہو وہ رسول ہوا اور درجہ نبوت پر مرتبہ رسالت اضافہ ہوا یہ
خلاصہ ہی شرح مواقف اور شرح مقاصد وغیرہما کے مواضع متفرقہ کا اب ملاحظہ کیجیے کہ مہدویہ
شیخ موصوف مین ان تمام امور نبوت اور رسالت کا اعتقاد رکھتے ہین اگرچہ نام مہدویت کا
لیتے ہین لیکن فقط نام کیا کام آتا ہی کام حقیقت سے ہی اور حقیقت نبوت و رسالت کا اعتقاد
ان کی کتابون معتبر سے بخوبی ثابت ہی اجمالاً اور تفصیلاً اجمالاً یہ کہ شواہد کے تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ
مہدویت اور نبوت مین نام کا فرق ہی اور کام اور مقصود ایک ہی اور تفصیلاً یہ ہی کہ انکا محض لطف الٰہی
سے سائر الناس مین سے برگزیدہ ہو کر مامور خدمت ارشاد و ہدایت پر ہونا تمام کتابون مین مرقوم ہی چنانچہ مطلع الولایت
مین لکھا ہی کہ اول بارہ برس تک امر الٰہی ہوتا رہا اور میران وسوسۂ نفس و شیطان سمجھ کر ٹالتے رہے
اور بعد بارہ برس کے خطاب باعتاب ہوا کہ ہم روبرو سے فرماتے ہین تو اسکو غیر اللہ سے سمجھتا ہی بعد اوسکے بھی
شیخ موصوف اپنی عدم لیاقت وغیرہ کا عذر پیش کر کے آٹھ برس اور ٹالتے رہے بعد بیس برس کے
خطاب باعتاب ہوا کہ قضائے الٰہی جاری ہو چکی اگر قبول کرے گا ماجور ہوگا ورنہ مہجور ہوگا انتہی ملخصاً
اور ام العقائد مین لکھا ہی کہ او ذات خویش را بامر خدا بمہدویت اظہار کرد ایضاً او فرمودہ است حق تعالی
کہ مارا فرستادہ است مخصوص برائے آن بندہ است کہ آن احکام و بیان کہ تعلق بولایت محمدی دارد بواسطۂ ما
ظاہر شود اور رسالہ فرائض سید میران جی مین لکھا ہی کہ فرض پانزدہم خصوصیت بعثت مہدی کے بہ اطاعۂ

وبیان نمودن احکام ولایت محمدی دانستن انتہی اور سوا ے اسکے تمام کتب قوم سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ
من جانب اللہ محض لطف الٰہی شیخ جونپوری واسطے ہدایت خلق کے بتاکید تمام مبعوث ہین اور یہی طرح مقدمہ
دوم یعنی وحی احکام وغیرہ کی بطور قطعیت کے خدا کی طرف سے ہونا بھی انکی کتابون مین جابجا مسطور ہی چنانچہ
ام العقائد مین لکھا ہی کہ شیخ موصوف فرماتے ہین کہ جو حکم کہ مین بیان کرتا ہون خدا کی طرف سے بامر خدا
بیان کرتا ہون جو کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا اور رسالۂ فرائض مین
لکھا ہی فرض چہارم مہدی را نمودن واسطہ ہر روز نو تعلیم از خدا دانستن پنجم تمام احکام مہدی ثابت بامر اللہ
دانستن ششم ہر اعمال و بیان مہدی از تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیہ السلام دانستن اور رسالہ اعتقادیات
و عملیات مین عالم میان نے لکھا ہی کہ منصب اخذ علم و حکم کا حضرت کو حق تعالی سے اور روح مقدس نبی سے
ہی اور علم و حکم حضرت کا یقینی قطعی ہی اب ان بزرگ کے عبارات وحی و دعائی مین سے ایک عبارت بطور نمونے کے
لکھی جاتی ہی ابتدا ے رسالہ ام العقائد مین لکھا ہی قال الامام المهدی صلی الله علیه وسلم علمت
من الله بلا واسطة جديد اليوم قل اني عبد الله تابع محمد رسول الله محمد مهدی
الزمان وارث نبي الرحمن عالم علم الكتاب في الايمان مبين الحقيقة والشريعة
والرضوان انتہی اور اسی طرح مقدمہ سوم نبوت کا یعنی معصوم فی العلم والعمل ہونا اسپر بھی تمام مہدیون کا
اتفاق ہی چنانچہ اعتقاد معصوم فی العلم ہونے کا مقدمۂ دوم سے بھی ثابت ہوا اور معصوم فی العمل ہونا
بھی سب کا اعتقاد ہی چنانچہ رسالہ اعتقادیات عالم میان مین لکھا ہی مسئلہ مہدی موعود علیہ السلام
تابع تام ہین نے خطا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلکہ معصوم عن الخطا ہین الخ مسئلہ کسی مجتہد یا مفسر کا
قول موافق حکم و بیان مہدی کے نہ ہووے تو وہ قول خطا ہی مسئلہ احادیث آحاد جو نقلیہ ہین حضرت کے
حوال یا افعال یا اقوال کے مخالف ہووین تو وہ احادیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین ہین بلکہ کسی
راوی کی غلطی ہی مسئلہ جائز نہین ہی کہ قول یا فعل حضرت کا مخالف کسی امر قطعی شرعی کے ہو کیونکہ جو
امر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق یقین کے حدیث متواتر صریح المعنی سے یا نص صریح قرآنی سے
یا اتفاق و اجماع سے امت مکرمہ کے ثابت ہوا اوس کا خلاف مخالف ہی اتباع کا انتہی غرض کہ شیخ موصوف
کے افعال و اقوال ایسے معصوم ہوے کہ اقوال مجتہدین و مفسرین بلکہ احادیث سید المرسلین اوسکے مقابلے
مین غلط و خطا پر محمول کی جاتی ہین اور اسی طرح مقدمۂ چہارم یعنی انکے مقام و احکام کا انکار کفر ہونا بھی اعتقاد

اتفاقی مہدویہ کا ہی چنانچہ عقیدۂ خوندمیر مین ہی کہ مہدی سے فرمایا ہی کہ جو حکم کہ بیان کرتا ہون بہ
سے بامر خدا بیان کرتا ہون جو کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا
فرائض مین لکھا ہی کہ فرض دوم یہ ہی کہ منکر مہدی کو کافر جاننا اور فرض ششم یہ کہ منکر ایک ح
مہدی سے عند اللہ ماخوذ جاننا اور آخر اوس رسالے مین ہی کہ بجز ایمان آوردن بہرین جملہ
داشتن و عمل کردن بران و دور بودن از تاویل و تحویل آن شمار در گروہ مہدی نباشد و امید
فلاح و نجات ہم نیست انتہی غرض کہ تمام لوازم نبوت انکے اعتقاد مین شیخ موصوف کے
ہونے اب باقی رہا درجہ رسالت کا یعنی کتاب یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا ان میں ونواہ
جوامر پایا جاوے رسالت ثابت ہوتی ہی چونکہ امر اول دشوار تھا اوسکو اختیار نہ کیا اسواسطے کہ ک
نہین سکی کیونکہ ایک عبارت وحی کہ مقدمۂ دوم مین منقول ہوئی خطاؤن لفظی و معنوی سے
تفصیل اوسکی بحث تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی اگر رسالہ کتاب بنتی گویا کتاب المخلط
البتہ فقرات وحی متفرق کتب مہدویہ مین موجود ہین کہ بعض عربی اور بعض ہندی اور بعض
ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہندی فقرہ بھی وحی ہوا ہی سید محمد دعوی مہدویت کا کہلاتا ہی تو
ظالمان مین کروگا چنانچہ شواہد کے باب ہفدہم مین لکھا ہی واہ کیا فصیح و بلیغ فقرہ اترا کہ تم
اسکی فصاحت نے حیران کردیا اگر ایسے سب فقرات وحی ایک جا کرلین ایک رسالہ مختلف اللغات
کریمہ فَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا کا ہوسکتا تھا مگر نہ کیا
اکتفا کیا یعنی شریعت جدیدہ و ناسخ بعضے احکام شریعت محمدیہ کا دعوی کیا بیان اسکا یہ ہی کہ
احکام شرعیہ اوامر و نواہی کو کہتے ہین سو شیخ موصوف نے دعوی کیا کہ مجپر احکام خدا کی طرف
بتدریج نازل ہوا کرتے ہین اور وہ احکام مانند احکام قرآنی کے ہین بلکہ اوس سے بھی
احکام قرآنی بعض فرض ہین بعض مستحب بعض مباح ہین یہان جو مونہہ سے نکلا
بلکہ ایمان ہی کہ اون پر عمل نکرنے سے خارج مہدویت سے ہوجاتا ہی چنانچہ عبارت
رسالۂ فرائض سے معلوم ہوتا ہی اور خروج مہدویت سے بعینہ خروج ایمان و اسلام سے
یہ کہ عبارت قرآنی مین بعض جا توجیہ و تاویل بھی درست ہی چنانچہ مؤول و مجاز و کنایہ سے
سے ہین یہان تاویل و توجیہ مطلقا کفر ہی چنانچہ آخر رسالۂ مذکورہ سے مستفاد ہی

جونپوریہ پوربیہ کو میان خوندمیر نے رسالۂ عقیدہ مین اجمالاً بیان کیا اور کہا اوسکی ابتدا مین کہ المقصود بندہ سید خوندمیر بن موسی عرف چہجو این احکام از زبان سید محمد مہدی علیہ السلام شنیدہ است واو فرمودہ است حکمی کہ بیان می کنم از خدا وبامر خدا بیان می کنم ہر کہ ازین احکام یک حرف را منکر شود او عند اللہ ماخوذ گردد الخ اور انتہا سے رسالہ مین کہا کہ ای طالبان حق کہ مہدی را قبول کردہ اید معلوم باد این احکام کہ مذکور است از اول تا آخر وقت رحلت آن ذات ما دام کہ این بندہ در صحبت وے بود در ہیچ حکم از ان احکام تفاوت نیافتیم وبرین جملہ اعتقاد وایمان داریم ہر کہ در بیان وے چیزی تاویلے ویا تحویلے کند او مخالف بیان آن ذات باشد تمت بعدہ سید میران جی نے اون احکام کو تفصیلاً بیان کیا اور کہا کہ منکہ سید میران جی بن سید سلام اللہ ام بر جملہ مصدقان مہدی واضح ولائح باد کہ حاصل احکام محکمات مہدی کہ در عقیدہ بندگی میان سید خوندمیر رضی اللہ عنہ مذکور اند مجموع سی حکم اند بعضے از ان فرائض اعتقادی برخی از ان فرائض عملی اند الخ یہ رسالہ بالتمام بحث تسویہ مین منقول ہوگا انشاء اللہ تعالی حاصل اس رسالے کا یہ ہی کہ احکام مذکورہ سے بیش فرض اعتقادی ہین اور دس فرض عملی ہین اور سوا ے انکے اور فرائض بھی ہین لیکن وہ سب انھین بیش کے فروع ہین چنانچہ بعض ان احکام کے ضمن عقائد گذشتہ مین مذکور ہوچکے اور باقی رسالہ مذکورہ سے معلوم ہونگے غرض کہ یہ احکام شریعت نازہ ہین سوا ے شریعت محمدیہ کے کیونکہ شریعت محمدیہ کا ماخذ قرآن اور زبان حضرت رسالت پناہ اور دونون کے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی کہ انکا بیان واضح اور کھلا ہوا ہی کہ وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ وَقُرْاٰنٌ مُّبِينٌ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ پس اگر قرآن یا زبان آنحضرت سے یہ احکام مستفاد ہوتے اسقدر اب تک مخفی نہ رہتے کیونکہ ایسے احکام مؤکدہ کو مجمل ومہمل رکھنا مخالف خدمت تبلیغ رسالت کے ہی اور اگر کہین کہ بیان ان احکام کا زبان مہدی سے مقصود تھا تو وہی مضمون واحد ہوا کہ اس شریعت کو بعد نو سو برس کے شریعت محمدی سے ظاہر کرنا منظور تھا اور یہ احکام بعضے احکام شریعت محمدیہ کے ناسخ ہین اسواسطے کہ نسخ کہتے ہین تبدیل وازالہ احکام شرعیہ کو دوسرے احکام شرعیہ سے اور احکام شرعیہ سات قسم ہین فرض واجب سنت مندوب حرام مکروہ مباح اور انکی تبدیل بطریق شرعی یعنی مستحب کو فرض کر دینا یا مباح کو حرام کر دینا یا مکروہ کو فرض کرنا یا حرام کو فرض کر دینا وعلی ہذا یہ سب نسخ کہلاتا ہی چنانچہ اتقان وغیرہ مین اوسکی تفصیل ہی اور اسی طرح شیخ جونپوری نے کہا کہ ذکر کثیر باجماع امت شریعت محمدیہ مین مستحب تھا شیخ نے فرض کر کے اوسکا استحباب منسوخ کر دیا چنانچہ عقیدۂ سیزدہم

ین مسطور ہوا اور اسی طرح عزلت خلق سے اور صحبت صادقون کی اور پرہیز ماسوا اللہ سے کہ مستحب ہی فرض
کیا اور تدبیر و تردد و میراث و تعیین معاش اور خروج دائرہ یعنی تکیہ سے کہ مباح تھا حرام ٹھہرایا اور بلا وجہ
وطن چھوڑنا کہ قسم ہجرت سے ہی اور مکروہ تھا اوسکو فرض ٹھہرایا اور اعتقاد مساوات مہدی کا ساتھ
حضرت رسالت کے کہ حرام تھا اوسکو فرض و ایمان ٹھہرایا اور ترک تمام اسباب دنیا کہ مستحب تھا اوسکو فرض کیا
و قس علی ہذا اور ان فرائض کو عین ایمان ٹھہرایا کہ انکا تارک کافر و منافق قرار پایا چنانچہ عقائد سابقہ مین
مذکور ہوچکا اور سوائے نمازون فرض کے ایک اور نماز ششم فرض ٹھہرائی وہ دوگانہ ستائیسوین رمضان
کا ہی اور سوائے زکوۃ فرض اسلامی کے ایک عشر فرض کیا کہ زکوۃ سے بمراتب سخت تر ہی یعنی اللہ تعالی نے
زکوۃ باین آسانی فرض فرمائی کہ جب آدمی ساڑھے باون تولے چاندی یا بیس مثقال سونے کا مالک ہووے
اور فارغ حوائج اصلیہ اور قرض سے ہو کر ایک سال کامل اوس پر گذرے تب چالیسوان حصہ اوسکا فقرا کو دینا اوپر
فرض ہی اور شیخ جونپوری نے یہ فرض نکالا کہ آدمی جب بقدر مال کا مالک ہووے قلیل ہو یا کثیر اوسکا دسوان حصہ
خیرات کرنا اوس پر فرض ہوا یہ عبادت مالی ہی برابر زکوۃ کے چنانچہ کتاب بدۃ الطاہرین تصنیف سید عبدالرحیم
بن اسحق بن عبدالحی مہدوی مین مذکور ہی اور رسالہ فرائض مین بھی اسکا اشارہ موجود ہی غرض کہ یہ عشرہ
عشر نہین ہی جو کہ حاصل زمین سے شرع مین مقرر ہی بلکہ یہ ایک تشریع جدید ہی مانند احکام مذکورۃ الصدر کے
اور نماز ششم اون تینون احکام سے بھی زائد ہی بالجملہ احکام شریعت جونپوریہ کے بعضے محض شرع جدید ہین
اور بعضے باوجود شرع جدید ہونے کے بعضے احکام شرع قدیم محمدی کو منسوخ بھی کرتے ہین پس ثابت ہوا کہ شیخ
جونپوری مہدویون کے اعتقاد مین رسول صاحب شریعت جدیدہ و ناسخ شریعت محمدیہ کے ہین کیونکہ ناسخ کو سب
احکام کا نسخ ضرور نہین ہی بلکہ بعض احکام کا نسخ بس ہی چنانچہ حضرت عیسی فرماتے ہین وَلِاُحِلَّ لَکُم بَعضَ
الَّذِی حُرِّمَ عَلَیکُم پس مذہب مہدویون کا مخالف ہوا نص قرآنی کے کہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ
مِّن رِّجَالِکُم وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّین اور باطل ہوئی توجیہ مہدویون کی کہ کہتے ہین کہ
خاتم النبیین سے مراد یہ ہی کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدیدہ بعد آنحضرت کے پیدا نہ ہوگا اور اگر نبی متبع شریعت
محمدیہ کا پیدا ہووے منافی آیت مذکورہ کا نہین ہی اور شیخ جونپوری پیغمبر متبع ہین چنانچہ عالم میان رسالۃ الاعتقاد
مین لکھتے ہین پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا اس اوصاف پر متبع اس شرع شریف کے ہو کر نہین مخالف ہی
کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی متشرع ہونا شرع شریف سے ممنوع ہی نبی متبع ہان حضرت

عقیدۂ ہفدہم [illegible]

متبع ہین نہ مشرع انتہی اور بوجہ بطلان ظاہر ہی کہ خود انہین کے عقائد سے مہدی کا نبی مشرع ہونا ثابت ہوا پس
موافق اقرار مہدویہ کے بھی انکا اعتقاد مخالف قرآن و سنت و اجماع امت کے ہوا علاوہ یہ کہ مقصود نبی
متبع سے کیا ہی اور معنی آیت کے کیا ہین یہ بھی اب تک ان بزرگوارون کی فہم مین نہین آیا ہی بحث اسکی
بہ تفصیل باب تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی یہان اسی قدر کافی ہی **عقیدۂ ہفدہم** مہدویونکا
اعتقاد یہ ہی کہ شیخ جونپوری بعد منصب نبوت و رسالت کے بعضے صفات الوہیت مین اللہ تعالی کے
ساتھ بھی شریک ہین چنانچہ یہ صفت الٰہی کہ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَعْلَمُ
مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ
حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ کہ صفت علم الٰہی
ہی اور جا بجا جناب باری اسکو اپنے واسطے خاص فرماتے ہین شیخ موصوف بھی اس مین خدا کے ساتھ
شریک ہین کہ اسی طرح کا علم غیب انکو بھی حاصل ہی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین لکھا ہی
کہ شیخ موصوف نے کہا کہ حق تعالی نے بندے کو احوالات جملہ موجودات کے ایسے معلوم کر دیے ہین جیسا کہ
کوئی دانہ رائی کا ہاتھ مین رکھتا ہو اور ہر طرف پھرا کر لمحہ لمحہ پہچانے اور واقف ہو اور انتخاب عقائد مین لکھا ہی
کہ مہدی نے کرات و مرات کہا ہی کہ بندے کو مقام و مراتب جملہ انبیاء و اولیا و مومنین و مومنات کے بلکہ احوال
جملہ موجودات کے ایسے معلوم ہو گئے ہین جیسا کہ صراف سکے سونے اور چاندی کو ہاتھ مین لے کر ہر طرف
پھراتا ہی اور لمحہ لمحہ پہچانتا ہی انتہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شیخ مذکور نے اپنے خلیفہ دلاور کے حق مین کہا
کہ میان دلاور کو عرش سے تحت الثری تک ایسا روشن ہی جیسا کہ ہاتھ مین رائی کا دانہ ہوئے انتہی دیکھیے
بڑے میان تو بڑے میان چھوٹے میان سبحان اللہ خود بدولت کو تو جملہ موجودات کہ جس مین سموات
و ارض و ما بینہما سب داخل ہی مانند دانے رائی کے یا مثل روپی اشرفی کے ہاتھ مین تھے مریدین کے ہاتھ
مین بھی عرش و فرش مانند دانے رائی کے رکھا ہوا ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ یہ ایک نوع کی شرک
حقیقی کا دعوی ہی اسواسطے کہ شرک کی حقیقت یہی ہی کہ اللہ تعالی کی ذات یا صفات و افعال مین کسیکو
شریک جاننا یعنی ویسی صفت دوسرے کے واسطے بھی ثابت کرنا اور یہ فرق کچھ بکار آمد نہین ہی کہ یہ صفت
اللہ تعالی مین بالذات ہی اور بشر مین بواسطہ عطاء الٰہی ہی کیونکہ اللہ تعالی اپنی صفت غیر مین پیدا نہین
کرتا ہی کہ کوئی بشر مانند حق سبحانہ کے عالم موجودات یا خالق کائنات یا رازق حیوانات یا حافظ ارض

وسموات ہوجاوے استغفر اللہ العظیم پھر خدا اور بندے مین کیا فرق رہا انبیا علیہم السلام علم غیب سے نفی
کرتے ہین حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہین وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ
الْغَيْبَ اور حضرت رسالت پناہ کو حکم ہوا کہو وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ
الْخَيْرِ البتہ حضرات انبیا اور اولیا کو بعض اوقات بطور معجزہ اور خرق عادت کے بعض امور غائبہ کا انکشاف
۲ ہوتا ہی نہ یہ کہ مانند جناب باری کے جملہ موجودات غیب السموات والارض مانند دانے رائی کے منکشف ہین پھر
کیا فرق رہا علم بندہ اور علم خدا مین یہ دعوی صاف مخالف نص قرآن ہی کہ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی کہدو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نہین جانتے ہین جو کوئی آسمانون
مین ہین اور زمین مین ہین غیب کو مگر اللہ تعالی یہ شیخ جونپوری اور میان لاڈ اور بعضی تابعین اون مین ہین انکو علم غیب
کس طرح مخالف اس آیہ کریمہ کے ہوگیا عقیدہ مہدویہ ہی کہ عالم مین چند چیزین ایسی موجود ہین کہ مخلوق
خدا کی نہین ہین بعضی اون مین کل وجہ سے غیر مخلوق ہین اور بعضی من وجہ مخلوق اور من وجہ غیر مخلوق
ہین منجملہ اونکے شیخ جونپوری شیخ مہدی میان بھی ہین چنانچہ رسالہ جوہر نامہ مین لکھا ہی معلوم باد چند چیز غیر مخلوق
اند چنانکہ مبشر المتقدمین زبدۃ الواصلین بندگی میان سید قاسم صاحب در مکتوبات نوشتہ اند چون نور
اول و روح حقیقی و ولایت محمدی و جملہ کتب و صحائف این ہمہ غیر مخلوق اند و سوای این ہا کل اشیا بری
و بحری علوی و سفلی مخلوق اند حتی خاتمین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصور مخلوق اند انتہی پس اے عزیز
اہل تمیز ہمہ علمای اہل شریعت ولایت را مخلوق گویند و ہمہ اولیای اہل حقیقت قدیم و غیر مخلوق
گفتہ اند انتہی سبحان اللہ یہ عجیب و غریب اعتقاد ہی کہ خلافت آدم علیہ السلام سے دولت محمدیہ تک
کسی دین آسمانی مین یہ اعتقاد نہ ہوا ہی کہ سواے ذات وصفات حضرت واجب الوجود کے کوئی اور شی
بھی غیر مخلوق یعنی قدیم ہی تمام ملتون نبوت مین یہی اعتقاد رہا کہ ایک حضرت حق اپنی ذات وصفت
سے قدیم ہی اور باقی تمام عالم یعنی ماسوا اللہ مخلوق و محدث ہی کہ عدم سے وجود مین لایا گیا ہی اور
عدم سے وجود مین لانے والا اللہ تعالی ہی اور سب یہی لا قدیم الا اللہ و لا خالق الا اللہ عقیدہ اتفاقی
جمیع ملیین ہی پس یہ اعتقاد مہدویون کو ملت ایمان سے نہین پہونچا ہی بلکہ فلاسفہ یونان سے
ہاتھ لگا ہی کہ اونکے نزدیک سواے حضرت واجب تعالی کے بہت چیزین قدیم و غیر مخلوق ہین چنانچہ
عقول و سموات وغیرہا اونکے نزدیک قدیم و غیر مخلوق ہین یعنی کسی وقت مین معدوم نہ تھے بلکہ ہمیشہ

باری تعالی کے ہین تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا حالانکہ انصاف یہ ہی کہ ان پر بھی تہمت نہ چاہیے کرنا کیونکہ سب فلاسفہ بھی یہ اعتقاد نہ رکھتے تھے چنانچہ فلاطون وغیرہ جم غفیر فلاسفہ اس باب مین وہی اعتقاد رکھتے تھے جو کہ اہل اسلام رکھتے ہین اور جمیع اہل ملل و شرائع سے بنقل متواتر منقول ہی کہ تمام عالم حادث و مخلوق ہی البتہ بخلاف انکے ایک طائفہ حکما مثل معلم اول اور اوسکے اتباع مشائین اور شیخ الاشراق وغیرہ کا یہ مذہب مردود تھا کہ اوسی کو مہدویون نے بسر و چشم مقبول کیا ورنہ سب جمیع انبیا اور اہل شرائع اور جمہور حکماے کاملین سے اعراض و نکول کیا شعر

چند چند از حکمت یونانیان   حکمت ایمانیان را ہم بخوان

علاوہ یہ کہ زبدۃ الواصلین مذکور الصدر کا یہ کلام غیر مفہوم ہی بقولیکہ المضمون فی بطن الشاعر اب تک نہ کھلا کہ جوہر اول اور روح حقیقی سے کیا مراد ہی اور یہ دونون قدیم کہان تشریف رکھتے ہین اور جملہ کتب و صحائف سے اگر مراد کلام نفسی آلہی ہی تو وہ مانند دوسرے صفات باری تعالی کے قدیم ہی اوسکی تخصیص کی کیا وجہ ہی اور اگر مراد یہ حروف و کلمات مؤلفہ متلفظہ ہین تو وہ بالبداہتہ حادث و مخلوق ہین اور خاتمین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصور مخلوق سے کیا مراد ہی اگر وہی مراد ہی جو کہ مصنف جوہر نامہ مذکور نے آخر رسالے مین لکھا ہی کہ پہلی یہ عزیز خاتمین در علم قدیم ثابت اند در صورت مخلوق فی المعنی غیر مخلوق ازین سبب نسایہ نبود انتہی تو تخصیص خاتمین کی کیا وجہ بلکہ تمام اشیا علم قدیم آلہی مین ازل سے ثابت ہین پس باعتبار وجود علمی آلہی کے سب قدیم ہوے ہین اس قدم سے اشیاے مذکورہ کا قدیم ہونا ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ علم آلہی قدیم ہوا اور اشیا سب اپنے مرتبۂ ذات و وجود مین حادث و مخلوق ہین اور یہ کلام بھی مصنف مذکور کا اتہام محض ہی کہ تمام اولیاے اہل حقیقت ولایت کو قدیم و غیر مخلوق کہتے ہین اسواسطے کہ اولیاے اہل حقیقت کے نزدیک بالاتفاق ولایت محمدی کہ صفت نفس محمدی کی ہی مانند موصوف موصوف کے حادث و مخلوق ہی البتہ ولایت آلہیہ کہ صفت جناب باری تعالی کی ہی کہ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا حال اوسکا مانند حال صفات آلہیہ کے ہی واین کجا و آن کجا تمتہ الباب عقیدہ تسویہ یعنی شیخ جونپوری کو برابر حضرت سید کائنات علیہ التسلیمات کے سمجھنا مہدویون کا کھلم کھلا اعتقاد ہی کہ اس مین کسی فرد بشر بلکہ خدا داد گر سے بھی ذرہ برابر خوف و شرم نہین رکھتے ہین تا ایک عقیدہ دیگر کہ اس سے بھی بدتر ہی اور جسمین البتہ خدا و خلق خدا سے ذرہ شرماتے ہین کہ صاف ہر ایک کے سامنے زبان پر نہین لاتے ہین

وہ یہ ہی کہ حضرت سید کائنات علیہ التسلیمات شیخ جونپور کے عوام مریدون سے کے برابر ہین چہ جا خاص مریدین
و اصحاب کے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بمراتب بہتر ہین پھر کہان شیخ جونپور کہ وہ تو نہایت
دور ہی حالانکہ جن بزرگوارون سے وہ پونہچا ہی اونھین سے یہ بھی ہاتھ لگا ہی اگر وہ عطا فقیر ہی تو یہ بخشش
پیر ہی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب
نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اس پر حدیث نے اصل بیان کرکے بولتا ہی کہ
اول مقام رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تاکہ مقام ان لوگون کا معلوم ہووے اور جبکہ تم ایسی ہوگے
اون کا امام کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز میان عبدالرحمن
ایک حدیث پڑھ رہے تھے اوس مین اس مقام پر پہونچے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بھائی
میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہین شاہ نظام نے سنکر کہا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے
اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی دور اور آگے ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز بعد نماز فجر کے سب
بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ دلاور خلیفہ شیخ جونپوری نے اپنی عورت خوند بوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ
لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی هُمْ اِخْوَانِي بِمَنْزِلَتِي یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور
ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ لوگ مقام مرسلین کا رکھتے ہین اور کہا کہ مرسل وے سے کہتے ہین کہ مہتر جبرئیل اوسپر
وحی لاوین لیکن بارہ آدمی اون سے بھی فاضل تر ہین اور ایک روز یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے
ہین ہم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین مگر چار شخص اس سے
بھی بڑھکر مقام رکھتے ہین اوسنے پوچھا کہ وہ چار کون ہین کہا تم اور بھائی عبدالمجید اور میان عبدالملک
اور قاضی عبداللہ انتہی یہ حال اور مرید شیخ جونپور کا حال ہی کہ اپنے مریدون کو ہم منزلت حضرت کے بولے
کبھی اون مین سے بارہ کو مرسلین پر اور چار کو سید المرسلین پر تفضیل دیا ہی کہ منجملہ اونکے عبدالملک مصنف
سراج الابصار بھی ہی پس یہ لوگ اپنے دادا پیر شیخ جونپور سے بھی افضل ہوے کیونکہ اونکے مساوی جو افضل ہی
وہ انسے بھی افضل ہوا پس جو مضمون عقیدے انھین کے بزرگون کے ہین معلوم نہین کہ کیا سبب ہوا کہ تسویہ
اختیار کیا اور تفضیل کو پس انداز کیا کیونکہ بسبب خوف خدا کے باز رہے ہون ایسا گمان نہین ہو سکتا ہی
اسواسطے کہ جب خود خدا کی صفات مین مہدی کو شریک کرنے سے نڈر کر علام الغیوب اور قدیم غیر مخلوق
ٹھہرایا اوسکے حبیب سے افضل کہنے مین کب اندیشہ کرتے علاوہ یہ کہ خود وہ بزرگ باوجود دعوی تسویہ کے

اشارہ ترقی اور اضافہ تفضیل کا بھی کر گئے ہین چنانچہ بولے ہین کہ مجکو اللہ تعالی نے مسب اولین و آخرین
کا پیشوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولی العزم اور رسولون اور اولیا و مومنین کی آدم سے اسدم تک
تصحیح ہوتی ہین اور قبول و رد میرا قبول و رد خدا کا ہی چنانچہ پیشوا الولایت و مطلع الولایت مین بیان
اور تفصیل اوسکی ابواب آیندہ مین آوے گی اور ظاہر ہی کہ لفظ جمیع انبیا اور آدم سے اس دم تک
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی داخل ہین لیکن شاید کہ مہدویون نے عیب دیکھا کہ اپنے مہدی کے دونون کلام
اور تفضیل مین سے ایک بلا شبہہ کاذب ہی اقل درجہ تسویہ کو اختیار کیا کہ مَنِ ابْتَلٰی بِبَلِیَّتَیْنِ یَخْتَارُ اَھْوَنَھُمَا
لیکن پھر بھی اپنی برخورداری اور تابعداری کو کار فرمایا کہ اوس قول تفضیل کو بھی بالکل معطل نکر دیا بلکہ برتاؤ
اوسی کے موافق رکھا کہ کہتے ہین کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دربار نبوت مین ایک صدیق تھے تو
یہان دو ہین سید محمود اور خوندمیر اور اگر وہان خلفاء راشدین چار تھے یہان پانچ ہین سید محمود اور خوندمیر
میان نعمت اور میان نظام اور میان دلاور اور اگر وہان عشرہ مبشرہ تھے تو یہان بارہ ہین پانچ مذکور
اور باقی یہ ہین امین محمد ملک معروف عبد المجید ملک جو یوسف ملک گوہر ملک برہان الدین اور اگر
کی امت مین تہتر فرقے ہین تو مہدی کی امت مین چہتر فرقے ہین ایک فرقہ کہ عقیدہ خوندمیر
بیناجی اور سید محمود مذکور الصدر پسر مہدی کو مہدی ثانی بھی کہتے ہین اور میان خوندمیر داماد مہدی کو مہدی
بھی بولتے ہین کیونکہ قتال کا کام مہدی سے نہوا اونکے بدلے مین انھون نے کیا اوسکو جینگ روایت کہتے ہین اور
اسد اللہ الغالب بھی انکا لقب ہی اور ان کے بیٹے سید محمود خاتم مرشد نواسہ مہدی کو حسین ولایت کہتے ہین
ساتھ لڑکپن مین خدا ہمیشہ کھیلا کرتا تھا جیسا کہ پنج فضائل مین منقول ہی نقل کفر کفر نباشد اور انکی
فاطمۂ ولایت ہین اور سب جورو ان مہدی کی ازواج مطہرات اور امہات المومنین کر ملقب ہین اور چونکہ اونکے
مہدی نے دعوی کیا کہ بندگی ایک نظر ہزار سال کی عبادت مقبول سے بہتر ہی یعنی بارہ شب قدر کے برابر ہی چنانچہ
نصافنامے کے باب ہشتم مین لکھا ہی اب اونکے مریدون مین ایسے مقامات کے اعتقاد کیون رکھینگے بلکہ مرید
و مبشر بالجنہ ہونا بر کنار دوسرون کو مبشر بالجنہ بنا سکتے ہین جیسا کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا
جیسا کہ ہمارے حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنہ ہوے ہین امی میان دلاور تمھارے پاس بھی ہونگے اور انکھین
مریدین کے واسطے مقامات انبیا اور مرسلین کا ثابت کرنا باب ششم مین آوے گا انشاء اللہ تعالی آپ باقی رہا
شبہہ کہ سید محمود مذکور الصدر نواسے مہدی کو کہ حسین ولایت قرار دے کر ٹھہرایا ہی تو امام الشہدا شہید کربلا سے

جاتے ہین حالانکہ اونکی کبھی نکسیر بھی نہین چھوٹی یہ بغیر خون لگائے شہیدون مین کیونکر شریک ہوگئے
جواب اسکا یہ تراشا گیا ہی کہ تذکرۃ الصالحین مین مذکور ہی کہ ایک روز یہ بزرگ بعد نماز تہجد کے جا نماز
بیٹھے تھے کہ روح یزید کی بصورت کتے کے داخل ہوئی میان مذکور نے اپنے ہاتھہ سے اوسکو
نکالا اوسنے انکے ہاتھہ کو ایسا زخمی کیا کہ اوسکے درد سے بعد تیئتالیس دن کے پندرہوین محرم کو
انتقال کیا سبحان اللہ یزید پلید باوجودیکہ انواع واقسام عذاب اوس عالم مین مبتلا ہی پھر بھی اتنی طاقت
رکھتا ہی کہ حسین گجراتی مہدی کے ہاتھ کے مارنے کو بس آتا ہی اور حیرت یہ ہی کہ اوس ملعون کو باوجود اس
گرفتاری کے اسقدر فرصت کہان سے ملی کہ انکے قتل کا عزم سفر کیا البتہ یہ بات بے اذن الٰہی نہ ہوئی ہوگی
خدا کی طرف سے مامور ہوا ہوگا کہ مہدویون کے خاتم مرشد کا کام تمام کرے یا یہ ہو کہ کسی کتے نے کاٹا ہو اور یہ اوسکے زخم
سے مرگئے مگر حضرت امام کربلا سے مقابلہ کرنیکے واسطے اوسکو یزید ٹھہرا کر مفت میں محنت ٹھٹھا کر کربلا کا باندھ لیا

باب دوم احوال شیخ جونپوری مین ابتدائے نشو ونما سے انتہائے موت وفنا تک اور بعد انکے سرگذشت اونکے خلفا وتوابع کی آج تک بطور اختصار واجمال کے

منقول مطالع الولایت اور شواہد الولایت اور پنج فضائل اور تذکرۃ الصالحین وغیرہ کتب تواریخ وروایات
ثقات معتبرین سے مگر کشف وکرامات کہ مہدویہ دم بدم اور قدم قدم پر نقل کرتے ہین سب ترک
کردی گئین کیونکہ وہ ہمارے نزدیک سب آلائش وخراش مریدین معتقدین کی ہی ورنہ مورخین معاصرین و
متاخرین بھی کچھہ نقل کرتے حالانکہ کسی مورخ سنی وشیعی وغیرہ نے بجز ترک وتجرد اور تاثیر وعظ وبیان کے
کہ لوازم ترک وتجرد سے ہی کوئی کرامت ظاہر و باہر شیخ موصوف کی یا اونکے خلفا کی نقل نہ کی شیخ
جونپوری کہ جنکو مہدوی لوگ میران سید محمد مہدی موعود کہکر پکارتے ہین ابتدا انکی یون ہی کہ شہر جونپور مین
کہ بلاد شرقیہ ہندوستان سے ہی اونکے والد کا نام اونکا سید خان تھا رہتے تھے اونسے دو فرزند پیدا
ہوئے پہلے فرزند کا نام احمد رکھا اور دوسرے فرزند کا نام محمد کہ وہ یہی شیخ موصوف ہین ولادت
انکی شہر جونپور مین سن آٹھہ سو سینتالیس ہجری مین واقع ہوئی انکی والدہ کا نام بی بی آغا ملک بنت
ملک قوام الملک کی چنانچہ مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی لیکن مہدویون نے بمصلحت عقیدہ
مہدویت کے دونون کے نام بدل کر میان عبد اللہ اور بی بی آمنہ مقرر کر دیے ہین یہ بحث
دلیل دوم مین آوے گی القصہ جب عمر انکی چار سال وچار ماہ وچار روز کی پونہچی سید خان صاحب نے

اشراف و اعیان جونپور کی ضیافت بتکلف تمام کرکے زبان شیخ دانیال جونپوری سے کہ مشائخ وقت سے
تھے بسم اللہ پڑھوا کر واسطے تعلیم کے انکو انہین کے حوالے کیا چنانچہ یہ ہمراہ اپنے برادر کلان میان احمد کے
اونکی خدمت مین جایا کرتے تھے اور اکتساب علوم مین مشغول رہتے تھے چونکہ طبیعت تند و ذہن
دلپسند رکھتے تھے اول سات برس کی عمر مین حفظ قرآن سے فارغ ہوکر بقیہ کتب علوم درسیہ سے سن
دوازدہ سالگی مین فارغ التحصیل ہوگئے اور چونکہ دوشگانی مین سیر و بحث مین تیز تھے شیخ دانیال جونپوری
اور علمائے دانا دیدے آنکا لقب اسد العلما مقرر کیا آباء و اجداد انکے طریقہ چشتیہ رکھتے تھے لیکن انکی مریدیکا
مہدویہ انکار سکھتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ اسی دوازدہ سالگی مین حضرت خضر علیہ السلام نے انکو ذکر خفی وغیرہ جانب
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لاکر پونہچایا اور پھر خود انسے سیکھا اور شیخ دانیال بھی باشارہ
خضر علیہ السلام کے انسے تلقین پاکر مصدق مہدویت کے ہوئے لیکن اہل سنت کی کتابون مین اسکا بالعکس
لکھا ہی کہ یہ خود شیخ دانیال کے مرید تھے اور وہ خلیفہ سید راجی احمد شاہ کے تھے اور وہ داخل سلسلہ شیخ حسام الدین
مانکپوری کے ہین اور وہ خلیفہ شیخ نور الدین قطب العالم بن شیخ علاء الدین کے اور وہ خلیفہ شیخ اخی سراج کے
اور وہ خلیفہ سلطان المشائخ حضرت نظام الاولیا محبوب الٰہی کے ہین القصہ شیخ جونپوری نے عنفوان شباب سے
قدم درویشی مین رکھا اور لوگ اونکے نہایت معتقد ہوئے یہان تک کہ سلطان حسین حاکم داناپور نے کہ
خراج گذار دلپت راؤ والی ملک کوڑ کا تھا بھی انکے ساتھ رابطہ اعتقاد و اختلاط کا تازہ کیا کہ ہر مہم مین انکو ہمراہ
رکھتا تھا آخرکار شیخ موصوف نے اوسکو اطاعت کافر مذکور سے ننگ و عار دلا کر مستعد کارزار کیا کہ تیس ہزار سوار
لیکر ہمراہ شیخ موصوف کے روانہ کوڑ ہوا اور پندرہ سو سوار جوانان مجرد کہ لقب اونکا فوج بیراگیان تھا ہمرکاب
شیخ مین رکھے جب خبر دلپت راؤ کو پونہچی ستر ہزار سوار ہمراہ لیکر اپنے قلعے سے تین میل آگے آکر مقابل ہوا سلطان
موصوف نے بسبب قلت سپاہ کے ہزیمت پائی لیکن شیخ نے قدم استقلال کا جماکر پندرہ سو بیراگیون سے ایسا حملہ
کیا کہ شیخ و دلپت راؤ دوچار ہوگئے اور تیغ شیخ اسپر ایسی کاری پونہچی کہ دو پارہ ہوگیا اور دل اوسکا نکل آیا
اور میان لاد خلیفہ شیخ کہ بھانجے راے مذکور کے ہین وہی جنگ مین دستگیر ہوکر خدمت شیخ مین آئے کہتے ہین
لہذا اونکے دل پر نقش بت کا کہ جسکی ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا موجود تھا یہی امر موجب جذبہ شیخ ہوا کہ جب حال کو
اسقدر تیرہی حق کو کیا کچھ اثر ہوگا غرض کہ سات برس تک کچھ ہوش و حواس بجا نہ تھے مگر فرض نماز ادا کرتے تھے کتب مہدویہ
مانند مطلع الولایت وغیرہ مین خلاف عقل و عادت بشری یہ بات بھی لکھی ہی کہ اس سات برس مین ایک ذرہ طعام اور ایک

قطرہ پانی کا کبھی نہ چکھا ایک وقت انکی بی بی الہدیتی نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ بیہوش رہتے ہو اور تحمل نہیں کر سکتے ہو
بولے کہ اسقدر تجلی الوہیت کی ہوتی ہے کہ اگر ان دریاؤں میں کا ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جاوے
تمام عمر کبھی ہوش میں نہ آوے سبحان اللہ اس غفلت وجذب میں بھی یہی حرص تھی کہ حضرات انبیا و مرسلین کی تنقیص
اور اپنی تفضیل کا دم مارنا القصہ بعد سات برس کے کچھ ہوش آیا کہ گاہے باہوش اور گاہے مدہوش رہتے تھے یہ حال
مدت یہ پانچ برس تک رہا کہتے ہیں کہ اس پانچ برس میں غلہ وگوشت وروغن ساڑھے سترہ سیر بروایت بی بی الہدیتی
کے کھایا ہوگا بعد اس حال کے طریقہ ہجرت یعنی وطن چھوڑنے کا اختیار کیا کہ جلاوطن ہو کے مع زن وفرزند
و چند مرید دانا پور کے جنگل کی راہ سے جہان گردی کو نکلے کہ بی بی مذکور اور سید محمود فرزند انکے اور شیخ بھیک
وغیرہ ہمراہ تھے اور اوس جنگل میں الہامات اپنی مہدویت کے بھی ظاہر کیے اور ان ہمراہیوں نے تصدیق بھی کی اور
وہاں سے رفتہ رفتہ شہر چندیری میں پہنچے اور وہاں اونکے وعظ و بیان میں جب ہجوم خلائق زیادہ ہوا وہاں کے
شیخ زادوں کو کہ صاحب سجادہ شیخیت تھے ناگوار معلوم ہوا آخر الامر بجبر و اکراہ وہاں سے انکو نکالا وہاں سے
طے کر کے چند منازل کے شہر مندو میں پہنچے وہاں بھی غلغلہ انکا ہوا یہاں تک کہ سلطان غیاث الدین نے
کہ اوسکو اوسکے فرزند سلطان نصیر الدین نے اوس ایام میں پا بجولانہ طلائی مقید رکھا تھا شیخ موصوف کے
دو مریدے سید سلام اللہ اور ابوبکر کو بلا کر باعزاز تمام ملاقات کر کے رخصت کیا اور ہمراہ اونکے ساتھ قنطار
طلا اور ایک تسبیح مروارید قیمتی ایک کرور محمودی کی والعہدۃ علی الراوی خدمت شیخ میں گذرانی شیخ نے قنطار
مذکورہ ان لوگوں کو کہ دنبال اس خزانے کے آئے تھے حوالے کیا اور تسبیح مروارید ایک قوالی کو کہ اوسوقت حاضر
تھا عنایت کی مگر ایک قنطار انکے رفقا میں بالسویت تقسیم ہوئی اور وہاں ایک امیر مصاحب سلطان غیاث الدین
کا الہداد نامے کہ فاضل و شاعر بھی تھا ترک دنیا کر کے ہمراہ ہوا چنانچہ تا دم مرگ ہمراہ رہا چنانچہ مرثیہ شیخ کا
دیوان غیر منقوط اور رسائل بالہامات و رسالہ اثبات مہدویت تصنیف اسی کی ہے اور صاحب دیوان مہدی ابر
خواجہ طرشا شاگرد اسکا ہے اور اسکو خلیفہ ششم شیخ جونپوری کا شمار کرتے ہیں غرض کہ اب یہاں سے لوگ معتقد
ہو کر ہمراہ ہونے لگے اور اسی شہر میں سید اجمل فرزند شیخ چھوٹا بھائی سید محمود کا فوت ہوا اور وہیں اوسکو
گیا اور صورت فوت کی یہ ہوئی کہ شیخ موصوف نے وہاں بتقریب عرس حضرت رسالت مآب کے طعام طیار کرا
تھا یہ لڑکا اپنے بھائی سید محمود کی آغوش سے جدا ہو کر ایک دیگ پر جوش میں گر کر مر گیا اور سبب گرنے
غفلت سید محمود کی تھی کہ اوسکے ساتھ کھیل رہے تھے اور اسی قسم کا ایک واقعہ اس خاندان میں وا

بھی ہوا کہ بعد ایک مدت کے ایک لڑکا سید محمود کا سید احمد نام آتش چراغ سے جل کر مرگیا وقنا ربنا عذاب النار غرض کہ شیخ موصوف بعد اوسکے کوچ کرکے شہر چاپانیر مین کہ دار السلطنت گجرات کا تھا پہونچکر مسجد جامع مین اوترے وہان بھی انکے وعظ و ترک و تجرد کا چرچا ہوا یہانتک کہ والی گجرات سلطان محمود بیگڑہ نے بھی ارادہ آنے کا کیا لیکن وہ عالم کہ اول حسب الحکم ملاقات کر گئے تھے مانع ہوے اور میان نظام کہ مسجد اسلام خان مین طالب علمی کرتے تھے مرید ہوکر ہمراہ ہوے اور آخر تک رفیق رہے اور بی بی الہدیتی زوجہ کلان شیخ کی فوت ہوکر بر سایہ دونگری قریب قلعہ مدفون ہوئی اور انکے انتقال کے بعد سے طریقہ تقسیم بالسویہ کا فتوحات مین شروع ہوا پھر بعد اقامت ڈیڑہ برس کے وہان سے برہانپور کی راہ سے دولت آباد مین وارد ہوئے وہان سے مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کرکے شہر احمد نگر کو پہونچے اوسوقت وہان احمد نظام الملک نے قلعہ اور باغ نظام کی بنیاد ڈالی تھی چونکہ آرزومند فرزند کا تھا اسی خیال سے انکی خدمت مین بھی آیا اور معتقد ہوا اتفاقاً عنقریب برہان نظام الملک پیدا ہوا کہ بعد اوسکے جانشین وہی ہوا اور معتقد اس فرقے کا تھا اسیواسطے بعد انکے انکے خلفا و مریدین کو مانند شاہ نظام و دلاور بعزت وغیرہ کے گجرات سے طلب کیا تھا اور اپنی بیٹی انکے پوتے سید میران جی بن حمید بن شیخ موصوف کے عقد نکاح مین دی تھی یہی سبب ہے انکی اولاد و خلفا کے دکن مین آنے کا القصہ شہر احمد نگر سے کوچ کرکے شہر بیدر کو پہونچے عہد ملک برید مین وہان شیخ مومن معتقد ہوئے اور ملا ضیا اور قاضی علاء الدین ترک دنیا کرکے ہمراہ ہوئے پھر وہان سے شیخ جونپوری گلبرگہ کو آئے اور مزار سید محمد گیسو دراز پر گئے پھر وہان سے رخصت ہوکر قصبہ را پاک ہوتے ہوئے بندر دابھول کو پہونچے اور وہان سے جہاز پر سوار ہوکر روانہ کعبۃ اللہ کے ہوئے اور بعد طی منازل کے حرم محترم مین پہونچے اور چونکہ سنا تھا کہ مہدی کے ہاتھ پر خلق رکن و مقام کے درمیان بیعت کریگی اسواسطے آپنے بھی اوس مقام مین دعوی من اتبعنی فہو مومن کا کیا اور میان نظام اور قاضی علاء الدین نے آمنا وصدقنا بول کر چپ بیعت کرلی تاکہ یہ ٹوٹکا بھی ادا ہو جائے اور کہو کہ دو گواہ بس ہین اور یہ دوسرا ایک بار یہ دعوی ہوا پھر وہان سے حضرت آدم کی زیارت کو گئے اور کہا کہ مین نے بابا آدم سے معانقہ کیا اونھون نے مجھسے کہا کہ خوش آمدی صفا آوردی پھر بغیر زیارت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فقط ڈر کے سبب بعجلت تمام مراجعت کرکے جدے کو آکر جہاز پر سوار ہوکر بندر دیو گھاٹ پر اوترکر وہان سے ملک گجرات مین شہر احمد آباد مین آکر مسجد تاج خان

سالار مین قریب دروازہ جمال پور کے مقیم ہوئے یہان بھی اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور طریقہ وعظ
و دعوت کا شروع کیا اور ملک برہان الدین خلیفہ شیخ وہین مرید ہوا اور کہ بکثرت تبعیت ہوئے اونکو خلیفہ ثانی اعتقاد
جانتے ہین اور ملک گوہر کہ خلیفہ چہارمی ہین اوسی مقام سے رفیق سفر و حضر ہوئے اور اسی جگہ [illegible]
بمجمع عام شیخ نے سن نوسو نو مین دعوی مہدویت کا کیا یہ دعوی دوم ہے بعد اوسکے علما و مشایخ
گجرات نے حضور سلطان محمود مین شکایت کی کہ شیخ بارہ وار اپنے وعظ مین حقائق خلاف شریعت
بیان کرتے ہین سلطان نے حکم اخراج کا دیا اس سبب سے وہان سے اوٹھکر ایک گاؤن سولہ سلنج نام مین
نازل ہوئے میان نعمت کہ خلیفہ کلان ہین بڑے راہزن اور خونی تھے خون حبشی کے جرم سے بھاگ کر
وہان پہونچے اور مرید ہوکر ساتھ ہوئے پھر وہان سے روانہ ہوکر شہر نہر والہ پیران پٹن مین کہ منجملہ
گجرات ہی آکر خان سرور کے لب حوض پر اوترے یہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور
میان خوندمیر وہین آکر تربیت پذیر و مرید ہوئے اور ملک سخن برخوردار اور ملک الہداد اور ملک حماد
کہ انکے اقربا سے ہین وہ بھی مرید ہوکر ہمراہ ہوئے اور خوندمیر کو اجازت گھر مین رہنے کی ہوئی کہ فی الحال
گھر مین ہو پھر جب خدا لاوے گا آتا اور انکے اقربا کو مبارز الملک وغیرہ امراے گجرات نے بھی نہ چھوڑا
بلکہ نظر بند کرکے رکھا اور جب مبارز الملک نے دیکھا کہ اپنے اکثر اقارب وغیرہ اہل گجرات اسقدر شیخ موعود
کے دام تسخیر مین گرفتار ہوتے جاتے ہین کہ کسی ملک مین نہوئے ایک فرمان ثانی سلطان محمود
کا صادر کراکر پیران پٹن سے بھی اخراج کروایا اور شیخ کی عادت تھی کہ جب حکم اخراج کسی حاکم کا آتا
تھے کہ مجکو خدا کا حکم بھی یہان سے نکلنے کا ہوا ہے مین خود بخود جاتا ہون چنانچہ پیران پٹن سے نکل کر تین
کوس کے فاصلے پر قصبہ بدلی مین اوترے اور وہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور میان
خوندمیر کہ بالاخانے مین محبوس تھے بعد چھ مہینے کے خفیہ نکل کر شیخ کے پاس آئے یہان سب خاص
و عام مریدین کا مجمع ہوا چونکہ مدت سے یہ مریدین شیخ کے درپے تھے کہ دعوی مہدویت کا کرو اور یا
اسکے خواہان تھے اور شیخ ہرچند ٹالتے چلے جاتے تھے یہ لوگ تقاضا نہین چھوڑتے تھے چنانچہ بپاس
خاطر اونکے دو بار اس سے پہلے دعوی کیا تھا لیکن بعد اوسکے سکوت اختیار کیا تھا اس پر چندان ا
تھا اب کہ سب نے کمال اصرار کیا شیخ بھی تیار ہوگئے اور فرمایا کہ مجکو اٹھارہ برس سے بار بار حکم خدا کا
ہوتا ہے کہ دعوی کر مین ٹالتا چلا جاتا ہون اب مجکو یہ حکم ہوا ہے کہ اے سید محمد دعوی مہدو

کہلاتا ہوے تو کہلا نہین تو ظالمان مین کا ہوؤن گا اسواسطے مین بصحت عقل و حواس دعوی کرتا ہون
کہ اَنَا مَهْدِیٌ مُبِینٌ مُرَادُ اللّٰہِ اور اپنا چمڑا دونون انگلیون سے پکڑکر کہا کہ جو کہ مہدویت اس ذات سے
منکر ہووے وہ کافر ہوا اور مین خدا سے بیواسطہ احکام وغیرہ لیا کرتا ہون اور فرمان حق تعالی کا ہوتا ہے کہ
علم اولین و آخرین کا تجکو دیا اور بیان معنی قرآن اور کنجی خزانہ ایمان کی تجکو دی ہے تمنے تجھے جو قبول
کرے وہ مومن ہے اور تیرا جو منکر ہووے وہ کافر اسیطرح بہت سی باتین خدائے پاک کی طرف نسبت
کین خوندمیر اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھ تھے اپنا عین مقصود جان کر بکاپتے کہ امنا و صدقنا
یہ دعوی تیسرا ہی کہ سن نوسو پانچ مین ہوا اور مرتے دم تک اس پر اڑے رہے اسیواسطے اسکو دعوی
موکد بولتے ہین غرض کہ یہ خبر جب مشہور ہوئی شہر نہروالہ مین کہ وہان سے تین کوس تھا شور و غوغا
ہوا کہ جس سید کو یہان سے شہر بدر کیا تھا اوسنے قصبہ بدلی مین جاکر دعوی مہدویت کا کیا ہے

اخراج چہارم قصبۂ بدلی سے

پس چند علما قصبہ مذکور مین آئے اور شیخ موصوف کے ساتھ مباحثہ و سوال و جواب باب مہدویت
وغیرہ دعاوی مین دیر تک کرتے رہے چنانچہ تفصیل اوسکی باب دلائل مین آوے گی القصہ جبکہ شیخ
اپنے دعوے سے باز نہ آئے علمانے مایوس ہوکر بادشاہ گجرات کو کہ شہر احمد آباد مین تھا اطلاع دی
بادشاہ نے حکم اخراج صادر فرمایا چنانچہ وہان سے بھی نکل کر مع اپنے مریدین کے جانب ملک سندھ کے
روانہ ہوئے اور نکلتے وقت بولے کہ اگر مین حق پر تھا کیون اتباع نہ کی اور اگر ناحق پر تھا کیون قتل
نہ کیا اسواسطے کہ جہان جاؤن گا خلق کو گمراہ کرون گا اور وبال انکی گردن پر ہوگا غرض کہ وہان سے
شہر جالور مین پونہچے وہان کے بہت لوگ مرید و منقاد ہوئے پھر وہان سے ناگور کو پونہچے اور وہان
بیان کیا کہ فَالَّذِینَ هَاجَرُوا شد وَأُخْرِجُوا مِنْ دِیَارِهِمْ شد وَأُوذُوا فِی سَبِیلِی شد
وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا ماندہ است ماشاء اللہ خواہد شد بعد اسکے وہان سے روانہ ہوئے اور ملک سند
مین شہر نصیرپور مین داخل ہوئے وہان سے میان نعمت اور میان خوندمیر کو رخصت گجرات جانے
کی دی اور ایک جماعت کثیر انکے اصحاب کی اس دین جدید کی سختیون سے بیزار ہوکر ترک صحبت
کرکے روانہ گجرات ہوئی ہر چند کہ شیخ جونپوری انکو ڈراتے رہے کہ تم منافق ہوکے جاتے ہو ایک
نے بھی نہ سنا اور سیدھا راستہ گجرات کا لیا بی بی شکر خاتون بھی انھین مین تھی پھر وہان سے دارالسلطنت
سند شہر ٹھٹھہ مین پونہچے اور وہان اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور کچھ لوگون نے تصدیق مہدویت

نصیرپور سے ایک جماعت کثیرہ مریدین کی شیخ سے بیزار ہوکر چلی گئی

کی کی حبت حال و قال ان کا اہل اسلام سندہ منکشف ہوا نہایت تنگ پکڑا یہان تک کہ چہار اسی آدمی رفقا و اصحاب شیخ سے مارے فاقون کے مر گئے شیخ موصوف نے اسکا تدارک یہ کیا کہ بشارت دی کہ ان سب کو مقامات انبیا و مرسلین اولی العزم کے ملے القصہ آخر کار بادشاہ سندہ نے حکم دیا کہ اس درویش کو مع تمام مریدین کے قتل کرو لیکن دریا خان امیر بادشاہ موصوف سے اپنی عرض و معروض سے حکم قتل کا ملتوی کروا کے مملکت سندہ سے اخراج کروا دیا پس شیخ مع مریدین روانہ خراسان ہوئے کہتے ہین کہ قریب نو سو نفر کے ہمراہ شیخ کے تھے اوس مین سے تین سو ساٹھ اصحاب مہاجرین خاص کہلاتے تھے غرض کہ بہزار خرابی و بربادی افغان وغیرہ ان یہ قافلہ درویشان وارد قندھار ہوا جب وہان بھی انکے اسی قیل و قال کا چرچا ہوا حاکم قندھار میرزا شہ بیگ نے حکم کیا کہ سید مہدی کو روز جمعہ کے مسجد جامع مین حضور علماے اسلام مین حاضر کرو چنانچہ حسب الحکم ملازمین اوسکے دوڑے اور جبر او قہرا کمر بند شیخ کا پکڑ کر اس عجلت سے لے چلے کہ جوتا بھی پہننے نہ دیا اور مریدون نے جب ارادہ ہمراہی کا کیا منع کیا بلکہ زد و کوب کی بھی نوبت پہونچی جب شیخ داخل مسجد ہوئے علما وغیرہ نے ہجوم کر کے سخت سست کہنا شروع کیا شیخ نے تحمل کر کے وعظ قرآن شروع کر دیا شہ بیگ کہ جوان بست سالہ تھا انکے بیان پر فریفتہ ہو گیا اس سبب سے وہ گرمی سرد ہو گئی اور شیخ نے اونکے ہاتھ سے نجات پا کر بعد چند روز کے راہ شہر فراہ کی لی جب فراہ مین پہونچے وہان بھی یہی بازپرس پیش آئی کلاول ایک عہدہ دار نے آکر شیخ اور تمام ہمراہیون کے ہتھیار چھین لیے اور گوشۂ کمان سے سر پر رکھکر ایک ایک کو شمار کر کے کہا کہ کل سب کو قید کرینگے بعد اسکے امیر ذو النون حاکم شہر بکمال واسطے دریافت کیفیت کے بذات خود آیا لیکن بعد ملاقات کے معتقد شیخ کا ہوا اور علما کو اجازت دی کہ امتحان مہدویت کا کرین چنانچہ علماے فراہ نے سوال و جواب شروع کیے اور امیر ذو النون نے یہ تمام کیفیت میرزا حسین بادشاہ خراسان کے حضور مین لکھہ کر روانہ کی بادشاہ چار عالم واسطے دریافت حقیقت حال کے روانہ کیے چنانچہ علماے مذکورین نے آکر مباحثہ کیا کیفیت اس مباحثے کی آیندہ بحث دلائل مین بتفصیل آوے گی انشاء اللہ تعالی جب فراہ تین مہینے گذر چکے خوندمیر اور میان نعمت کہ نصیر پور سے اپنے وطن کو واپس گئے تھے میان محمود فرزند شیخ جونپور کہ شہر نہروالہ مین اپنے والد سے جدا ہو کر بارادہ تلاش ہو کر ...

شہر چاپانیر کو چاکہ سلطان محمود کی سرکار مین مردم سپاہ پیشہ مین نوکر ہوئے تھے یہ تینون شخص
فراہ کو آئے اور ہدایا و نذر کہ مردم گجرات نے واسطے شیخ کے ہمراہ میان نعمت کے روانہ کیے تھے
راہ مین میان محمود فرزند شیخ نے چاہا کہ اپنے تصرف مین لانا میان نعمت نے کہا کہ مین پرائی امانت
مین خیانت کرنے ندونگا فرزند رشید نے خفا ہو کر نماز کے واسطے نکلنا چھوڑ دیا ناچار خوند میر نے اپنا
خرچ راہ مع اون امانت کے کہ اپنے ہمراہ تھین جب سامنے رکھدیا تب جماعت نماز کے واسطے برآمد ہوئے
جب کہ فراہ پونہچے مسئلہ امانت مین شیخ موصوف نے طرف داری فرزندکی کی اور کہا کہ کیا مثل گجرات
کی یاد نہ تھی کہ ایک ڈھمک کیا تیرے باپ کا مال ہے بعد اوسکے شیخ نے امانتین مذکورہ میان نعمت سے
طلب کین میان مذکور نے جواب دیا کہ یہ طالبان خدا کہ اثنائے راہ سے آپکی طرف روانہ ہوئے
اون پر خرچ کیا گیا شیخ نے فرمایا کہ ان لوگون کو کسنے طالب خدا بنایا پھر اس کلام سے طالبین
مذکور نے ساختہ بھاگے اور میان نعمت کہ جنکا لقب متقراض بدعت ہے جوش مین آکر صحبت
شیخ سے بیزار ہو کر مع اہل و عیال روانہ ہوئے پس شیخ نے اونکی فہمایش کی ایک گوجری مثل
بولی کہ تو مجھ کو تو ندلو سہاگن ہون تجھ کو کر نہار یعنی تو مجکو چاہ نہ چاہ مین تیرا چاہنے والا ہون
اور بہت دلاسا کرکے واپس لائے چنانچہ تفصیل اوسکی تذکرۃ الصالحین مین موجود ہے اور فرزندکو
کے حق مین کہا کہ جسکا پوت پوت ہو کر رہے اوسنے کاہے خوشی نہ ہوسے غرض کہ ان
لوگون کے آنے کے بعد چھہ مہینے اور شیخ زندہ رہے پس کل قیام فراہ کا نو مہینے ہے اور اکثر
بشارات و اشارات اپنے اور اپنے مریدین کے فضائل مین اسی عرصے مین صادر ہوئے ہین
القصہ بعد نو مہینے کے ترسٹھ برس کے سن مین شیخ نے مقام فراہ مین بروز پنجشنبہ سن نوسو دس
مین انتقال کیا کہتے ہین کہ اوسی سے پہلے جمعے کے روز بعد نماز جمعہ نماز وتر ادا کی تھی اور یہی علامت
انتقال تھی کیونکہ حضرت رسالت نے بھی قبل رحلت بعد نماز جمعے کے وتر ادا کیے تھے واللہ اعلم راست و
دروغ گردن جہدویون پر غرض کہ نماز جنازہ پرانی عیدگاہ فراہ مین پڑھکر ایک جا مین کہ درمیان فراہ اور
موضع رنج کے ہے دفن کیا اور میان الہداد بن حمید نے بحضورہ عام چند مرثیے قبر پر پڑھے کہ اوس مین یہ شعر
بھی تھا شعر فضلش کہ بر جمیع پیمبر شنید از خدا ہ بادا بروز حشر شفاعت گر از خدا ہ اور سن نوسو ستین مین
شاہ قاسم عراقی حاکم فراہ نے قبر پر گنبد بنوایا لیکن بکان سلطان حاکم قندہار نے اوسکی تکمیل کی غرضکہ بعد

وہم کے میان خوندمیر بروانہ اپنے وطن مالوف گجرات کو ہوئے اور شہر والیمین متوطن ہوئے اور بعد چند روز کے
اہل اسلام نے وہان سے شہر بدر کیا تو قصبہ سلطان پور مین آ کر رہے انھون نے اپنی اس تعجیل معاودت کا عذر یہ
بیان کیا تھا کہ میران کی روح نے مجکو کہا کہ تم گجرات کو جاؤ اور سید محمود فرزند میران نے بکمال اشتیاق
ایک سال فراہ مین صبر کر کے کہا کہ مجکو بھی میران کی روح نے جانے کا حکم دیا اسواسطے وہ بھی گجرات
مین آ کر مقام بھیلوٹ مین متوطن ہوئے اور خوندمیر بھی انکے قرب جوار کے واسطے موضع بھادی پور مین
ایک منزل کے فاصلے پر بھیلوٹ سے متوطن ہوئے پھر وہان سے موضع جھنجی وارہ مین آرہے
اور سید محمود مذکور کی طرف سب خلفا و مریدین انکے والد کے رجوع ہوئے اس سبب سے انکا شہرہ
زیادہ ہوا اور روز بروز خلق انکی تسخیر مین زیادہ ہونے لگی جب یہ بات سلطان محمود بیگڑہ کو معلوم
ہوئی حکم قید کرنے کا فرمایا چنانچہ مبارز الملک نے حسب الحکم زنجیر گران پاؤن مین ڈال کر ایک گاڑی پر
سوار کر کے داخل قید خانہ احمد اباد کیا چنانچہ اکتالیس دن اوس محبس مین رہے بعد اوسکے بسفارش
والحاح راجی سون و راجی مرادی خواہران بادشاہ کی کہ معتقد انکے والد کی تھین رہائی پائی لیکن
زخم زنجیر ایسا سخت تھا کہ پاؤن سڑ گیا اور اسی رنج سے بعد اڑھائی مہینے کے بعمر پچاسا انکی
سن نو سو اونتیس مین بعد نو برس کے اپنے والد سے موضع بھیلوٹ مین انتقال کیا اور احوال خلیفہ دوم
میان خوندمیر کا یہ ہی کہ بعد انتقال میان محمود مذکور کے ریاست مہدویت کی انھین پر قرار پائی اور انھون
نے دعوت اپنے مذہب کی شروع کی اور عوام الناس انکے معتقد ہونے لگے اول چند روز شہر پٹن
مین اقامت کی جب وہان سے اخراج ہوا ملک پیلک سے نے اپنی جاگیر موضع کھانبیل مین لا کر رکھا اور
کبھی چھ سی مرتبہ اخراج کیا گیا اور شواہد الولایت سے معلوم ہوتا ہی کہ تمام اخراج انکے ستائیس ہین کہ اہل اسلام
نے انکو ستائیس بار شہر بدر کیا ہی اور انجام کار یہ ہوا کہ ایک روز انکو خبر پہنچی کہ شہر احمد آباد مین ایک
مہدوی رنگریز کو حکام اہل اسلام نے قتل کیا انھون نے چار سوار واسطے انتقام کے روانہ کیے تا کہ
فتوی دینے والون کو قتل کرین سواران مذکور جب بعضے علماے اہل سنت کو قتل کر کے انکے پاس موضع
بھولارہ مین واپس آئے سلطان مظفر گجراتی نے کچھ فوج ظفر موج انکی تنبیہ کے واسطے مقرر
کر کے ہمراہ عین الملک کے روانہ کی اور کچھ اہل اسلام شہری بھی بہ نیت ثواب شریک حال ہو گئے
اول کھانبیل مین جا کر تمام مکانات اس قوم کو جلا دیا بعد اوسکے انکی طرف متوجہ ہوئے چونکہ

یہ بھی مستعد و امیدوار تہ لڑنے تھے یہان تک کہ خلاف اس حدیث کے کہ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وعدہ کیا تھا کہ جو شخص خبر توجہ لشکر کی لاویگا اوسکا مونہہ مصری سے بھرونگا بموجب اوس وعدے کے جب انکے فرزند میان جلال نے خبر آمد فوج کی سنائی ہاون سنتے ہین مصری کوٹ کر انکے مونہہ مین بھردی اور ساٹھ سوار اور چالیس پیادے لیکر مقابلے کو برآمد ہوئے اوس ورانکے بیس آدمی انکے مارے گئے اور انکی ایک آنکھ مین تیر ایسا لگا کہ دوسری آنکھ بھی کاسہ سر سے باہر نکل آئی لشکر بادشاہی اوس ذرا سی قدر کام کرکے پیچھے ہٹ گیا اور میان مذکور کی کمک کو ملک شرف الدین مہدوی اسی سوار لیکر پہونچا اور میان مذکور مع اصل و کمک کے موضع کھانبیل سے موضع سدراسن کو کہ بارہ کوس ہی ہٹ گئے لیکن فوج بادشاہی نے پیچھا نہ چھوڑا اور سدراسن مین پہونچکر جنگ و رزم مین میان خوندمیر اور انکے فرزند جلال الدین اور داماد وغیرہ اقربا و مریدین جملہ چوبیس آدمیونکو قتل کیا اور ساتھ آدمیون کے سر اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میان خوندمیر وغیرہ نو آدمی کے سر کے واسطے ملاحظے بادشاہ کے روانہ جاپانیر کو ہوئے اثناے راہ مین جب سر سڑ گئے ہڈیان پٹن مین پھینک کر سر کے پوست مین بھس بھر کر لے چلے چنانچہ جسد کی سدراسن مین اور سرون کی پٹن مین اور پوست سر کی جاپانیر مین ہی لیکن اوسکا نشان نامعلوم ہی یہ واقعہ سنہ نوسو تیس مین واقع ہوا اس جنگ کو مہدوی لوگ اپنے مونہہ سے جنگ بدر ولایت بولتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ الآیہ مین امانت سے مراد یہی جنگ ہی اور انسان سے مراد میان خوندمیر ہین چنانچہ صاحب مطلع الولایت کہ میان ہی جنگ مین لکھتا ہی کہ آن تحمل محول مخاطب إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا برے آدا نماز از سپہر چاشت بہ از فرو و آمد الخ اسی طرف اشارہ کرتا ہی تفصیل اسکی بحث تحریف مین آویگی غرض کہ بعد اس واقعے کے دوسرے خلفا شیخ خوندمیر اور اولاد اونکی جابجا متفرق ہوئی ہرچند کہ اخراج و قتل وغیرہ اہل احتساب اسلامی کی طرف سے ہوتا رہا لیکن اپنے ان کلمات و دعاوی مخالف ملت اسلامیہ سے باز نہ آئے چنانچہ سن نوسو باون مین شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے چار فتوے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ چار مذہب کے مکہ معظمہ سے پاس بادشاہ گجرات کے بھیجا متضمن اس امر کے کہ یہ مہدویہ بسبب اپنے اعتقاد باطل اور اسکے کہ تمام اہل اسلام کو کافر کہتے ہین خود کافر ہو گئے ہین اگرچہ لوگ اس مذہب باطل سے توبہ کرین تو بہتر ورنہ امام وقت کو ...

ہے کہ انکو قتل کرے بادشاہ گجرات نے ان فتوون پر عمل کرکے گیارہ آدمیون کو پکڑکر پھر قتل کیا اور
شاہ نعمت خلیفہ شیخ کو گرفتار کرکے بحضور سلطان مظفر لے چلے راستے مین سید علی فرزند شیخ موصوف
نے کہ مان بھائی بہتی خادمہ کے بطن سے ہین پوچھا کہ اگر انکے معاودت مین فرزند مہدی کا ہاتھ
لگے انکو بہ ہاکر دیگے مردم سرکاری بولے البتہ بہا کرین گے کہا مین بیٹا مہدی کا ہون لوگون نے
شاہ نعمت کو چھوڑکر انکو بجاے اونکے گاڑی پر ڈال کر بحضور بادشاہ موصوف لے گئے بادشاہ نے
فرمایا کہ اسکو حبس مین رکھو چنانچہ ایک مدت تک حبس مین رہے یہان تک کہ سلطان مظفر نے رحلت کی
او سلطان بہادر تخت نشین ہوا جبکہ بادشاہ نے مہم دکن سے خاطر خواہ فراغت پائی ملک پیر محمد مہدوی
نے بجلدوے اپنی خدمات کے کہ اوس مہم مین اس سے سرزد ہوئی تھین یہ درخواست کی کہ ہمارا پیرزادہ کہ قید
بادشاہی مین ہے خلاص پاوے بادشاہ نے صدر خان کو فرمایا کہ پیرزادہ مذکور کو رہا کردو صدر خان نے
عرض کیا کہ وہ خرچ مین آچکا او خفیہ اپنے لوگ دوڑاکر حکم کیا کہ سید علی کو فوراً خرچ مین لاؤ چنانچہ
ملازمین محبس نے اوسیوقت زیر و بالا تختے رکھکر ہلاک کیا اور شاہ نعمت کہ اوس وقت اس پیرزادے
کو اپنا فدیہ دیکر بچ گئے تھے اونکا انجام کار یہ ہوا کہ ایک روز موضع لوہ گر مین کچھہ مردم لشکری کہ
ہمراہ نظام شاہ کو لیے ہوئے خوف فوج مغل سے بھاگ رہے تھے ان پر آکر اہتمام شروع کیے
اور فیما بین نزاع ہوکر نوبت جنگ کی پہونچی یہان تک کہ شاہ نعمت معہ سولہ آدمی ہمراہی کے مارے
گئے اور ملک المداد مرید شیخ جو نیو تربیت یافتہ خوندمیر کہ بعد واقعہ جنگ کے تجہیز و تکفین مقتولوں
اور محافظت مجروحون کی انھین کے ہاتھ سے ہوئی ملازمان بادشاہ نے انسے کہا کہ تم لوگون نے
بادشاہ سے مقابلہ کیا اب تم اس ملک مین رہنے کے قابل نہین ہو اسواسطے ملک مذکور بھی بحال
اضطرار سد راس سے نکل کر رفتہ رفتہ ملک مارواڑ مین پہونچکر موضع پاڑکر مین دائرہ باندھکر رہے وہان
اسقدر سختی پیش آئی کہ انکے رفقا مارے فاقون کے مرنے لگے لیکن آپسمین ہر ہر شخص اپنے اپنے
احوال و مقامات باطنہ کا بیان و دعوی کرتا رہتا تھا یہان تک کہ ایک شخص سے حالت نزع و سکرات
مین پوچھا کہ تیرا کیا حال و مقام ہے اوسنے کہا کہ روٹی چنانچہ تذکرۃ الصالحین مین مسطور ہے غرض
لوگ اسی طرح ملک بملک متفرق و منتشر ہوتے رہے اور دام زہد و ترک کا کہ مقبول خاص و عام
بچھاکر خلق کو اپنی تسخیر مین لاکر اقسام کے تفرقے امت اسلامیہ مین ڈالتے رہے اور اسنا

دار جانا شیخ علائی کا بحضور بادشاہ اسلیم شاہ کے

فتنون کا اختتام نہوا کیونکہ اگر ایک ملک مین کچھ تدارک کیا گیا دوسرے ملک مین پھر علم فتنہ وفساد کا
برپا ہوا چنانچہ رفتہ رفتہ یہ فساد سلاطین دہلی و اکبرآباد کے حضور مین بھی پونہچا باین طور کہ شیخ
عبداللہ افغان نیازی کہ مریدین حضرت شیخ سلیم چشتی سے تھا جب کہ سفر مکہ معظمہ سے پھرا راہ مین
سے مذہب مہدویہ ہمراہ لیتا گیا جب قصبہ بیانہ مین مقیم ہوا شیخ علائی بن شیخ حسن مرید شیخ
سلیم چشتی نے کہ قصبۂ مذکور مین بجاے اپنے والد کے سجادۂ شیخی پر تھا اس مذہب کو اوس سے
سیکھا اور ایک جماعت کثیر کو اپنا شریک مذہب بنایا شیخ عبداللہ نے انجام اس فتنہ سے ڈر کر اوسکو
دلالت سفر حج کی کی شیخ علائی تین سو ستر خانہ کے ساتھ راہی حجاز ہوا جب خواص پور کو کہ حدود
جودھپور مین واقع ہی پونہچا خواص خان اوسکا معتقد ہوا لیکن چند روز مین جب فساد مذہب
مہدویہ کا اوس پر ظاہر ہوا منحرف ہوگیا شیخ علائی اس بات کو سمجھ کر اس بہانہ سے نکل کھڑا
ہوا کہ خان موصوف امر معروف مین جیسی ترجیح ہی نہین کرتا ہی اور ارادۂ حج کو فسخ کر کے پھر بیانہ
مین آیا بعدہ سلیم شاہ بادشاہ ہندستان نے اوسکو آگرے مین طلب کر کے بہ حضور دربار علما
اہل سنت سے مقابلہ کروایا شیخ علائی بحث مین کسی پر غالب آیا بلکہ بار بار مغلوب ہو کر جب
جواب سے عاجز ہوتا تھا بیان آیات قرآنی کا شروع کر دیتا تھا کہ سلیم شاہ متاثر ہو کر بولتا تھا
کہ اے شیخ اس دعوی باطل مہدویہ سے باز آ کہ مین تجکو اپنے تمام قلمرو پر محتسب کر دونگا شیخ
علائی نے کہ ہرچند سخن بادشاہ کا نمانا لیکن بادشاہ نے رعایت کر کے بخلاف فتوئے علماے
عصر کے کہ قتل شیخ پر مرتب ہوا تھا سرحد دکن کی طرف اخراج کر دیا اتفاقاً بہار خان حاکم
اوس سرحد کا کہ امیر کبیر سلیم شاہ کا تھا مع تمام لشکر کے دائرۂ اعتقاد شیخ علائی مین در آیا
بواسطہ ثانی طلب شیخ علائی کی ہوئی اور سلیم شاہ نے شیخ علائی کو مع فتوے قتل کے
نزدیک شیخ بدہ کے کہ شیر شاہ باپ سلیم شاہ کا اونکی بہت تعظیم کیا کرتا تھا بہار کو روانہ
کیا تا کہ موافق حکم اونکے عمل کیا جاوے شیخ بدہ نے موافق فتواے مخدوم الملک
وغیرہ علماے بادشاہی کے حکم قتل کا لکھکر حوالے ایلچی سلیم شاہ کے کر دیا اس عرصے مین
شیخ علائی مرض طاعون مین گرفتار ہوا کہ حلق مین بقدر ایک انگشت کے جراحت ہو گئی
تھی جب اس حال مین دوبرو سے سلیم شاہ کے لائے بطاقت گفتار کی نہ تھی سلیم شاہ نے

آہستہ اوسکے کان مین کہا کہ کہو مین مہدوی نہین ہون اور مطلق العنان ہوجا شیخ علائی نے
کچھ التفات پر کان نہ لگایا سلیم شاہ نے فرمایا کہ کوڑے مارو چنانچہ تیسرے کوڑے مین مرگیا اور یہ
قصہ سن نوسو پچپن ۹۵۵ مین واقع ہوا بعد اس قصے کے بقیہ مہدویہ اطراف وجوانب مین روپوش
ہوئے اور شیخ عبداللہ مذکور خوف احتساب سلاطین اہل اسلام سے بھاگا اور ایک مدت دراز
تک یہ فتنہ دبا رہا لیکن چھپے چھپے بیراوے مہدویون کے عوام الناس کو ورغلاتے رہے
اور حکمت عملی سے دربردہ منے بے علم لوگون کو بہکاتے پھرتے تھے اور علاقہ جیپور کہ جسکو ڈھونڈار
کہتے ہین وہان ابتدا آمد اس قوم کی یون ہوئی کہ امراے افاغنہ کہ اطراف دہلی مین سلاطین
لودھی اور شیرشاہی کے وقت سے جاگیردار تھے جلال الدین اکبرشاہ نے بعلت طرفداری
شیرشاہ کے اونکا اخراج کیا چنانچہ بعد محاربات پیہم کے یہ لوگ نکل کر گجرات مین پونہچے اور وہان
علماے مہدویہ زدوکشت اہل اسلام سے ہراسان ہوکر انکی پناہ مین آگئے جب اختلاط باہم
پونہچا کچھ افاغنہ داخل مذہب مہدویہ ہوئے اور کچھ اپنے تسنن پہ باقی رہے جب افاغنہ
مذکورین کی صفائی بادشاہ دہلی کے ساتھ بوساطت راجہ جیپور کے قرار پائی افاغنہ مراجعت
کرکے اضلاع جیپور مین متوطن ہوگئے لیکن مذہب مین ویسی دورنگ سے چنانچہ اب تک
وہی رنگ ہی کہ مندوزئی وغیرہ چند فرقے کہ وہان سے وارد دکن ہوئے ہین سنی ہین
اور دوسرے فرقے قوم تیسنی وغیرہ سے مہدوی ہین اور اب ہندستان مین معدن
مہدویہ کا وہی دیہات ہین فقط ورنہ جونپور وغیرہ بلاد کلان ہندستان مین کوئی اس مذہب کو
پہچانتا بھی نہین ہی کہ کیا ہی اور شیخ جونپور کو جانتا ہی کہ کون ہین البتہ بلاد دکن مین جابجا
بکثرت موجود ہین اور اکثر صاحب ثروت بھی ہین اور سبب اسکا یہ ہوا کہ جب اسلام ضعیف
ہوا اور سلاطین اسلام مین طریقہ احتساب واجراے احکام دین کا مفقود ہوگیا جو عداوت
مذہبی کہ اس قوم کے ساتھ تھی حکام کے دلون مین باقی نرہی اور چونکہ یہ مذہب بعضے
عوام افاغنہ مین شائع ہوا اور اس قوم کی سپاہ گری پر سب کو اعتماد تھا حکام اسلام
انکو نوکر رکھنا شروع کیا اس سبب سے اس مذہب کو گونہ عزت وحرمت ہاتھ لگی ورنہ بیا
حمایت امراے اہل سنت وغیرہ کے بامن وامان گذران کرنے لگے لیکن پھر بھی بمقتضاے

اخراج مہدویون کا سرنگ پٹن سے اور فساد ڈالنا سردار خان غوطی زئی مہدوی کا ریاست مرہٹہ مین

شرارت کے کہ مقتضا اس مذہب کا ہے نافرمانی و آزار رسانی سے باز نہ آئے اس سبب سے جہان جاے مقبول ہوئے آخر کار مقہور و مطرود ہوتے رہے ہے چنانچہ سرنگ پٹن مین سرکار سلطان ٹیپو مین نوکر ہوئے جب ستائیسوین رمضان کو روزانہ دوگانہ کا آیا سپاہ اہل سنت اوسکے پڑھنے سے مانع ہوئی جب صورت نزاع کی نظر آئی سلطان موصوف نے حکم کیا کہ آبادی سے باہر جاکر پڑھو عدول حکمی کرکے اڑ گئے کہ ہمکو کون ہٹا سکتا ہے سلطان نے افواج قاہرہ کو حکم کیا کہ اسی دم تمام کہ دمہ کا اخراج کر دو یا توپون سے اوڑا دو جب کئی سو مارے گئے سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے ایسے ہی سردار خان غوطی زئی مہدوی پونے مین باجی راو کا نوکر ہوا اور جب انگریزون اور باجی راو مین بابت حوالہ کرنے ترنبک جی ڈینگلہ قاتل گنگادھر کے کشمکش شروع ہوئی ایک روز جب اسی گفتگو کے واسطے رسیڈنٹ انگریزی دربار مین آیا واپس جاتے وقت سر دربار غوطی زئی صاحب پکارے کہ دیکھیے مہاراج کیا کا فرکو ملاتے ہین رسیڈنٹ نے پھر کر جواب دیا کیا تم کافر ملاتے ہو دیکھو ہم کافر مارتے ہین چنانچہ اس کلام غوطی زئی سے مفسدہ ریاست مرہٹہ کا اور بھی اتر ہو گیا انگریز اول وقت ترنبک کے طالب تھے اب غوطی زئی مہدوی کے بھی طالب ہوئے مہدوی مذکور نے خیال کیا کہ مبادا باجی راو مجکو حوالہ انگریز کر دیوے پندرہ سولہ سوار لے کر ہر چند باجی راو منع کرتا رہا اور قسمین دیتا رہا مگر چھاونی انگریزی پر جا گرا اودھر سے جوانان بار نے ایک توپ ایسی ماری کہ خان کی ران مع گوشت و استخوان اوڑ گئی اور گھوڑے پر سے گر پڑا دوسرے دن وہی زخم سے مر گیا اور تمام دولت مرہٹہ کی برباد کر گیا اور باجی راو خود سنہ بارہ سو تینتیس ہجری مین قید فرنگ مین مبتلا ہو کر بٹھور مین قریب کانپور کے بعد چونتیس برس کے مر گیا پیشوا اوس سرکار کے بگڑنے سے ایسی ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ جرار کا روزگار بگڑ گیا کہ جس مین کئی ہزار سوار زرہی پٹکے کے تھے یہ ثمرہ انکی جہل کا اور ناعاقبت اندیشی اور نافرمانی کا ہوا کہ ایسی دولت صدہا سالہ پائمال ہو گئی شعر تراژدہا گر بود یار غار ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار پھر جب سب ریاستین دکن کی بگڑ گئین چارون طرف سے سمٹ کر قدم مبارک اس قوم کے حیدرآباد دکن مین گئے اور وہان وہ کثرت اور عزت بدولت راجہ چندو لعل پیشکار دولت

آصفیہ کے پیدا کی کہ دس بارہ ہزار کی جمعیت سے بمشاہرات بیش قرار نوکر ہوئے یہان تک
ہزار ہا روپیہ کی ماہوار پاتے تھے اور دولتمند انکے کروڑ پتی تک تھے وہان اقسا
اوباش خواری شروع کی اور اپنی کثرت اور ثروت کے غرور مین آکر مقدمات
ہر ایک سے بیباکانہ بحث و تکرار شروع کی اور غایت اس سرکشی اور شرا
یہان تک پونہچی کہ سلخ ذیحجہ کامل ۱۲۳۷ بارہ سو سینتیس مین مولوی عبد اللہ
بحث مذہب پر مسجد مین میر عالم بہادر کے شہید کیا اوسوقت طرفین سے چند
مقتول ہوئے چنانچہ تاج محمد خان اور دائم خان ہندوزئی اسطرف سے تھ
اور عنایت خان پروزئی وغیرہ چند مہدوی اودھر کے مارے گئے اور مولوی
انکے جاہلین نے باک سفے تیغ نے دریغ سے عین مسجد مین ذبح کیا جو تھے روز ا
نے مکہ مسجد مین جمع ہو کر واسطے قصاص خون شہید موصوف کے چنچل گوڑہ پر لشکر
جلے تھی یورش کی مہدویون نے بھی اپنے مکانون سے نکل کر تیغ زنی اختیار کی شام
ادنی و اعلی طرفین کے مارے گئے چنانچہ منصور خان اور نیاز بہادر خان وسردار اسط
شہید اور طوطی خان اور صالح محمد خان زخمی ہوئے اور اوسطرف کے ناموروں سے سید نہ
مہتاب خان مارے گئے نواب سکندر جاہ مغفرت منزل نے سنکر اخراج مہدویہ
حکم کیا انھون نے اس حکم پر عمل نہ کرکے عذر و حیلے پیش کیے اس سبب سے فوج انگر
سرکار آصفی کی تھی حکم محاصرہ اور قتل عام کا صادر ہوا بمجرد اسکے رسیدن سا
سرداران انگریزی نے سپاہ عدو کوب سے دس ضرب توپ کے ساتھہ لیکر محا
صورت گولہ اندازی اور آتشباری کی نظر آئی عقل مہدویہ کی گھبرائی عاجزی شر
کچھہ اسباب اوٹھہ سکا اوٹھاکر جورو بچون کے ہاتھہ پکڑکر نکل کھڑے ہوئے او
روپیے کی املاک اسباب بحسرت تمام چھوڑ گئے کہ سب ضبط سرکار آصفی مین آ
مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ
اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ صادق آیا اور اپنی جہالت مثل فرعون کے
کی عدول حکمی نہین کرتے ہین وہ خداوند نعمت انکے نواب سکندر جاہ تھے یا انگ

اگر یہی لحاظ تھا تو خلاف مرضی سرکار بلا حکم و اجازت اندرون شہر اسقدر کشت و خون کیوں کیا اب جب آتشخانہ انگریزی نظر آیا اور جرأت مقابلہ کی نہ رہی خیال اطاعت کا آیا غرض کہ بعد اس واقعہ کے جب مہدویوں نے دیکھا کہ ہمنے اہل سنت سے ایک عالم کو مارا اور ہمارا دس ہزار آدمی خانہ ویران ہو گیا اور بڑے بڑے دولتمند پامال ہونے کا اور صدہا پیرزادے اور علماے مہدویہ پریشان و بحقیقت ادبار ہو گئے چار آدمی اپنے میں سے چن کر روانہ کیے کہ ایسے کسی شخص معتبر کو قتل کریں کہ جس سے مہدویوں کے آنسو پونچھے جاویں چنانچہ یہ چاروں بدکار سر بازار چارسو کے حوض پر کھڑے ہوئے جب سواری محی الدولہ عزت یار خان مرحوم صدر الصدور کی نکلی ایک شخص بہانہ نبض دکھلانے کے قریب میانے کے گیا جب مرحوم موصوف کہ تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے ایک ہاتھ میں قرآن شریف کو تھام کر دوسرے ہاتھ سے نبض دیکھنے میں مشغول ہوئے ایسی ضرب کٹار کی ماری کہ مصحف خون سے رنگین ہو گیا شہادت کا شاہد ہوا اور یہ چاروں تلواریں برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے کوٹلہ عالی جاہ کی طرف اپنی نامردی کا کمال بتلاتے ہوئے بدحواس بھاگے مگر شامت اعمال کہاں چھوڑتی ہے ایک خدمتگار شہید موصوف کا پکارتا ہوا کہ قاتل بھاگے جاتے ہیں جانے نہ پاویں پیچھے دوڑا اسوقت نواب مبارز الدولہ بہادر بالاے بنگلہ برآمد تھے انھوں نے حکم کیا کہ خبردار جانے نہ پاویں ایک لڑکا منصب دار کا جھپٹ کو دپڑا اور تیغ بہادرانہ کرکے ان بھگوڑوں میں سے تین شخص کو مار کر خاک انداز کیا پھر بموجب حکم سرکار کے لاشیں انکی باہر شہر کے دروازوں پر آویزان کر دی گئیں کہ درندوچرند نے کھا کر تمام کیا غرض کہ اس حرکت سے جو کچھ امید صفائی کی سرکار سے تھی منقطع ہو گئی پس مہدویہ دربدر شہر بشہر باہر حدود ممالک محروسہ آصفیہ سے پھرتے تھے اور اگر کہیں حیلہ تجارت یا نوکری کا دستیاب ہوتا تھا کرتے تھے لیکن یاد حیدرآباد کی دلوں سے نہیں جاتی تھی اور اپنے کردار پر ہاتھ حسرت کے کاٹتے تھے کیونکہ ایسی عیش و ثروت کہیں خواب میں بھی نظر نہ آتی تھی القصہ ایک مدت دراز اس پر گذری اور نواب سکندر جاہ مغفرت منزل کا انتقال ہوا اور نواب ناصر الدولہ غفران منزل مسند نشین دولت آصفیہ کے ہوئے اور بسبب انقراض عہد اور بعد مدت کے اہل حیدرآباد کے دلوں سے بھی بغض و طیش کم ہو گیا تب لا چند و لعل کے رہ بیں

نذرانے اور رشوتین دے دے کر ایک ایک دو دو مہدوی آکر گھسنا شروع کیے اور راجہ موصوف کی نظر عنایت سے پھر انکو جاگیرات و تعلقات ملنا شروع ہوئے چنانچہ عرصہ قلیل مین بیگم بازار اور چنچل گوڑہ اور چادر گھاٹ مین فی الجملہ آبادی و مجمع پیدا کیا پھر جب پانون جما اور قدرے کہنگی حاصل ہوئی اور زمانہ دیوانی بار دوم نواب سراج الملک بہادر کا آیا ایک وزیر باغ سید آباد سے سوار ہوتے وقت بابت مطالبہ تنخواہ کے بیس بائیس مہدویون نے سد راہ ہوکر شلک بندوقونکی چھوڑی یہانتک کہ جراحت ایک چھرے کی چہرۂ نواب موصوف پر لگی بمجرد دیکھنے اس حال پر ملال کے فوج عرب نے ایسی شلک ماری کہ سب کو مار کر پھینک دیا اور مکانات مہدویہ مین واویلا برپا ہوا کہ دیکھیے اسکا کیا انتقام ہوتا ہے مگر اوس وقت حکام عصر نے اپنی عالی حوصلگی سے اغماض کیا اور فقط قتل بانیان فساد کو کافی سمجھا اس حرکت پر بھی ایک زمانہ گذرا یہانتک کہ وقت حال آیا اور پھر مہدویون نے سر اوٹھایا لیکن رنگ دوسرا دکھایا کہ شمشیر و کمان سے گذر کر قلم و زبان کو کارفرمایا دو بدو اپنے مذہب کی دعوت کرنا اور رسائل اپنے مذہب کی تائید اور رد دوسرے تمام مذاہب اہل سنت و شیعہ و غیرہ کے رد مین چھپوا کر تقسیم کرنا شروع کیا چنانچہ سید عیسی نام ملقب عالم میان مہدوی نے اول استفتاے صغیر و استفتاے کبیر اس مقدمے مین لکھکر دربدر اور شہر بشہر پھرایا اور اونکا سبب تالیف ایسا لکھا ہے کہ اول مجھسے اور مولوی یوسف علی خانصاحب مدارسی سے حیدرآباد مین مباحثہ مذہب ہوا اسواسطے مین یہ استفتا تیار کرکے طالب جواب جب انھون نے جواب سے پہلو تہی کرکے حوالے دوسرے علما پر کیا مینے علماے آفاق پر دورہ چنانچہ لکھا ہے کہ بعد ازان این بندہ این استفتا را بنظر بعض علماے اطراف گذرانیدہ و در حیدرا مولوی عبد الحلیم صاحب لکھنوی و مولوی نیاز محمد صاحب بدخشانی و مولوی حسن صاحب کھمی و مولوی احمد علی صاحب رامپوری و مولوی امداد خان صاحب ججری مولوی معید الدین خان صاحب دہلوی و مولوی فضل رسول صاحب درویش و مولو حیدر علی صاحب دہلوی و در مدراس دیوان صاحب و فرزند قاضی بدر الدولہ و مولوی حیات خان صاحب و مولوی غلام قادر صاحب و مولو وجیہ الدین صاحب و در ویلور مولوی سید شاہ محی الدین صاحب و در

مولوی مفتی غلام رسول صاحب قاضی در بنگلور **مولوی محمد حنیف** صاحب مدرس در بندر بمبئی **مولوی عنایت اللہ** صاحب مدرس مدرسہ مسجد جامع پس بعض ایشان بعد مطالعہ ساکت ماندند و بعض مہر و احوال استفتا از زبانی این بندہ شنیدہ ہرگز التفات نکردند بلکہ استفتا بدست خود مس نمودند بلکہ در بمبئی از مسجد قصابان بعض طلبا و اہل مسجد ہمراہ این بندہ غوغا نمودہ شبا شب اخراج کنانیدند الخ انتہی عبارتہ غرض کہ جب علماے مذکورین نے جواب لکھنے سے پہلو تہی اور اعراض کیا کسی نے بسبب کم فرصتی کے اور کسی نے بسبب نہ اطلاع ہونے کے کیفیت اس مذہب پر اور کسی نے بسبب انکے جہل کے مایوس و ناامید ہوکر سخن فہمی اور حق شنوی سے اس بزرگ نے خیال کیا کہ یہ سب میرے کلام کے جواب سے عاجز ہیں پہلی قدم آگے بڑھایا اور ان دونوں استفتون کو بعد ترجمہ اور رسالہ کشف الحجب و تلاشیہ اور دلیل متین اور ہیبت تالیف کر جس مین ان سب کے عجز کا بیان ہے سنہ ۱۲ بارہ سو بیاسی مین چھپوا کر ملک مین مشتہر کیا جب اسپر بھی کہین سے جواب نظر آیا جانے مین ہم کر رسالہ شبہات الفقا و ہی رد مین فتوی شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ مذاہب اربعہ کے اور رسالہ معارضۃ الروایات سنہ ۱۲۸۳ بارہ سو تراسی مین چھاونی بنگلور مین چھپوا کر دہلی و لکھنؤ و مدراس و دکن مین بھیجنا شروع کیا اور ایک رسالہ اپنے اعتقادیات و عملیات مین تصنیف کیا جب دیکھا کہ اب بھی کوئی مقابلے پر نہین آتا ہے اعتقاد ہیچ مین دیگری نیست کا راسخ کرکے زیادہ تر بیباکی شروع کی کہ رسائل مذکورہ مع ایک رقعہ کے دار القضا حیدرآباد مین بخدمت **قاضی سید دلاور علی** صاحب کے پیش کیا مضمون رقعے کا یہ تھا کہ ہمنے رسائل مذکورہ محض واسطے دریافت حق کے اطراف و بلاد مین منتشر کیے اور علماے آفاق کے حضور مین بھیجدیے اور ایک مدت تک انتظار کیا لیکن ابتک علما جواب سے ساکت ہین اسواسطے آپ کی خدمت مین پیش کرتے ہین کہ اگر کچھ خطا آپ کی نظر مین آوے جب تو ہمکو مطلع کردو تاکہ ہم رجوع بحق کرین وگرنہ اعانت و امداد ہماری تصدیق و اقرار کی کرو فقط قاضی صاحب موصوف نے رقعہ اور رسائل مذکورہ مع مصنف مسطورہ کے اس محرر اوراق کے پاس روانہ کیے بندہ باآنکہ تمام مناقشات و منازعات سے ہمیشہ کنارہ گزین و زاویہ نشین رہتا ہے لیکن حمیت اسلامی اور غیرت ایمانی نے رخصت نہ دی کہ تحریر جواب

انکار و اعتراض کرکے اپنے مذہب حق کو اس قوم کے خیال خام مین عاجز و ذلیل اور انکے کلام باطل کو
غالب بادلیل ٹھہراوین اس سبب سے ارادہ جواب کا مصمم کیا لیکن چونکہ تحریر جواب موقوف مطالعہ کتابون
مہدویہ پر تھی مصنف مذکور سے ایسا کہا کہ ہم جب تک تمہارے اصول عقائد اور فروع مسائل
او سیرت و اخلاق مہدی متنازع فیہ کی کتابین بتفصیل مطالعہ نکرین تصدیق یا انکار بطور تحقیق کے
نہین کر سکتے ہین وہ بزرگ اس سخن سے امیدوار تصدیق کے ہوکر اسقدر خوش ہوئے کہ کتب مطلوبہ
بلکہ غیر مطلوبہ بھی جس جگہ سے بہم پونہچین لاکر حاضر کردین جب خیر خواہ مسلمین نے اونکا مطالعہ شروع کیا
اسقدر واہیات و مخالفات عقائد و احکام اسلام کے اوسمین نظر آئے کہ قیاس سے باہر ہین تائید
فضل الٰہی پر توکل و اعتماد کرکے ضروریات کا استنباط اور تحریر جوابات بقدر اپنے حوصلے کے آغاز کیا
اس عرصے مین بغیر درخواست اس احقر کے یہ کیفیت مفصلاً زبانی **سید حبیب مختار جمعدار**
عرب پیشگاہ **نواب مختار الملک بہادر** مین کہ وزیر اعظم بارگاہ گیتی پناہ فرمانروائے دکن نظام الملک
آصف جاہ افضل الدولہ بہادر دام اقبالہ کے ہین معروض ہوئی نواب صاحب ممدوح نے فورًا حکم اخراج مہدوی مذکور کا
صادر فرمایا چنانچہ بموجب حکم نافذ کے مصنف کا اخراج ہوا اور کتابین مستعار تمام نزدیک اس محرر اوراق کے رہ گئین اگرچہ
ابتدا مین یہ اخراج مجکو کچھ بے ضرورت سا نظر آیا اور بموجب اس قول کے کہ ۵ امور مصلحت ملک خسروان دانند گدائے گوشہ
نشینی تو حافظا مخروش بجز سکوت کچھ مناسب نسمجھا لیکن آخر کو علاوہ فائدہ دینی و مصلحت ملکی کے ایک فائدہ عظیم ذاتی بھی نظر
پڑا کہ بندہ اس عرصے مین چار پانچ مہینے علیل رہا اگر فقط معاملۂ خانگی بلا توسط حمایت سرکاری رہتا
کتب مذکورہ اس مدت تک کیونکر رہتین اور اس فرصت سے مع اشتغال معمولہ کے مطالعہ کاہے کو ہو سکتا
یہ بھی منجملہ تائیدات الٰہیہ ہے والحمد للہ علی ذلک القصہ بعد اس واقعۂ اخراج کے بسبیل پیام و وسائط
مصنف مذکور کہ عمل انگریزی مین جاگزین تھے مطالب استرداد کتب کے ہوئے تب ہمنے جواب دیا کہ تمنے
کتابین اس غرض سے دی تھین کہ جو شبہات اسمین نظر آوین ہم سے پوچھ لینا اب چونکہ شبہات
بیشمار پیش ہوئے ہین بغیر اونکے حل کے کتابین کیونکر واپس دی جاوین اسپر یہ تقریر پائی کہ
بواسطہ خط و کتابت کے حل شبہات کیا جاوے چنانچہ بندے نے بموجب اس قرارداد
اول ایک خط مورخہ ۲ شوال سنہ ۱۲۸۴ ہجری کا مشتمل اوپر پانچ سوال کے بامید جواب ضلع مچھلی
موضع سیٹہ پال کو کہ فرودگاہ مصنف مذکور کا تھا روانہ کیا خط یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم

عریضه ... بنام سید عیسی ... مشتمل بر سه سوال

از طرف ابو رجا محمد بخدمت کرم فرمائے احباب سید عیسی ملقب بعالم میان صاحب واضح باد که سبب روانگی ایشان ازین بلده زبانی سید موسی صاحب مفصلاً معلوم شده باشد که دران راقم را هیچ دخل نبود محض این بلا از طرف بعض حبائب عرب برخاست که بغیر استشاره من مبادرت نمودند ہمانا که اگر وقت روانگی خود شان اندکے ہم مرا مطلع می ساختند حتی الوسع برائے قیام آن کرمفرما سعی می نمودم چه دران مقصودم بخوبی بحصول می انجامید و آن استکشاف شبہات کتب ایشان بود چنانچه بعد استماع روانگی ایشان خیلے متردد بودم که آن شبہات را از که پرسیم لیکن از وقتیکه برادر ایشان سید موسی صاحب بطرف آن مشفق آمده باعث بران شدند که حالا بواسطہ مکاتیب گفتگوی آن مطالب نموده شود خاطر نگران رو باطمینان آورده لہذا امتثالا للامر کلم اول از چند مقام که خیلے موجب خلجان اندر سیده می شود امید که از راه انصاف بلا تکلف و اعتساف بجواب آن پردازند

سوال اول شواہد الولایت اور مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی کہ نسب سید محمد صاحب کا سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم کو پہونچتا ہی اور علم انساب کی معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہی کہ امام موسی کاظم کا کوئی بیٹا سید نعمت اللہ نہین ہی پس نسب شیخ محمد صاحب کا کیونکر فاطمی ہوا **سوال دوم** ایک روز بالمشافہہ آپ بولے تھے کہ بعضی روایات مین ہمارے یہان یون آیا ہی کہ سید نعمت اللہ بن سید اسمعیل بن امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کو نسب پہونچتا ہی سو بیان کیجیے کہ یہ روایت کس کتاب مین لکھی ہی اور بالفرض اگر لکھی ہی تو بھی کچھ تمہارے کار آمد نہین ہی اسلیے کہ علم انساب کی کتابون مین مثل عمدة المطالب فی نسب آل ابی طالب وغیرہ کے موجود ہی کہ سید اسمعیل موصوف کے سب بیٹے لاولد مرے سوائے ایک بیٹے کے کہ اونکا نام سید نعمت اللہ نہین ہی پس معلوم ہوا کہ مہدویون کی دونون روایتون سے اونکے مہدی کا اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا ثابت نہین ہوتا پس مہدی ہونا بھی کہ بالاتفاق فاطمی ہونے پر موقوف ہی ثابت نہ ہوا وہو المقصود **سوال سوم** شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین ہی کہ مہدی نے کہا کہ مجکو حق تعالی نے تمام ارواح اولین اور آخرین کا پیشوا بنایا ہی اس کلام سے او مسئلہ تصحیح سے اور قول اللہ داد حمید سے کہ یہ ہی مصرع

فضائلش که بر جمیع پیمبر شد از خدا

ظاہر ہوا کہ مہدی انکے نزدیک حضرت خاتم الرسالت سے بھی افضل ہین اور مؤید اسکا قول صاحب شواہد الولایت کا

ہی کہ اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا
مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اسپر ایک حدیث بے اصل بیان کرکے لکھا ہی کہ اول مقام
رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تاکہ مقام ان لوگونکا معلوم ہووے اور جبکہ قوم ایسا ہو اونکا امام
کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی انتہی اور بھی پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ نظام نے کہا
کہ ہم منزلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا
مرتبہ اس سے بھی دور اور آگے ہی اور اوسی کتاب مین ہی کہ ایک روز سب بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ
دلاور نے اپنی عورت خوندبوا کو بتلا کر کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی هُمْ اِخْوَانِیْ
بِمَنْزِلَتِیْ یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ مقام مرسلین کے ہین
لیکن بارہ آدمی اونسے بھی فاضلتر ہین انتہی ان سب دعاوی سے معلوم ہوا کہ دعوی تسویہ یعنی برابری
مہدی کا ساتھ حضرت خاتم المرسلین کے غلط ہی یا یہ تقاریر کہ افضلیت مہدی پر دال ہین غلط ہین اور
ہر شق مین مہدی سے خطا و غلط سرزد ہونا کہ انکے اصول پر منافی مہدویت کے ہی لازم آتا ہی اور یہ
مہدویت کو باطل کرتا ہی **سوال چہارم** شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین ہی کہ انکے مہدی نے
کہا کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے بعد قلم تحریر کیا ہی حالانکہ
شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کوئی شخص سوا عیسی علیہ السلام کے
افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی پس حضرت ابو بکر مہدی سے افضل ہوئے اور دعوی تسویہ کا ساتھ
حضرت رسالت کے غلط ہوا ورنہ یہ کشف غلط ہوا کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھنے کے بعد قلم تحریر کرتے
تھے اور ہر شق مین بطلان مہدویت کا لازم آیا اور اسی طرح شیخ نے فتوحات و عنقاء مغرب و دیگر تصانیف
مین احوال و علامات مہدی کے بیان کیے ہین کہ وہ تمہارے مہدی جونپوری مین اصلا مفقود ہین تو ان بھی
یہی اشکال صدر لازم آتا ہی **سوال پنجم** پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت
کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے
بالائے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسی علیہ السلام زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسی
علیہ السلام زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہوجاوینگے اب آدھے
مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہی کہ میران نے کہا ہی جو کہ خدا تعالی کو مقید دیکھے وہ

مشرک ہی انتہی اس کلام کا کچھ مطلب اہل اسلام کی سمجھ مین نہین آتا ہی اسواسطے کہ ایمان و اسلام حقیقی کہ جس سے انبیا علیہم السلام متصف ہین ایک ہی اور وہ صفت دل کی ہے نہ ناک وسر کی اور اگر مراد قیاس و تخمین دل کی ہی بحساب جسم کے تو بڑی قباحت یہ ہی کہ کفر و ایمان مین اہل سنت کے نزدیک واسطہ نہین ہی آدمی یا مومن ہی یا کافر اگر پاؤ یا آدھا مسلمان ٹھہرایا تو باقی حصے کا اوس صفت سے متصف ہونا لازم آتا ہی کہ ہر مسلمان زبان پر لانے سے تھرا تا ہی اس سوالات کا جواب بتقریر واضح کہ مطاوی کلام کا کوئی فقرہ باقی نہ رہجاوے خدا کے پاک سے ڈر کر موافق اصول اہل اسلام کے تحریر کرنا اور تعصب اور پیروی اپنے بزرگون کو کام نہ فرمانا اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ والصلوۃ والسلام علی محمد سید الاولین والاخرین وعلی الہ الطیبین واصحابہ حماۃ الدین آمین خط تمام ہوا اور بتاریخ صدر روانہ ہوا لیکن اب تک کچھ جواب نہ آیا مانعش خیر باد مگر ایک خط بطور تجاہل عارفانہ کے فقط طلب کتب مذکورہ مین آیا راقم السطور نے ایک جواب اوسکا لکھکر چندے پھر انتظار کیا چونکہ اب تک جواب مقصود نہ آیا خیال کیا کہ جب ان پانچ شبہات کا حل ابتک نہ ہوا دوسرے صدہا شبہات کہ اس کتاب مین مذکور ہین اوسکے حل و جواب کے واسطے انتظار کرنا بیفائدہ ہی اسواسطے کتب مذکورہ کہ ابتک واسطے تصحیح نقل و اتمام الزام کے رکھین تھین بتوسط **نواب وزارت مآب مختار الملک بہادر** کے نزدیک جنید خان جمعدار مہدویون کے روانہ کین اور سید حافظ میان برادر عالم میان کی معرفت تا اجازت عالم میان کے منگوالی چنانچہ نقول اونکا غذات کے ذیل مین مسطور ہین

نقل رقعہ مولف بنام نواب وزارت مآب مختار الملک بہادر کیفیت اینست کہ پیشتر ازین سید عیسی مہدوی ملقب بہ عالم میان ستہ تار سالہ در رد زمرۂ اہل اسلام تصنیف ساختہ دران کافۂ مسلمین شیعہ و سنی را از شرق تا غرب کافر قرار دادہ طبع کنانیدہ در بلاد دکن تقسیم نمودہ بلکہ تا دہلی و لکھنؤ ہم روانہ ساختہ و ہیچ عالم و متعلم را نگذاشتہ کہ باوی مقابل نشدہ باشد و درخواست تحریر و جواب آن نہ نمودہ باشد تا آنکہ در دار القضاے حیدرآباد حاضر شدہ رسائل مذکورہ مع رقعۂ درخواست تصدیق مذہب خود یا تحریر جواب گذرانیدہ چنانچہ قاضی صاحب آن رقعہ و رسائل را مع مصنف مذکور نزد بندہ

فرستادند و مصنف مذکور از بنده هم بکمال اصرار استدعاے تحریر جواب نمود و بهمین غرض کتب مذهب خود از جا بافراهم آورده حاضر ساخت ناچار بتحریر جواب پرداختم و مجلدی ضخیم درین باب مرتب ساختم و دران التزام این امر نموده شد که با آنکه بجواب تکفیر تکفیر می ازرید لیکن زبان قلم خود را بان نیالودم البته جائیکه از زبان مهدی ایشان القاب کفر و نفاق در حق ایشان منقول بود بطور پیام بگوش ایشان رسانیدم و خطبات مهدی وغیره پیشوایان قوم کرد کتب ایشان مرقوم بود مشرح و مدلل نموده بهدیه معمود به ساختم دیگر از طرف خود هیچ نافزودم بهمین هم شنیده میشود که این امر برایشان خیلی شاق و ناگوار است حالانکه این تحریر جواب غایت تمناے اصل مدعاے عالم میان بود که ده بده و در بدر براے تحصیل آن سراسیمه میگردیدند آیا نمیدانستند که در جواب همین یک تفضیص خواهد نمود یا مدح خوانی و ثنا گستری ایشان خواهد بود التقصه حال التماس آنکه کتب مذکوره التعمد را از مدتی بیکار نهاده است لهذا امید که به جنید خان جمعدار که گاه گاه متقاضی می شوند فرمان شود که خط عالم میان بنام باین مضمون طلب سازند که کتب امانت بجنید خان جمعدار تفویض نمایند تا از جمعدار موصوف رسید مهری گرفته آنرا واپس امانت سپرده سبکدوش شوم زیاده عمر و دولت با توفیق حمایت دین و ملت در تزاید باد

نقل رقعه نوازش وزارت مآب مختار الملک بهادر بنام مؤلف

رقعه مرسله در باب عهده و حکم بجنید خان جمعدار در باب رسانیدن خط عالم میان بنام آن مهربان جهت تفویض کتب امانتی تا که بجمعدار مذکور بعد اخذ رسید مهری کتب مذکوره داده شود موصول گردید بر طبق مسوده مرسله آن مهربان قطعه رسید بمهر حافظ میان که بلف عرضی مهری جنید خان رسیده مع نقل عرضی مذکور ملفوف هذا است کتب مندرجه رسید فرستاده شود تا که بتوسط جمعدار مذکور بحافظ میان مزبور عائد گردد زیاده اشتیاق المرقوم ششم ماه ذیحجه ۱۲۹۵ هجری

نقل عرضی جنید خان جمعدار بجناب وزارت مآب موصوف

عالی

بعرض

رسان

مراسله بندگان سرکار عالی مع نقل رسید پرتو ورود انگنده سرفراز نموده حسب الحکم
سرکار عالی مطابق نقل مبیضه کنانیده و مهر حافظ میان برادر سید عیسی میان ثبت
گردانیده بلف عریضه هذا بنظر خداوندی گذرانیده امید که بموجب فهرست رسید از
نزد مولوی محمد زمان صاحب کتب در سرکار طلب فرموده بفدوی مرحمت گردد تا به
برادر اوشان رسانیده شود زیاده حد ادب   معروضه غره ذیحجه ۱۲۸۵ هجری

[illegible]

شادی ۱۲۸۴
خان
جمشید ولد

نقل رسید حافظ میان برادر عیسی میان

کتب مفصله الذیل که سید عیسی صاحب مهدوی ملقب عالم میان بعضی از دولت خود و بعضی از دیگران مستعار گرفته بطور عاریت نزد مولوی محمد زمان صاحب رسانیده بودند حالا حسب اجازت میان موصوف بتمام و کمال از نزد مولوی صاحب موصوف وصول یافته بالکل کتب مسطوره رسانیده شد آینده میان و غیره مالکان کتب مذکوره را از مولوی صاحب موصوف بهیچ گونه دعوی و تقاضا نیست لهذا این چند کلمه بطریق لا دعوی و رسید نوشته شد که سند باشد

دفعه ۱	دفعه ۲	دفعه ۳	دفعه ۴
مجموعه پنج فضائل و شواهد الولایت و تذکرة الصالحین و غیرها	مجموعه مقصد ثانی و مکتوب ثانی و جواهر نامه و نشانیات با شرح عقیده شریفه و هفتاد و چهار فرقه و شرح الاسرار و چند مکتوبات و امثال [illegible] و رساله بعض آلایات	مطلع الولایت	سراج الابصار

دفعہ ۵	دفعہ ۶	دفعہ ۷	دفعہ
کنز الدلائل مسمی بردعمر	مخزن الدلائل	رسالۂ اعتقادیات و عملیات تصنیف عالم میان	رسالۂ … تصنیف ا…
دفعہ ۹	دفعہ ۱۰	دفعہ ۱۱	
مجموعہ رسالہ کشف المجد و ثلاثیہ و سبب تالیف و دلیل المتین تصنیف ایضاً	شبہات الفتاوی تصنیف ایضاً	ترجمہ رسالۂ مہدی نامہ تصنیف انضا علیخان مرحوم	حا… مس…
	محررہ تاریخ عشرہ ماہ ذیحجہ ۱۲۸۵ ہجریہ مقدسہ		

باب سوم جوابات دلائل اثبات مہدویت شیخ جونپوری

حقیقت حال یہ ہے کہ قاعدہ مستمرہ اور کلیہ مسلمہ ہے کہ جب خدا و رسول کسی ایسی چیز کی خبر دیں چیز کی حقیقت قبل اس خبر دینے کے معروف و معلوم نہووے تو بناے شناخت اوس علامات و آثار پر ہوتی ہے کہ جو صاحب خبر نے بیان فرمائی ہووین یہان تک کہ ماہیت شرعیہ مجموعۂ آثار و علامات مذکورہ ہوتا ہے فقط بلکہ تمام امور مصطلحہ کی ماہیت یہی مفہومات ہوتے ہین چنانچہ سید سند نے اپنی بعض تصانیف مین اس تحقیق کا افادہ فرمایا ہے پس حقیقۃ وہی شخص ہے کہ جسمین علامات منقولہ بطور ماہیت شرعیہ مرکبہ ممیزہ کے جمع ہووین سبب مابالامتیاز واقع ہووین اور شیخ جونپوری مین چونکہ یہ ہیئت اجتماعی علامات کی نے اس طریق اثبات مسلم الثبوت کو ترک کرکے ایک طریق جدید اختراع کیا کہ تمام محصصہ کو چھوڑ کر چند علامات عامۂ مشترکہ کو دلائل مہدویت کی ٹھہرایا حالانکہ وہ بھی بر تقدیر ثبوت کے مخصص و ممیز نہین ہوسکتی ہین چہ جا واحد واحد کے کہ ہرگز نہین ہوسکتی ہے البتہ ان علامات متفقہ اور مسلمۃ الفریقین مین سے انتفا ہر کا دلیل ابطال مہدویت کے ہوسکتا ہے پس جو علامت کہ اوسکا ہونا مہدی کے واسطے قطعی فاطمی النسل ہونا کہ باتفاق فریقین بتواتر معنوی ثابت ہے اوسکا انتفا دلیل قطعی ہوگا شیخ مذکور پر اور جو علامات ظنیہ ہین اونکا انتفا دلائل ظنیہ ابطال ٹھہرے گا اور یہ غلط

بیان حقیقت امور اصطلاحیہ و طریق اثبات مہدویت

اعتقاد مین بالکل غیر معتبر ہو اسواسطے کہ تفاصیل اعتقادیات کہ اکثر ظنیات سے ہوتے ہین اوسمین تو دلائل ظنیہ
بخوبی مفید ہین اور اصول اعتقادیات کہ قطعیات ہین اوسمین اگر دلیل ظنی مفید یقین نہین تو مفید
ظن البتہ ہی چنانچہ شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ وَمَا یُقَالُ اِنَّهٗ لَاعِبْرَةَ بِالظَّنِّیَّاتِ فِیْ بَابِ
الْاِعْتِقَادَاتِ فَاِنْ اُرِیْدَ اَنَّهٗ لَایَحْصُلُ مِنْهُ الْاِعْتِقَادُ الْجَازِمُ وَلَایَصِحُّ الْحُکْمُ
الْقَطْعِیُّ فَلَانِزَاعَ فِیْهِ وَاِنْ اُرِیْدَ اَنَّهٗ لَایَحْصُلُ الظَّنُّ بِذٰلِکَ الْحُکْمِ فَظَاهِرُ
الْبُطْلَانِ اور یہ بھی مسلمات سے ہی کہ کثرت ظنون مفید یقین ہوتی ہی پس جبکہ بکثرت علامات
مہدویت گو کہ ثابت باحادیث آحاد ظنیہ ہین مفقود ہونگی اور ہر ہر کا فقدان عدم مہدویت پر
دال ہوگا سبب سے بہ قدر مشترک قطع و جزم کو پہونچیگی کہ یہ شخص مہدی نہین ہی اب دلائل اثبات کہ
حقیقت مین علامات عامہ و مشترکہ ہین اور انتفا اونکا البتہ دلائل مستقلہ بطلان مہدویت کے ہین
بیان کی جاتی ہین **دلیل اول** رسالہ معارضۃ الروایات مین عالم بیان مہدوی سے لکھا ہی کہ کہا
شیخ عبد الحق نے لمعات شرح عربی مشکاۃ مین کہ متواتر ہی حدیث معنًا ہونے مین مہدی کے ولد
فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اور بعضی حدیثون مین اولاد سے امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی
اور بعضون مین اولاد سے امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی انتہی اب حکم متواتر مطلق کا ثابت ہی
اور غیر متواتر مقید کا ساقط بنا بر قاعدہ اصول کے جو گذرا پہلے باب مین انتہی بالجملہ حدیثین اس
مقدمے مین مختلف وارد ہوئی ہین کہ بعض مین ہی کہ مہدی اولاد امام حسن سے ہین اور بعض مین ہی کہ
اولاد امام حسین سے مگر مہدی کا اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا بہرحال ثابت ہی یہانتک کہ متواتر
ہی اور تمام کتابین مہدویون کی بھی اس اقرار سے مالامال ہین کہ مہدی کا فاطمی ہونا قطعی اور یقینی
ہی بلکہ اپنے مہدی ادعائی کی سیادت پر اسقدر مطمئن اور نازان ہین کہ اکثر مصنفین انکی مہدویت
کے واسطے اسی قدر اصل ٹھہراتے ہین کہ اولاد فاطمہ سے ہووے اور اخلاق مانند اخلاق انبیا
و اولیا کے رکھتا ہو تو مہدویت کے واسطے بس ہی اور باقی علامات کچھ ضرور نہین ہین چنانچہ نقل
کرتے ہین کہ امام بیہقی نے شعب الایمان مین لکھا ہی کہ اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِیْ اَمْرِ الْمَهْدِیِّ
فَتَوَقَّفَ جَمَاعَةٌ وَاَحَالُوا الْعِلْمَ اِلٰی عَالِمِهٖ وَاعْتَقَدُوْا اَنَّهٗ وَاحِدٌ مِّنْ اَوْلَادِ
فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یہ عبارت تمام مہدویہ تسلیم

ف
دلیل اول مہدی کا سید ہونا متواتر و قطعی ہے

معتمات سے سمجھ کر نقل کیا کرتے ہیں وابتدا اس نقل کی میان خوندمیر سے ہی کہ مکتوب ملتانی میں
اس قول کو نقل کیا اور انھیں سے تمام گروہ مہدویہ نے نقل در نقل کیا حالانکہ ان میان کی نقل پر
ہرگز اعتبار واعتماد نہیں ہوسکتا ہی کیونکہ انکی عادت ہی کہ نقل میں نہایت تحریف وتبدیل
کیا کرتے ہیں اگر اعتبار نہ آوے تو دلیل ہشتم اور دہم انکی جا ہیے کو ملاحظہ کرلو اور نسخہ شعب الایمان
کہ اس شہر میں اسوقت ناقص [illegible]
وضع سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]
کے کچھ اپنی طرف سے اضافہ یا عادت مصنف کی نہیں معلوم ہوتی ہی اور اگر کسیکو سالم
کتاب دستیاب ہووے چاہیے کہ تحقیق اس احتمال کی کرلیوے علاوہ یہ کہ اسمین کوئی کلمہ حصر کا
موجود بھی نہیں ہی اور قطع نظر اس سب کے بالفرض والتقدیر اگر یہ قول منقول صحیح ومقبول بھی
ہوئے تب بھی مہدویوں کو کچھ مفید نہیں ہی بلکہ بڑا مضر ہی کیونکہ انکے مہدی کا اولاد فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا سے ہونا بھی ثابت نہیں ہوسکتا ہی اب ان سے سوال کیا جاتا ہی کہ اگر تمھارے مہدی صاحب
کی نسل ونسب میں بھی خلل نکلے اور سیادت بالکل ثابت نہووے تب تو اس اعتقاد سے توبہ کرینگے
یا پھر بھی اپنے باپ دادوں کی لکیر پر چلے جاوینگے اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا
وَّلَا يَهْتَدُوْنَ اب انکا نسب نامہ کھولا جاتا ہی کہ سب قلعی کھل جاوے واضح ہو کتاب مطلع الولایت
تصنیف [illegible] بن سید یوسف بن سید یعقوب بن سید محمود بن سید محمد جونپوری کی ہے
سنہ ۱۰۰۰ ایک ہزار سنہ [illegible] میں اور کتاب شواہد الولایت تصنیف برہان الدین بن الہ بخش بن
محی الدین بن سید شہاب الدین بن سید خوندمیر داماد سید محمد جونپوری کی ہے سنہ ۱۰۵۲ ایک ہزار
باون میں یہ دونوں کتابیں کتب معتبرہ نقلیات سے ہیں کہ مہدوی کتب نقلیات کو منجملہ اہل
اصول کے کہتے ہیں ان دونوں کتابوں میں لکھا ہی کہ انکے مہدی جونپوری اولاد سے امام موسی کاظم
رضی اللہ عنہ کے ہیں اور درمیان مہدی مذکور اور حضرت امام موسی کاظم کے بارہ پشت ہیں فقط
کہ تفصیل اسکی یہ ہی سید محمد مہدی بن سید عبد اللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن سید موسی بن
سید قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبد اللہ بن سید یوسف بن سید یحیی بن سید جلال الدین
بن سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ انتہی اور شواہد الولایت کے باب دوم میں

لکھا ہی کہ ولادت مہدی جونپوری کی سنہ ۸۴۷ آٹھہ سو سینتالیس ہجری مین ہی اور اس سنہ مین مہدویونکو کچھہ خلاف وشبہہ نہین ہی اسواسطے کہ بلاخلاف سنہ ۹۱۰ نوسودس مین انتقال ہی اور عمر کل تریسٹھہ برس کی ہی پس ثابت ہوا کہ انکے مہدی کی پیدایش اور امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کے انتقال مین چھہ سو چونسٹھہ ۶۶۴ برس کا فاصلہ ہی اسواسطے کہ امام موسی کاظم نے سنہ ۱۸۳ ایک سو تراسی مین پچپن برس کی عمر پاکر انتقال فرمایا جیسا کہ فصل الخطاب اور عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب وغیرہ کتابون معتبر مین مذکور ہی اور یہ معلوم نہین کہ یہ سید نعمت اللہ جد اعلی مہدی صاحب کے وقت انتقال امام موسی کاظم کے چند سال کے تھے غرض کہ معلوم ہوا کہ بارہ پشت مہدی مذکور مین ہر شخص تقریبا چھپن برس کے بعد معمر ہوکر ایک بیٹا جنتا تھا اور اگر کسی نے انمین سے اس عمر سے کم مین بیٹا جنا تو ضرور ہوا کہ دوسرا پشت والا چھپن برس کی عمر سے بھی زیادہ مین جنے مثلا اگر ایک شخص تیس برس مین صاحب ولد ہوا تو ضرور دوسرا بیاسی برس کا بوڑھا ہوکر بیٹا جنے تاکہ بارہ پشت مہدی کی اس مدت چھہ سو چونسٹھہ مین پوری ہو جاوین یہ مقدمہ نہایت غریب و نادر ہی کہ کسی دوسرے کے نسب صحیح مین دنیا مین ایسا نہوا ہوگا اور طرہ یہ ہی کہ سید خوندمیر داماد مہدی کا نسب بھی انھین سید نعمت اللہ کو پہونچتا ہی اور وہان بھی فقط بارہ واسطے درمیان مین ہین حالانکہ سید خوندمیر مہدی کے تولد سے چالیس برس کے بعد پیدا ہوئے ہین چنانچہ سید ولی نے پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر اٹھارہ برس کی عمر مین مرید ہوئے اور پانچ برس میران کی صحبت مین رہے اور بعد وفات میران کے بیس برس کے بعد تینتالیس برس کی عمر مین نہایت ریش سفید ہوکر مارے گئے انتہی اس سے معلوم ہوا کہ میران یعنی مہدی ادعائی کے مرنے کے وقت یہ تئیس برس کے تھے اور مہدی مذکور چونکہ تریسٹھہ برس کی عمر مین مرے ہین یہ ان سے چالیس برس کم ہوئے پس انکے تولد اور امام موسی کاظم کے انتقال مین سات سو چار برس کا فاصلہ ہوا اور نسب مین انکے بھی بارہ پشت سے زیادہ نہوئین چنانچہ نسب نامہ انکا یہی ہی کہ پنج فضائل مین مسطور ہی سید خوندمیر بن سید موسی عرف چجھو بن خوند سعید بن سید یحیی بن جلال الدین بن خوند سعید بن عبداللہ بن سید قادن عرف سید نورانی بن سید عیسی بن سید نعمت اللہ بن سید حیدر بن سید نجم الدین بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما الخ یہان اگر سید

نعمت اللہ کو وقت رحلت امام کاظم رضی اللہ عنہ کے چار برس کا بھی فرض کرین تو بھی چاہیے کہ ہر شخص ساٹھ برس کی عمر مین بچہ جنے اور اگر کم مین جنے مثلاً تیس برس مین تو بیٹا اوسکا نوے برس مین جنے تا کہ یہ بارہ بطن اس مدت دراز مین برابر اُترین ہل ہذا الا عجاب تھا یہ کہ خاندان سید نعمت اللہ مین یہ آئین تھا کہ ہر شخص اپنی اولاد کو پیرزادہ بنانے کے واسطے جب تک کہ شصت سالہ نہوتا تھا بچہ نہ جنتا تھا مگر مہدی اور سید خوندمیر نے اس آئین کو نہ نباہا چنانچہ پنج فضائل مین ہی کہ مہدی نے بائیس برس کی عمر مین سید محمود کو جنا اور خوندمیر نے تینتالیس برس کی عمر مین آٹھ بیٹے اور پانچ بیٹیان دو جورو ون سے جنین اسواسطے کہ یہ لوگ بالذات پیر ہین انکی اولاد خود بخود پیرزادے کہلاوینگے اونکو پیر عمری بنکر پیرزادہ گری کی کیا حاجت ہی یا جس شخص نے اس نسب کو تصنیف فرمایا اس حساب کو خیال مین نہ لایا ورنہ اوسکے نزدیک آسان تھا کہ دس پانچ نام اور بڑھا کر قصہ مٹا دیتا یہ علامات و امارات تکذیب اس نسب کی تھین کہ جس سے بظن غالب معلوم ہوتا ہی کہ اس نسب مین خلل ہی اب دلیل تحقیقی کہ جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ یہ نسل سراسر بے اصل ہے بیان کی جاتی ہی وہ یہ ہی کہ سید نعمت اللہ کہ جنکی بدولت مہدی سید بنے ہین عنقا صفت معلوم الاسم و معدوم الذات ہین اور انکو امام موسی کاظم کا بیٹا بنانا سراسر بہتان و افترا ہی حضرت امام موسی کاظم کوئی شخص غیر مشہور مجہول الحال نہین ہین کہ جسکا دل چاہے اونکا بیٹا بن جاے بلکہ اونکی اولاد اور اولاد الاولاد کا حال معتبر کتابون مین تفصیل تمام مذکور ہی اور اس مین کوئی شخص سید نعمت اللہ نہین ہی اور نہ کسی کا نعمت اللہ لقب عرف ہی چنانچہ تفصیل اوسکی یہ ہے کہ عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب مین لکھا ہی کہ امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد صلبی ساٹھ عدد ہین سینتیس بیٹیان اور تیئیس بیٹے بیٹون کے یہ نام ہین عبد الرحمن و عقیل و قاسم و یحیی و داود یہ پانچون صاحب بلا خلاف لاولد فوت ہوے ہین اور سلیمان و فضل و احمد انسے لڑکیان پیدا ہوئی ہین اور لڑکے نہین ہوئے اور حسین و ابراہیم اکبر اور ہارون اور زید اور حسن انکے صاحب اولاد ہونے مین اختلاف ہی اور علی و ابراہیم اصغر اور عباس و اسمعیل و محمد و اسحق و حمزہ اور عبد اللہ اور عبید اللہ اور جعفر یہ دس اخیر کے بلا خلاف صاحب اولاد ہین انتہی اور کتاب لطائف اشرفی مین کہ ۸۵۰ھ سات سو پچاس مین سید محمد جونپوری کی پیدائش سے بھی پہلے تالیف ہی لکھا ہی کہ امام موسی کاظم کے ساٹھ فرزند ہین سینتیس لڑکیان اور تیئیس لڑکے اور فرزندون مین بعضے ا

ور بعضے صاحب اولاد ہین اور اب ایسے علم نسب کا مدار اس پر ہی کہ اونکے تیرہ لڑکے صاحب اولاد ہین اونمین سے
یا اولاد ہین امام علی رضا اور ابراہیم المرتضی اور محمد العابد اور جعفر اور پانچ قلیل الاولاد ہین عباس
ن واسحٰق واسمٰعیل وحسن اور چار متوسط الاولاد ہین زید النار اور عبد اللہ اور عبید اللہ اور حمزہ انتہی
ن موافق عمدۃ المطالب مین بھی مسطور ہی اور فصل الخطاب مین حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ
ے حسین بن موسی کو بھی صاحب اولاد لکھا ہی لیکن فرمایا ہی کہ اب اونکی اولاد باقی نہین ہی اور صاحب
طالب مین بھی اپنے شیوخ سے ایسی نقل کیا ہی اب خوب ملاحظہ کیجیے کہ ان مین سید نعمت اللہ
مہدی کے دادا صاحب کہان ہین پس ثابت ہوا کہ تمھارے مہدی کا قصر سیادت اصل سے بے بنیاد ہی
لاخانہ مہدویت جو بنایا ہی وہ برباد ہی والحمد للہ علی ذالک اب مہدویون کو لازم ہی کہ اوس بزرگ کو ناحق
نسب کے گنہ گار نہووین اور انکی روح کو زیادہ آزار نہ دیوین کہ اوس بزرگ نے ہمیشہ یہی کہا کہ مین
خان کا بیٹا ہون اور یہ نہین کہا کہ یہ خان سید تھے اور اگر کہا ہی تو تم نسب کو انکے علم انساب کی کتابون سے
کردو کہ مَنِ ادَّعٰی فَعَلَیْہِ الْبَیَانُ ورنہ یہ دعوی کہ ہم سید نعمت اللہ کی اولاد مین ہین اور سید نعمت اللہ
امام موسی کاظم کے ہین بجا اسبات کے ہی کہ کوئی کہے کہ مین نواب ناصر الدولہ فرمانروا دکن کی اولاد مین
حب اوس سے پوچھین کہ اونکے کس بیٹے کی آپ اولاد مین ہین تو کہے کہ بندہ شیخ نعمت اللہ بن ناصر الدولہ کی
د مین ہی سننے والے کو نہایت ہنسی آویگی کہ نواب ناصر الدولہ کے فقط دو فرزند ہین ایک نواب
افضل الدولہ بہادر فرمانروا حال دوسرے نواب روشن الدولہ یہ شیخ نعمت اللہ کہان سے اونکے تیسرے
نکلے کہ تمھاری نسل کا پتا لگے پس بلا شبہہ واقفین حال انساب اس نسب مہدوی کو بھی سنکر ایسی تعجب
مہر اکر ینگے این گل دیگر شگفت ایک روز عالم میان صنعت سائل جدید مہدویہ راقم الحروف سے پوچھا کہ
نسب مہدی کہ تمھاری کتابون مین مسطور ہی اسمین کچھ شبہہ و شک تو نہین بولے درین چہ شک مینے کہا
اس سند مین کہین انقطاع تو نہین بولے ہرگز نہین مگر اتنا ہی کہ ایک جاپر اسمین انقلاب ہی کہ اسمٰعیل بن نعمت اللہ
لکھا ہی وہ نعمت اللہ بن اسمٰعیل ہی شاید کہ میان نذر کو بھی کچھ سراغ اسبات کا لگا تھا کہ نعمت اللہ کوئی
بیٹا امام کاظم کا نہین ہی اسواسطے انھون نے اپنے بزرگونکی ذات پات سنبھالنے کے واسطے یہ توجیہ
بنائی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ روایت دوم تمھاری کسی کتاب قدیم مین بھی موجود ہی یا نہین اگر نہین ہی تو
یہ سخن غیر مسموع ہی اسواسطے کہ آج تم اپنی بات بنانے کے واسطے دوسرے نام بنا سکتے ہو جبکہ تمھارے پیشواون

لوگون نے نسب نامہ اپنے مہدی کی سیادت جمانے کے واسطے بنایا تھا اور باپ دادون کے نام اور ترتیب
افق واقع اور وجود کے بنقل صحیح پہلے سے چلی آتی ہے یا آج کل کے پیچھے سیکڑون برس کے گذرے ہوئے
دون پردادون کو اب مرتب اور مقرر کرتے ہین کہ دادے کو باپ اور باپ کو دادا اور بیٹے کو باپ اور
باپ کو بیٹا ٹھہرا لیتے ہین اور کیا عجب ہے کہ مہدوی اس عاجز کی اس کتاب کے دیکھنے کے بعد اپنی پورانی
کتابون مین بھی کم و بیشی کر کے نسب نامہ مذکور کو درست کر لیوین یا دوسرے مقدمات شنیعہ مین اصلاح
کر لیوین اسکا کیا اعتبار ہے اور اگر یہ روایت تمہاری کسی قدیم کتاب مین موجود ہے تو اوسکو بتاؤ اور اوسکے
ثبوت کے وجوہ اور روایت مطلع الولایت اور شواہد الولایت کے تضعیف کے وجوہ بیان کرو اور ہم تمہارے
مذہب کے موافق ان کتابون کی روایت کی تقویت یون کرتے ہین کہ یہ دونون کتابین تمہارے مذہب کے اصول سے
ہین انمین جو کچھ لکھا ہے سب صحیح و معتبر ہے بلا خلاف اور سوا اسکے بیچ فضائل بھی نہایت معتبر ہے خود
عالم میان کی زبانی ہے کہ جب وہ تصنیف ہوئی اوس عصر کے میون اور مشائخ و علما مہدویون کو دکھائی گئی
سبنے اجماع کیا کہ جو کچھ اسمین مسطور ہے سب صحیح و معتبر ہے سوا ایک نقل کے کہ اسمین لکھا ہے کہ جب خوندمیر اور
انکے رفقا کو لشکر اہل سنت نے بحکم بادشاہ قتل کیا خوندمیر اور انکے رفقا کے سر لیکر طرف شہر چانپانیر کے واسطے
ملاحظہ سلطان مظفر بادشاہ کے روانہ ہوئے راستے مین سبب سڑ گئے کے تب اونکے پوست کھینچکر بھس بھر لیا
اور ہڈیان سرونکی پٹن مین پھینک دیئے ہین اسواسطے لاشونکا مقبرہ سدراسن مین ہے اور سرونکا پٹن مین اور
پوست سر کا مدفن چانپانیر مین ہے لیکن اب نشان اوسکا نامعلوم ہے غرض کہ سوا اس نقل کے وہ کتاب
بالاجماع صحیح ٹھہری اب دیکھیے اوس کتاب مین نسب نامہ خوندمیر کا مسطور ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اوسمین
بھی یہی لکھا ہے کہ سید نعمت اللہ بیٹا امام موسی کاظم کا ہے معلوم ہوا کہ توجیہ عالم میان کی اختراعی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا
ہوا کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل محض ہے اور بالفرض والتسلیم اگر ثابت بھی ہوا کہ مہدویون کے
نسب نامے مین نعمت اللہ بن اسمعیل ہے تو بھی مہدی جونپوری کے نسب سیادت ثابت نہین ہوتا اسواسطے کہ
سید اسمعیل بن موسی کاظم کی نسل جیسا کہ عمدۃ المطالب مین ہے فقط انکے ایک بیٹے سے کہ نام اونکا موسی
بن اسمعیل بن موسی کاظم ہے جاری ہوئی اور عمدۃ المطالب اور لطائف اشرفی وغیرہ مین مذکور ہے کہ ان موسی
بن اسمعیل کا ایک بیٹا تھا جعفر نام کہ اونکا عرف ابن کلثوم تھا اونکی اولاد کو کلثمیون بولتے ہین وہ لوگ بصرے مین
تھے اونمین سے بنی السمسار اور بنی ابی العساف اور بنی نسیب الدولۃ اور بنی الوراق ہین اور وہ لوگ مصر و شام مین

آجتک موجود ہین انتہی یہان بھی نعمت اللہ کا پتا نہ لگا معلوم نہین کہ یہ نعمت اللہ مہدویونکو مانند نعمت
غیر مترقبہ کے کہان سے ہاتھ لگے ہین کہ انکو اولاد فاطمہ مین داخل کرکے پیچھے اونکے اپنے مہدی کو بھی داخل کر
دیتے ہین اور یہان بقول کہ پیر خود در ماندہ شفاعت کسکی میان کو چاہے نہین تیر کش کمان کہان کہان کھون
میان نعمت اللہ کو خود ٹھکانا نہین ملتا مہدی جونپوری کی کہان جا ہے یہ زبردستی پرائی نسل مین گھسنا
نہایت گناہ ہی کہ ہر ادنی اور اعلی اس عہد سے خبر رکھتا ہی خدا ے تعالی توفیق فہم درست کی مرحمت فرماوے
ورنہ نافہمی کیا کیا شگوفے کھلاتی ہی اور کیسے کیسے خیال او بکاتی ہی چنانچہ شہر لکھنؤ مین ایک طالب العلم
بحر العلوم مولانا عبد العلی مرحوم کی خدمت مین واسطے تحصیل علم کے حاضر ہوا اونھون نے پوچھا کہ تمھاری
کیا ذات ہی کہا بندہ سید ہی مگر ابراہیمی بحر العلوم نے پوچھا کہ ابراہیمی کیا معنے کہا اولاد سے ابراہیم بن
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بطن ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تھے بحر العلوم نے نہایت متعجب ہو کر کہا کہ
حضرت ابراہیم نے ایام شیر خوارگی ہی مین رحلت فرمائی چنانچہ تمام امت کا اسپر اتفاق ہی تم کیونکر اونکی اولاد ہو سکتے
ہو کہا مانو یا نہ مانو بندہ اونھین کی اولاد ہی اور یہ دعوی ہرگز نہ چھوڑیگا بحر العلوم نے خیال کیا کہ جب
یہ شخص اسقدر بد فہم ہی اسکو پڑھانا مشکل ہی لیکن جب ایک سبق پڑھایا نہایت درستی سے پڑھا کہ مرحوم
مذکور نے پڑھانے کا ارادہ مصمم کیا غرض کہ تمام کتب معقول و منقول کہ مرسوم الدرس تھین تمام کین جب
بعد فراغ کے پھر پوچھا کہ حال نسب کا اب بیان کرو پھر وہی کہا کہ بندہ اولاد ابراہیم بن محمد سے ہی ہر چند سمجھایا
نہ مانا اور کہا کہ کوئی کچھ ہی کہو بندہ دامن اپنے نسب کا نہ چھوڑے گا استغفر اللہ العظیم نعوذ باللہ من سوء الفہم
آب مہدویون سے سوال کیا جاتا ہی کہ مہدی ہونا تو سیادت پر موقوف ہی جب سیادت کا پتا نہین لگا مہدی
ہونا کہان سے یقینی ہو گیا یا تمھارے نزدیک مہدی ہونے کے واسطے اولاد فاطمہ سے ہونا بھی ضرور نہین
بلکہ جو شخص کہ فقر و توکل مین قدم جماوے اور بعضے اخلاق کاملہ حالانکہ حال اونکا بھی ولیل ہند ہم مین معلوم
ہوگا حاصل کرے اور انا المہدی کا دم مارے وہ مہدی ہی اگرچہ قوم کا ترک یا تاجک یا افغان یا کوئی
شیخ بھائی یا مغل چغتائی ہووے کفایت کرتا ہی اور اگر کہین کہ اثبات فاطمیت مین ہمکو قول
مہدی کا بس کرتا ہی تو نہایت بیجا ہی اسواسطے کہ مہدویت بالاتفاق والاجماع فاطمیت پر
موقوف ہی اگر فاطمیت کا ثبوت مہدویت پر موقوف اور خارج سے اوسکا پتا نہ لگا تو دور محال
لازم آیا غرض کہ یہی ایک بحث ابطال مہدویت کے واسطے دانشمند منصف کے لیے

ف [illegible]

ف [illegible]

نی ہی اور متعصب کو تمام کتاب بھی کارگر نہیں ہوتی اَللّٰہُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ
وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ دلیل دوم قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَبْعَثَ اللّٰہُ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَاسْمُ
اَبِیْهِ اِسْمَ اَبِیْ فَیَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا اخرجہ ابن ابی
شَیْبَةَ وَالطَّبْرَانِیْ فِی الْاَفْرَادِ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ وَالْحَاکِمُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ یعنی فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دنیا تمام نہو گی یہانتک کہ قائم کریگا اللہ تعالیٰ ایک مرد میرے اہلبیت
سے کہ موافق ہوگا نام اوسکا میرے نام کے اور اوسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے پس
بھردیگا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم و بیداد سے انتہی یہ حدیث
مہدویوں اور انکے مہدی کے نزدیک مسلم اور صحیح ہی مگر جیسا کہ ایک شخص نماز نہیں پڑھتا تھا
جب لوگوں نے سبب پوچھا تو کہا کہ قرآن میں آیا ہی کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ لوگوں نے کہا کہ اوسکے
آگے تو پڑھو کہا کہ آگے تو تمام قرآن ہی سب پر کون عمل کرتا ہی ایسے ہی یہاں مہدوی پچھلے فقرے کو
چھوڑ گئے ہیں اسواسطے کہ اونکے مہدی کو حکومت نصیب نہوئی کہ زمین کو عدل سے بھر دیتا
اور دن پر صادق آوے اسواسطے انکے خرد و بزرگ مہدی ست سے کہ یہانتک اوسمین طرح طرح کی
تاویلیں اور تحریفیں کرتے ہیں کہ تفصیل اونکی انکی کتابوں میں مذکور ہی مگر فقرۂ اول کو سب نے
بلا تحریف تسلیم کیا اور اپنے میران کی مہدویت کی دلیل و علامت ٹھہرایا کہ سب متاخرین اپنی
کتابوں میں لکھتے ہیں کہ ہمارے میران کے باپ کا نام بھی حضرت رسالت کے والد کے نام کے
موافق عبد اللہ تھا اور یہ بات سراسر افترا و بہتان ہی اسواسطے کہ اونکے میران کے باپ کا نام
سید خان ہی چنانچہ تواریخ کی کتابیں کہ اونکے عصر کے قریب تصنیف ہوئے ہیں اوسمین سید خان
فقط مذکور ہی اور چونکہ اوسوقت میں یہ بات چھپ نہ سکتی تھی متقدمین مہدویہ نے بھی یہ دعوی
نہ کیا چنانچہ عبد الملک سجاوندی صاحب سراج الابصار نے اصالتاً اور عبد الغفور سجاوندی
صاحب نجات الدلائل نے متابعتہً جس جگہ کہ احادیث موافق اپنے میران کی تائید میں نقل کیں
اس حدیث کا بالکل نام نہ لیا اور متاخرین نے جبکہ زمانہ گذر گیا اور انکے باپ دادے کے پہچاننے
والے مرگئے نئے دعویٰ کے میران کے باپ کا نام بدل ڈالا بلکہ صاحب شواہد الولایۃ نے ماں کا نام

بھی آمنہ ٹھہرا دیا حال آنکہ مطلع الولایت والا کہ اوس سے مقدم ہی اونکی ماں کا نام بی بی آغا ملک لکھتا ہی
اور انکے مہدی نے کبھی یہ دعوی نکیا کہ میرا باپ سید عبد اللہ ہی کتاب انصاف نامہ کے باب اول مین
لکھا ہی کہ لوگ انکے مہدی سے جب لوگون نے یہ سوال کیا کہ حدیث مین آیا ہی یُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي
وَاسْمُ اَبِيهِ اِسْمَ اَبِي اور تمھارے باپ کا نام سید خان ہی تب ان بزرگ نے جواب دیا کہ کیا
خدائے تعالی اسبات پر قادر نہین ہی کہ سید خان کے بیٹے کو مہدی کرے اور بعضون کو یون جواب
دیا کہ خدا سے کہو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون مہدی کیا اور یہ بھی وسمین لکھا ہی کہ ملا معین کی
ولایت سے دو عالمون نے آکر پوچھا کہ تمھارے باپ کا کیا نام ہی جواب دیا کہ بندے کے باپ کا نام
سید خان ہی علما نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محمد بن عبد اللہ تھا اور مہدی کا نام بھی
محمد بن عبد اللہ ہوگا ان بزرگ نے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون
مہدی بنایا انتہی اب صاف ظاہر ہوا کہ انکے باپ کا نام عبد اللہ نہین ہی ورنہ سیدھا جواب یہی
تھا کہ میرے باپ کا نام بھی عبد اللہ ہی اس سیدھے جواب کی کیا حاجت تھی کہ خدا سے لڑو اور خدا سے
پوچھو یہی طریقہ مناظرہ کا ہوتا ہی اور آیت وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ پر ایسے ہی عمل کرتے ہین
طریق جواب کا یہ تھا کہ اگر اپنے باپ کا نام عبد اللہ نہ تھا تو حدیث مین اگر کچھ شبہہ و شک تھا تو وہ
بیان کرتا تھا سیدھی گفتگو مین بھڑکنے اور بہکنے کی کیا حاجت تھی شاید کہ اسی سبب سے انکا لقب
لوگون نے اسد العلماء رکھا تھا اور سب سے بڑھ کر ایک اور جواب ہی کہ کوئی عاقل و مسلمان اوسکو قبول
نہ کرے گا کہ اوسی انصاف نامہ کے باب اول مین لکھا ہی کہ علما نے انکے مہدی سے سوال کیا
کہ رسول خدا نے فرمایا کہ یُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي وَاسْمُ اَبِيهِ اسْمَ اَبِي یعنی مہدی کا نام
میرے نام کے اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا اور تمھارے باپ کا نام
تو سید خان ہی اونھون نے جواب دیا کہ رسول خدا کے باپ مرد کافر تھے اونکا نام عبد اللہ کیونکر
ہو سکتا ہی بلکہ محمد رسول اللہ کا نام محمد عبد اللہ تھا اور مہدی کا نام بھی محمد عبد اللہ ہی اور ابن کا
لفظ سہو کاتب ہی کہ محمد بن عبد اللہ لکھدیا ہی انتہی سبحان اللہ یہ عجیب کلام ہی کہ آج تک
کسی نے کسی سے نہ سنا ہوگا ان بزرگ کو باوجود دعوی قرآن فہمی کے اتنا خیال مین نہ آیا کہ
کفار عرب تمام اللہ تعالی کو مانتے تھے لیکن اوسکے ساتھ دوسرون کو بھی شریک ٹھہراتے تھے

ـلے کافر کہلاتے تھے اور جب سختی پڑتی تھی اوسوقت سبکو چھوڑکر فقط اللہ کو پکارتے تھے
بجانب نصوص قرآنی اس مقدمے پر ناطق ہین وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
ین لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ اس مضمون کی بہت آیات قرآن شریف مین موجود ہین کہ اوس بزرگ کو
ن مین ایک بھی یاد نہ آئی اور صحابۂ کرام مین بہت سے شخص ایسے تھے کہ انکے باپ دادونکا
اللہ تھا حالانکہ وہ زمانۂ جاہلیت مین گذرے ہین چنانچہ اوس بن خولی بن عبد اللہ اور اوس
اللہ بن حجر اسلمی اور اسود بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ اور ارقم بن عبد مناف بن اسد
اللہ اور بشیر بن عاصم بن عبد اللہ اور استیعاب مین جو حافظ ابن عبد البر کی ہے سوا انکے اور بہت
صحابہ کا ذکر کیا ہے کہ اونکے آبا و اجداد حالت کفر مین عبد اللہ نام ہوکر گذرے ہین اگر شیخ جونپوری
ین سے ایک بھی یاد ہوتا ہرگز یہ شبہہ نکرتے کہ کافر عربی کا نام عبد اللہ کیونکر ہوگا اور
اپنے باپ کا نام بسبب شہرت کے بدل نہ سکے اور حضرت رسالت کے باپ کا نام عبد اللہ ہونے
ـار کیا اور اوسکو سہو کاتب ٹھہرایا اور یہ خیال نہ کیا کہ یہ خبر متواتر قطعی ہے اور تمام امت کا صحابہ
سے لیکر آج تک اجماع ہے کہ حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہین کوئی دو آدمی بھی
ین اختلاف اور انکار نہین رکھتے اور اجماع و متواتر دلیل قطعی ہے سب کے نزدیک بلکہ خود مہدی کا
دنکی کتابون مین مذکور ہے کہ منکر اجماع صحابۂ نبوت اور صحابۂ ولایت کافر ہو جاتا ہے باوجود اس
ے کیسا ایسے اجماع کا انکار کیا اب مہدویت کہان باقی رہی مثل سہو کاتب کے اوڑ گئی اسواسطے
یون کے اصول پر مہدی معصوم چاہیے خطا سے آور طرہ یہ کہ اسقدر الٹ پلٹ کرتے ہین
ی آپ کا مطلب ثابت نہوا یعنی مطابقت نامون مین نہ نکلی اب چاہیے اثبات کرین کہ جب کہ
رسالت کا نام محمد عبد اللہ ہی اور انکے والد ماجد کا کیا اسم شریف ہے جب تک کہ یہ ثابت کرینگے
ـکے والد کا نام بھی سید خان تھا اس بزرگ کا مطلب حاصل نہوگا اب مہدویون پر یہ بہار
لہ ثابت کردیوین کہ حضرت رسالت پناہ کے والد کا نام سید خان تھا اور اس اجماع کو اوٹھا
ن ورنہ مصرعہ باطل ست انچہ مدعی گوید اب بخوبی ثابت ہوا کہ جیسا کہ انکے
ی نسل کی طرف اعلی نعمت اللہ بیٹے امام کاظم کے نہین ہین طرف اسفل مین عبد اللہ بھی
پ نہین ہین اور یہ نسب از سر تا پا ہبا منثورا ہے اور مہدوی ناحق اپنے پیر و مرشد کے باپ دادا ہین

دست تصرف دراز کر رہے ہین اور سید خان کو اوڑا کر سید عبد اللہ کو باپ ٹھہرا رہے ہین نسب کے مقدمے مین تصرف نہایت گناہ ہی اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کی طرف نسبت کرنا سخت بُرا ہی وہ بزرگ اسی گناہ کے خوف سے اپنے باپ کا نام نہین بدلتے تھے مگر عجب غفلت تھی کہ اپنے واسطے پیغمبر کے باپ کا نام بدل دیا اور قرآن کو بھی فراموش کیا حال آنکہ محققین حضرت کے والدین کے ایمان کے بھی قائل ہین چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دس رسالے اثبات ایمان والدین حضرت مین تصنیف فرمائے ہین **دلیل سوم** عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوها فان فیها خلیفۃ اللہ المہدی رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ کذا فی المشکوۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت دیکھو تم نشان کالے کہ آئے ہین طرف سے خراسان کے پس آؤ اونمین اسلیے کہ اون نشانون مین خلیفہ اللہ کا مہدی ہی انتہی یہ صحیح معنی اس حدیث کے ہین موافق محاورۂ زبان اور روایت و درایت کے اور یہ حدیث اگرچہ مہدوی اپنے مہدی کے واسطے شاہد و دلیل ٹھہراتے ہین لیکن اونپر ہرگز منطبق نہین ہوتی اسواسطے کہ انکے مہدی کے ساتھ سوائے چند مرید مفلوک الحال کے کچھ فوج و سپاہ نہ تھی کہ اونمین کالے نشان ہوتے دوسرے یہ کہ انکے مہدی ہندستان سے خراسان کو گئے اور وہین بعد نو مہینے کے مقام فرہ مین مر گئے خراسان کی طرف سے آنا انپر کہان صادق آتا ہی کہ مصداق حدیث کے ہووین مگر مہدوی لوگ فقط لفظ خراسان کا دیکھ کر اپنے واسطے سند ٹھہراتے ہین اور سراسر تحریف معنوی کر کے اپنے پر جماتے ہین چنانچہ سید عیسی مہدوی مصنف رسائل جدیدہ نے رسالہ معارضۃ الروایات مطبوعہ ۱۲۸۳ھ کے صفحہ ۲۴ مین معنی حدیث مذکور کے یون لکھے ہین کہ جب سنوگے تم کہ نشانیان سیادت کی متوجہ ہوئی ہین طرف خراسان کے تو آؤ تم اس مین کہ مقرر اوس مین خلیفۃ اللہ مہدی ہی موافق اس حدیث شریف کے سنا ہمنے کہ نشانی سیادت کی متوجہ ہوئی ہین طرف خراسان کے پھر ایا ہمنے کہ مقرر اوسمین خلیفۃ اللہ مہدی تھا پھر تصدیق کیا ہمنے موافق فرمان ذیشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پھر اسی طرح بہت سی حدیثین حضرت کے احوال کے موافق واقع اور ظاہر ہوئی ہین انتہی اور اسی کتاب مین دوسری حدیث ابو نعیم کی نقل کی ہی کہ تجئ الرایات السود من

بل المشرق کانہ وجوھھم زبر الحدید الخ اوسکے بھی اسیطرح غلط معنی کیے کہ آوینگے نشانین
سیادت کے آگے سے مشرق کے گویا کہ دل اونکے تختے لوہے کے ہین اور پھر اوسی کتاب مین
یہ حدیث ابن ماجہ کی نقل کی کہ یقتتل عند کنزکم ثلثۃ کلھم ابن خلیفۃ ثم لا یصیر الی واحد
منہم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم ثم ذکر
شیئا لا احفظہ فقال اذا رایتموہ فبایعوہ ولوحبوا علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ
المھدی الحدیث اسکے بھی معنی غلط کیے کہ قتل ہوینگے نزدیک خزانے تمھارے یعنی امر خلافت
کے لیے تین تمامی یہ ابن خلیفہ ہین پھر نہو گایہ امر طرف کسی ایک کے انمین سے پھر نمود ہوینگے نشانین
سیادت کے آگے سے مشرق کے پھر جنگ کرینگے تمکو ایسا کہ نہ جنگ کیے ہین ویسا کوئی قوم پھر
فرمائے جبکہ دیکھو گے اوسکو تو بیعت کرو تم اسکو اگرچہ گھسٹتے جانا ہو برف پر کہ بیشک وہ خلیفہ
اللہ تعالیٰ کا مھدی ہی ہان موافق اس حدیث شریف کے قتل ہوئے تین ابن خلیفہ امیر المومنین علی
کرم اللہ وجہہ کے پھر نمود ہوئین نشانیان سیادت کی طلب مولی ترک دنیا توکل قناعت تفویض
تسلیم رضا فقر و فاقہ و ذکر کثیر آگے سے ہند و خراسان کے جو ممالک شرقی ہین خصوصًا شرقی لقب
جونپور کے بادشاہونکا تواریخ کی کتب مین مثل تاریخ فرشتہ کے مذکور ہی پھر جنگ کرتے تھے موافق لفظ
اس حدیث شریف کے ہی اہل انکار ایسا کہ ویسا کوئی قوم نہین کرے حاصل اس جنگ کا خلیفہ مھدی
علیہ السلام کا میان سید خوندمیر تھے جبکہ دیکھا ہمنے اسکو تو بیعت کر لیا ہمنے اسکو کہ وہ جنگ
خلیفہ اللہ مھدی موعود کا ہی انتہی غرض کہ جب آدمی کو خوف خدا نہو وے تو جیسا چاہے ویسا خدا
و رسول کے کلام مین تحریف اور تبدیل کیا کرے اوسکا کچھ علاج نہین ہی اسیطرح اس فرقے کے
سلف و خلف کی عادت ہی کہ معنی اکثر الفاظ سے علاقہ رکھتے ہین نہ عقل سے چنانچہ اس جگہہ حدیث
اول مین رایتم کہ معنی رویت بصر یا رویت قلب کے ہی اوسکو بمعنی سماعت کے ترجمہ کیا دوسری خطا یہ کہ
اصحاب رایات مین یا الرایات السود ترکیب توصیفی ہی اوسکو ترکیب اضافی کر دیا تیسری خطا یہ کہ لفظ سود
جمع سوداء کی صفت رایات کی ہی اوسکو مصدر سمجھ کر بمعنی سیادت کے ترجمہ کیا چوتھی
خطا یہ کہ جارت کہ زبان عرب مین بمعنی آنے کے ہی اوسکے معنی جلانے کے سمجھے شاید کہ
خیال کیا کہ جارت ہندی عبارت ہی اور ہندی بھی اردو نہین بلکہ پوربی جونپوری کہ آوت

جا ہیت اونھین کی بولی ہی پانچوین خطا یہ کہ من خراسان مین من کے معنی غلط کیے کہ غرض ماتن عاقل پڑھنے والا بھی ایسی خطا نکرے گا وہ بھی سمجھے گا کہ من واسطے ابتداے مسافت کے ہی نہ واسطے انتہاے مسافت کے جارت من قبل خراسان کے معنی یہ ہین کہ آئے خراسان کی طرف سے نہ یہ کہ متوجہ ہوے طرف خراسان کے تمھارے شیخ جونپوری خراسان کو اغلب کہ اسی خیال سے گئے کہ وہان سے کالے نشانون کے ساتھہ پھر آوین اور مصداق اس حدیث کا ٹھہر دین مگر خدا نے مقتدیٔ نے مہلت نہ دی اور نو مہینے کے عرصے مین وہین اونکو تمام کیا اگر مہدی موعود ہوتے تو ضرور کالے نشانون کے ساتھہ جانب خراسان سے آتے پس یہ حدیث اونکے موافق نہین ہی بلکہ بالکل مخالف ہی اور تکذیب کرتی ہی نہ تایید اور بعد مرنے شیخ جونپوری کے اونکے داماد خوندمیر اور بعدہ اونکے بیٹے سید محمود کہ فقرا و مساکین کو لیکر گجرات مین آکر مقیم ہوئے اون پر یہ حدیث ہرگز صادق نہین ہی اسواسطے کہ اس حدیث مین ہی کہ اون نشانون مین خلیفۃ اللہ مہدی ہوگا اور یہان نہ سیاہ نشان تھے نہ اونمین کوئی مہدی تھے دوسرے یہ کہ حدیث دوم کہ حدیث اول کے موافق ہی اوسمین بجاے من قبل خراسان کے من قبل المشرق ہی اسواسطے کہ خراسان بھی عرب سے جہت مشرق مین واقع ہی اور یہ لوگ گجرات کو آئے اور گجرات سے خراسان شمال مابین مغرب و شمال واقع ہی یہان من قبل المشرق کہان صادق ہی اور مہدوی لوگ بھی محمل حدیث ان مراجعت کرنے والونکو نہین ٹھہراتے ہین بلکہ ذات مہدی کو اور وہ کسی طور نہین بنتا ہی چھٹی خطا یہ کہ حدیث سوم مین کنز کو بمعنی خلافت کے ترجمہ کیا حالانکہ بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ قبل خروج امام مہدی کے فرات کی ندی مین سے ایک پہاڑ سونے کا نکل جائے گا اوسپر خلق بیشمار لڑ مرے گی اور ہر شخص گمان کریگا کہ شاید مین ہی جیتا بچون کہ اسکا مالک بنون یہان تک کہ عشر یا عشر عشیر باقی رہجاوینگے اسواسطے چاہیے ہی کہ جو شخص اوسوقت حاضر ہووے اوسکے نزدیک نجاوے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بعد اسکے کہ ایک مرد عترت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور کریگا کہ اللہ تعالی اوسکے ہاتھہ پر ان لوگون کے امر کی اصلاح فرماویگا انتہی یہ خلاصہ ہی بہت سی احادیث کا کہ ابو نعیم اور امام احمد بن حنبل اور ابن ماجہ اور طبرانی اور امام بخاری اور مسلم نے اپنی کتابون مین روایت کی ہین کسی مین سونے کا پہاڑ اور کسی مین سونے اور چاندی کا پہاڑ اور کسی مین سونے کا کان مذکور ہی اور بخاری و مسلم کی

فـ ابدال شام و نجبا مصر و عصائب عراق

بت مین جماعت لفظین شك والفرات أن تحسر عن كنز من ذهب كا مسطور ہی چنانچہ پہلا
مین منقول ہی اب یہان انصاف کرنا چاہیے کہ محمل حدیث متنازع فیہ کا یہ معدن فراتی ہی
ت گجراتی ہی اور حدیث سمجھنے کا یہ طور ہوتا ہی کہ اوسکے سب طرق اور روایات جمع کرکے مراد
لرتے ہین یا یہ کہ اپنے دل مین جو آیا سو بول اوٹھتے ہین اور قطع نظر لغت اور روایت سے کنز
خلافت کے لینے پر بھی تمھارا مقصود حاصل نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ تمھارے ترجمے کا حاصل
امر خلافت کے لینے تین ابن خلیفہ قتل ہونگے اور ہر عاقل اسکا مطلب یہی کہے گا کہ یہ تینون دعو
ے کے واسطے لڑینگے اور تمنے محمل اس حدیث کا خوندمیر کو ٹھہرایا کہ موضع کھانبھیل مین وہ اور
بھائی میان عطن اور فرزند سید جلال مع رفقا کے اہل سنت کے ہاتھ سے مارے گئے وہان
ن خلافت کا کہان تھا انکو بدمذہب سمجھکر وہان کے سلطان اور امرا نے قتل کیا وہ لوگ
مہدی کی خلافت کا دعوی کیا کرتے تھے بلکہ نفرت رکھتے تھے اور خوندمیر کے خلیفہ سید محمد
ریحا ہونے سے کیسا انکار کرتے تھے بلکہ اونکے عقائد اور اصول کو مٹا جانکر قتل کیا علاوہ یہ ہی کہ
یفہ سے ظاہر و متبادر نبوت بلا واسطہ تھی اوسکو اتنا دور لے جاکر اولاد علی مرتضی ٹھہرا کر ابت
بنایا اونکا نسب منقطع ہی وہ کس طرح ابن علی مرتضی ہوئے چنانچہ تحقیق اسکی ما قبل مین
ہی ساتوین خطا یہ کہ حدیث ابن ماجہ مین لفظ تقتیل کا ہی باب افتعال سے اور اقتتال اور تقاتل
ن بمعنی باہم لڑنے کے ہین مارے جانے کے معنی کرنا خطا ہی چنانچہ فقرۂ ثم لایصیر الی احد
سے ظاہر ہوتا ہی اسواسطے کہ بعد مارے جانے کے کنز طرف کسی ایک کے رجوع کرنے کا کیا
ی تھا کہ اوسکی نفی کی حاجت ہوتی پس حاصل یہ ہوا کہ تینون ابن خلیفہ آپسمین لڑینگے اب یہان
ے تینون ابن خلیفہ فرضی آپسمین کہان لڑے کہ مصداق حدیث کا ہو دین آٹھوین
لہ سیادت کو بمعنی ترک دنیا و فقر و فاقہ وغیرہ کے تفسیر کیا یہ بنا ء الفاسد علی الفاسد ہی
سطے کہ یہان ترکیب توصیفی مین سود بمعنی سیادت کہان بن سکتا ہی کہ سیادت
فقر و قناعت وغیرہ کے بنے ثبت العرش ثم انقش نوین خطا یہ کہ حدیث سوم مین عبارت
شیًا لا احفظہ کو اپنے رسالے مین مطلق ذکر نہ کیا اور نہ ترجمے مین کچھہ اسکا تعرض کیا
انکہ کتاب منقول عنہ یعنی سنن ابن ماجہ مین وہ عبارت اوسی حدیث مین بروایت ثوبان

رضی اللہ عنہ کے موجود ہی اور اوسمین اہل حق کا مقصود ہی اسلیے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ راوی
کہتا ہی کہ لم یقتلہ قوم کے بعد حضرت رسالتمآب نے ایک اور بات فرمائی تھی کہ مجکو یاد نہین رہی
انتہی اوسبات کا سراغ یون لگا کہ حاکم اور ابو نعیم نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا اور اونکے
راویون کو وہ بات یاد رہی اونکی روایت مین یہ عبارت ہی عن ثوبان قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقتتل عند کنزکم ثلثة کلہم ابن خلیفة لا یصیر الی واحد
منہم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقاتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم ثم
یجیء خلیفة اللہ المہدی فاذا سمعتم بہ فأتوہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج
فانہ خلیفة اللہ المہدی اب مابعد کے ضمائر کا مرجع کھل گیا اور قاعدہ مقررہ علمائے
حدیث ہی کہ صحیح بخاری مین بھی موجود ہی کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور مثبت مقدم ہو نافی پر پھر
ہم کہ مصنف رسالہ معارضہ باوجودیکہ اپنا لقب عالم میان ٹھہراتے ہین اسقدر بھی نہین سمجھتے
ہین کہ اگر یہان کچھ رہ نہین گیا ہی تو راتیموہ اور بایعوہ اور فانہ کی ضمیرین کس طرف راجع ہین
اس فہم و فراست پر معارضہ روایات کو سمجھانے کا دعوی ہی غرض کہ خلاصہ حدیث یہ ہوا کہ
پہلی اولاد خلیفہ جنگ کرینگے کنز پر بعد اوسکے کالے نشانون والے جانب مشرق سے آوینگے
مین جنگ شدید کرینگے بعد اوسکے آوینگے خلیفة اللہ مہدی یہ ترتیب قطعی ہی اسلیے کہ حرف
ثم خاص ہی واسطے تعقیب مع التراخی کے اور خاص قطعی ہوتا ہی جیسا کہ اصول مین مقرر ہو
ہی اب اگر ابنائے خلیفہ کی جنگ کو خوندمیر کی جنگ پر محمول کرین تو چاہیے کہ بعد اوسکے اہل
رایات کا جنگ واقع ہو بعد اوسکے خلیفة اللہ مہدی ظاہر ہوون اور یہان دونون امر مفقود ہین کیونکہ
کہ مہدی جونپوری خوندمیر کی جنگ سے پیشتر مر چکے ہین اور اگر طلوع رایات مشرق سے
ظہور مہدی جونپوری مراد لین جیسا کہ بتایید تاریخ فرشتہ میان مصنف نے ارادہ
کیا ہی تو چاہیے کہ ابنائے خلیفہ کا جنگ بعد اہل رایات کا جنگ جسوقت ہو چکے اب اگر
حامل اس جنگ کے بقول مصنف کے میان خوندمیر ہین تو چاہیے کہ میان خوندمیر مہدی کے
پہلے ایام طفولیت مین اپنی مان کے پیٹ مین مع دونون خلیفہ زادون کے لڑ کر مر چکین بالجملہ
کسیطرح اس بزرگ کا کلام صحت تصلیب نہین ہوتا اور نہ انکی جنگ کو ن مشتمار رہو سکتا

جسطرف خیال کیجیے مانند صحرائے خطا کے نا فہما ئے اغلاط و خطا کے مہلک ہے ہین کہ آدمی دیکھتے دیکھتے بیزار ہو جاتا ہی کہان تک کوئی خطا کا حساب کرے اسواسطے لاچار ہو کر اس جگہہ اسی قدر اختصار کیا دلیل چہارم عبدالملک سجاوندی مہدوی نے سراج الابصار مین نقل کیا کہ منہا ما روی ابو سعید مولی ابن عباس قال سمعت ابن عباس یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لارجوان لا تذہب الایام واللیالی حتی یبعث اللہ منا اہل البیت غلاما شابا حدثا لم تلبسه الفتن ولم یلبسها یقیم امر ہذہ الامۃ کما فتح ہذا الامر بنا ارجوان یختمہ اللہ بنا اخرجہ الحافظ ابو بکر البیہقی فی البعث والنشور ومنہا ما روی عن ابی جعفر بن علی رضی اللہ عنہما قال سئل امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن صفۃ المہدی فقال ہو شاب مربوع من الوجہ یسیل شعرہ علی منکبیہ یعلو نور وجہہ سواد شعرہ ولحیتہ ورأسہ ومنہا ما روی عن ابی عبداللہ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما انہ قال لو قام المہدی لانکرہ الناس لانہ یرجع الیہم شابا موفقا وان من اعظم البلیۃ ان یخرج الیہم شابا وہم یحسبونہ شیخا کبیرا انتہی القصہ سوائے صاحب سراج الابصار کے دوسرے مصنفین اس فرقے کے بھی ان روایات کو نقل کرتے ہین اور نہایت فخر کرتے ہین کہ ہمارے مہدی اس صفت کے تھے حالانکہ یہی روایات مذکورہ مسلمہ انکے انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اسواسطے کہ ان تینون روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ مہدی موعود جوان عالم شباب مین ہونگے اور انکے مہدی نے جسوقت انسٹھوان سال انکی عمر کا شروع ہوا تب مہدویت کا دعوی کامل کیا اور تریسٹھ برس کی عمر پاکر انتقال کیا پس یہ روایات انکے حال کے منافی ہین اسلیے کہ روایت اول مین ہی کہ حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ مجکو امید کہ رات و دن تمام نہونگے یہانتک کہ اللہ تعالی ہم اہل بیت مین سے ایک لڑکا جوان نوعمر اوٹھاوے گا اور روایت دوم مین ہی کہ جناب مرتضوی سے جب لوگون نے صفت مہدی کی پوچھی تو فرمایا کہ وہ شاب یعنی جوان ہی میانہ رو ہے کہ بال اوسکے دونون کندھون تک پہونچتے ہین اور نور چہرے کا بالون کی سیاہی پر اور داڑھی اور سر پر تابان اور

نمایان ہی اور روایت سوم مین ہی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مہدی قائم ہونگے
لوگ انکار کرینگے اور سبب انکار کا یہ ہوگا کہ وہ اونکی طرف عالم شباب مین رجوع کرینگے اور بڑی
بلا یہ ہوگی کہ مہدی جوان بر آمد ہونگے اور لوگون کو گمان یہ ہوگا کہ مہدی ایک شیخ کبیر ہونگے
انتہی یہان صاف ظاہر ہوا کہ مہدی جوان کا انکار بڑی بلا ہی کہ وہ مہدی موعود ہی اور مہدی
شیخ کبیر کا انکار ضرور ہی کہ وہ مہدی گمانی وخیالی عوام الناس ہی نہ موعود حضرت رسالت
اور جناب شاہ ولایت اور امام حسین منبع شہادت سلام اللہ علیہم اور مہدی جونپوری شیخ ہین
شاب نہین ہین اسواسطے کہ پچاس برس کے بعد آدمی شیخ کہلاتا ہی انسی برس تک یا آخر عمر تک
جیسا کہ قاموس مین لکھا ہی اور اطبا لکھتے ہین کہ سن انسانی کے چند درجے ہین اول طفولیت یہ
اوس زمانے کا نام ہی کہ بچے کو طاقت پھرنے چلنے کی نہووے بعد اوسکے صبی یہ اوسوقت
کا نام ہی کہ چلتا پھرتا ہی لیکن اعضا سخت ومضبوط نہین ہوئے ہین بعد اوسکے سن ترعرع یہ
اون ایام کو کہتے ہین کہ اعضا مضبوط ہین لیکن بلوغ ابھی دور ہی بعد اوسکے سن غلامیۃ اور
رہاق کہ زمانۂ قریب بلوغ کا نام ہی تا بلوغ بعد اوسکے سن فتی کہ قریب تیس برس تک یہی نام ہی
اور یہان تک جسم آدمی کا نشوونما کرتا ہی اس سبب سے ان سب اقسام کو سن نمو بولتے ہین
بعد اوسکے تیس برس سے چالیس برس تک سن شباب ہی اور اسے سن وقوف کہتے ہین یعنی
جسم ٹھہرا ہوا ہی کہ نہ گھٹتا ہی نہ بڑھتا ہی آمد بعد اوسکے سن کھولت ہی اور وہ چالیس برس سے قریب
ساٹھہ برس تک ہی بعد اوسکے سن شیخوخت اور وہ قریب ساٹھہ برس سے آخر عمر تک ہی اب غور
کیجیے کہ شیخ جونپور نے وقت ادعاے مہدویت کے اٹھاون برس کے ہوکر انسٹھون برس
مین قدم رکھا تھا کہ وقت قریب ساٹھہ کے کہلاتا ہی اور ابتدا شیخوخت ہی بموجب تقسیم اطبا کے
اور بموجب قول صاحب قاموس کے کہ بعد پچاس برس سے شیخوخت شروع ہوتی ہی شیخ ہونیکے
آٹھہ برس کے بعد دعوی کیا کہ اوسوقت اچھے خاصے شیخ کبیر تھے اور ظاہر ہی کہ حضرت رسالت
اور علی مرتضی اور امام حسین علیہم السلام عرب ہین کہ زبان عرب مین بات کرتے ہین معنی انکے
کلام کے وہی ہین جو کہ لغت عرب سے ثابت ہووین ورنہ امان لغت سے اوٹھہ جاوے
اور ہر شخص کے جیسا دل مین آوے ویسا سمجھ لیا کرے اب بموجب تمھاری روایات کے

ان شیخ کبیر کا انکار اور مہدی شاب جدث کا انتظار چلے ہے کہ یعلو نور وجہہ سواد شعرہ او سپر
صادق آوے اسواسطے کہ تمھارے مہدی پر جیسا کہ شاب نہین صادق ہی سواد شعر یعنی سیاہ
بال ہونا بھی نہین صادق ہی کیونکہ سواد الشعر جبھی بولا جاتا ہی کہ سب بال کالے ہون یا اکثر اور مگر
آدھے سفید ہون تو اوسکو عربی مین کہل فارسی مین دو مویہ ہندی مین کھچڑی بال والا یا ادھیڑ
کہتے ہین سیاہ ریش اوسکو کوئی نہین بولتا ہی اور شیخ جونپوری دو مویہ تھے جیسا کہ شیخ فضائل مین
لکھا ہی کہ مقام فراہ مین وقت دفن کرنے مہدی کے شاہ نظام قبر مین اوترے اوسوقت انکی نگاہ
سید محمود فرزند مہدی پر پڑی تو دیکھا کہ فی الحال دو مویہ سپید ہو گئے ہین حالانکہ اول سیاہی
زیادہ تھی لیکن اوسوقت دو مویہ ہو گئے تا کہ مہدی کے حلیے سے مشابہت ہو جاوے اور اسیوقت
سے انکا لقب ثانی مہدی مقرر پایا اس سے معلوم ہوا کہ مہدی دو مویہ تھے اور جب کہ بیٹے
سفید ہو گئے تھے باپ کی سفیدی مین کیا شک ہی اور انکے مہدی کے دو دعوے اور
بھی مشہور ہین ایک مرنے سے سات برس اول یعنی چھپین برس کی عمر مین دوسرا نو برس اول یعنے
تریپن برس کی عمر مین ان دعاوی کے بعد ساکت ہو رہے ہین ان دعوون کا کیا اعتبار ہی اسواسطے
کہ ایسے دعوے تو انکی کتابون مین وقت پیدائش سے منقول چلے آتے ہین چنانچہ شواہد الولایت
کے چوتھے باب مین مذکور ہی کہ انھون نے لڑکپن مین پہلے یہی بات کی کہ مہدی موعود آیا اور بعد
اوسکے بھی کبھی کبھی یہی بات جاری ہوا کرتا تھا اور انکی کتابون مین مذکور ہی کہ دانا پور کے جنگل مین انکو
بی بی اور بیٹی نے تصدیق مہدویت کی بھی کی پس یہ دو دعوے بھی مانند اونھین دعاوی بے
کے ہوئے اور قطع نظر اس سے ان دو دعوون کے وقت مین بھی صاحب قاموس کی تحریر کے موافق
شیخ تھے اور اطبا کے قول کے موافق کہل تھے شاب کسی کے قول پر نہین ہو سکتے ہین
کہین شیخ بھی شاب ہو سکتے ہین لیت الشباب یعود یا کہ خیال محال ہی شعر

فرض کر یہ روایات گو صادی	شیخ تھی صبی میں شیخ	تیمیان عجیبات ہمارے مومن یا شیخ

ہو گئی مین ہمارے ہو گئی ہین وغلا بفضل اللہ یوتیہ من یشاء اگر حیرت ہو کہ انکے معتقدین کی بات
نازل مین یہانتک کہ سچا وندی کا بھی کہ جلا سے پامید کہلاتے ہین معتقد ہی کہ امام منصور تھا
حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھو کہ اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ انکار ہو گیا ہو ہمارے مہدی سے ہی منصفہ

کہتا ہی کہ تمھاری کج فہمی کا میرے پاس علاج نہین ہی قول امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب ہی کہ
بسبب شباب کے انکار مہدویت کا مؤیدات سے ہی نہ بسبب شیخوخت کے کہ ایسا انکار خود حضرت امام حسین
بھی کرتے ہین غرض کہ آپکو بھی استعداد استعداد نصیب نہین ہی کہ عبارت عربی کو سمجھا کرے کلا
بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون دلیل پنجم مشکوٰۃ مین سنن ابی داود سے منقول ہی
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس
کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا یعنی تحقیق اللہ تعالی اوٹھاویگا واسطے فائدے اس
امت کے انتہاے سر سو برس پر ایسے شخص کو کہ تازہ کردیگا واسطے امت کے دین اوسکا انتہی
سراج الابصار مین لکھا ہی کہ اس حدیث کی شرح مین مذکور ہی کہ مجدد دسوین صدی مین مہدی ہین
جیسا کہ تنبیہ الجز وغیرہ کتب مین مذکور ہی اور جیسا کہ نووی نے ذکر کیا اور ایسی ہی ولی صادق سید محمد گیسو دراز
نے ایک ملفوظ مین کہا ہی اور طبری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا کہ مہدی نوسو پانچ مین ظاہر ہونگے اور اس
ذات کا ظہور بھی اسی تاریخ پر ہوا انتہی اور شواہد الولایت مین ونتیسوین باب مین حدیث کے اخیر مین
یہ عبارت بڑہادی کہ وفی المائۃ العاشرۃ الاخیرۃ لا یکون سوی المھدی انتہی بلکہ مصنفین
مہدویہ نے ایک حدیث مستقل بنادی کہ سیخرج من امتی مھدی علی راس کل مائۃ سنۃ تسعۃ
منھم لغوی والعاشر موعود من امن بہ فقد امن بی ومن کفر بہ فقد کفر بی چنانچہ
شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین مذکور ہی پھر اس حدیث خانہ ساز کی مہدویون نے ایسی قدر دانی
کی کہ جیسا کہ اپنے مہدی کی سند نسل ایمۂ اہلبیت تک پونہچادی اس حدیث کی سند اصل ایمۂ حدیث
تک لگادی چنانچہ سید مصطفی مہدوی اپنی کتاب اثبات مہدویت مؤلف سن بارہ سو تینتیس مین
لکھتے ہین کہ ذکر کردہ شدہ است در سنن ابی داود و صحیح ترمذی و مشارق و حاشیۂ شرح مقاصد
و ملفوظ میران محی الدین و غیر آن کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیخرج من امتی مھدی
علی راس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منھم لغوی والعاشر موعود من امن بہ فقد امن بی ومن
کفر بہ فقد کفر بی از این حدیث در ظہور آمد بدرجۂ حدیث متواتر رسید قابل یقین گشت
زیرا کہ بر سر ہر صدی شخصی دعوی مہدویت کردہ رجوع کردہ و بر سر صدی دہم مہدی موعود دعوی
کردہ تا زیست مصر ماند و اسم آن نہ کس اینست قال الشارحان ھؤلاء التسعۃ اولھا

دلیل پنجم حدیث مجدد دین اور نہایت گڑبڑ اور غلط گوئی مہدویوں کی اوسکی شرح مین اور ایک حدیث جھوٹی وضع کرنا

خواجہ حسن بصری پنجروز دعوی کردند والثانی خواجہ جنید بغدادی بست روز والث
مغربی دہ روز والرابع خواجہ حسن نوری پنجروز والخامس خواجہ حسن عبد اللہ جنید
السادس شیخ عیسی پانزدہ روز والسابع امیر سید عبد القادر گیلانی یکماہ والث
عربی دوازدہ روز والتاسع سید محمد گیسو دراز دو ماہ دعوی کردند عاشر سید محمد م
مہدویت کردہ تا رسیت مصر مانند حدیث مذکور از صحاح ستہ آوردہ شد انتہی مع اغلا
غرض کہ مہدویوں کے خزانے میں جھوٹ کی کچھ کمی نہیں وہ طوفان کذب و بہتان
معجز زن ہی اور روایت گستری اور بیان کا سلیقہ انکو ایسا طرفہ ہاتھ لگا ہی کہ انکی تحریرات
انکے حسب حال یاد آتا ہی سہ — چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا — الا یا ایہا الس
داب مناظرے کا یہ ہی کہ تصحیح نقل ناقل پر لازم ہی اول چاہیے کہ ثابت کر دیویں ورج
حوالے دیے ہیں انہیں اپنے مضامین منقولہ کو دکھا دیویں کہ کس نے کیا لکھا ہی اور
اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ میں فرمایا ہی اور دوسری حدیث خانہ ساز صحاح س
ہی اور ان نو مہدی الغوی کا دعوی کہاں لکھا ہی اور کس نے نقل کیا ہی اغلب کہ جیسے
بے اصل ہی ویسا ہی منقول سابقہ بھی صحت کو نہ پہنچے گی اور اگر کوئی صحت کو
منقول عنہ کی تجویز و تخمین ہووے گی اسواسطے کہ اس باب میں کوئی حدیث تعیین سن و
نہیں ہوئی اور تخمین اور قیاس کا ایسے امور غیبی میں کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ جیسے
تاریخ اللہ تعالی نے کسی کو نہیں بتلائی چنانچہ فرمایا ہی کہ یَسْئَلُكَ النَّاسُ
قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ یعنی پوچھتے ہیں تم سے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگ
کہو نہیں ہی علم و دریافت اوسکی مگر نزدیک اللہ تعالی کے کلام عرب میں انما کلمہ حصر کا
کہ ادراک وقت قیامت منحصر ہی ذات باری پر حال آنکہ قیامت کے آنے پر سب مسلمانوں
وقت و تاریخ اوسکی کسیکو نہیں معلوم ایسے مقدمات قیامت یعنی امام مہدی کا
نکلنا اور حضرت عیسی کا اوترنا اور یاجوج ماجوج کا آنا اور دابۃ الارض کا نکلنا اور آفتاب کا
وغیرہا اسمیں سے کسی کی تاریخ سوا خدا تعالی کے کسی کو معلوم نہیں ہی اسی سبب سے
کہ اس مقدمے میں اٹکل و ڈھرائی اور تخمین قیاس سے بعضوں کی تاریخ ٹھہرائی نہایت

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین نقل فرماتے ہین
کہ لوگون کی زبان پر ایک حدیث مشتہر ہوئی ہی کہ النبی علیہ السلام لا یمکث فی قبرہ الف
سنۃ یعنی پیغمبر علیہ السلام اپنی قبر شریف مین ہزار برس نہ ٹھہرینگے اور مین اسکا جواب دے چکا ہون کہ
یہ حدیث باطل ہی کہ کہین اسکی اصل نہین ثابت ہوتی ہی اس پر عجب ماجرا یہ ہی کہ امسال سنہ آٹھ سو
اٹھانوے مین ایک شخص ایک بڑے عالم ہم عصر کے فتوے کی نقل لایا کہ جسکا ادب کی راہ سے
مجکو مکرر وہ معلوم ہوتا ہی اوسمین لکھا تھا کہ اوس بزرگ نے اس حدیث پر اعتماد کرکے تجویز کیا ہی کہ دسوین
صدی مین خروج مہدی کا اور دجال کا اور نزول عیسی علیہ السلام کا ہوکر اور تمام علامات قیامت ظہور
پاکر صور پھونکا جاوے گا اور بعد چالیس برس کے قبل تمام ہونے ہزار برس کے دوسرا نفخہ صور کا ہوکے
حشر قائم ہوجاوے گا مجکو ایسے شخص سے یہ کلام صادر ہونا نہایت بعید معلوم ہوا اسلیے کہ ہزار مین
فقط ایک سو دو برس باقی ہین اور ان تمام امور مذکورہ کا اس مدت مین واقع ہونا غیر ممکن ہی اسواسطے
کہ روایات کثیرہ سے معلوم ہوتا ہی کہ مہدی سات برس پیشتر دجال سے رہینگے اور دجال بھی تمامی
صدی پر نکلے گا اور کچھ کم دو برس رہے گا اور عیسی علیہ السلام اوترکر اوسکو قتل کرکے چالیس برس
زمین مین زندہ رہینگے پھر بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے آدمی ایک سو بیس برس دنیا مین بسینگے
اور درمیان دونون نفخون کے چالیس برس کا فاصلہ ہی یہ سب دو سو نو برس ہوتے ہین اور مابین خروج دجال
اور طلوع شمس کے معلوم نہین کہ کسقدر فاصلہ ہوگا اور اب تک نہ مہدی ظاہر ہوئے نہ دجال نکلا اور
مہدی و دجال سے پہلے بہت سی علامتین ہین کہ ابتک ظاہر نہین ہوئین اور اونکے واسطے چاہیے اونمین سے کوئی واقع
نہوئی پس کسطرح ممکن ہی کہ سن ہزار کے اندر سب کچھ ہوجاوے یہ محال ہی بلکہ اگر انتہاے ہزار پر خروج دجال
ہووے جیسا کہ بعضے علما نے احتمالاً مقرر کیا ہی جب بھی بعد اوسکے دو سو سے زیادہ دنیا رہے گی
اور اگر گیارھوین صدی پر خروج دجال ہوا تو اور بھی زیادہ مدت چاہیے لیکن البتہ یہ اصلا ممکن نہین
کہ پندرہ سو تک مدت پہنچے انتہی ملخصاً اب غور کیا چاہیے کہ ایسے بزرگ نے کہ شیخ جلال الدین
خاتم الحفاظ والمحدثین اوسکا مقابلہ کرنا بے ادبی سمجھتے ہین ایسی حدیث بے اصل کو سنکر اتنا بڑا
دھوکا کھایا کہ قیامت برپا کردی اب ہم لوگ دو سو پچاسی برس سے اوس بزرگ کے خیال مین
میدان محشر مین ہین اور وہ بزرگ عالم برزخ مین دنیا کی آبادی دیکھکر اپنی تجویز پر نادم ہوئے

ہونگے اور یہ بھی شیخ کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ تجویز بعضے علما کی ہزار پر خروج وجا
نزدیک ہستانہ میں ہی تقدم خروج مہدی کو وہ بھی احتمالاً ہی اسی سبب سے غلط نکلی بلکہ کیا شیخ
شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز پندرہ سو کی بھی غلط نکلے چنانچہ اوسکی تفصیل آگے آ
انشاء اللہ تعالی بلکہ اس سب سے بڑھکر سنیے کہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادے
رضی اللہ عنہما کے فرماتے ہین کہ مالک ہونگے بنو عباس یہان تک کہ مایوس ہو
سے پھر پراگندہ ہوجاویگا کام اونکا سن بچانوے مین یا تنانوے مین اور پھر
مین قائم ہونگے اور حضرت جعفر سے روایت ہی کہ فرمایا مہدی سن دو سو مین قائم ہ
ابی قبیل سے روایت ہی کہ آدمیون کا اجتماع مہدی پر سنہ دو سو چار مین ہوگا یہ سب
رسالہ کشف مین نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے منقول ہین اور شیخ نے انسے مرا
ہزار دو سو پر مہدی کا ظہور ہوگا حال آنکہ نہ یہ ہوا نہ وہ ہوا اور سلطنت بنی عباس کی
برسون طول پاکر ہلاکو خان کے ہاتھ پر زوال پذیر ہوئی غرض کہ جب کہ ایسے ایسے اکابر
اور اجتہاد مین خطا ہوتی ہی تو حضرت گیسو دراز اور نووی اور طبری سے اگر ہوا صحیح
کیا عجب ہی اسواسطے کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے نہ صحابہ معصوم ہین نہ ائمہ
اور علم غیب سوائے حضرت علام الغیوب کے کسیکو نہین ہی مگر انبیا اور رسولون کو وحی
سے جو کچھ معلوم ہوتا ہی وہ بلاشبہہ صحیح نکلتا ہی فسبحان من لا یظھر علی غیبہ
الا من ارتضی من رسول اور اس مقدمے مین آج تک حضرت رسالت سے
ایسی ثبوت کو نہ پونہچی کہ اوسمین سن و تاریخ کی تعیین ہو مگر مہدویون کے علما
بڑی دستگاہ رکھتے ہین چنانچہ شواہد الولایت اور مطلع الولایۃ اور اقصا قناعہ وغیرہ
موضوعہ باطلہ سے مالامال ہین اس مقدمے مین بھی ایک حدیث حسب دلخواہ بنا
مذکور ہو چکی اور اوسکی شرح مین تو مہدی لغوی کا بیان اس واہیات کے ساتھ
انتہا کو پونہچادی اول یہ کہ ان تو بزرگ کا دعوی مہدویت کرنا اسکو کہلانے تا
جیسا کہ حضرت رسالت پر افترا کیا اور حدیث نے اصل کی نسبت حضرت کی
بلکہ کتب صحاح کی طرف بھی نسبت لگا دی ویسی ان بزرگون پر بھی اتہام

ہ بعضے انمین اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نہین ہین چنانچہ حسن بصری و محی الدین عربی
یونکر خلاف متواتر دعوی مہدویت کرتے تیسرے یہ کہ بعضی صدی کا بیسون کو مہدی
کا وجود اوس صدی مین نتھا چنانچہ حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ
سنہ چارسو اکہتر مین ہے اور وفات سنہ پانسو اکسٹھہ مین ہے اور مہدوی مذکور نے
ساتوین صدی کا مقرر کیا اور شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا تولد سنہ پانسو
اور وفات سنہ چھہ سو اڑتیس مین ہے چنانچہ نفحات الانس وغیرہ مین مسطور ہے اور مہدوی
صنیف اونکو مہدی آٹھوین صدی کا ٹھہراتے ہین وقس علی ذالک سبحان اللہ کیا
ہی جیسا کہ علم کلام مین یہ لوگ سلیقہ رکھتے ہین ویسی علم تاریخ مین بھی نے بدل رکھتے
لشوف آسمانی اور علوم نفسانی کا کیا پوچھنا ع سالیکہ نکوست از بہارش پیداست
نقل حسب حال یاد آئی حکایت دہلی مین ایک درویش وارد ہوئے اور داراشکوہ
باپ شاہ جہان بادشاہ کے سامنے اونکی نہایت ثنا خوانی کی اور خواہان اسبات کے
بادشاہ اوسکے مکان پر چلین نواب سعد اللہ خان وزیر نے عرض کی کہ بعد تحقیقات
چاہیے داراشکوہ رنجیدہ ہوئے شاہ جہان اونکی خاطر سے سوار ہوئے جب
مع داراشکوہ و سعد اللہ خان کے فقیر صاحب کی خدمت مین پہونچے اونھون نے
الات اور معلومات ظاہر کرنا شروع کیے اول بولے کہ سکندر ذوالقرنین اچھے شخص
م تھے مرتے تمہارے دادا امیر تیمور کو بادشاہی دے گئے شاہ جہان متحیر ہوئے
لب ہی کہا سکندر اور کہا تیمور کہ دونون مین ہزارہا سال کا فاصلہ ہے لیکن عالی حوصلگی سے
ہے بعد اوسکے فقیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے دادا تیمور بھی اچھے آدمی تھے
یر کیا کہ امام حسین کو شہید کروا دیا شاہ جہان سے یہ سخن سنکر چپ رہا گیا بولے کہ یہ کیا
امام حسین کو یزید پلید نے شہید کرایا امیر تیمور بعد صدہا برس کے اس واقعے سے پیدا
اور امیر تیمور کو جناب امام مین نہایت اخلاص و اعتقاد تھا فقیر صاحب نے کہا کہ جہان پناہ آپکو
نہین ہے یزید کو تیمور نے اشارہ کیا تھا جب اوسنے ایسا کام کیا شاہ جہان نے حیران ہوکر
سعد اللہ خان کیطرف دیکھا اونھون نے عرض کیا کہ یہ بزرگ قطع نظر کمالات نفسانی

سے تاریخ وانی مین بھی لاثانی ہین آپ یہان سے تشریف لے چلیے انتہی تحقیقات میان سید مصطفی
کی تحسین کہ جنھون نے اڑھائی سیر کی کتاب اثبات مہدویت مین لکھی ہی آپ میان عبد الملک کہ جنکا
لقب علمای بالسد ہی اونکی خوبی فہم ملاحظہ کیجیے کہ حدیث ابی داؤد کہ ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ
الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کو اپنی دلیل ٹھہراتے ہین اسواسطے
کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر صدی کے راس پر ایک مجدد ہوگا اور اسکے شارحین اور نووی اور خواجہ
گیسو دراز لکھتے ہین کہ دسوین صدی کے راس پر مہدی مجدد ہونگے اور ہمارے پیر کی ذات بھی اسی تاریخ پر
ہوئی انتہی یہ بزرگوار کو اتنا فہم نہین ہی کہ راس صدی سے انتہا صدی مراد ہی اور انکے پیر نوسو پانچ پر ہوئے
پس دسوین صدی کے راس پر کس طرح مجدد ہوئے اگر بالفرض امام نووی اور سید گیسو دراز سے
نقل صحت کو پونہچے تو وہی تمھاری تکذیب کرے گی کہ وہ کہتے ہین کہ انتہاے دسوین صدی کے
مجدد و مہدی ہین اور تمھارے پیر انتہاے نوین صدی پر ہوئے پس مہدی موعود نہوئے بلکہ تمھارے
لوگون کی دوسری حدیث کے موافق مہدی لغوی ہوئے اور تمام دعوی لغو ہوگیا اور اس صدی سے معنی ابتدا
صدی کے ہرگز نہین بن سکتے ہین اسواسطے کہ تمھاری دوسری حدیث کے موافق پہلی صدی کی
ابتدا مین مہدی لغوی کون ہی اگر حضرت رسالت پناہ کو ٹھہراؤ تو قطع نظر اس گستاخی کے تمھاری حدیث
مین منکم ہی امتی مہدی کا لفظ ہی حضرت آپ اپنی امت مین سے کسطرح ہوسکتے ہین اور میان
مصطفی مہدوی جھوٹے ہو جاوینگے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی صدی کا مہدی ٹھہرایا ہی وہ
ابتدا صدی اول مین کہان تھے اور محاورہ عرب و عجم کے خلاف ہو جاوے گا کہ شائع و رائج معنی انتہا
ہی چنانچہ بولتے ہین کہ راس ستین و راس سبعین و راس حول اور رؤس جبال اور رؤس نخل اور فارسی مین
سر درخت اور سر کوہ سب بمعنی انتہا کے ہین اور اسی طرح حدیث ترمذی مین بھی راس معنی انتہا کے
ہی کہ ارایتکم لیلتکم ھذہ علی راس مائۃ سنۃ منھا لا یبقی ممن ھو علی ظھر الارض
احد یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخر حیات مین ایک رات ایسا فرمایا کہ اس رات سے سو
برس کی تمامی پر کوئی شخص اون لوگون مین سے کہ آج اوپر زمین کے ہین باقی نرہے گا زمین کے
اوپر ہونے والون سے اشارہ اس طرف ہی کہ زمین کے نیچے یا پانی اور ہوا پر زندہ رہ سکتے ہون بلکہ
پابندی سے زمین کے ہون اس قید سے حضرت خضر و الیاس و ملائکہ زمینی اور جن و شیاطین

ابلیس اور سکان زیر زمین خارج ہوگئے اور باقی سب اہل زمین موافق فرمانے حضرت صادق مصدوق
کے تمامی صدی تک تمام ہو گئے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخر مین ابو الطفیل عامر بن واثلہ
رضی اللہ عنہ نے سنہ ایک سو دو مین مکہ معظمہ مین رحلت کی یعنی اس حدیث کے فرمانے
سے اٹھانوے برس کے بعد اور بعد صدہا برس کے جسنے دعوی صحابیت کا کیا وہ محدثین کے
نزدیک جھوٹا نکلا جیسا کہ رتن ہندی اور قیس بن تمیم گیلانی وغیرہما اور حدیث ابی داؤد مین لفظ
کل مائۃ سنۃ کا عام ہی کہ عموم و استغراق اوسکا مفاد ہی کہ صدی اول کو بھی ضرور شامل ہی اگر رأس
بمعنی ابتدا کے لیوین کہ زمانہ تکلم کی نسبت ماضی ہی معنی بعث مضارع کے بگڑ جاتے ہین پس
تحقق ہوا کہ جس شخص نے معنی ابتدا کے بھی درست جانے ہین نادرست ہین اور بعضے مہدوی
اپنی کتابون مین دعوی کرتے ہین کہ اجماع اہل تاریخ کا ہی کہ نوسو پانچ پر مہدی ہونگے اور نہین سمجھتے
ہین کہ ایک طبری کے لکھنے سے غیب کی بات پر اجماع کیونکر ہوا اور وہ بھی اب تک ثابت نہین
کہ طبری نے کہان لکھا ہی اور کہان سے معلوم کیا اسواسطے کہ طبری غیب دان نتھے اگر کوئی سند
رکھتے ہین تو پیش کرین ورنہ گفتگو لاطائل ہی علاوہ یہ ہی کہ اب تک بھی ثابت نہوا کہ مہدوی کونسے
طبری سے یہ عبارت نقل کرتے ہین اسواسطے کہ طبری جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہی متعدد ہین
ایک محمد بن جریر طبری شیعی کہ اوسنے ایک کتاب مثالب صحابہ مین تصنیف کی اور ایک کتاب امامت مین
لکھی کہ نام اوسکا ایضاح المسترشد ہی علما شیعہ اکثر اسی کتابون سے نقل کرتے ہین اور مجملاً کہتے
ہین کہ طبری مین یون لکھا ہی اور ناظرین دھوکا کھاتے ہین کہ شاید مراد کتاب محمد بن جریر طبری شافعی
کی ہی کہ مشہور بتاریخ کبیر ہی اور اصح التواریخ ہی اور یہ کتاب تاریخ کبیر نہایت نادر الوجود ہی کم کسیکا
اوسکا نسخہ میسر آیا ہی اب کہ تاریخ طبری خلق مین مشہور ہی وہ اصل تاریخ طبری نہین ہی بلکہ اوسکا مختصر ہی
کہ محرفات علی بن محمد عدوی ابو الحسن سمساطی شیعی سے ہی کہ اوسنے تاریخ طبری کو مختصر کرکے
اوسمین اپنی طرف سے افراط و تفریط کی ہی اور بسبب آسانی عبارت کے مشہور و رائج ہو گئی
اور مترجمین اوس مختصر کے بھی اکثر شیعہ گذرے ہین پس تحریف در تحریف اوسمین واقع ہوئی
پس ناقلین اس مختصر سے نقل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تاریخ طبری مین ایسا لکھا ہی حالانکہ اصل
تاریخ مین اس روایات کا نام و نشان پیدا نہین ہی اور اس مختصر نے بہت سے مورخین اہل سنت کو

جو کچھ اوس مختصر مین وے لکھتے ہین اصل کیطرف نسبت کر دیتے ہین انتہی مختصر المن القاطین
ندآب بخوبی ظاہر ہوا کہ مہدویون کے علماے باعمد عبد الملک تے حیاوندی کی راہ بھی ایسی
ی ہی اسواسطے کہ اصل تاریخ انکو کہان سے نصیب ہوئی اگر ہے تو ثابت کرین کہ ناقل نے تصحیح
ہی دوسرا قرینہ یہ کہ شیخ جلال الدین السیوطی کہ ناظر ہین تاریخ طبری کے اور رسالہ کشف مین
لی روایات کا استیعاب کیا ہی اور اوسمین طبری سے بھی نقل کی ہی اگر یہ روایت بھی طبری
ضرور نقل کرتے تیسرا قرینہ یہ کہ راقم الحروف نے شہر دار الاسلام بغداد مین تاریخ علامہ ابن
ہ کیا اوسمین لکھتے ہین کہ اصل اسکی تاریخ طبری ہی کہ کوئی مقام اوسکا اس مین فروگذاشت
ور او سکے دوسری تواریخ سے بھی اضافہ کیا گیا اور خصوصیت کسی قوم یا ملک کی ملحوظ
م اہل دنیا کی تاریخ ہی کہ اسکے ہوتے ہوئے کسی تاریخ کی حاجت نہین اوسمین اس عبارت
ا کہین پتا نہ لگا اور دوسری نقل کہ نووی او خواجہ گیسو دراز سے کی ہی بیان نکیا کہ
ان لکھا ہی اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین فرمایا ہی بعضے مہدویون نے کتابون مین
ہی نے شرح مسلم مین لکھا ہی شرح مسلم نووی مانند تاریخ طبری کے نایاب نہین ہی ہزارہا
موجود ہی بیان کرنا چاہیے کہ کہان لکھا ہی اور کہان سے اخذ کیا ہی کیونکہ ایسے مقدمات
قیاس و ظن دلیل نہین ہو سکتا ہی اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا فائدہ جلیلہ
دنیا مین شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پندرہ سو برس کا تخمینہ کیا کہ
وجہ یہ ہی کہ رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین لکھتے ہین کہ حکیم ترمذی نے
ول مین کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
شفاعت قیامت کے روز میری امت مین سے اون لوگون کے واسطے ہی کہ گناہ
ئے توبہ مرے ہین یہ لوگ جہنم کے باب اول مین ہونگے کہ چہرے انکے سیاہ
ور آنکھین انکی نیلی نہونگی اور انکو طوق نہ پہنائے جائینگے اور شیاطین کے ساتھ
ین باندھے جاوینگے اور نہ گرزون سے مارے جاوینگے اور نہ درک جہنم مین ڈالے
ین سے بعضے وہان ایک ساعت رہکر نکلینگے اور بعضے ایک دن اور بعضے ایک
بعضے ایک سال رہکر نکلینگے وَاَطْوَلُهُمْ فِيهَا مَكْثًا مَنْ يَمْكُثُ فِيهَا مِثْلَ الدُّنْيَا

مُنْذُ یَوْمِ خُلِقَتْ اِلیٰ یَوْمِ اُفْنِیَتْ وَ ذٰلِکَ سَبْعَۃُ اٰلَافِ سَنَۃٍ وَذَکَرَ بَقِیَّۃَ الْحَدِیْثِ یعنی
سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہان اس امت مین سے وہ شخص ہی کہ دنیا کے برابر وہان ٹھہرے گا ابتدائے
پیدایش دنیا سے انتہائے فنا تک اور یہ سات ہزار برس ہین آلخ اور ابن عساکر نے انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مسلمان کی حاجت
پوری کرتا ہی اللہ تعالی اوسکے واسطے دنیا کی عمر برابر سات ہزار برس کے دنون کے روزے
اور راتون کا قیام لکھدیتا ہی اور ابن عدی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر دنیا سات دن ہی ایام آخرت سے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے
وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ یعنی ایک دن نزدیک تیرے رب کے
مانند ہزار برس کے ہی تمھاری گنتی سے اور طبرانی نے کبیر مین ضحاک بن زمل جہنی سے روایت
کی کہ کہا مینے ایک خواب دیکھا اور حضرت رسالت پناہ کے سامنے بیان کیا الحدیث اوسمین
یہ بھی تھا کہ مینے آپ کو یا رسول اللہ ایک منبر سات درجے والے کے اعلی درجے مین
دیکھا حضرت نے اسکی تعبیر مین فرمایا کہ دنیا سات ہزار برس کی ہی اور مین پچھلے ہزار مین ہون
اس حدیث کو بیہقی نے دلائل مین روایت کیا اور سہیلی نے کہا کہ یہ حدیث اگرچہ ضعیف
الاسناد ہی لیکن ابن عباس سے بطریق صحاح مروی ہوا کہ اونھون نے کہا دنیا ہفت
روزہ ہی ہر دن ایک ہزار برس کا اور رسول اللہ آخر مین اوسکے مبعوث ہوئے اور ابو جعفر طبری نے
اس اصل کو صحیح ٹھہرایا اور آثار سے اوسکی تایید کی اور ابن ابی حاتم نے تفسیر مین کہا کہ ابن عباس
نے فرمایا کہ دنیا آخرت کے جمعون مین سے ایک جمعہ ہی سات ہزار برس کا کہ چھہ ہزار اوس مین سے
گذر چکے ہین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم دلائل مین کہا کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ دنیا ایک
جمعہ ہی آخرت کے جمعون مین سے اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین محمد بن سیرین سے
روایت کی کہ وہ کہتے ہین کہ ایک مرد اہل کتاب مین سے مسلمان ہوا اور کہا کہ اللہ تعالی نے
آسمان و زمین کو چھہ دن مین پیدا کیا اور ایک دن خدا کے پاس تمھارے ہزار برس کے
برابر ہی اور دنیا کی مدت چھہ دن کی ٹھہرائی اور قیامت ساتوین دن مین مقرر کی پس چھہ دن
گذر چکے اور تم ساتوین دن مین ہو اور ابن اسحق نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہود کہتے

دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور ہم ہزار کے عوض ایک دن عذاب مین ہین گے پس کل
م پر عذاب ہو کر منقطع ہو جاوے گا اسواسطے اللہ تعالی نے نازل فرمایا کہ قالوا
لن تمسنا النار الا ایاما معدودات ابن جریر اور ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اور عبد
ہ سے بھی ایسی روایت کی اور دینوری سے روایت کی کہ کرز عبادت مین بہت مشقت
لوگون نے کہا کہ ایک ساعت اپنے تئین راحت دو کہا تمکو دنیا کی کیا مقدار پہنچی ہی بولے
یس کہا دن قیامت کی کیا مقدار ہے بولے پچاس ہزار برس کہا سات دن عمل کرنا کہ
ن پاوے کیا مشکل ہی انتہی غرض کہ ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ عمر دنیا سات
ور حضرت رسالت مآب کا وجود باجود ساتوین ہزار مین ہی اور شیخ جلال الدین سیوطی
ت اس رسالے کے ۸۹۸ آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین نہایت متفکر ہوئے کہ سات ہزار برس
اور دنیا تمام نہوئی اسواسطے ایک توجیہ کی کہ مراد حضرت کی اس کلام سے کہ مین ساتوین
ت یہ ہی کہ اکثر امت میری ساتوین ہزار مین ہی ورنہ حضرت بذات خود چھٹے ہزار مین ہین
امام احمد بن حنبل نے کتاب العلل مین وہب سے روایت کی ہی کہ کہتے تھے دنیا کے پانچ ہزار
گذر چکے ہین اسلیے کہ مین ہر زمانے مین جو انبیا اور ملوک گذرے ہین انکو جانتا ہون انتہی
ن عباس اور مسلم کتابی کے کہنے سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ چھہ ہزار گذر چکے ہین انتہی
جیہ کی سند قوی نہین ہی اسواسطے کہ قول وہب سند نہین ہو سکتا ہی کیونکہ انھون نے
اس باب مین روایت نہ کی بلکہ اپنی تاریخ دانی سے پانچ ہزار چھہ سو برس کا گذرنا ثابت کیا
بت قوی نہین اسلیے کہ مورخون کا اسمین اختلاف ہی دوسرے اس سے زیادہ کے قائل ہین
ب تقویم التواریخ اور صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت
آدم سے چھہ ہزار اور ایک سو ستر برس کے بعد ہوئی ہی اور یہی حساب حضرت کے صحیح کلام کے
مین چھٹے ہزار یعنی ساتوین ہزار مین ہون چنانچہ طبرانی کی روایت مین مذکور ہو چکا بخلاف
ہے کہ اسکے خلاف ہی اور ابن عباس اور مسلم کتابی کے قول سے یہ بات صاف نہین نکلتی ہی
رسالت کے چھہ ہزار گذر چکے تا کہ حضرت کا چھٹے ہزار مین ہونا لازم آوے بلکہ ظاہر اس سے
حضرت سے پیشتر چھہ ہزار گذر چکے ہین تا کہ مطابق ہووے صریح روایت طبرانی کے اور خود شیخ رحمۃ اللہ

یے نے جامع صغیر مین نقل کیا کہ فرمایا حضرت نے کہ اَلدُّنْیَا سَبْعَةُ اٰلَافِ سَنَةٍ اَنَا فِیْ اٰخِرِھَا
گا یعنی عمر دنیا کی سات ہزار برس کی ہے اور مین ونمین سے پچھلے ہزار مین ہون اور غرض شیخ
اس توجیہ سے یہی ہے کہ اگر حضرت کو ساتوین ہزار کی ابتدا مین بھی فرض کرو اور عمر دنیا کی سات
ر یہی تو واقع کے خلاف ہوتا ہے اسواسطے کہ سات ہزار تمام ہونے کے قریب ہوگئے اور علامات
مت کا اوسکی مدت قریب دوسو برس کے چاہیے اب تک وجود مین نہ آئی اسواسطے توجیہ بالا سے
رت کو چھٹے ہزار مین فرض کرنا لیکن مطابق حساب وہب کے چھٹے ہزار کی چھٹی صدی مین فرض
یا تا کہ چودہ سو برس مدت امت کی ٹھہرے کہ اوسمین سب علامات قبل سات ہزار کے بفراغت
ہوسکتے ہین اور اسی خیال سے شیخ نے فرمایا کہ پندرہ سو کو مدت امت کو پہونچنا ممکن نہین ہے کہ سات
ار سے بڑھ جانا لازم آتا ہے لیکن وہب کے حساب کے موافق بھی اگر غور کیجیے تو حضرت کو چھٹی صدی
ین فرض کرنا ضرور نہین ہے اور پندرہ سو کو مدت امت کی پہونچنا بھی ممکن ہوتا ہے اسواسطے
بموت وہب بن منبہ کی جیسا کہ تقریب مین لکھا ہے کچھ اوپر ایک سو دس ہجری مین ہے اور ظاہر ہے
اونھون نے تاریخ گذشتہ دنیا کی اپنے وقت تک بیان کی ہے پس ہجرت سے تقریبا پندرہ سو برس
تے سات ہزار مین باقی ہین اور بموجب لکھنے شیخ کے مہدی اور دجال وغیرہ کا ظہور انتہاے
مدی پر چاہیے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے تفسیر مین روایت کی کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے فرمایا
جب سے دنیا ہے تب سے راس صدی پر کوئی امر کلان ہوا کرتا ہے پس راس صدی پر خروج دجال اور
نزول عیسی بھی ہوگا انتہی اور حضرت امام مہدی سلام اللہ علیہ وعلی آبائہ الکرام پانچ یا سات یا نو برس
بعد ظہور کے رہینگے اور دجال کے زمانے کی مقدار چودہ مہینے چودہ روز ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام
چالیس برس بعد نزول کے تشریف رکھینگے اور ابن ابی شیبہ نے اور نعیم بن حماد نے عبد اللہ بن عمرو سے
روایت کی کہ بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے لوگ ایک سو بیس برس مانند جانورون کے بسینگے
کہ کچھ دین و سنت نہ پہچانتے ہونگے اونھین پر قیامت قائم ہوگی انتہی اس حساب سے
تقل مرتبہ ایک سو اکسٹھ برس ہوتے ہین اور معلوم نہین کہ حضرت عیسی کے کسقدر بعد طلوع
شمس ہوگا وہ علاوہ ہے اب اگر خیال کیجیے تو تیرھوین صدی مین پندرہ برس باقی ہین اگر اسی
کی انتہا پر بالفرض علامات مسطورہ شروع ہون تو پندرہ سو برس تک ہو سکتے ہین لیکن اگر ان

ل ورسلم کتابی کے قول کو خیال کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ اوسی زمانے مین چھہ ہزار برس
لے تھے اور اب سات ہزار برس گذر کر تقریبا دو سو برس ہوچکے ہین غرض کہ توجیہ مذکور اگرچہ
ظاہر حدیث و آثار مذکورہ ہی لیکن دربنوا ممکن معلوم ہوتی ہی البتہ اگر تیرھوین صدی کے
چ پچاس ساٹھہ برس اور گذرین اور کچھہ ظاہر نہووے تو حساب وہب بن منبہ مع توجیہ
کے غلط ہوجاوے گا ہان اگر وجود باجود آنحضرت ابتدا سے چھٹے ہزار برس مین فرض کرین
یش زیادہ ہی لیکن وہ جیسا کہ ظاہر حدیث اور آثار مذکورہ اور مورخین دیگر کے خلاف ہی
بن منبہ کے حساب کے بھی غیر مطابق ہی علاوہ یہ کہ اس صورت مین مناط توجیہ کہ معظم
ور اکثر امت ساتوین ہزار مین ہی اسواسطے اپنے تئین ساتوین مین فرمایا کبھی نادرست ہوجاتا ہی
جب حضرت ابتدا سے چھٹے ہزار مین ہوئے اکثر امت اور کثرت علم و دین بھی چھٹے مین ہوا تو جیہ کی
باقی نرہی اس بیان سے معلوم ہوا کہ حدیث کا مطلب کچھہ اور ہی کہ متقدمین کے خیال مین گذرا اور
ن کچھہ مضائقہ نہین ہی کہ رب مبلغ اوعی من سامع وکم ترک الاول للاخر
ی بات متاخرین کے ذہن مین ایسی آجاتی ہی کہ اگر متقدمین سنتے نہایت تحسین کرتے چنانچہ اس
یث کے معنی مولانا رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن مین ایسے نفیس فرمائے کہ آگے کو امید
ر سکا تاویل و توجیہ کی حاجت نہین ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ یہ حدیث حسن ہی درجہ اسکا صحیح و
یف کے درمیان ہی اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اسکو جامع صغیر مین نقل کیا ہی اور مضمون
دیث کا فہم فقیر مین موافق محاورے لوگون کے ہی کہ عمر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گذشتہ کا بیان
کرتے ہین پیدایش سے موت تک کا حساب نہین کرتے ہین اور اس جواب مین و استعمال ہوتے ہین مثلاً
شخص کہ چھٹا سال تمام کرکے ساتوین مین داخل ہوا کبھی اوسکو شش سالہ بولتے ہین باعتبار کمال
اور کبھی ہفت سالہ کہتے ہین باعتبار دخول کے پس مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہی کہ حضرت
م سے اس دم تک چھہ ہزار پورے ہوکر ساتوان ہزار شروع ہی کہ مین ساتوین ہزار مین ہون اسمین اتفاق
ستعمال قوم کے دنیا ہفت ہزار سالہ ہی اگر کہین کہ ہم لوگونکو چونکہ تمام عمر وقت موت تک معلوم نہین
تی ہی اسواسطے کہ وقت تکلم تک بولا کرتے ہین اور حضرت کو شاید کہ انتہائے دنیا وقت قیامت تک
علوم ہووے اسواسطے تمام عمر دنیا انقطاع نوع انسانی تک بیان فرمائی ہو جواب اسکا یہ ہی

احادیث صحیحہ بلکہ قرآن مجید مین واقع ہی کہ علم قیامت کا سوائے اللہ تعالی کے کسیکو خلائق علوی و سفلی مین سے حاصل نہین چنانچہ فرمایا کہ یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللهِ ہی اس بتقدمے مین حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہین چنانچہ خود فرمایا کہ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ اور اہل کتاب کو تعین ایام ماضیہ مین اختلاف ہی اہل اسلام سے صاحب تقویم التاریخ ور اہل شام سے صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم علیہ السلام سے بعد چھہ ہزار ایک سو تر سٹھہ برس کے ہی اب سات ہزار برس سے متجاوز ہو گئے واللہ اعلم کہ اور کتنے باقی ہین اور قیامت کب ہی کہ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ انتہی اب معلوم ہوا کہ حدیث حکیم ترمذی مین لفظ منذ یوم خلقت الی یوم فنیت کا مدرج فی الحدیث ہی کہ کسی راوی نے اپنے فہم کے موافق لفظ مثل الدنیا کو تفسیر کے واسطے اضافہ کر دیا ہی اور مسلم کتابی کی عبارت مین یہ عبارت کہ قیامت ساتوین دن مین متقرر کی اوسی مسلم کتابی کی رائے ہی کسی کتاب آسمانی یا کسی پیغمبر سے منقول نہین ہی اسواسطے کہ نص قرآنی کے مخالف ہی اور درج کلام راوی اور کمی و بیشی الفاظ کی اس حدیث مین کچھہ عجب نہین ہی اسواسطے الفاظ حدیث کے محققین کے نزدیک مخلوط و غیر محفوظ ہین چنانچہ سراج منیر شرح جامع صغیر مین لکھا ہی کہ الدنیا سبعة ایام من ایام الآخرة اسکو دیلمی نے مسند فردوس مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہی اور الدنیا سبعة الاف سنة انا فی اخرها الفًا کو طبرانی نے معجم کبیر مین اور بیہقی نے دلائل مین ضحاک بن زمل جہنی سے باسناد واہی روایت کیا ہی اور سناوی نے کہا کہ اس حدیث مین کچھہ مسئلہ نہین ہی اور الفاظ اسکے مصنوعہ اور تلفیق کیے ہوئے ہین اور حق یہ ہی کہ اسکی حقیقت سوائے اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا ہی اور ابن اثیر وغیرہ محدثین نے کہا ہی کہ الفاظ اسکے موضوع ہین انتہی **فائدہ** بیان اس امر مین کہ ریلوے یعنی گاڑی دخانی بھی علامت قرب دجال کی ہی مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شہر ایسا نہین ہی کہ اوسمین دجال کا گذر نہو مگر مکہ اور مدینہ کہ اسکی راہون پر فرشتے متعین ہونگے کہ نگہبانی کرینگے اور یہ بھی روایت کی کہ اصفہان کے یہود مین سے ستر ہزار آدمی اوسکے ہمراہ ہونگے اور یہ بھی بعض روایات مین آیا ہی کہ ہمراہ اوسکے تودہ روٹیونکا اور پانی اور آگ ہوگی کہ موافقین کو روٹی اور پانی سے نوازیگا اور مخالفین کو آگ مین ڈالے گا لیکن آگ اوسکی مومنین کے حق مین پانی ہوجاویگی

الی غیر ذٰلک اور مسلم اور ترمذی کی روایت مین ہی کہ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دجال کا قیام
زمین مین کسقدر ہوگا فرمایا چالیس دن ایکدن بقدر ایک برس کے اور ایکدن بقدر ایک مہینے
کے اور ایکدن بقدر ایک ہفتے کے ہوگا اور باقی ایام مانند ایام متعارفہ تمہارے کے ہونگے
صحابہ نے عرض کی کہ سو اس برس کے دن مین ہمکو نماز ایک روز کی کفایت کریگی فرمایا نہین بلکہ
پانچ نمازون کے واسطے ایکدن کی قدر کا اندازہ کرلینا پھر صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دجال کی
تیز رفتاری کسقدر ہوگی فرمایا جیسا کہ ابر باران کہ اوسکے پیچھے ہوا ہووے کہ اوسکو چلاوے الحدیث غرض
خلاصۂ روایات یہ ہوا کہ باوجودیکہ دجال کے ہمراہ لشکر انبوہ اور انبار روٹیون وغیرہ کارخانون کے
ہونگے اس مدت قلیل مین کہ کل چودہ مہینے چودہ روز باشد دولت ہی تمام بلاد دنیا کو سواے حرمین شریفین
کے روند ڈالیگا اور یہ غیر ممکن ہی کہ جب تک دجال سواری کی باد رفتار نہووے اسیواسطے فرمایا کہ
جیسا کہ ہوا ابر کو اوڑاتی لیجاتی ہی ایسی اوسکی سرعت رفتار ہوگی اب اگر فرض کیا جاوے کہ اوسکی
سواری کا گدھا اسقدر تیز رفتار ہوویگا کیونکہ وہ گدھا بھی مانند دجال کے عجائب المخلوقات مین سے
ہوگا کہ اوسکے مابین دونون کانون کے فاصلہ ستر گز کا ہوگا جیسا کہ بیہقی نے روایت کیا ہی اور
باع چار ہاتھ کو کہتے ہین مراد اس سے کثرت جسامت ہی لیکن تمام لشکر وغیرہ کو بھی ضرور ہی کہ کسی
سواری پر اوس شیطانی گدھے کے برابر پہونچ سکین ورنہ اگر وہ ملعون بذات خود دوڑ مار کر یک تنی
ودوگوش کسی ملک مخالف پر پہونچ گیا کیا کر سکتا ہی بلکہ وہ مع گدھا کتے کی مار مارا جاوے اور نقلاً
بھی یہ بات غلط ہی اسواسطے کہ روایات احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ مع خدم وحشم و ساز
وسامان پہرا کریگا اب یہ سا مرکب دنیا مین کونسا ہی کہ اس سامان فرعونی اور لشکر شیطانی کو نہ فقط
فوج رکاب خاص ستر ہزار یہود ہین سواے دوسری افواج و معتقدین کے اوسکے ہمرکاب پہونچاوے
مگر گاڑی دخانی کو کہ حضرت مسبب الاسباب نے اوسکے پیش از ظہور اوسکے کارندون کے ہاتھ سے
پھیلانا شروع کیا کہ بکمال سعی چاہتے ہین کہ قبل برآمدی تمام دنیا مین پھیل جاوے اغلب کہ ایک سو
برس مین تمام دنیا مین پھیل جاوے اور کیا عجب ہی کہ چودھوین صدی کی تمامی پر جسوقت نصاری
ارادہ تمام کر چکین یہود کو جلو مین لیکر برآمد ہو دین اور ابر پر باد سے اسکو مشابہت صوری بھی بدرجہ
کہ پچاس ساٹھ گاڑی کلان ایک جسم ہوکر مانند دل بادلون کے دوڑتی ہین اور یہ بھی معلوم رہے

ا فق فرمانے حضرت صادق و مصدوق کے چال اس گاڑی کی ہوا کی چال کے نہایت مطابق ہے ہوا
ہندوستان کی گاڑی کہ ابھی نہایت تیز نہیں چلائی جاتی ہے بلا توقف معمولہ ایک ساعت میں بیس
چلتی ہے اور ولایت میں ساٹھ میل چنانچہ مصر و اسکندریہ کی گاڑی کو بھی ہم نے سطور ملاحظہ کیا کہ
ت تیز دوڑتی ہے بلکہ بعضے اخبارات سے معلوم ہوا کہ بعضی کلیں ایسی نو ایجاد ہوئی ہیں کہ اس سے بھی تیز
جاوے گی پس حساب حال ولایت سے صبح سے دوپہر تک چھٹی ساعت میں تین سو ساٹھ میل
ے کہ بحساب فی یوم بارہ میل کہ اوسط چال سفر کی ہے ایک مہینے کی راہ طے ہوئی اور دوپہر سے شام تک بھی
مہینے کی راہ طے ہوئی اور بحساب کل جدید کے منزل ہر روزہ اس سے بھی زائد ہو جاوے گی اور یہی
ا کی بھی چال ہے چنانچہ قرآن مجید میں حضرت سلیمان کی چال سواری میں مذکور ہے کہ وَلِسُلَیْمٰنَ
الرِّیحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ یعنی مسخر کیا ہم نے واسطے سلیمان علیہ السلام کے ہوا
کہ صبح کی منزل اوس ہوا کی ایک مہینے کی راہ اور شام کی منزل اوسکی ایک مہینے کی راہ تھی حضرت
سلیمان علیہ السلام کا تخت اسقدر بڑا تھا کہ اوسپر تمام لشکر سوار ہوتا تھا اور ہوا اوسکو اڑاتی لیجاتی
ھی امام محی السنۃ تفسیر معالم میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کو دمشق سے سوار
ہوتے تھے اور قیلولہ مقام اصطخر میں کہ ایک مہینے کی راہ ہے کرتے تھے پھر سہ پہر کو اصطخر سے
چلتے تھے اور کابل کو کہ ایک ماہ کی راہ ہے پہونچتے تھے اور بعضوں نے کہا ہے کہ رے میں طعام چاشت تناول
کرتے تھے اور سمرقند میں طعام شام یہاں کچھ کلیں بنانے اور ٹکٹ لینے اور لوہا پگھلانے اور آگ
سلگانے اور اقسام کے مصائب و دقتیں اٹھانے کی حاجت نہ تھی یہ امر دیگر ہے شعر کار پاکان را قیاس
ز خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر یہاں امر الٰہی سے ہوا اور جن و انس و درندے اور پرندے
سب دست بستہ فرمان بردار تھے اور ملائک آتشین کوڑے لیے ہوئے شیاطین پر موکل تھے کہ اگر سر مو
تجاوز کریں تو سزا سخت پاویں زیادہ تفصیل رسالے بستان الحبن میں لکھی گئی ہے جو ماقبل اسکے مذکور ہوا
احوال بڑے دجال کا تھا کہ تمام انبیا اپنی اپنی قوم کو اس سے ڈراتے چلے گئے ہیں اور آدم سے قیامت
تک کوئی فتنہ اتنا بڑا اور برا دنیا میں نہیں ہے دجال اکبر پہلے دعوی پیغمبری کا کرے گا بعد اوسکے
دعوی خدائی کا دم مارے گا سوائے اسکے اور تیس دجال کہ اسکے گویا ابدال ہیں دوسرے ہیں اونسے
بھی حذر کرنا چاہیے چنانچہ صحیح ترمذی میں مذکور ہے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُبْعَثَ کَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ قَرِیْبٌ مِّنْ ثَلَاثِیْنَ کُلُّھُمْ یَزْعُمُ اَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ یعنی قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ اوٹھینگے جھوٹے دجال قریب تیس شخص کے کہ ہر ایک کہتا ہوگا کہ وہ خدا کا رسول ہے اور دوسری روایت مین ہے سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ کَذَّابُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعُمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَّاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی پیش از قیامت میری امت مین تیس کذاب پیدا ہونگے کہ ہر ایک دعوی کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہے اور حالانکہ مین خاتم النبیین ہون کہ کوئی نبی بعد میرے نہین ہے ترمذی نے کہا کہ یہ دونون حدیثین صحیح ہین حتی یبعث اور سیکون سے کہ صیغہ استقبال ہین معلوم ہوا کہ آگے کو اس امت مین پیدا ہونگے پس حضرت عیسیٰ و الیاس و خضر بعض اقوال پر خارج ہوگئے کہ یہ حضرات پہلے سے پیدا ہو چکے ہین اور قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت بھی پا چکے ہین البتہ بعد آنحضرت کے جو شخص کہ اس امت اجابت یا دعوت مین پیدا ہووے اور دعوی نبوت کا کرے وہ دجال و کذاب موافق فرمانے حضرت صادق مصدوق کے ٹھہریگا اب افسوس ہے کہ مہدوی لوگ نہایت غفلت و نادانی سے ان وعیدات سے نہ ڈر کر اپنے شیخ جونپوری کو نبی مقرر کرتے ہین اگرچہ زبان سے نبی غیر تشریعی کہتے ہین لیکن انکے عقائد کے موافق نبی تشریعی ہونا لازم آتا ہے چنانچہ باب اول کے عقیدہ شانزدہم مین گذر چکا اور باب تیسوے مین بھی آویگا انشاء اللہ تعالی یہ نادانون کی صحبت کا ثمرہ ہے ورنہ وہ بزرگ اغلب کہ دعوی نبوت نکیے ہونگے البتہ دعوی خدائی بعضے وقت زبان سے کیے ہین مگر یہ بھی بول دیے ہین کہ ایسا بولنا کفر ہے اور جاننا ایمان ہے یہ سب باتین بتشریح و بسط آگے آوینگی انشاء اللہ تعالی **دلیل ششم** نعیم بن حماد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قال یُبَایَعُ الْمَھْدِیُّ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ لَا یُوْقِظُ نَائِمًا وَّلَا یُھْرِیْقُ دَمًا یعنی فرمایا کہ بیعت کیا جاویگا مہدی درمیان رکن و مقام کے کہ نہ جگاوے گا کسی سوتے کو نہ بہاوے گا خون کو انتہی عالم میان مہدی نے رسالہ معارضے مین اسیقدر بیان کیا لیکن اونکے بزرگون نے اسکا قصہ تفصیلا بیان کیا چنانچہ شواہد الولایت کے بارھوین باب مین لکھا ہے کہ شیخ محمد جونپوری نے سنہ نوسو ایک مین درمیان رکن و مقام کے دعوی کیا کہ مَنِ اتَّبَعَنِیْ فَھُوَ مُؤْمِنٌ اوسوقت شاہ نظام اور قاضی علاؤالدین اونکے دونون مریدون نے آمنا صدقنا کہکر بیعت کی ہر چند کہ دوسرے یارون نے بھی بیعت کا ارادہ کیا لیکن میران نے قرآن کا وعظ شروع کر دیا بعد وعظ کے

نے اعراب نے بھی بیعت کی بعضے یاروں نے پوچھا کہ میران جی دوسرے یارونکو کیوں نہ بیعت کرنے دیا
یا کہ امر الٰہی ہوا کہ دو گواہ واسطے ثبوت دعوے کے بس ہین اور عادت یہ تھی کہ جب دعوی
نے تھے اوسی لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہان قَالَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ فَهُوَ مُؤْمِنٌ سے تاریخ
ہوا ایک کی عیان ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ دوشنبے کے روز منبر پر کہ درمیان رکن و مقام
ہی کھڑے ہو کر دعوی مہدویت کا کیے تین بار باواز بلند کہا کہ مَنِ اتَّبَعَنِیْ فَهُوَ مُؤْمِنٌ شاہ نظام
قاضی علاؤالدین نے کھڑے ہو کر کہا کہ اَنَا مُتَّبِعُوْکَ اور دونون نے بیعت کی حضرت نے پوچھا کہ قاضی
مد گواہ راضی تھا قاضی علاء الدین نے کہا قاضی بدو گواہ راضی ہیں لوگ بولے کہ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا جواب
سوال ایسا ہی کہ ایک مقدمہ کئی حدیثون مین مذکور ہوتا ہی لیکن بعض مین باختصار اور بعض مین
تفصیل اور اتفاق محدثین کا ہی کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہی اور مثبت مقدم ہی نافی پر چنانچہ صحیح بخاری
مین بھی یہ قاعدہ مذکور ہی اسی قسم سے ہی بیعت رکن و مقام کا مقدمہ کہ نعیم بن حماد نے ابی ہریرہ رض
سے مختصر روایت کیا اور عالم میان نے اوسکو غنیمت جان کر لے لیا اور اوسی کتاب مین انھین
نعیم بن حماد نے اسی مقدمے کو دوسرون سے بتفصیل روایت کیا میان مذکور نے اون سب کو
چھوڑ دیا چنانچہ وہی نعیم بن حماد قتادہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے یَخْرُجُ الْمَهْدِیُّ مِنَ الْمَدِیْنَةِ اِلٰی مَکَّةَ فَیَسْتَخْرِجُهُ النَّاسُ مِنْ بَیْنِهِمْ
فَیُبَایِعُوْنَهٗ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ وَهُوَ کَارِهٌ یعنی نکلین گے مہدی مدینے سے طرف مکے
کے پس چن کر نکال لین گے اونکو لوگ اپنے بیچ مین سے پھر بیعت کرین گے اونکے ہاتھ پر
درمیان رکن و مقام کے حالانکہ وہ کراہت رکھتے ہونگے اس کام سے یہ بھی حدیث شیخ
جونپور کی تکذیب کرتی ہی اسواسطے کہ وہ مدینے سے نکلکر مکے مین نہین آئے بلکہ مدینۂ طیبہ
انھون نے کبھی آنکھ سے بھی نہ دیکھا اور حدیث اول کے معنی بھی اس حدیث سے ظاہر ہوتے
مہدی وقت بیعت کے سوتون کو نہ جگاوینگے اور خونریزی نہ کرینگے یعنی مہدی بجبر و تعدی گشتن
خون کر کے اپنی بیعت نہ لین گے بلکہ وہ اس کام سے کراہت رکھتے ہونگے اور لوگ جبراً اونکے ہاتھ پر
بیعت کرینگے یا یہ کہ اوسوقت مین ایک بڑا فتنہ و خونریزی ہوگی اور مہدی کی بیعت کے سبب سے
وہ خونریزی موقوف ہو جاوے گی چنانچہ دانی نے قتادہ سے روایت کی کہ یَجِیْءُ اِلَی الْمَهْدِیِّ

فِي بَيْتِهِ وَالنَّاسُ فِي فِتْنَةٍ تُهْرَاقُ فِيهَا الدِّمَاءُ يُقَالُ لَهُ قُمْ عَلَيْنَا فَيَأْبَى حَتَّى يُخَوَّفَ بِالْقَتْلِ قَامَ عَلَيْهِمْ فَلَا يُهْرَاقُ بِسَبَبِهِ مِحْجَمَةُ دَمٍ یعنی لوگ مہدی کے گھر مین آوینگے اور حالت یہ ہوگی کہ آدمی ایسے فتنے مین مبتلا ہونگے کہ اوسمین خونریزی کی جاتی ہوگی کہا جاویگا اونسے کہ ہمارے پر امیر ہو وہ انکار کرینگے یہان تک کہ جب قتل سے ڈرائے جاوینگے حکومت پر قائم ہونگے پس نہ بہیگی جائے گی بسبب اونکے ایک سنگھی خون کی انتہی سنگھی خون کی نہ بہائے جانا محاورہ ہی جیسا کہ بولتے ہین کہ نکسیر بھی نہ پھوٹے گی یہ حدیث بھی شیخ جونپوری کی تکذیب کرتی ہی کیونکہ انکی سند آرائی کے وقت کوئی ایسا فتنہ خونریز کہ جسکی تسکین انکے سبب سے ہوئی ہو وجود مین نہ آیا غرض کہ اسی طرح کے بہت سے احادیث رسالہ برہان مین مذکور ہین کہ اونمین قصہ بیعت مہدی بتفصیل مذکور ہی اور وقائع ہنگام بیعت کے اونمین مسطور ہین کہ اون وقائع کا نام و نشان شیخ جونپور مین پایا نہین جاتا البتہ تمام قصے کی ابتدا و انتہا چھوڑ کر اعتقاد یہ رکھنا کہ جو فقیر دو مرید لے کر رکن و مقام کے بیچ مین بیعت کرے وہ مہدی ہی اگرچہ نہ سیادت اوسکی ثبوت کو پہونچے اور نہ مطابقت نام و والدین اور نہ حوادث ہنگام بیعت جو وجود مین آوین نہایت خطا ہی

خطائے دوم یہ کہ دو مرید کی بیعت کو کافی سمجھکر منبر پر چڑھ جانا حالانکہ خود انھین نعیم بن حماد کی روایت ابن عباس سے ثابت ہی کہ بیعت کرنے والے بقدر اصحاب بدر کے ہونگے چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالی مہدی کو بعد ناامیدی کے کہ لوگ بولنے لگین گے کہ مہدی نہین ہی مبعوث کرے گا اور اونکے انصار لوگ اہل شام کے ہین تین سو پندرہ آدمی بقدر اصحاب بدر کے کہ شام سے اونکی طرف آوینگے اور مکے مین ایک مکان سے کہ نزدیک صفا کے ہی اونکو نکال کر کرہا بیعت کرینگے پس وہ دوگانہ انکو مقام کے پاس پڑھا کر منبر پر چڑھینگے اور حاکم کی روایت مین بھی ایسی کہ يُبَايِعُهُ عِدَّةُ أَهْلِ بَدْرٍ یعنی بیعت کرینگے اونسے شمار اہل بدر کے اور یہ بھی معلوم رہے کہ یہ اہل شام ہم شمار اہل بدر تحت ایک سردار کے ہونگے کہ شام سے آوینگے اور سوائے انکے اسیقدر انصار کے ہر طرف عالم سے ایک ایک عالم ربانی آویگا چنانچہ ایسی سات سو مرد جمع ہوکر مہدی کو ڈھونڈھینگے اور مکے مین سب جمع ہوکر مہدی کو پہچانین گے اور مہدی اونکے ہاتھ سے نکلکر مدینے کو چلے جاوین گے وہ تعاقب کرینگے تب پھر مکے کو آوینگے

وہان پھر ملاقات ہوگی دوبارہ پھر مدینے کو نکل جاوینگے وہ لوگ پھر طلب کرتے ہوئے مدینے کو جاوینگے
حضرت پھر مکے کو آوینگے وہان وہ لوگ بھی آکر ڈھونڈھینگے رکن و مقام کے درمیان باصرار تمام
بیعت کرینگے پس یہ لوگ ایسے مہدی کے ساتھ ہونگے کہ دن مین مانند شیرون کے بہادر اور
رات مین مانند درویشون تارک الدنیا کے عبادت گزار ہونگے یہ مختصر ہے روایت نعیم بن حماد کا
ابن مسعود سے یہ سب مقدمات شیخ جونپوری مین مفقود ہین اور یہ سب روایات رسالہ بیان
وغیرہ مین موجود ہین **خطائے سوم** یہ کہ لکھا ہی کہ عادت یہ تھی کہ جب دعوی کرتے تھے اوس
لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہان قال من اتبعنی فہو مومن سے تاریخ نوسو ایک کی
عیان ہی انتہی سبحان اللہ عیان را چہ بیان یہ وہی مثل ہی کہ دروغ گویم بر روے تو عبارت
من اتبعنی فہو مومن ابھی موجود ہی مانند دوسرے خوارق تمہارے مہدی کے رفت و گذشت
نہین ہوگئی کہ اوسکا ادراک مشکل ہو اور تم جو چاہو سو بناکر اودھر نسبت لگاؤ عدد اس عبارت
کے موافق قاعدہ تاریخ کے کہ حروف مکتوبہ کا اعتبار ہی نہ ملفوظہ کا آٹھ سو پچاس ہین اگر قال
کے ایک سو اکتیس بھی شریک کیے جاوین نوسو اکیاسی ہوجاوینگے نوسو ایک کسی طرح سے
درست نہین ہوتے ہین یہ ایک دعوے کا بیان ہوا دوسرے دعوے کا حال سنیے کہ اسی مصنف
نے تیرھوین باب شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ دوسرا دعوی سن نوسو تین ہجری مین باین عبارت
ہوا انہ قال بامر اللہ عز وجل انا المہدی الموعود چنانچہ اسی لفظ مبارک آنحضرت مین تاریخ
دعوے کی حق تعالی نے ظاہر فرمائی غلط ہی بلکہ حق تبارک و تعالی نے یہان بھی تمہارا جھوٹ واقعی
ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے سات سو پچانوے عدد ہوتے ہین تیسرے دعوے
کا بیان سنیے کہ وہی بزرگ اوسی کتاب کے سترھوین باب مین لکھتے ہین کہ تیسرا دعوی قصبہ بدلی
مین سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ مین باین عبارت واقع ہوا قال بامر اللہ انا المہدی مبین
مراد اللہ اور اوسی الفاظ متبرکہ مین حق سبحانہ و تعالی نے تاریخ دعوی آنحضرت کی ظاہر فرمائی
یہ بھی غلط ہی بلکہ یہان بھی حق تبارک و تعالی نے تمہارا دروغ بے فروغ ظاہر فرمایا اسواسطے
کہ اس تمام عبارت کے نوسو چونسٹھ عدد ہوتے ہین اور اگر قال کو علیحدہ کرین جیسا کہ ظاہر
معلوم ہوتا ہی آٹھ سو تینتیس رہتے ہین بغرض کہ تینون دعوے غلط ہوئے اور اس فرقے

پیشوائون اور مصنفین کا فہم و فراست محک امتحان کو پونہچا اب خیال کیا چاہیے کہ اس فہم و عقل پر دین و مذہب کے دقائق کس خوبی سے سمجھے ہونگے یہ ایک نمونہ ہی انکے اغلاط کا اگر انکی کتابونکا کوئی مطالعہ کرے تو معلوم ہووے کہ کسقدر مالا مال خزخرفات ہین خطائے چہارم صاحب پنج فضائل نے لکھا ہی کہ دوشنبہ کے روز منبر پر کہ درمیان رکن و مقام کے ہی کھڑے ہوکر بعد دعوے مہدویت کے تین بار بآواز بلند کہا کہ من اتبعنی فہو مومن انتہی معلوم ہوتا ہی کہ اس بزرگ نے نہ کبھی مکہ معظمہ دیکھا ہی نہ کبھی اوسکے نقشے مین غور کیا منبر مقام ابراہیمی کے جانب شمال پر ہی درمیان رکن و مقام کے اوسکا ہونا غیر متصور ہی کیونکہ وہ جاے مطاف ہی کہ طواف کرنیوالونکا راستہ ہی وہان منبر کیونکر بن سکتا ہی اور منبر پر کھڑے ہوکر ایسا دعوی بآواز بلند اوس شہر مبارک مین خصوصا اوس زمانہ احتساب مین کوئی عاقل تسلیم نکریگا بادشاہان ہند نے بسبب اسی دعوے کے اپنے ملکون سے اخراج کیا وہان کے علما اور حکام بغیر قتل کیے ہرگز نہ چھوڑتے خطائے پنجم انکے میران نے اس دعوے پر اپنے مرید شاہ نظام اور قاضی علاؤالدین کو گواہ قرار دیکر پوچھا کہ قاضی کی بچند گواہ راضی قاضی علاؤالدین نے کہا کہ قاضی بدو گواہ راضی یہان میران نے قواعد فقہیہ کے موافق تقریر کرنا چاہا اور نہ خود کے خیال مین آیا اور نہ قاضی علاؤالدین کو سوجھا کہ فقہا کے نزدیک یہ دونون گواہ کہ مرید خاص اور الوش خوار مدعی کے ہین کیپیر کا نفع وضرر اپنا نفع وضرر جانتے ہین پیر مدعی کے نفع کی گواہی مین نامقبول ہین اور قواعد شرعیہ مین بزرگ وغیر بزرگ سب برابر ہوتے ہین چنانچہ امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی کے درمیان زرہ کے مقدمے مین منازعہ ہوا اور مقدمہ محکمہ قاضی شریح مین رجوع ہوا جناب مرتضوی بذات خود تشریف فرماے محکمہ ہوئے قاضی شریح نے کہا کہ آپ اپنے دعوے پر گواہ لائیے فرمایا کہ ایک میرے فرزند حسن اور دوسرا قنبر گواہ ہین قاضی نے کہا کہ حسن آپکے فرزند ہین اونکی گواہی مین قبول نہین کرتا اور قنبر کو چونکہ آپ آزاد کر چکے ہین گواہی اونکی مقبول ہی لیکن ایک گواہ کفایت نہین کرتا پس دعوی آپ کا ثابت نہین ہوتا یہودی قسم کھاوے اور زرہ لیجاوے کہتے ہین کہ اعتقاد جناب مرتضوی مین بیٹے کی گواہی باپ کے واسطے درست تھی لیکن اجتہاد قاضی کے موافق اطاعت کرکے تسلیم زرہ پر راضی ہوئے

ب یہودی نے معاینہ کیا کہ امیر المؤمنین میرے واسطے اپنے تابع قاضی کے پاس چل کر گئے
ر کچھ تکبر و نفسانیت نہ کی اور قاضی نے ذرہ رعایت و حمایت نہ کی جانا کہ دین انھیں کا حق
اور اقرار کیا کہ میں باطل جھگڑا کرتا تھا زرہ حقیقت میں امیر المؤمنین کی ہے اَشْهَدُ
ن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دیکھیے جب قاضی امیر المؤمنین کے
ہوے زرہ میں گواہی امام حسن پر راضی نہوا خلاف قواعد فقہیہ تمھارے دعوے مہدویت
ن تمھارے خاص تلمیذونکی گواہی پر کیونکر راضی ہوگا خطاے ششم یہ مدعی کی سمجھ
ن میں نہ آیا کہ جس بات پر یہ دونوں گواہ ہوئے ہیں مدعی علیہم اوسکا انکار نہیں کرتے ہیں اور جس بات کا
ہ انکار کرتے ہیں اوسکے یہ گواہ نہیں ہوسکتے ہیں یہ دونوں اسبات پر گواہ ہیں کہ تم نے من
تبعنی فهو مؤمن کہا مدعا علیہم کو اسکا انکار نہیں ہے تم اب بھی کہتے ہو جب بھی کہا ہوگا او
سکے باذن الله و من عند الله ہونے کا انکار ہے اور گواہان مذکور سے اسکی گواہی غیر متصور ہے
ر کہیں کہ گواہوں پر بھی امر الٰہی منکشف ہوا تو وہ بھی تمھاری طرح مدعی کشف و الہام کے ہوئے
دیا کہ تین شخص نے دعوی کشف کیا اونمیں سے ایک نے مہدویت جتائی اور دو نے ولایت
نائی اب یہ اونکی مہدویت کے مصدق اور وہ اونکی ولایت کے مصدق ہوئے کس ع
ن ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو اب تینوں قدر مشترک میں شریک ادعوی ہیں اور مدعی علیہم
تینوں کے منکر ہیں آپس میں ایک دوسرے کے گواہ نہیں بن سکتے کیونکہ تینا
وجہ شہادت لنفسہ ہے کہ اگر اونکی مہدویت ثابت ہوئی تو انکی ولایت بھی ثابت ہوئی علاوہ
یہ کہ ولایت صحت اعتقاد پر موقوف ہے اور صحت اعتقاد صحت مہدویت پر اگر صحت مہدویت
انکی ولایت پر موقوف ہووے دور محال لازم آوے گا دلیل ہفتم شواہد الولایت
کے اکتیسویں باب میں لکھا ہے کہ ترمذی میں باب المہدی میں ہے کہ عن ارطاة انه قال بلغني
عن النبي صلی الله علیه وسلم ان المهدي من ولد فاطمة بنت
رسول الله صلی الله علیه وسلم یعیش خمس عام ثم یموت علی فراشه ثم یخرج
رجل من ولد فاطمة بنت رسول الله علی سیرة المهدي بنفاذه عشرین سنة
ثم یموت قتیلا بالسلاح اور یہ حدیث خوندمیر پر صادق ہے اور بعضے مصنفین ان

لوگون کے بعد نقل اس حدیث کی یون سے لکھتے ہین کہ بعد وفات مہدی کے خلیفہ اونکے سید خوندمیر
بعد بیس برس کے مظفر الملک بادشاہ گجرات کے ساتھہ جنگ کرکے مارے گئے اور حدیث ان میر
صادق آئی **جواب** اس نقل مین ان لوگون نے اقسام کی خیانت اور بے دیانتی کو کار فرمایا
اسواسطے کہ ترمذی مین باب ما جاء فی المهدی مین اس حدیث کا نام ونشان نہین ہی البتہ نعیم بن حماد نے
ارطاۃ سے روایت کیا ہی چنانچہ رسالہ مہدی مؤلفہ مولانا علی القاری اور رسالہ برہان شیخ علی متقی
مین موجود ہی لیکن چونکہ وہ روایت برابر انکے مطلب کے مخالف تھی اوسمین اقسام کی تحریف وتبدیل
کرکے عبارت مذکورۃ الصدر بقدر اپنے مطلب کے بنالی اور اس وعید شدید کا خوف نکیا کہ حضرت رسالت
مآب نے فرمایا ہی کہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ یعنی جو شخص
کہ مجپر عمدًا جھوٹ باندھے پس چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین ٹھہرالے یہ حدیث محدثین کے نزدیک
متواتر المعنی ہی روایت نعیم بن حماد یہ ہی عن ارطاۃ قال بلغني ان المهدي يعيش
اربعين عاما ثم يموت على فراشه ثم يخرج رجل من قحطان مثقوب الاذنين
على سيرة المهدي بقاؤه عشرين سنة ثم يموت قتيلا بالسلاح ثم يخرج رجل
من اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم مهدي حسن السيرة يغزو مدينة قيصر
وهو اخر امير من امة محمد صلى الله عليه وسلم ثم يخرج في زمانه الدجال وينزل
في زمانه عيسى بن مريم عليه السلام یعنی کہا ارطاۃ نے کہ مجکو پہنچی ہی یہ بات کہ مہدی
رہینگے چالیس برس پھر مرینگے اپنے فرش پر پھر نکلے گا ایک مرد نسل قحطان سے کہ دونوں کان اوسکے
سوراخ ہونگے مہدی کی روش پر چلے گا اوسکو بیس برس بقا ہی پھر ہتھیار سے مقتول
ہوکر مریگا پھر نکلے گا ایک مرد اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہدایت یافتہ نیک سیرت
ہوگا غزا کرے گا شہر قیصر روم کو اور وہ پچھلا امیر ہی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین پھر
اوسی کے زمانے مین دجال بھی نکلے گا اور عیسی بن مریم بھی اوترینگے انتہی آپ اس روایت کو
مہدویونکی روایت سے مقابلہ کرکے دیکھیے کسقدر تحریف اور خیانت کی ہی فقط اتنی بات پر کہ اس قحطانی
موعود کے حق مین بعد مہدی کے بیس برس کا رہنا وارد ہوا اور اپنے خوندمیر کو بھی دیکھا کہ بعد
بیس برس کے مارے گئے بیخود ہوکر جامے سے باہر ہوگئے کہ تمام علامات سابق ولاحق

اوڑاکر اوسکو نسل حضرت رسالت مین داخل کرکے اپنے میان پر جمادیا حالانکہ یہ شخص قحطان بن عامر بن
شالخ کہ ابو الیمن ہی اوسکی اولاد سے ہوگا اور خوندمیر تمہارے اعتقاد کے موافق ہاشمی ہین اگر
آج یہ روایت اوپر جمانے کی ضرورت سے قحطانی بناؤگے تمہارے مہدی کی بشارت جھوٹی ہوجاویگی
کہ شواہد کے ستائیسوین باب مین منقول ہی کہ فرماتے تھے برادر میرے سید خوندمیر حسینی سید ہین
ہم اور یہ ایک جدی ہین انتہی قطع نظر اس سبب سے میان خوندمیر کے بعد موافق اس روایت کے
وہ دوسرے میان کونسے نکلے کہ جنھون نے قیصر روم کے شہر پر غزا کی کہ وہ آخر امیر
اس امت کے ہین تم لوگ اپنے مہدی کے وقت سے آجتک کچھ کم چارسو برس مین کبھی عزت سلطنت کو
نہ پہونچے اور مصداق اس وعدے کے نہوے کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ
الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا الاية یعنی وعدہ دیا اللہ نے جو
لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کیے ہین نیک کام کہ البتہ پیچھے حاکم کرے گا اونکو ملک مین جیسا کہ
حاکم کیا تھا اونسے اگلون کو اور جماوے گا اونکو دین اونکا جو پسند کردیا اونکو اور دے گا اونکو اونکے
ڈر کے بدلے امن انتہی بلکہ ہمیشہ اہل سنت کے نمک خوار یا تمام نمک خوارون کے خیرات خوار رہے
اور ہمیشہ اپنے مخالفین کے سامنے پشت خم و سرنگون رہے اور ذلت نوکری کی کہ چاکر اور نوکر رہنا
ہی ہموارہ تمکو لازم رہی اور مصداق اسیکے رہے کہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ غرض
ایسا کونسا شخص کب نکلا کہ قیصر روم پر چڑھائی کی اور پھر اوسکے وقت مین دجال کب
نکلا اور اگر نکلا تو اوسکو کہان چھپا کر رکھا ہو کہ آجتک وہ مع گدھا ایسا گم ہی جیسا کہ گدھے کے
سر سے سینگ گم ہین اور حضرت عیسیٰ نے کہان نزول فرمایا انصاف کرنا چاہیے کہ فقط
بیس برس مطابق ہونے تو بس ہوا یہ علامات اگر نہووین کچھ ضرور نہین ہے جیسا کہ ایک
شخص ایک امیر کے پاس آیا اور کہا کہ ایک ہاتی بکاؤ ہی اگر خریدنا منظور ہوئے خریدیجیے
اوسنے کہا ایک نظر ہمکو دکھانا چاہیے اوسنے اپنی مٹھی کھول کر ایک مچھر دکھلایا اور
کہا کہ دیکھیے سونڈ موجود ہے بہت عمدہ ہاتی ہے اور خلیفہ موصوف کی قحطانیت سواے
ارطاۃ کے اوروں نے بھی روایت کی ہے چنانچہ نعیم بن حماد نے قیس بن جابر

عدنی اور کعب اور معمر سے اور طبرانی اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے قیس بن جابر عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہی اور بعضے ان روایات مین ہی کہ یہ قحطانی کچھہ مہدی سے کم نہوگا

دلیل ہشتم میان خوندمیر مکتوب ملتانی مین لکھتے ہین بعضی روایات کہ در حق مہدی وارد شدہ است اکثر اصاحب فتوحات در کتاب خود آوردہ است **کقولہ** الا ان للہ خلیفۃ یخرج وقد امتلأت الارض جورا وظلما فیملؤھا قسطا وعدلا یشبہ رسول اللہ فی الخلق بضم الخاء اجلی الجبہۃ اقنی الانف مقرون الحاجبین یقسم المال بالسویۃ ویعدل فی الرعیۃ ویفصل فی القضیۃ یخرج علی فترۃ من الدین یزع اللہ بہ ما لا یزع بالقرآن یاتیہ الرجل یمسی جاھلا بخیلا جبانا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یمشی النصر بین یدیہ یعیش خمسا او سبعا او تسعا یقفوا اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یخطی لہ ملک یسددہ من حیث لا یراہ یفعل ما یقول ویقول ما یعلم ویعلم ما یشہد یصلحہ اللہ فی لیلۃ یعز الاسلام بہ بعد ذلہ ویحیی بعد موتہ یظہر من الدین ما ھو الدین فی نفسہ یرفع المذاھب فلا یبقی الا الدین الخالص یفرح بہ عامۃ المسلمین اکثر من خواصہم یبایعہ العارفون باللہ من اھل الحقائق عن شہود وکشف تعریف الٰہی لہ رجال الٰہیون یقیمون دعوتہ وینصرونہ ھم الوزراء یحملون اثقال المملکۃ ویعینونہ علی ما قلدہ اللہ تعالی شعر

الا ان ختم الاولیاء شہید ٭ وعین امام العالمین فقید ٭ ھو السید المہدی من آل احمد ھو الصارم الھندی حین یبید ٭ ھو الشمس یجلو کل غم وظلمۃ ٭ ھو الوابل الوسمی حین یجود ٭ وقد جاء زمانہ اظلکم اوانہ وظہر فی القرآن الرابع اللاحق بالقرون الثلثۃ الماضیۃ قرن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم الذی یلیہ ثم الذی یلی الثانی ثم جاء بینہما فترات وحدثت امور **جواب** معلوم نہین کہ اس عبارت فتوحات کے نقل کرنے سے کیا غرض ہی شاید یہ ہی کہ معلوم ہووے کہ فتوحات مین جو احوال امام مہدی کے مذکور ہین میان خوندمیر کے مہدی پر صادق ہین اسی غرض سے میان مذکور نے عجیب جعل کی چال اختیار کی کہ وضع ثقات سے نہایت بعید ہے یعنے عبارت فتوحات مین اقسام کی تحریف و تبدیل کو کار فرمایا کہیں جا بے اپنے مطلب کے موافق کچھہ الفاظ

ادیے اور کہین عبارات و فقرات کہ مخالف اپنے دیکھے اڑا دیے اور کسی جا کے معنی غلط سمجھے چنانچہ
میں اسکی یہ ہے **تحریف اول** یہ کہ قسطاً و عدلاً کی یہ عبارت اڑا دی کہ لم یبق من الدنیا
یوم واحد لطول الله ذلک الیوم حتی یلی هذا الخلیفة من عترة رسول الله
لی الله علیه وسلم من ولد فاطمة یواطی اسمه اسم رسول الله صلی الله علیه
لہ یبایع بین الرکن و المقام یعنی اگر نہ باقی رہے دنیا سے مگر ایکدن دراز کریگا اللہ تعالی
ن نکو تاکہ والی ہووے یہ خلیفہ یعنی خروج اس خلیفہ کا تقاضائے منتحتم ہے عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
لم سے اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ موافق ہوگا نام اوس خلیفہ کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
یت کیا جاویگا درمیان رکن اسود اور مقام ابراہیم کے انتہی اس عبارت سے میاں بندگی کو کیا خوف تھا کہ اسواسطے
اف کردیا شاید یہ خیال کیا کہ بیعت رکن و مقام کے درمیان انکے مہدی پر صادق نہین آتی ہے اسواسطے
مقدمے کو حذف کردینا چاہیے یہان سے معلوم ہوا کہ مقدمہ بیعت رکن و مقام کا کہ دلیل ششم مین مذکور
وحکایت اش متاخرین مہدویہ کی ہے کہ انھون نے بمنطوق ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند کے یہ حکایت
تذکرے اپنے مہدیکی خدمت کی اور متقدمین مہدویہ کو اسکی خبر بھی تھی ورنہ خوندمیر سے خلیفہ خاص ...
ہونیکی مخفی رہتا اسی سبب سے صاحب سراج الابصار وغیرہ مصنفین متقدمین نے بھی کہ انکے تابعین سے ہین
نقل کیا **تحریف دوم** یہ کہ لکھتے ہین یشبه رسول الله فی الخلق بضم الخاء حالانکہ مفتوحات
ین عبارت اسطرح ہے یشبه رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الخلق بفتح الخاء
ینزل عنه فی الخلق بضم الخاء لانه لا یکون احد مثل رسول الله صلی الله علیه
وسلم فی اخلاقه یعنی مشابہ ہوگا رسول خدا کے یہ خلیفہ صورت و شکل مین اور کم ہوگا آنحضرت
سے اخلاق مین اسواسطے کہ کوئی شخص اخلاق مین مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نہین ہوتا ہے انتہی اس تحریف سے میان محرف کی غرض یہ ہے کہ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہین کہ مہدی
اخلاق مین حضرت رسالت مآب سے کم ہین پس اعتقاد مہدویون کا کہ دونون کو مساوی و برابر
سمجھتے ہین برباد ہوجاتا ہے اسواسطے میان یہان چالاکی کر گئے اور کیا عجب ہے کہ یہ بھی نظر
ہوکہ شیخ اکبر مہدیکو ہمشکل پیغمبر لکھتے ہین اور انکے مہدی ہمشکل نہون اور اون ایام مین بسبب
قرب زمانے کے کہ ہزار ہا آدمی اونکے دیکھنے والے موجود تھے دعوی ہمشکلی کا مشکل تھا

اسواسطے بھی تحریف اسکو ضرور تھی اور جبکہ زمانہ دوسرا آیا کہ دیکھنے والے نہ رہے متاخرین مہدویہ نے
اپنی کتابون مین دعوی ہمشکلی سے بھردین حالانکہ اب بھی انھین کتابون سے مستنبط ہوتا ہی کہ ہمشکل نہ تھے
چنانچہ شواہد الولایت سے دلیل چہارم مین مذکور ہوا کہ انکے مہدی دو موے تھے حال آنکہ حضرت رسالت کے
تمام سر مبارک اور لحیہ شریف مین بیس بال سے کم سفید تھے کہ روایات صحیحہ اوسپر شاہد ہین اور اگر خلاف
رنگ ریش سے اختلاف شکل تسلیم نکرین تو اختلاف شکل جسمی بھی انکی کتابون مین موجود ہی چنانچہ
ولی یوسف رسالہ حجت المنصفی مین لکھتے ہین کہ انکے ہاتھ جب کھڑے ہوتے تھے دونون ہاتھ
گھٹنون تک پہونچتے تھے حالانکہ حضرت رسالت کے حلیہ مبارک مین یہ بات ثابت نہین ہی البتہ
ایک صحابی کہ نام اونکا خرباق یا عمیر تھا اونکے ہاتھ دراز تھے اسی سبب سے اونکا لقب ذوالیدین تھا اور
حدیث سہو صلوۃ مین اونکا ذکر صحاح مین موجود ہی **تحریف سوم** یہ کہ اقنی الانف کے بعد
لفظ مقرون الحاجبین کا کہ وہان تھا اڑا دیا اور فقرہ اسعد الناس اہل الکوفہ کا کہ وہان تھا اوڑا دیا
اس فقرے کا کچھ قصور نہین ہی کہ قابل نکال ڈالنے کے ہو مگر یہ کہ میان کے مہدی کی تکذیب کرتا تھا
اسواسطے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ اہل کوفہ بسبب امام مہدی کے اور لوگون سے بڑھکر سعادت مند
ہونگے یعنی زیادہ تر مطیع و فیضیاب ہونگے اور ظاہر ہی کہ مہدی جونپور سے اہل کوفہ کہان
سعادت اندوز ہوے **تحریف چہارم** یہ کہ یفصل فی القضیۃ کے بعد یہ عبارت
نکال ڈالی یاتیہ الرجل فیقول لہ یا مہدی اعطنی وبین یدیہ المال فیحثی لہ فی ثوبہ
ما استطاع ان یحملہ یعنی آوے گا اس خلیفہ کے پاس مرد سائل اور کہے گا کہ ای مہدی دو مجکو
اور سامنے اونکے مال ہوگا پس اوسکے کپڑے مین اوسقدر بھر دیوین گے کہ اوٹھا سکے انتہی
چونکہ یہ شان مہدی خوندمیر کی نہ تھی اس سبب سے اس عبارت کو حذف کردیا کیونکہ انکے مہدی مالک
ملک و مال نہ تھے کہ یہ داد و دہش اونپر صادق آتی اور یقسم المال بالسویۃ یعنی تقسیم کرے گا
مال کو برابر سبکو [illegible] باسلیے کہ انکے مہدی اس مضمون کو یکگونہ کشی ادا کرلیتے تھے کہ جو کچھ
بطور خیرات کے آتا تھا اوسکو ہر نفر کے برابر تقسیم کردیتے تھے اور اوس حصے کو سویہ
کہتے تھے لیکن پھر بھی ایک خلل رہجاتا تھا کہ مصاحبین بعضونکی سفارش کرکے کئی سویہ
دلادیتے تھے چنانچہ زوجہ خاص وغیرہ کو تین تین سویہ ملا کرتے تھے جیسا کہ ولی یوسف نے لکھا ہی

پنج فضائل مین لکھا ہی سید محمود اپنے فرزند کو مع اونکے زن و پسر کے تین آدمی مین نوسو
تے تھے باین ہمہ تقسیم بالسویہ صادق تھا اور واضح ہو کہ عالم میان نے رسالۂ معارضہ
یث فیجئ الیہ الرجل فیقول یا مهدي اعطني اعطني فيحثي له في ثوبه ما استطاع ان
لہ کی شرح مین لکھا ہی کہ آیا طرف آپ کے ایک مرد گجراتی سید خوندمیر نہایت سائل و حریص
طلا یا باطنیہ کا پھر بیٹا حضرت نے اوس پر خزانون سے ولایت محمدیہ کے اسکی ہمت کے موافق انتہی
وہ بات ہی کہ مدعی سست و گواہ چست پیران نمی پرند مریدان می پرانند خود خوندمیر اس کلام کا
ل بنا کر اوسکو فتوحات کی عبارت سے اوڑا رہے ہین اور مریدین خود اونھین کو اسکا
مصداق بنا رہے ہین عجب ماجرا ہی پھر اوسی رسالے مین لکھتے ہین کہ شہر مانڈو مین ساٹھہ قنطار
اشرفیون کے ایکبار سائلون کو خیرات کر دیئے اور ایک دف بجانے والے کے دف مین ایک
تسبیح سو موتی کی ڈالدی کہ ہر دانہ لاکھہ محمودی کا تھا اور محمودی سوا روپیہ یا سوا دو روپیہ کی
ہوتی ہی انتہی یہ قصہ بالکل بے اصل معلوم ہوتا ہی کیونکہ اگر کچھہ بھی اسکی اصل ہوتی تم سے پہلے خوندمیر
کو معلوم ہوتا پس اوس بزرگ کو عبارت مذکورہ کے محمل نہ ملنے سے اسقدر کیون حیرانی ہوتی
عبارت کے نکال ڈالنے کی نوبت پونہچی بلکہ بلا خوف تمام عبارت بلا حذف و تخفیف لکھہ دینا
تھا دوسرے یہ کہ اگر سوا کروڑ یا سوا دو کروڑ روپے کی تسبیح کسی نے تمہارے مہدی کو خیرات مین نذر
کی ہوتی تو اس عجیب و غریب خبر کو مورخین ضرور لکھتے اور تمہاری کتب نقلیات کا کیا اعتبار ہے
اکاذیب سے مالا مال ہین سلاطین و حکام اوس زمانے کے تمہارے مہدی کے اسقدر دشمن
تھے کہ کسی جا چین نہ دیا ملک ملک اخراج کرتے رہے اور اسقدر مقدور سلاطین مانڈو و حکام مالوہ
کہان سے میسر ہوا کہ ایسی پیشکش بہا چیز نایاب پیدا کرین اور پھر ایک درویش کو حوالہ کرین اور وہ ایک
قوالی کو حوالہ کرے ان سب سے سلاطین دہلی بڑھکر قدرت رکھتے تھے اونکا حال یہ تھا کہ تین سلطنت
یعنی اکبر و جہانگیر و شاہجہان مین ایک تسبیح مروارید مساوی المقدار و القیمت قیمتی پچاس لاکھہ
روپے کی فراہم ہوئی تھی کہ آخر کو نادر شاہ کے ہاتھہ لگی طرہ یہ کہ شواہد الولایت مین لکھا ہے کہ
ساٹھہ قنطار زر اور تسبیح مذکور انکو سلطان غیاث الدین نے بھیجی تھی درحالیکہ اپنے بیٹے
ناصر الدین کے حکم سے پابجولانہ طلا مقید تھا یہ کسکی عقل مین آتا ہی کہ مقید سلسلہ کو

مقدر قدرت خزائن پر ہوتی ہی اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ یہ قصہ تینوں دعوون مہدویت سے پہلے
قع ہوا ہی چنانچہ باب دوم سے ظاہر ہی پس یہ داد و دہش بر تقدیر ثبوت بھی علامت مہدویت سے
کچھ علاقہ نہیں رکھتی ہی اور سب پر علاوہ یہ ہی کہ اگر یہ نقل سچ ہی تو میران کی طرف بڑا عیب لگتا ہی
اسواسطے کہ مال بیت المال میں تمام مسلمانوں کا حق ہی اور کسی غیر مستحق کو اوسمین سے دینا یا حق سے
زیادہ کسیکو دینا ظلم و خیانت ہی اسیواسطے خلفاے راشدین اپنی ذات و اقربا کے واسطے بھی
زیادہ معاش مقرر نکرتے تھے پس اول اسقدر زر خطیر بیت المال کا شیخ موصوف کو دینا سلطان
موصوف کی خطا ہی پھر شیخ موصوف کا ایک ڈفالی کو کہ بیت المال میں اوسکا حق نہایت قلیل تھا
پنج کرور دو کرور کی حوالہ کر دینا خطاے اول سے بھی بدتر ہی تحریف عجیب یہ کہ
مالاینزع بالقرآن کے بعد یاتیہ الرجل اپنی طرف سے بڑھا دیا اسواسطے کہ بغیر اس بڑھانے
کے عبارت مابعد انکے مہدی پر صادق نہ تھی بلکہ تکذیب کرتی تھی کیونکہ عبارت مابعد یہ ہے
یمسی جاهلا بخیلا جبانا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یعنی مہدیکو جس
شب اللہ تعالی مہدی بناوے گا اوسکی شام تک بے علم بخیل بے جرات ہونگے اور صبح کو سب آدمیوں سے
زیادہ علم میں اور کرم میں اور شجاعت میں ہو جاوینگے یہ موافق ہے حدیث امام احمد اور ابن
ماجہ کے کہ المهدی منا اهل البيت يصلحه الله في ليلة یعنی مہدی اہل بیت سے
ہیں درست کر دے گا اونکو اللہ تعالی ایک شب میں چونکہ یہ بات انکے مہدی ادعائی کے حال
کے سراسر مخالف تھی کہ مطلع الولایت وغیرہ انکی کتب میں مرقوم ہی کہ انکے مہدی مادر زاد ولی
تھے اور شیخ دانیال کی تعلیم سے سات برس میں حافظ قرآن ہو کر بارہ برس کی عمر تک
تمام علوم سے فارغ ہو کر باتفاق علماے نواحی دانا پور کے ملقب باسد العلما ہو چکے تھے اور بہمراہ
سلطان حسین حاکم پورب کے ساتھ راجہ دلپت راو کے جنگ سخت کرکے اوسکو مع فیل
سواری کے قتل کیا اور بکمال شجاعت تمام لشکر کو زیر و زبر کر دیا تھا پس ان پر یہ حدیث
صادق آتی ہی نہ عبارت مذکورہ فتوحات اسواسطے میان خوندمیر نے اپنی جعلی عبارت یعنی یاتیہ
الرجل کو عبارت فتوحات کے اول میں لگا دیا تاکہ معنی یہ ہو جاوین کہ جو شخص کہ مہدی کے پاس
آوے گا اوسکا یہ حال ہو ویگا کہ شام کو جاہل بخیل جبان ہوگا اور صبح کو تاثیر صحبت سے اعلم اکرم

ہو جاوے گا انصاف کیجے کہ کیسا صاف کذب و افترا ہی کہ اپنے مطلب کے واسطے ایک بات
دوسرے مصنف کی طرف نسبت کر دینا با اینہمہ انکو مہدی کا صدیق بولتے ہین استغفر اللہ
علیم اور سب مہدوی اپنی کتابون مین بہ تقلید انکے آجتک یہی مضمون ادا کرتے چلے
آتے ہین اور اسی عبارت محرفہ کو نقل کرتے چلے جاتے ہین **تحریف ششم** یہ کہ بعد
حیث لا یراہ کے اتنی عبارت حذف کر دی یحمل الکل و یقوی الضعیف فی الحق و
یقری الضیف و یعین علی نوائب الحق یعنی یہ خلیفہ اوٹھاوے گا بار عیال و یتیم کو اور قوت
دے گا ضعیف کو امر حق مین اور ضیافت کرے گا مہمان کی اور مدد کرے گا مصائب حق پر
اور قوت دینا ضعیف کو اور مدد کرنا مصائب مین اور دوسرون کا بار اوٹھانا صاحبان ثروت
و حکومت کا کام ہی اور مہدی دعائی چونکہ خود ضعیف تھے کہ حکام و سلاطین پر انواع و
اقسام کے جبر اور اخراج و زجر کرتے تھے اسواسطے میان نے اس عبارت سے کنارہ کشی مناسب
سمجھی لیکن یہ یاد نرہا کہ یمشی النصر بین یدیہ کو بھی حذف کر دیتے کہ وہ بھی ان پر نہین صادق
یعنی چلے گی نصرت سامنے اس خلیفہ کے کہ جدھر متوجہ ہوگا منصور ہوگا اگر منصوری اسی کا
نام ہی کہ انکو نصیب تھی تو کوئی اوسکا خواہان نہین ہی انھین کو مبارک ہو **تحریف ہفتم**
یہ کہ بعد یصلحہ اللہ فی لیلۃ کے اسقدر عبارت نکال ڈالی یفتح المدینۃ الرومیۃ
بالتکبیر فی سبعین الفا من المسلمین من ولد اسحق یشہد الملحمۃ العظمی مائدۃ اللہ
بمرج عکا یبید الظلم و اہلہ یقیم الدین و ینفخ الروح فی الاسلام یعنی فتح کریگا
خلیفہ مدینہ رومیہ کو تکبیر سے ہمراہ ستر ہزار مسلمان اولاد اسحق کے حاضر ہوگا جنگ کلان مین
کہ طعام وہ الٰہی چراگاہ شہر عکا کے ہلاک کرے گا ظلم اور اہل ظلم کو قائم کرے گا دین کو اور
پھونکے گا روح اسلام مین انتہی اس عبارت کے نکال لینے کی وجہ ظاہر ہی کہ یہ انکے مہدی کی
تکذیب کرتی تھی کیونکہ شاہ اون بزرگوار نے مدینہ رومیہ فتح کیا نہ اونکے ہمراہ کبھی ستر ہزار
مسلمان اولاد آدم کے جمع ہوئے چہ جائیکہ اولاد اسحق کی اور نہ جنگ کلان شہر عکا مین واقع ہوا
وہان وہ حاضر ہوتے یا نہوتے اور نہ اونھون نے ظلم اور اہل ظلم کو قطع کیا بلکہ آپ بشکل مظلوم کے
ہمیشہ پھرتے رہے **تحریف ہشتم** یہ کہ بعد لفظ بعد موتہ کے یہ عبارت

تعالٰی الی یضع الجزیۃ ویدعو الی اللہ بالسیف فمن ابی قتل ومن نازعہ خذ
موقوف کریگا جزیے کو یعنی جزیہ لیکر کفر پر کافرون کو نچھوڑیگا جیسا کہ ا
ہی بلکہ یا اسلام یا قتل مانند عیسیٰ علیہ السلام کے جاری کریگا اور دعوت کریگا طرف
کے بزور شمشیر پس جسنے انکار کیا مارا جاویگا اور جسنے نزاع کیا مخذول ہوگا انتہ
عبارت کے حذف کا سبب بھی ظاہر ہی کہ انکے مہدی کو جھٹلاتی ہی کیونکہ اونکو کافرون
جزیہ لینے کی کہان ہوئی کہ موقوف کرتے بلکہ مسلمانون سے جزیہ لینے کی تمنا رکھتے
اللہ تعالیٰ نے دین محمدی کی حمایت کی کہ انکو اسقدر دست رس نہ دی حال تمنا کا انکے
کے باب چہارم مین مسطور ہی کہ میران شہر ٹھٹھ مین دعوت کررہے تھے کہ ایک ملا نے اپنے
سامنے کرکے کہا کہ اسکے واسطے دعا کیجیے بولے اگر حق تعالیٰ قوت دیو ے ہم انسے جزیہ لی
انتہی اور دعوت بزور شمشیر کہان تھی کہ جو انکار کرتا مارا جاتا اور جسنے نزاع کیا وہ مخذول
بلکہ انھین کے مصدق ہمیشہ سلاطین مخالف کے ہاتھ سے مقتول مخذول ہوتے رہے
میان تحریف باز مع رفقا و اقربا گجرات مین مقتول ہوئے تحریف ششم یہ کہ یبقی
اور فلا یبقی الا الدین الخالص کے درمیان مین لفظ من الارض کا اٹھا دیا و
اسواسطے کہ معنی یہ ہوتے تھے کہ مہدی اوٹھا دینگے سب مذہبون کو روے زمین
پس باقی نرہے گا مگر دین خالص اور یہ بات انکے مہدی پر صادق نہین ہی کیونکہ ا
روے زمین سے مذاہب کہان اوٹھائے مذاہب مختلفہ اب تک روے زمین پر موجو
ایک مذہب مہدویون کا انکے سبب سے بڑھ گیا البتہ اپنے مریدون میں سے سب مذہب ا
اور سمجھ لیے کہ دین خالص یہی ہی کہ جسپر ہم ہین یہ ہر ایک سے ہو سکتا ہی اور ایسا سہ
ہین کہ کل حزب بما لدیہم فرحون ع ہر کس بخیال خویش خبطی دارد
رفع خانگی کے لفظ من الارض کے ہوتے ہوئے نہین درست تھے اسواسطے
حذف کردیا تحریف ہفتم یہ کہ بعد الا الدین الخالص کے یہ عبارت تھی الی آ
مقلدۃ العلماء اہل الاجتہاد لما یرونہ من الحکم بخلاف ما
الیہ ائمتہم فیدخلون کرہا تحت حکمہ خوفا من سیفہ وسطوتہ

الدیہ یعنی دشمن امام کے ہونگے پیروی کرنے والے علمائے مجتہدین کے کیونکہ حکم اس
کا اپنے ائمہ مجتہدین کے خلاف دیکھینگے پھر داخل ہونگے مجبوری سے زیر فرمان امام کے
ت شمشیر غلبہ امام کے اور بسبب رغبت و طمع اس چیز کے کہ پاس امام کے ہے یعنی مال و دولت وغیرہ
ی اسی سبب سے بعد اوسکے فرمایا کہ یفرح به عامة المسلمين اكثر من خواصهم
خوش ہونگے بسبب امام کے عوام مسلمین زیادہ تر خواص مسلمین سے مراد خواص سے یہی مقلدین
مذہب ہیں بالجملہ یہ عبارت بھی خوندمیر کے مہدی کی تکذیب کرتی ہے اسواسطے اوسکا حذف
مصلحت تھا کیونکہ انکے مہدی کے پاس شمشیر تھی ورنہ علمائے مخالف بخوف شمشیر اونکے
فرمان ہوئے اور نہ مال و دولت رکھتے تھے کہ اوسکی رغبت سے فرمان بردار ہوتے تحریف یازدہم
جہ یعینونه علی ما قلده الله تعالی کے اسقدر عبارت حذف کردی ینزل علیه عیسی بن
م بالمنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهرودتين متكئا على ملكين ملك
يمينه وملك عن يساره يقطر رأسه ماء مثل الجمان ينحدر كانما خرج من
اس الناس في صلوة العصر يتنحى له الامام فيتقدم فيصلي بالناس يؤم الناس
ة محمد صلى الله عليه وسلم يكسر الصليب يقتل الخنزير ويقبض الله المهدي اليه
برا مطهرا وفي زمانه يقتل السفياني عند شجرة بغوطة دمشق ويخسف بجيشه
بيداء بين المدينة ومكة حتى لا يبقى من الجيش الا رجل واحد من
نه يستبيح هذا الجيش مدينة الرسول صلى الله عليه وسلم ثلثة ايام
حل بطلب مكة فيخسف الله به فمن كان مجبورا من ذلك الجيش
كرها يحشر على نيته القرآن حاكم والسيف مثبت ولذلك ورد
الله يزع بالسلطان ما لا يزع بالقرآن یعنی نازل ہونگے امام مہدی پر عیسی
مریم منارہ سفید شرقی دمشق پر دو کپڑے رنگین مائل بزردی پہنے ہوئے تکیہ دیے ہوئے
دونوں پر ایک فرشتہ سیدھی طرف سے اور ایک فرشتہ بائیں طرف سے سر سے قطرات
مانند چاندی کے موتیوں کے ٹپکتے ہوئے کہ جیسے ابھی نہائے ہوں گے یعنی سر جھکانے کے وقت سر کے
قطرات پسینے کے ٹپک پڑینگے اور سر بلند کرنے کے وقت جسم پر بہنے لگیں گے گویا کہ حمام سے

برآمد ہوئے ہین اور لوگ نماز عصر کی تیاری مین ہونگے اور امام حضرت عیسی علیہ السلام کے واسطے ہٹ جاوینگے پس
بڑھکر لوگونکو نماز پڑھاوینگے حضرت عیسی آدمیونکی امامت کرینگے طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر توڑینگے
شکل صلیب کو کہ جسکو نصاری گلے مین ڈالتے ہین اور قتل کرینگے خنزیر کو اور قبض کریگا اللہ تعا
امام مہدی کو اپنی طرف طاہر مطہر اور اونکے زمانے مین مارا جاویگا سفیانی نزدیک ایک درخت کے مقا
غوطہ دمشق ہے اور زمین مین دھسا دیا جاویگا لشکر اوسکا مقام بیدا مین درمیان مدینے و مکے کے یہانتک
کہ نہ باقی رہے گا لشکر مین سے مگر ایک آدمی قبیلہ جہنیہ کا اور یہ لشکر تین روز تک مدینہ رسول مین لوٹ
مباح کریگا پھر چلے گا مکے کے ارادے پر پس دھسا دیویگا اللہ تعالی اوسکو پس جو شخص کہ بطو
مجبوری کے اس لشکر کے ساتھ تھا اوسکی نیت کے موافق اوسکا حشر ہوگا قرآن حاکم ہوگا اور تلوار بلند
کرنیوالی ہوگی دین کو اور یہ اسواسطے وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالی بسبب سلطان کے خلق کو منہیات سے
اوسقدر باز رکھتا ہے کہ بسبب قرآن کے اوسقدر باز نہین رکھتا ہے انتہی یعنی بسبب خوف شمشیر سلطا
اکثر خلق شریعت پر ہموار ہوجاتی ہے اور قرآن سے فقط خاص لوگ ہدایت یاب ہوتے ہین اور کا
معلوم رہے کہ منارۂ بیضاے شرقی دمشق کہ جسپر حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے اوترینگے
وہ ہین ایک مسجد جامع بنی امیہ کی شرقی سمت پر واقع ہے اور حالا اوس مسجد کا منارۂ اذان ہے
پچیس مؤذن کہ ملازم مسجد مذکور ہین اونمین سے ہر روز پچیس مؤذن بالاتفاق نوبت بنوبت او
اذان کہتے ہین دوسرا حارۃ النصاری یعنی محلۂ نصاری مین جانب شرقی دمشق واقع ہے یہ بھی
کلان اور سفید رنگ ہے راقم السطور نے اس پر چڑھکر معاینہ کیا کہ تمام شہر دمشق مد نظر مین تھ
اور غوطۂ دمشق وہان سے بخوبی نظر آتا تھا اہل دمشق بعضے اوسکو فرودگاہ عیسوی جا
ہین اور غوطۂ دمشق ایک ہین ہی فناے دمشق مین نشیب کی جانب کہ تمام باغات وزرا
سے معمور ہے کتاب سیاحت مین اسکی تفصیل لکھی گئی ہے اور دمشق اور غوطۂ دمشق کی تعر
حدیث امام احمد مین کہ مشکوۃ مین بھی موجود ہے مذکور ہے بالجملہ یہ عبارت زیادہ تر سبب سے
تکذیب مہدی جونپور کی کرتی تھی اسواسطے میان مذکور نے حذف کردیا **تحریف**
دوازدہم تحریف معنوی ہے کہ اشعار فتوحات کے معنے میان مذکور نے نہ سمجھے اور ا
مطلب کے موافق کچھ معنی غلط تجویز کرکے اشعار مذکورہ کو اپنے مہدی کی تایید مین نقل کی

ن اشعار مذکورہ بھی انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اگر معنی صحیح سمجھ مین آئے ہوتے اونکو بھی حذف
یتے اسواسطے اون اشعار کا اعادہ کیا جاتا ہی اور معنی صحیح بیان کیے جاتے ہین اگر میان سمجھے
ن میان کے معتقدین سمجھ جاوین ۔ الاشعار ۔ الا ان ختم الاولیاء شہید ۔ و عین امام
المین فقید ۔ یعنی آگاہ ہو کہ ختم الاولیا حاضر ہون گے اور حال یہ کہ ذات امام العالمین کی مفقود
ی مراد ختم الاولیا سے خاتم الولایت المطلقہ ہی اور وہ عیسی علیہ السلام ہین نہ خاتم الولایت المحمدیہ
شیخ اکبر کے نزدیک خود ذات شیخ ہی یا ایک دوسرے مرد مغربی معاصر شیخ کے ہین الا امام مہدی
کے نزدیک خاتم الولایت المطلقہ ہین اور نہ خاتم الولایت المحمدیہ ہین چنانچہ یہ مقدمات فتوحات
و تصانیف شیخ مین جابجا مفصلاً مذکور ہین بلکہ اسی باب تین سو چھیاسٹھہ مین کہ جہان سے
بارت خوندمیر نے نقل کی ہی بعد چند سطر کے لکھتے ہین کہ خاتم الولایت المحمدیہ سے بڑھکر
کا اور مواقع حکم کا جاننے والا کوئی شخص نہ اونکے زمانے مین ہوگا نہ اون کے بعد ہوگا پس
ر قرآن اخوان ہین جیسا کہ مہدی اور شمشیر اخوان ہین اس کلام سے بھی معلوم ہوا کہ مہدی
ہین اور خاتم الولایت اور ہین اور تفصیل اسکی اس کتاب مین باب تسویہ مین بخوبی آوے گی
اللہ تعالی اور مراد امام العالمین سے امام مہدی ہین چنانچہ شعر ثانی مین خود فرماتے ہین
هو السيد المهدي من آل احمد ۔ پس معنی شعر کے یہ ہوئے کہ ختم الاولیا عیسی علیہ السلام
زندہ ہینگے اور امام مہدی دنیا سے رحلت فرماکر مفقود ہو جاوینگے اور یہی مضمون
نے ماقبل اس شعر کے نثر مین ادا فرمایا کہ يؤم الناس بسنة محمد يكسر
صلیب و يقتل الخنزير و يقبض الله المهدي اليه یعنی عیسی آدمیون کے
ہون گے طریقہ محمدی پر توڑینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور قبض کریگا
تعالی امام مہدی کو اپنی طرف بعد اون کے حضرت شیخ اکبر امام العالمین کی تعریف فرماتے
۔ هو السيد المهدي من آل احمد ۔ هو الصارم الهندي حين يبيد
ہ امام العالمین سید مہدی ہی آل احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔ وہ تیغ ہندی ہی جس وقت
کرتا ہی یہ اگرچہ بڑے میان کے علم و فہم کا ذکر ہے لیکن اسکے ضمن مین ایک چھوٹے
ن کی فہم عقل کا حال بھی سن لیا چاہیے کہ عالم سیاہ نے رسالہ [illegible] صفحہ مین اسی

مصرع سے ثابت کرتے ہین کہ مہدی کی جا تولد ہند ہی اور معنی یہ کہتے ہین کہ مہدی تلوار ہند
کی ہی جبکہ ظاہر ہوگا صد آفرین ہی انکے اوستاد پر کہ جسنے انکو لغت وصیغہ دانی مین ایسا چالاک
کردیا ہی کہ یُہنّد اور یُہنّدُ مین کچھ فرق نہین جانتے ہین کہ مزید کو مجرد اور اجوف کو ناقص سمجھتے
ہین اور مادہ ہند اور ہنّد کو ایک جانتے ہین یہ لغت دانی کا حال تھا اور معنی فہمی مین یہ کمال ہی کہ
تیغ ہندی مہدی کو بطور تشبیہ کے کہا ہی اوس سے سمجھے کہ مہدی حقیقت مین ہندی ہین عربی
نہین ہین تو لازم ہوا کہ اپنے مہدیکو تیغ بھی حقیقۃً سمجھین انسان نہین اور یہ خبر نہین ہی کہ کعب بن
زہیر نے قصیدہ بانت سعاد مین رسول خدا کو تیغ ہندی باندھکر یہ پڑھا یا شعر اِنَّ الرَّسُولَ
لَنُورٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ ＊ مُہَنَّدٌ مِنْ سُیُوفِ الْھِنْدِ مَسْلُولُ ＊ اور حضرت نے اسمین سیف
تکرار کے اصلاح فرمائی کہ ع مُہَنَّدٌ مِنْ سُیُوفِ اللّٰہِ مَسْلُولُ ＊ اور مہند کے معنی تیغ ہندی
کے ہین اوسکو بحال رکھا حالانکہ حضرت بالاتفاق عربی ہین شعر ھُوَ الشَّمْسُ یَجْلُو کُلَّ غَیْمٍ وَ
ظُلْمَۃٍ ＊ ھُوَ الْوَابِلُ الْوَسْمِیُّ حِیْنَ یَجُوْدُ ＊ یعنی وہ آفتاب ہی کہ روشن کرتا ہی ہر ابر و تاریکی کو وہ
باران بہار ہی جس وقت کہ سخاوت کرتا ہی انتہی غرض کہ کوئی شخص کسیکا کلام نقل کرنے مین اتنی خیانت
نکریگا جیسا کہ میان جی کی ہی جس کسیکا کلام نقل کرتے ہین اور اپنے مطلب کا شاہد لاتے ہین تو بلا خیانت
وتحریف اوسکو نقل کرتے ہین نہ یہ کہ اسقدر انتخاب بیجا کرین کہ کلام متکلم کے مخالف مقصود ہوجاوے
اور بلا ذکر و اشارہ انتخاب اوسکی طرف نسبت کردیوین کہ اوس کتاب مین اوسکے مصنف نے ایسا لکھا ہی
تا کہ لوگ سمجھین کہ اوسکی راے بھی انکے موافق ہی یہ نہایت فریب کہلاتا ہی اگر اسی کو استدلال کہتے ہین
تو ہر شخص عوام امت سے دعوی کرسکتا ہی کہ مین قطب ہون یا غوث ہون یا مہدی ہون اور فلانی
کتاب سے میرے دعویکا ثبوت ہوسکتا ہی پس صفات منافیہ کو حذف کرکے بعض صفات موافقہ اپنے نقل کردیا
کرے اس قسم کی نقل کا سواے کذب و افترا کے کچھ نام نہین ہی پس اس تحریفات کے نقل کرنیسے دو مقدمے محقق ہوے
مقدمہ اول اونکی دروغگوئی میان خوندمیر کی خصوصاً تحریف دوم مین کہ سراسر جھوٹ لکھا کہ صاحب فتوحات
کہتے ہین کہ مہدی مشابہ رسول خدا کے ہونگے خلق بضم الخا مین حالانکہ صاحب فتوحات کہتے ہین کہ خلق بضم الخا
مین حضرت سے مہدی کم ہونگے اور خلق بفتح الخا مین مشابہ ہونگے اور اسیطرح تحریف پنجم مین یا تیہ الرجل کا لفظ
داخل کرکے بنا کر صاحب فتوحات کیطرف نسبت کردیا اسکے سوا انکے نقل کلام مین اس قسم کے بہت کذب ہین مقدمہ حدیث وغیرہ

جو دہین کچھ استیعاب اوسکا موجب تطویل ہے پس معلوم ہوا کہ باوجود اس کذب و افترا کے انکو لقب صدیق اکر دیا
بسا کہ انکے حق مین مہدی جونپوری نے مقرر کیا ہی اور صاحب شواہد الولایت اور میران جی ابن سید سلام اللہ
بن مہدویون نے نقل کیا ہی نہایت غلط ہی اور اگر کوئی فرمان نا فذ اس مقدمے مین مطلوب ہی تو
ن امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کا موجود ہی کہ ابن ماجہ نے روایت کیا کہ امیر المؤمنین
ان المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
نَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُہَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ الحدیث یعنی مین بندہ اللہ تعالی کا
ن اور بھائی رسول اللہ کا ہون اور مین صدیق اکبر ہون نکہے گا بعد میرے کوئی اس
لمے کو مگر کذاب انتہی مہدوی لوگ خوندمیر کو صدیق ولایت جانتے ہین اور انکے نزدیک
دیق ولایت صدیق نبوت سے افضل ہے بلکہ خوندمیر کو حضرت عیسی سے بھی افضل جانتے
ہین اسواسطے کہ لکھتے ہین کہ عیسی مہدی کے نظیر شریعت مین ہین اور خوندمیر حقیقت مین نظیر
حقیقت انکے نزدیک شریعت سے افضل ہی کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاہِہِمْ **مقدمہ دوم**
بطلان مہدیت انکے مہدی ادعائی کی اسواسطے کہ شیخ اکبر کے کلام سے جابجا ثابت ہوا کہ
مہدی نہین ہین اور انکے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ اکبر نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کر
تحریر کیا ہی چنانچہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین مذکور ہی اب اگر یہ بشارت صحیح ہی تو یہ
ح محفوظ مین مہدی نہین ہین اور اگر غلط ہی جب بھی مہدی نہین ہین کہ مہدی غلط گو نہین
تے ہین کہ لا یخطی بالاتفاق مہدی کی شان ہی یعنی خطا نکرے گا **دلیل سوم** وہی میان
ندمیر اوسی مکتوب ملتانی مین اوسی باب فتوحات سے نقل کرتے ہین کہ درصفت وزرائے مہدی علیہ السلام
یلو یدوهم علی اقدام رجال من الصحابۃ صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ هم من الاعاجم ما فیهم
ی لکن لا یتکلمون الا بالعربیۃ لهم حافظ لیس من جنسهم ما عصی اللہ قط هو اخص
وزراء و افضل الامناء یعنی وزرا مہدی کے صحابۂ کرام کے قدم پر ہونگے کہ جنکی شان مین اللہ تعالی
ماتا ہی کہ اونھون نے سچ کر دکھایا جیسا قول عہد کیا تھا اللہ سے اور وہ وزرا قوم عجم سے ہین کہ اونمین کوئی
بین ہی عربی لیکن بات نکرتے ہونگے مگر زبان عربی مین اونکا ایک نگہبان ہی کہ اونکی جنس سے نہین ہی اوسنے
بھی خدا کی نا فرمانی نہین کی وہ خاص وزرا کا ہی اور افضل امینونکا ہی انتہی میان مذکور کی غرض یہان اگرچہ بظاہ

یہ ہی کہ وزراے مہدی کے صفات مذکورۂ بالا سب وزراے مہدی جونپوری مین موجود ہین پس مہدویت اونکی ثابت ہوئی لیکن حقیقت مین اپنی تعریف و مدح خوانی منظور ہی کہ آپ اخص الوزرا ہین مگر اس کلام کا صادق آنا ان بزرگ کے وزرا پر عموما اور میان مذکور پر خصوصا محال ہی اسواسطے کہ لایتکلمون الا بالعربیۃ دلالت حصر پر کرتا ہی کہ کبھی بات سواے عربیت کے نکرتے ہونگے اور خلفاے مہدی جونپوری اسکے بالعکس تھے کہ ہمیشہ زبان گجراتی اور پوربی مین بات کرتے تھے اور انصاف نامے کے بارھوین باب مین اس عبارت کی ایسی توجیہ کی ہی کہ بچون کی سمجھ مین بھی نہ آوے گی یعنی لایتکلمون الا بالعربیۃ ای بالقرآن وقت اظہار اسواسطے کہ حصر مذکور سے تکلم دائمی نکلتا ہی نہ فقط وقت اظہار قرآن کے علاوہ یہ کہ اظہار قرآن سے اگر مراد تلاوت قرآن ہی تخصیص وزراے مہدی کی لغو ہی کیونکہ تمام جہان قرآن کو عربی مین پڑھتا ہی نہ عجمی مین علاوہ یہ کہ اوسے تکلم نہین کہتے ہین تکلم بول چال محاورے کا نام ہی اور اگر مراد وعظ قرآن ہی تو خلفاے مذکورین وعظ و بیان قرآن کا گجراتی و ہندی زبان مین کیا کرتے تھے نہ عربی مین اور طرفہ یہ ہی کہ یہان سب عجمی بن گئے اور جہان حدیث بمالک العرب کی توجیہ کرتے ہین تو مہدوی لوگ اونکو عرب بنا دیتے ہین اور کہتے ہین کہ مہدی مالک عرب کے ہونگے اس سے مراد زمین عرب نہین ہی بلکہ قوم عرب ہی اور چونکہ مرید مہدی کے شیخ سید کہ اولاد عرب ہین عرب ٹھہرے مہدی جونپوری مالک عرب ٹھہرے غرضکہ کسی ایک بات پر ثبات و قیام نہین ہی ایسا ہی یہ کہا کہ اخص الوزرا کبھی ہرگز گناہ نہ کیا ہو کون ہی اگر میان محمود بیٹے مہدی کے ہین اونکی نسبت گناہ کیونکر ثابت ہو سکتی ہی کہ فراہ کو جانے سے پہلے ہمیشہ نوکریان کرتے پھرتے تھے چنانچہ باب دوم مین گذرا اور مہدی و خوندمیر ہمیشہ تعین کو لعین بولتے رہے چنانچہ انصاف نامے کے باب نہم مین مذکور ہی اور اخص الوزرا کی شان یہ ہی کہ کبھی معصیت و گناہ اوس سے سرزد نہوا ہو نہ یہ کہ مدت تک فعل ملعون کا مرتکب رہے اور بعد اوسکے چندے تائب ہو جاوے اور اگر خود میان خوندمیر وزیر کبیر ہین جیسا کہ یہ لقب انکی کتابون مین بھی موجود ہی تو قطع نظر اون معاصی کے کہ پیشتر بیعت کے سرزد ہوئے ہونگے کہ منجملہ اونکے جانور لڑانا ہی کہ ہمیشہ بلبل بازی اور لوہ بازی اور مینڈھا بازی وغیرہ مین مشغول رہتے تھے جیسا کہ تذکرۃ الصالحین مین لکھا ہی بعد بیعت بھی ان سے گناہ سرزد ہوا کرتے تھے چنانچہ ابھی دلیل ششم مین وہ کذب صریح کہ جمیع ادیان و مذاہب مین گناہ بد ہے

چکے ہین اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ جب سید حمید فرزند مہدی کی شادی غالب خان کی
ے ہوئی میان خوندمیر نے اسقدر آتشبازی چھڑوائی کہ لوگون کے گھر جلنے کا خوف
سولے ان کے کوئی انسے اعلی مہدی جونپوری کے مریدون مین نہین ہی کہ وزیر اعظم
حالانکہ دوسرے خلفا نے بھی اقسام کے خون و فساد کرنیکے بعد ملازمت شیخ کی اختیار
چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خلیفہ باختصاص میان نعمت ساتھا کا بہ گجرات ایک
کو قتل کرکے خوف انتقام بادشاہی سے بھاگ کر میران کے پاس آکر مرید ہوئے ہین
وگ مہدی کے اخص الوزرا نہین ہوسکتے ورنہ مخلوق ہنسے گی کہ شعر وزیری چنین
چنان + جہان چون نگیرد قرار چنان + علاوہ یہ کہ صاحب فتوحات فرماتے ہین کہ وزراے مہدی
ن اور حافظ الوزرا انکی جنس سے نہین ہی اور یہان شیخ جونپوری کے تمام وزرا ہم جنس
ہین غرض کہ یہ عبارت فتوحات بھی انکی تصدیق نہین کرتی ہی بلکہ تکذیب کرتی ہے اور
باق عبارت پر نظر کیجاوے تکذیب زیادہ تر ہوجاوے کہ بعد چند سطر کے فرماتے ہین کہ یہی وزرا
صدق پر صادق قدم ہونگے اسی سبب سے ایک تکبیر سے ایک تہائی دیوار مدینہ روم کی
لے اور دوسری تکبیر سے دوسری تہائی اور تیسری تکبیر سے تیسری تہائی پس بغیر تلوار کے فتح
لے انتہی اور ظاہر ہی کہ یہ شہر وزراے مہدی موضوع نے کبھی خواب مین بھی فتح نکیا پس
کیا ان وزرا کی وزارت اور ان مہدی کی مہدویت کے منکر ہین ولیل دیگر مہا صرف ہم
ن خوندمیر اوسی مکتوب مین ایک اور عبارت فتوحات کی اپنے پیر و مرشد کے بیان بزرگی اور
ن خاتمیت کے واسطے نقل کرتے ہین وہ عبارت یہ ہی الختم ختمان ختم یختم الله به
یۃ مطلقا وختم یختم الله به الولایۃ المحمدیۃ فاما ختم الولایۃ علی الاطلاق فهو عیسی
ہ السلام فهو الولی بالنبوۃ المطلقۃ فی زمان هذه الامۃ وقد حیل بینه وبین نبوۃ
شرایع والرسالۃ فینزل فی اخر الزمان وارثا خاتما لا ولی بعده فکان اول هذا الامر
و هو ادم و اخره نبی و هو عیسی اعنی نبوۃ الارث فیکون له یوم القیمۃ حشران حشر
نا و حشر مع الرسل و اما ختم الولایۃ المحمدیۃ فهی لرجل عجمی من الهند فی اخر
زمان فهو رجل اجل الجبهۃ اقنی الانف مقرون الحاجبین یشبه فی الخلق بضم الخاء

مع رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یشبهه فی الخلق بفتح الخاء ویصلحه الله
او فی یوم ویکون له العلامات الکثیرة کما اخبر رسول الله صلی الله
فی بعض الاحادیث وقد رایت العلامة التی اشار بها الرسول علیه السلام
الحق فی ذات المهدی عن عیون الناس وکشفها لی حتی رایت خاتم
منه وهو المهدی الذی یختم به الولایة المقیدة المحمدیة یخرج فی آخر
مع العلامات التی اخبر بها النبی صلی الله علیه وسلم لا یعرفها کث
ولا یؤمن اکثرهم به وقد ابتلاه الله تعالی باهل الانکار علیه فیما یتحقق
الحق فی سره وکما ان الله ختم بمحمد صلی الله علیه وسلم نبوة التشریع ک
الله بالمهدی الولایة التی تحصل من الارث المحمدی لا التی تحصل من سا
فان من الاولیاء من یرث ابراهیم وموسی وعیسی فهؤلاء یوجدون
ختم المحمدی ولا یوجد ولی بسنة الولایة المحمدیة هذا معنی ختم الولایة المح
واما ختم الولایة العامة الذی لا یوجد ولی بعده فهو عیسی علیه الس
یہ عبارت فتوحات میں جواب سوالات حکیم ترمذی کی تیرھویں فصل میں مسطور ہے لیک
مذکور نے یہاں نہایت تحریف وتبدیل کو کار فرمایا حتی کہ اپنے کلام سے خود بخود
کتاب کا نام نہ لیا مگر یہ خیال نہ آیا کہ یہ راز ایک نہ ایک روز فاش ہو جاوے گا اب ع
لکھی جاتی ہے تاکہ عقلائے انصاف پسند دونوں کو مطابق کرکے دیکھیں کہ کسقدر
کیا گیا ہے شیخ اکبر مقام مذکور میں فرماتے ہیں الختم ختمان ختم یختم ال
وختم یختم الله به الولایة المحمدیة فاما ختم الولایة علی الاطلا
عیسی علیه السلام فهو الولی بالنبوة المطلقة فی زمان هذه الامة
حیل بینه وبین نبوته التشریع والرسالة فینزل فی اخر الزمان وارثا خ
بعده بنبوة المطلقة کما ان محمدا صلی الله علیه وسلم خاتم النبوة
تشریع بعده وان کان بعده عیسی من اولی العزم من الرسل وخوا
ولکن زال حکمه من هذا المقام بحکم الزمان علیه الذی هو لغیره

بوة مطلقة يشركه فيها الاولياء المحمديون فهو منا وهو سيدنا فكان
هذا الامر نبي وهو آدم وآخره نبي وهو عيسى اعني نبوة الاختصاص
ن له يوم القيمة حشران حشر معنا وحشر مع الرسل واما ختم الولاية
ية فهي لرجل من العرب من اكرمها اصلاً ويداً وهو في زماننا اليوم موجود
ت به سنة خمس وتسعين وخمسمائة ورايت العلامة التي له قد اخفاها الحق
عن عيون عباده وكشفها لي بمدينة فاس حتى رايت خاتم الولاية منه وهو
م النبوة المطلقة لا يعلمه كثير من الناس وقد ابتلاه الله باهل الانكار عليه
ا يتحقق به من الحق في سره من العلم به وكما ان الله ختم بمحمد صلى الله
يه وسلم نبوة التشريع كذلك ختم الله بالختم المحمدي الولاية التي تحصل
ن الارث المحمدي لا التي تحصل من سائر الانبياء فان من الاولياء من
ث ابراهيم وموسى وعيسى فهؤلاء يوجدون بعد هذا الختم المحمدي وبعده
يوجد ولي على قلب محمد صلى الله عليه وسلم هذا معنى خاتم الولاية المحمدية
ما ختم الولاية الذي لا يوجد بعده ولي فهو عيسى عليه السلام انتهى یعنی ختم دو ہیں
ختم ہے کہ بسبب اوسکے اللہ تعالی ولایت مطلق کو ختم کرے گا اور ایک ختم ہے کہ ختم کرے گا اللہ تعالی
میا اوسکے ولایت محمدیہ کو پس لیکن ختم الولایت مطلقہ عیسی علیہ السلام ہیں پس وہ ولی
نبوت مطلقہ زمانہ اس امت میں اور یہ تحقیق حائل کیا گیا ہے درمیان اونکے اور درمیان
تشریع اور رسالت کے پس اوترینگے آخر زمانے میں وارث محمدی خاتم ہوکر کہ کوئی
بعد اونکے یہ نبوت مطلقہ نہوگا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوت ہیں
جد اونکے نبوت تشریع نہیں ہے اگرچہ بعد آنحضرت کے عیسی رسولوں اولی العزم
خاص انبیا سے ہیں لیکن زائل ہوگیا ہے حکم اونکا اس مقام سے بسبب حکم کرنے
نے کے اون پر حکم کہ واسطے غیر اونکے ہے یعنی انقطاع نبوت تشریع کا زمانہ
ت محمدی میں پس اوترینگے ولی ہوکر صاحب نبوت مطلقہ کے کہ شریک ہونگے
ونکے اس مرتبے میں اولیاے محمدیہ پس وہ ہم میں سے ہوئے اور ہمارے سردار ہیں

پس ہوئے اول اس امر مین یعنی ابتدائے سلسلۂ ولایت مین ایک پیغمبر کہ وہ آدم ہین اور آخر مین
اوسکے ایک پیغمبر کہ وہ عیسی ہین یعنی پیغمبر نبوت اختصاص **فائدہ** مراد نبوت اختصاص سے
نبوت متعارفہ ہی اور یہ احتراز ہی نبوت مطلقۂ مذکورۃ الصدر سے کہ وہ اصطلاح شیخ مین ایک
قسم کی ولایت کو کہتے ہین کہ تفصیل اوسکی بحث تسویہ مین آخر کتاب مین آویگی انشاء اللہ تعالی
انتہی پس ہونگے واسطے حضرت عیسی کے دو حشر دن قیامت کے ایک حشر ہمارے ساتھ
اور ایک حشر رسولون کے ساتھ اور لیکن خاتم ولایت محمدیہ پس تحقیق مرتبہ ایک مرد کو ہی قوم عرب سے
کہ کریم تر ہی اونکا اصالت اور سخاوت مین اور وہ اس زمانے مین آج کے دن موجود ہے
مینے پہچانا اوسکو ۵۹۵ پانسو پچانوے مین اور دیکھی ہین مینے اوسکی وہ علامت کہ چھپایا ہے
اوسکو اللہ تعالی نے اوسمین بندون کی آنکھون سے اور کشف کیا اوس علامت کو میرے
واسطے شہر فاس مین یہانتک کہ دیکھی مینے خاتم الولایت اوسکی اور وہ خاتم النبوۃ المطلقہ
ہی نہین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور مبتلا کیا ہی اوسکو اللہ تعالی نے ایسے لوگون مین کہ اوسپر
انکار رکھتے ہین اوس چیز مین کہ اوسکو متحقق ہوتی ہی جانب حق سے باطن مین معرفت الٰہی
کی قسم سے اور جیسا کہ اللہ تعالی نے ختم کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت تشریع کو ایسی
ختم کیا ختم محمدی سے اوس ولایت کو کہ حاصل ہوتی ہی ارث محمدی سے نہ اوس ولایت کو کہ حاصل
ہوتی ہی دوسرے انبیا سے اسواسطے کہ بعض اولیا وارث ہوتے ہین ابراہیم و موسی و عیسی علیہم السلام
کے پس یہ اولیا پائے جاوینگے سوائے اس ختم محمدی کے اوسکے ملنے مین اور بعد اوسکے پس
نہ پایا جاویگا کوئی ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہووے یہ معنی ہین خاتم الولایۃ المحمدیہ کے اور
لیکن ختم الولایت کہ جنکے بعد کوئی ولی نہ پایا جاوے پس وہ عیسی علیہ السلام ہین انتہی اب
ملاحظہ کیجیے کہ بعد لا ولی بعدہ کے جو عبارت کہ حذف کردی اختصار ہی کچھ مضایقہ نہین ہی
لیکن نبوۃ الاختصاص کی جاے پر کہ نبوۃ الارث کردیا سبب اوسکا تحیر ہی اصطلاح
فتوحات سے کہ نبوت الاختصاص یعنے نبوت متعارفہ کے ہی اور نبوت الارث قریب المعنی
نبوت مطلقہ کے ہی کہ ایک قسم کی ولایت کا نام ہی اصطلاحاً کہ اوسی سے احتراز کے واسطے نبوت
آدم و عیسی کی تخریج کی کہ استغنے نبوۃ الاختصاص اوسپر تراس سے بیٹھ ہی کہ فی الجملہ کے بعد

شیخ لو اوپر الفردیۃ کی طرف سے بیج جسکا بنا دیا اور اسے شخص ہو سے بیج
تے ہین کہ مرشد نانے بتایا ایک شخص عرب کو شامل ہے کہ وہ آج اس عصر میں موجود ہی اور مین
بستی ہین اور سے شہر فاس مین ملا ہون اور علامات اوسکی پہچانتا ہون اور میان نے اپنے
کی خاطر سے اوس عبارت کی جاے پر یہ اپنے دل سے لگا دیا کہ وہ مقام ایک مرد کے
ملے ہی کہ آخر زمانے مین ہند سے آوے گا اور چنین و چنان ہوگا اور اوسی قسم سے یہ بھی ہے
فاھا الحو کے بعد لفظ نبی کا تھا کہ ضمیر اوسی شخص عربی کیطرف راجع تھی وہان فی
المھدی بنا دیا حالانکہ اصل نسخون مین مہدی کا نام نہی نہین ہی اور کشفھالی کے بعد
نۃ فاس کا لفظ تھا اوسکو نکال ڈالا اور وھو خاتم النبوۃ المطلقۃ کی جاے پر یہ ھو
ی الذی الخ لکھدیا اور بالختم المھدی کی جاے پر بالمھدی کر دیا اسکے سوا
بھی کسی جگہ پر افراط و تفریط ہی لیکن وہ قسم خدع سے نہین ہے جیسے تحریفات بالا نہایت
و کذب کے اقسام سے ہین اگر ان بزرگ کو شیخ اکبر کے کلام سے استدلال منظور تھا
تقید دیانت و راستبازی کا یہ تھا کہ شیخ کے کلام کو راست نقل کر دیتے کہ لوگ دعوی کا نکلتا نے
اپنی رائے اور اعتقاد کا بیان منظور تھا تو شیخ کی عبارت لانا نامناسب تھا بلکہ زبان کا ریختی
مین تصنیف کتاب ہی اپنی رائے اور گھڑت بیان کر دینا تھا تاکہ لوگ مشہور دلیل سمجھتے
ر اپنا قول اپنے دعوے کی سند نہین ہو سکتا ہی سوالے اسکے اور عبارات بھی اس
ر نے اوسی رسالے مین نقل کی ہین اگر سب کا استیعاب کیا جاے تو کلام طویل ہوتا
اسطے اعراض کیا گیا کہ مشتے نمونہ خروارے باشد و اندکے دلیل بسیار ایسے
وایان مہدویہ کے مزاج مین اسقدر افترا اور سخن سازی اور دوسرے کے کلام مین
بموقع دست اندازی ہی مقلدین انکے کیا کچھ خاک اوڑاتے ہونگے اسی سبب سے اکثر کتابین
قوم کی اقوال کاذبہ اور روایات موضوعہ باطلہ سے لبریز ہین اور مصنفین انکے بے محابانہ
بان پر آتا ہی بے اندیشہ لکھتے چلے جاتے ہین اور ہرگز نہین شرماتے ہین اشعار
سیاہان کہ تاراج رہ میکنند + بدزدی جہان را سیہ میکنند + بروز آتشے بر نیارند گرم +
ابرو ہمی دیدہ از دیدہ شرم + دبیران نگر تا بروز سپید + قلم چون تراشند از مشک بید +

و [illegible] بیان [illegible] تعالی [illegible]

ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ و بیان [illegible] آیات و بکرّات صحبت فرموده است کما قال

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ تا آخر آیات کردن و دیگر قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو

عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ و دیگر قُلْ

أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم

وَمَن بَلَغَ و دیگر فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ و

وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ

وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ

مُّسْتَقِيمٍ و دیگر ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ

وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ

جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ

حَرِيرٌ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ

أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ

وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا

تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ رَّبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا

لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا

مَعَ الْأَبْرَارِ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

تُخْلِفُ الْمِيعَادَ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم

أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا

وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن

ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ و دیگر هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي

دلیل یازدهم [illegible]

لفي ضلال مبين ○ وآخرين منهم لما يلحقوا بهم وهو العزيز الحكيم
فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم ○ وآيات دیگر بسیار
ن وی دلالت میکنند واقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نیز بیشمار ست کہ بہ حجت
آن گواہی مہدی میدہند چنانچہ قول امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بر این معنی وارد شدہ اشعار
ماجاشت الترك فانتظر + ولایة مهدي یقوم فیعدل + وذل ملوك
من آل هاشم + وبويع منهم من يلذ ويهزل + صبي من الصبيان لا رأي
+ ولا عنده جد ولا هو يعقل + فثم يقوم قائم الحق منكم + وبالحق يأتيكم
وبالحق يعمل + سمي رسول الله نفسي فداؤه + فلا تخذلوه يا بني وعجلوا + اور عالم ربانی
منتقیا کبیر میں لکھا ہی کہ سید محمد جونپوری نے جم غفیر کے سامنے دعوی کیا کہ حکم اللہ تعالی کا
ہوتا ہی کہ آیت أفمن كان على بينة من ربه آخر تک خاص تیری ذات کے حق میں
ہی ہمنے اور مراد لفظ من سے أفمن كان میں خاص ذات تیری ہے اور یہ بھی دعوی
مان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ آیت ثم أورثنا الكتاب الذين اصطفينا من
ناط آخر تک تیری قوم کے حق میں ہے اور کہا کہ مراد ظالم لنفسه سے اندکھنا
والے ہیں اور مقتصد سے نیم فنا رکھنے والے اور سابق بالخيرات سے تمام فنا رکھنے
والے ہیں اور جو شخص کہ اس تین مرتبے سے باہر ہی گروہ اس مہدی کے سے نہیں ہی اور کہا کہ یہ بھی فرمان
یہ آیت قل هذه سبيلي أدعو إلى الله على بصيرة أنا ومن اتبعني میں مراد من سے
ات تیری ہی اور کہا کہ یہ بھی فرمان ہوتا ہی کہ آیت ثم إن علينا میں مراد ہماری یہ ہے
ن زبان سے ہم اپنی کتاب کا بیان کرینگے اور شواہد الولایت کے اکتیسویں ۳۱ باب میں لکھا ہے
ے مہدی نے کہا کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ فإن حاجوك فقل أسلمت
ي لله ومن اتبعن اور لأنذركم به ومن بلغ اور يا أيها النبي حسبك الله
اتبعك من المؤمنين اور قل هذه سبيلي أدعو إلى الله على بصيرة أنا
اتبعني یہ تمام من کہ ان آیات میں وارد ہوئے ہیں مراد ذات تیری ہی فقط لا غیر اور باب انتیسویں میں بھی

لکھا ہی کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ اُولِی الاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا
جُنُوْبِھِمْ الآیہ ای سید محمد یہ آیت فقط تیرے گروہ کی شان مین ہی پھر کہا میران نے جو
موسی کا خطاب یہود اور قوم عیسی کا خطاب نصاری اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب مسلم
ہماری قوم کا خطاب اولوالالباب ہی انتہی اور پندرھوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے خوندمیر کو
کہ تمھاری خبر حق تعالی نے اپنے کلام مین دی ہی کہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُو
کَمِشْکٰوۃٍ سینہ خوندمیر فِیْھَا مِصْبَاحٌ تجلی حق تعالی اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ دل خوندمیر اَلز
کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ شجرہ ذات بندہ کہ چوتھے آسمان پر نام بندیکا
نام ہی زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یعنی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ یَکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَ
تَمْسَسْہُ نَارٌ یعنی ذات تمھاری بسبب قابلیت فیض الہی کے چاہتی تھی کہ بیواسطہ روشن ہو
لیکن بواسطے مہدی کے نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہوگئی یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مراد من سے خا
بندیکی ہی فقط لاغیر اور ستر ھوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے دعوی کیا کہ حق تعالی سے مین نے معـ
کہ اسی قسم سے اٹھارہ آیات بعضے حق ذات مہدی مین اور بعضے اونکے گروہ کے حق مین
وہ مہدی مین ہون اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ اونکے مہدی نے ایک روز وعظ مین ملا
سے پوچھا کہ مفسران سلف آیت ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ کو کس پر حمل کرتے ہین ملا نے
بعضون نے یہ بیان زبان صدیق رض پر حمل کیا اور بعضون نے زبان فاروق رض یا عثمان رض یا علی رض پر
کیا کہ یہ چارون حضرت کے زمانے مین تھے پس معنی ثم کے کہ واسطے تراخی کے ہے
نہین ہوتے ہین پھر بعضون نے کہا کہ بزبان حسن بصری وغیرہ تابعین کے یہ بیان ہوا
معنی اضافت علینا کے کہ مانند ید اللہ کے ہی سوائے مصطفی کے کسی پر درست نہیں
ہین اور وہان معنی ثم کے نہین بنتے ہین پس حیران ہوکر کہا کہ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗٓ اِلَّا
بعضے کہتے ہین کہ روز حشر کے حق تعالی عرش پر تجلی فرماکر بیان فرماوے گا میران نے
یہ توجیہ ایک وجہ سے نزدیک بصواب ہی لیکن اوسدن بیان سے کیا فائدہ ملا علی نے کہا
فرمائیے میران نے کہا کہ یہ بیان بزبان مہدی ہوتا ہی ملا نے کہا کہ یہ معنی مبرا ہین
اعتراضات سے اور حق ہین انتہی ملخصا **جواب** مثل مشہور ہی کہ خربوزے کو دیکھ

١٠ مہدویوں کا خطاب مسلمان نہیں بلکہ اولی الالباب ہے

٢٠ مہدی نے [illegible]

تنگ پایا ہی اِس ملا کی عقل بھی بہ دولت تصدیق ان بزرگ کے چکر مین آ گئی ہی کہ ثم کے معنی سمجھنا اوسکو مشکل ہو گیا کہ آیت محکم کو متشابہ ٹھہرا دیا کہ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ کہنے لگا لو آیت مین کلام دور کیا نہ اوسکے معنی مین تامل کرکے دیکھا کہ اوسمین کس چیز کی تراخی کس چیز سے مذکور ہی آیت یہ ہی کہ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ط اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ ط یعنی نہ چلا تو اوسکے پڑھنے پر اپنی زبان کہ شتاب اسکو سیکھ لے مقرر ہمارا ذمہ ہی کہ تمہارے دل مین قرآن کو جمع کر دینا اور تم پر اوسکو پڑھ دینا پھر جب ہم پڑھنے لگین یعنے جبرئیل کی زبان سے تو ساتھ رہو اوسکے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہی اوسکو کھول بتانا یعنی معنی بیان کرا دینا شان نزول اسکی یہ ہی کہ جسوقت جبرئیل قرآن لاتے بھول جانے کے خوف سے اونکے پڑھنے کے ساتھ حضرت بھی جی مین پڑھتے جاتے اور کہین معنی بھی دریافت کرتے جاتے تو جب تک پہلا لفظ کہین اگلا سننے مین آتا تو گھبراتے اللہ تعالے نے فرمایا کہ اوسوقت پڑھنے کی حاجت نہین سننا ہی چاہیے پھر جی مین یاد رکھوانا پھر زبان سے پڑھوانا لوگون مین ہمارا ذمہ ہی اور معنی تحقیق کرنے کی بھی حاجت نہین یہ بھی ہمارا ذمہ ہی کہ وقت پر سمجھا دینا اور بیان کرا دینا انتہی یہان ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ بعد ذکر قرأت کے وارد ہی پس اوسی سے موخر چاہیے یعنی قرات سے بیان متراخی چاہیے نہ حضرت کی حیات سے کہ اوسکا مذکور آیت مین ہرگز نہین ہی پس یہ کہنا کہ معنی ثم کے حضرت کے زمانے مین درست نہین ہوتے بالکل سراسر نادرست غلط فہمی ہی ثم کو سیکڑون برس کی تاخیر درکار نہین ہی اور نہ اوسمین یہ شرط ہی کہ بعد انقراض حیات مخاطب کے اوسکا ظہور ہوا کرے بلکہ مطلق تاخیر اوسکا مفاد ہی خواہ زیادہ ہو یا کم چنانچہ شواہد اسکے بے شمار ہین چند شواہد قرآنی نقل کیے جاتے ہین اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًى الایہ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا الایہ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِیْنٍ ۞ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ الایہ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ الایہ قولہ تعالے فِیْ غَوٰۤبَتِ الْجُبِّ كَیْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۞ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا ۞ لَكُمْ فِیْهَا

منافع الی اجل مسمی ثم محلها الی البیت العتیق ٥ والذین یرمون المحصنات
لم یأتوا باربعة شهداء الایہ الا من ظلم ثم بدل حسنا بعد سوء الایہ فس
لهما ثم تولی الی الظل الایہ الله الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد
قوة ثم جعل من بعد قوة ضعفا وشیبة الایہ ولقد فتنا سلیمان والقینا
کرسیه جسدا ثم اناب ٥ والذین یظاهرون من نسائهم ثم یعودون لما
الایہ فارجع البصر هل تری من فطور ٥ ثم ارجع البصر کرتین الایہ ثم نظر
عبس وبسر ثم ادبر واستکبر الایہ اسکے سوا اور بہت نظائر اور شواہد قرآن
وکلام عرب مین موجود ہین کہ اوس ملا کو یاد آئے نہ میان کو کہ اوسکی تقریر اشکال کو تسلیم کر
انصاف نہ کیا کہ ان آیات مذکورہ بالا مین کب انقراض حیات کسی کا درکار ہوا کہ ثم ان
بیانہ کی صحت تاخیر کے واسطے حضرت رسالت کا انقراض حیات ضروری ہو بلکہ ثم بعضے وقت
لحظہ کی تاخیر کے واسطے بھی آتا ہی جیسا کہ اس آیت مین فرجعوا الی انفسهم فقالوا ان
الظالمون ٥ ثم نکسوا علی رءوسهم لقد علمت ما هؤلاء ینطقون ٥ کہ
ہی مجلس کا ذکر ہے کہ پہلے قوم ابراہیم علیہ السلام اپنے دلون مین سوچکر اپنے لوگونکو بولی کہ تمہی
پھر سرنگون ہوکر خجالت سے حضرت ابراہیم کو بولی کہ تو تو جانتا ہی جیسا یہ بت بولتے ہین اور اس آیہ
بھی ایسی ہی الم تر ان الله یزجی سحابا ثم یؤلف بینه ثم یجعله رکاما الایہ یعنی تو
نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہی بادل پھر اونکو ملاتا ہی پھر اونکو رکھتا ہی تہ پرتہ یہ بات ہر عام وخاص کے معا
ابر آتا اور مرکب ہوکر تہ پرتہ ہوجاتا کبھی ایک لمحے مین ہوجاتا ہی اور آیات سابقہ مین بھی بعضی
پر دال ہین اور سوا اسکے اور آیات بھی تاخیر قلیل پر دال ہین چنانچہ ان تقوموا
مثنی وفرادی ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنة بھی اسی قبیل سے ہے
معلوم ہوا کہ ثم کا اطلاق اسقدر مہلت قلیل پر بھی درست ہی اسیواسطے ترجمان القرآن
عبد اللہ بن عباس نے ثم ان علینا کے معنی یون کہے کہ ان علینا تبیینه بلسانک
یعنی بیان کرا دینا اسکو تیری زبان سے ہمارا ذمہ ہی جیسا کہ صحیح بخاری مین موجود ہی اور ا
نے تفسیر معالم مین بھی اسیکو روایت کیا ہی اور دوسری تفاسیر سے بھی یہی سمجھا جاتا۔

ں قرآن منزل مین مشکل ہے اوسکو تمھین سمجھا کر بیان کر دینا تمھاری زبان سے ہمارا کام ہے
یہی معنی نظم قرآنی سے متبادر ہین نہ یہ کہ جیسا یہ ان سمجھے ہین کہ حاصل اوسکا یہ ہے کہ اے محمد
قرآن جبرئیل سے پڑھ لو اور اوسکے معنی کا بیان ہم نوسو برس کے بعد کر دینگے اور نوسو برس تک
م امت محروم البیان رہے جیسا کہ شیعہ بولتے ہین کہ قرآن اصلی چالیس سیپارے کا
م مہدی کے پاس غار مین ہے جب قریب قیامت ظاہر ہونگے خلق کو دیکھنا نصیب ہوگا
ب تک تمام امت قرآن سے محروم رہے گی فرق اتنا ہی کہ اونھون نے قرآن سے محروم
ہرایا انھون کے بیان سے اور ظاہر ہے کہ قرآن بے بیان معنی بیکار ہے پس انکا اعتقاد
ہوا کہ نوسو برس تک تمام امت کو اللہ تعالی نے بیان معنی مراد سے محروم رکھکر گرفتار خطائے
ضوی مین رکھا کہ خلاف مراد آلہی بیان کرتے رہے اور اب نوسو برس کے بعد جب بیان
تارا اوسکو لاکھ آدمی مین سے ایک نے مانا اور باقی سب نے اوسکا انکار کیا اگر اوسیوقت یہ بیان
وا ہوتا آج تک سب مسلمان راہ راست و معنی صحیح پر رہتے پس اس تاخیر مین سوائے خراب و
راہ کرنے امت محمدی کے کیا مصلحت ہوئی یہ نہایت نادانی کا اعتقاد ہے اللہ تعالی باقی
اندونکو ہدایت کرے اور توفیق فہم درست کی عطا فرماوے اور تاخیر بیان اگرچہ درست
ہے لیکن وقت حاجت تک جیسا کہ حضرت رسالت کے واسطے قرات سے فارغ ہونے تک تاخیر
کی گئی پس اگر معانی جونپوری کچھ بکار آمدنی ہین تو سب کو اسکی حاجت تھی اتنی تاخیر کی کیا
وجہ اور اگر بکار آمدنی نہین ہین اب بھی حاجت نہین ہے البتہ تاویل قرآن یعنی مآل مصداق
آیات قرآنی کا کبھی بعد عرصہ دراز کے ظہور پاتا ہے چنانچہ بعضے اخبار کا ظہور ہو چکا اور بعضے کا
آیندہ ہوگا جیسا کہ خروج دابۃ الارض و یاجوج ماجوج وغیرہ حالات قیامت اور ایسی تاویل یعنی
معنی محتملہ قرآن کی بھی حد نہین ہے کہ ہر عصر مین علما و اولیا استخراج کرتے جاتے ہین لیکن تفسیر
یعنی بیان مراد آلہی بالرائے حرام ہے اوسکا مدار روایت پر ہے اور حضرت اور صحابہ کرام محکمات
قرآنیہ سے مراد آلہی سمجھتے تھے اور بیان کرتے تھے اور یہ نہایت نامعقول امر ہے کہ جبتک قرآن
اوترا وہ مراد کو نہ سمجھے اور اپنے اصحاب کو بھی کہ خاص مخاطب آلہی وہی ہین نہ سمجھاوے بلکہ
اوسکا بیان نوسو برس تک ایک شخص آیندہ پر معلق رہے کہ وہ اگرچہ پوربیوں اور گجراتیوں

کو سمجھاوے اور اونکے چند بار واسطے دشمنی سمجھ لیوین اور تمام امت سلفا و خلفا محروم رہے
بلکہ یہ امر مخالف قرآن ہی اور ثم ان علینا بیانہ کے معنی شیخ جونپوری نے نص قرآنی کے
خلاف کیے ہین اسواسطے کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ یعنی اور اوتارا ہمنے طرف تمہارے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ ذکر تاکہ بیان کرو
تم آدمیون کو جو کہ اوتارا گیا ہی طرف اونکے امام محی السنہ فرماتے ہین کہ ذکر سے مراد وحی ہے
اور حضرت رسالت وحی کے بیان کرنے والے تھے اور بیان قرآن کا حدیث سے
ہوتا ہی انتہی وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوا فِیْهِ الآیہ یعنی
اور نہین اوتاری ہمنے تم پر ای محمد یہ کتاب مگر اسیواسطے کہ بیان کرو تم اونسے وہ شی کہ جسمین جھگڑ رہے
ہین یہان فرمایا کہ کتاب اوتارنے سے مقصود بیان ہی فقط اب صاف معلوم ہوا کہ بیان قرآن کا کام
حضرت رسالت کا ہی پس کہنا شیخ جونپوری کا کہ بیان قرآن میرا کام ہی مخالف قرآن کے ہی بلکہ یہ امر حضرت کا
خاصہ نہین ہی بلکہ تمام پیغمبرونکو بیان کا عہدہ تھا جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ
رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ الآیہ یعنی اور نہین بھیجا ہمنے کوئی رسول مگر بیچ زبان
قوم اوسکی کے تاکہ بیان کرے واسطے اونکے انتہی اب انصاف کرنا چاہیے کہ یہ شیخ مدعی مہدویت
کسقدر آیات قرآنیہ کے مخالف قرآن کے معنی کرتے ہین جسپر دعوی ہی کہ بندہ ہمین مراد اللہ ہے
اور اسی طرح دوسرے آیات کے معنی بھی مخالف احادیث صحیح اور تفسیرات صحابہ اور جمہور مفسرین کے بیان کیے
چنانچہ سورہ جمعہ مین وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کو خاص اپنے فرقہ مہدویہ پر حمل کیا
حالانکہ صحیح بخاری مین ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ ہم بیٹھے تھے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ
نازل ہوئی سورہ جمعہ اور یہ آیت اوسکی کہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ہمنے عرض کی
کہ یہ کون لوگ ہین یا رسول اللہ حضرت نے جواب نفرمایا یہانتک کہ تین بار سوال ہوا اور اوس مجلس مین
سلمان فارسی بھی حاضر تھے حضرت نے اپنا دست مبارک سلمان پر رکھکر فرمایا کہ اگر ہووے
ایمان پاس ثریا کے تحقیق پہونچ جاوینگے اوسکو رجال ان لوگون سے انتہی اس آیت کے
محل کے سوال کے جواب مین ہاتھ سلمان پر رکھ ساتھ اسقدر ثنا و صفت کے بتانا صاف
دلالت کرتا ہی کہ مراد آخرین منہم سے آیت مذکور مین قوم عجم ہین بغیر تخصیص کسی قوم کے

ہے اسلئے بیضاوی نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بعد صحابہ کے تا قیامت آتے رہیں گے اسواسطے کہ
شریعت کی دعوت اور تبلیغ سب امت کو عام ہے اور آخرین [illegible]
درمیان صحابہ کی تعریف اسواسطے کہ ملایا ہے تو انہیں فرمایا [illegible] ساتھ [illegible]
ہیں بلکہ آئندہ کو لاحق ہو رہینگے اور امام [illegible] فرمایا کہ [illegible] فرمایا
جب مسلمان ہو [illegible] کے سبب [illegible]
[illegible] اور یہی قول [illegible]
[illegible] اور ابن زید نے کہا کہ [illegible]
[illegible] روایت یہ بھی ہے کہ [illegible]
[illegible] اقوال [illegible]
[illegible]
[illegible] اور آیات مذکورہ [illegible]
کرتا ہے لیکن نزدیک امام شافعی کے [illegible] اور ابن عباس [illegible]
اور نزدیک ہمارے قطعی [illegible]
کہ آیات مذکورہ میں تخصیص ظنی یا قطعی موافق [illegible]
آیات قرآنی کی حکم نفسانی ہو اور دعوی [illegible]
طرف [illegible]
اسبات پر کرتے ہیں کہ امام مہدی وقت [illegible] دولت اسلامیہ کے قائم ہو [illegible]
[illegible] مہدی کی طرح [illegible]
[illegible]
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا
اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا الآیہ یعنی وعدہ کیا ہے اللہ تعالی نے تم میں سے ان لوگوں سے
ساتھ کہ جو ایمان لائے اور کام اچھے کیے یہ کہ خلیفہ و حاکم کرے گا ان کو زمین میں جیسا کہ

خلیفہ کیا تھا اون سے پہلون کو اور البتہ جما دے گا اونکے واسطے دین اونکا کہ پسند کردیا ہی اوسنکے
واسطے اور البتہ بدل دے گا اونکے خوف سے کے بعد امن انتہی یہ وعدہ اللہ تعالی نے اہل سنت
کے خلفا اور امرا کے ساتھ وفا فرمایا اور اونکے مخالفین کو آج تک ذلیل و رعیت بنا کر رکھا اور قریب
قیامت تک ایسی رہین گے یہان تک کہ امام مہدی بھی اسی وعدے کے موافق مسند
عزت و خلافت پر جلوہ فرما وینگے اور حدیث شریف مین ہی کہ حضرت رسالت سے وعدہ کیا ہی اللہ تعالی
نے کہ آپ کی تمام امت پر دشمن کبھی مسلط نہوگا چنانچہ آج تک اسکا ظہور ہی کہ تمام امت کبھی مخالفین
کی مسخر و رعیت نہوئی اس سے بھی مذہب مہدویون کا باطل ہوتا ہی کیونکہ اگر یہی امت محمدی
ہوتے تین سو پچاسی برس سے مخالفین کے قبضۂ اقتدار مین کاہے کو گرفتار رہتے **دلیل دوازدہم**

اخرج نعيم بن حماد عن محمد بن الحنفية قال كنا عند علي فسأله رجل عن المهدي
فقال هيهات ثم عقد بيده تسعا فقال ذلك يخرج في آخر الزمان اذا قيل للرجل
الله الله قتل فيجمع الله له قوما قزعا كقزع السحاب يؤلف بين قلوبهم لا يستوحشون
على احد خرج منهم ولا يفرحون باحد دخل فيهم على عدة اصحاب بدر لم يسبقهم
الاولون ولا يدركهم الآخرون وعلى عدة اصحاب طالوت الذين جاوزوا معه النهر

یعنی نعیم بن حماد نے حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت کی کہ فرمایا تھے ہم پاس حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے
پوچھا حضرت سے ایک شخص نے احوال مہدی کا پس فرمایا کہ دور ہی پھر عقد کیا اپنے ہاتھ مین نو کا
پھر فرمایا یہ نکلے گا آخر زمانے مین جسوقت کہ کہا جاوے گا اوس مرد سے کہ ڈر اللہ سے ڈر اللہ سے
یعنی بیچارا کرہ خدا کے واسطے دیکر رہتا کر اونکے ہاتھ پر بیعت کرینگے فرمایا پس جمع کریگا اللہ تعالی
اونکے واسطے ایک قوم اتنک ریزہ مانند ریزش ابر کے کہ انکے دلون مین الفت ہوگی نہ
وحشت کرینگے کسی کے جانے پر اور نہ خوش ہون گے کسیکے آنے پر شمار مین اصحاب بدر کے
برابر ہونگے نہ سبقت لے گئے اون پر اول والے اور نہ اونکے مقام کو پاوین گے پچھلے
لوگ اور بشمار اصحاب طالوت ہون گے جو کہ اوسکے ہمراہ نہر سے پار اوترے تھے انتہی
عالم میان مہدوی رسالہ معارضہ مین لکھتے ہین موافق اس قول کے نکلے حضرت مہدی موعود علیہ السلام
سن نو سو ہجری مین پھر جمع کیا اللہ تعالی آپ کے لیے قوم کو گریہ وزاری کرتی ہاری طلب رویة

سمد تعالی مین اور عشق و محبت مین اوسکے مانند زاری باد ل کے بعد اسکے بروایت عبدالملک
سجاوندی کے اپنے مہدی کے اصحاب کا رونا وغیرہ نقل کیا بعد اوسکے اپنے پیر سید یعقوب کے
رونے کا احوال نقل کیا پھر کہا کہ ای برادر قوم مہدی مین ایسے لوگ ابتک بھی موجود ہین شاید یہ
اشارہ اپنی ذات کی طرف کیا **جواب** حاصل کلام دو امر ہین ایک یہ کہ صفات منقولہ روایت
مذکورہ انکے مہدی کے اصحاب مین موجود ہین پس حقیت مہدویت پر دلیل ہین اور یہ سخن بیکار
محض ہی اسواسطے کہ صفات مذکورہ خصائص مہدی سے نہین ہین کہ کسی دوسری جا پائے جاوین
بل تمام کاملین و طالبان حق اس صفات سے متصف ہوا کرتے ہین البتہ مہدی کے اصحاب مین
یہ صفات بدرجہ کمال موجود ہونگے کہ اس مقام مین متاخرین سے بیش قدم اور متقدمین کے
ہم قدم ہونگے مراد متقدمین سے اونکے مجانسین ہین یعنی اولیاء اللہ کیونکہ مطلق تفضیل
راجع طرف ہمجنس و ہمچشمون کے ہوا کرتی ہی نہ انبیاء و صحابہ کرام کہ بقرینہ نصوص صحیحہ کہ اونکی
تفضیل مین وارد ہین اس تعمیم سے مستثنی ہین اور اس کمال نفسانی کا اثبات متبعان شیخ جونپوری
مین مشکل ہے کہ دعوی بلا دلیل ہے اور ہر شخص اپنے تئین اور اپنے پیشواؤن کے تئین کامل و افضل
سمجھتا ہی یہ کچھ کام نہین آتا ہی کہان سے ثابت ہوا کہ انکے نفوس کمالات باطنیہ کر متصف تھے
یا بہ ریا و حب جاہ یہ حرکات گریہ و بکا اور ریاضات بجا و بیجا انسے سرزد ہوتے تھے بلکہ شق ثانی
متبادر و ظاہر ہی کیونکہ مدار عبادت کا صحت اعتقادات پہ ہی اور مدار صحت اعتقادات کا مطابقت
کتاب و سنت و اجماع امت پہ ہے اور یہان معاملہ بالعکس واقع ہوا کہ خود انکے مرشد و پیشوا نے
ان تینون کو پس پشت ڈال دیا کتاب و اجماع کی مخالفت جابجا اس رسالے سے ثابت ہی اور سنت کی
مخالفت کا خود اوس بزرگ نے اپنی زبان سے اقرار کیا کہ بارہا کہا کہ جو حدیث رسول اللہ کی اس
بندے کے حال کے مخالف ہی اوسکو مین تسلیم و قبول نہین کرتا ہون پس اتباع اپنے ہوائے نفس
کی ہوئی کہ صدہا احادیث صحیحہ اپنے حال کے مخالف دیکھکر رد کر دین مسلمانی اسکا نام ہی کہ اپنے
احوال و اخلاق کو مطابق اقوال و افعال حضرت رسالت پناہ کے کرے نہ کہ حضرت رسالت کے
افعال و اقوال کو اپنے مطابق کرے مثل مشہور ہی کہ پیاسا کنوئین کے پاس جاتا ہی نہ کنوان پیاسے
کے پاس آتا ہی یہان یہی آیت صادق آئی کہ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ یعنی آیا

ح رکھا تو سے اوس شخص کو کہ بنایا معبود اپنا خواہش نفس اپنے کو نقطہ فرو کوشش زہد و صدق
فا ہو ولیکن بغیر اسرار مصطفیٰ خلاف پیغمبر کسے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
ظاہر ہو کہ بغیر صحت اعتقادیات کے خالی ہونا پیشانی کیا کام آتا ہے حضرت قرآن اگر بجا ہے بیس تقید
ال ہو وہ سال تو یقوان بتکا گریستن ہا اور ریاضت آنجی بے بیکار ہو جاوے اور یہی باتیں کہا
معلوم ہے کہ خوارج کسقدر عبادات و ریاضات شاقہ کرتے تھے یہانتک کہ حضرت نے
اصحاب کو فرمایا کہ تمہارا نماز و روزہ اونکے نماز روزے کے سامنے تم کو حقیر معلوم ہوگا لیکن
ن اونکے حلقوم سے تجاوز کرے کے مقصد قبول اونکا نہوتیگا اور دین سے ایسے خارج ہونگے
ا کہ تیر نشانہ سے باہر ہو جاتا ہے کچھ اثر اوسمیں اوس نشان کا نہیں رہتا ہے انتہی مختصرا
ما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس جبکہ فساد اعتقاد سے کسقدر محرومی مائدہ حال
ں اور ریاضات سب تباہ ہوئیں اسیطرح جوگی و بیراگی و اتیت و گسائیں کسقدر مجاہدات
مات اوٹھاتے ہیں کہ … اور … عشر عشیر بھی نصیب نہیں ہوتا ہے حالانکہ وہ سب
منثورا چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ هباء منثورا
پھر الامر حق ہے جناب لاحیت آپنے بیان اس کلام کے تو کا عقد کیا اس سے مہدی اشارہ
و ہیں کا سمجھتے ہیں اور اسی سے لینے شیخ توحید … مہدویت پر استدلال کرتے
ہیں لیکن یہ استدلال ممنوع ہے اسواسطے کہ نو سو کی کوئی روایت وارد نہیں ہوئی البتہ نو سو برس
سات لہت مہدی کی روایات وارد ہے ہیں پس وہ روایات دلیل ہیں اس بات پر کہ
امیت … نوسو پر خلافت کی طرف اشارت ہے اور یہ احتمال جیسا کہ مطابق روایت
واقع رایت سے بھی ہے کہ ہر عاقل سمجھ سکتا کہ نو سے نو سو برس ہوں یا نو ہزار برس ہوں یا نوں
سمجھنا … نو سے نو سو برس سمجھنا کہ مخالف الیت … واسطے
وضع عقود سے نو عقد واسطے آحاد کے وضع کیے اور نو عقد واسطے عشرات کے وضع کیے ہیں
جیسا کہ آحاد سے عشرات مراد لینا غلط ہے ویسا ہی مئات بھی … مراد لینا غلط بلکہ
ہے اور علاوہ یہ ہے کہ اہل البیت آ ذری یا قیس مال الزحضرت محمد بن حنفیہ کہ راوی اس کلام کے
اوسوقت حاضر مجلس تھے اور ظاہر ہے کہ حاضرین کو بسبب مشاہدہ قرائن حالیہ و مقالیہ

لام کو غائبین سے بہتر سمجھتے ہین چہ جائیکہ وہ حاضر متکلم کا فرزند مصاحب و صاحب فضل و راے صاحب
وے جیسا کہ وہ اپنے والد بزرگوار کے اصطلاحات و رموز و اشارات کے سمجھنے کی مہارت رکھتا
وگا غائبین کہ باوجود بُعد مکانی و زمانی کے فہم و فراست مین اوسکے ادنی غلامون کے پاسنگ کو
پہونچتے ہون اوسکے ساتھ کیا نسبت رکھتے ہونگے پس جبکہ وہ اس کلام سے نوسو برس
سمجھے دوسرون کا سمجھنا غلط فہمی ہی اور حضرت محمد بن حنفیہ اپنی اٹکل و تخمین سے فرماتے ہین کہ مہدی
سنہ دو سو مین قائم ہونگے چنانچہ نعیم کی روایت مین موجود ہی پس ظاہر ہی کہ اگر اپنے والد مظہر العجائب
سے کچھ بھی اشارہ نوسو کا پایا ہوتا ایسے قیاس کلیہ کو دوڑاتے پس احتمال نو برس
خلافت کا نہایت مدلل و معقول ہی اور نوسو کا بغایت ہیچ و پوچ ہی و اذا جاء الاحتمال
بطل الاستدلال **دلیل ششم و ہم** عالم میان رسالہ معارضہ مین رسالہ برہان سے نقل
کرتے ہین وَيحًا لِلطَّالِقَانِ فَاِنَّ لِلّٰهِ بِهَا كُنُوزًا لَيْسَتْ مِنْ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ وَلٰكِنْ
بِهَا رِجَالٌ عَرَفُوا اللّٰهَ حَقَّ مَعْرِفَتِهِ وَهُمْ اَنْصَارُ الْمَهْدِيِّ فرمائے علی رضی اللہ عنہ واسطے
اللہ تعالے کے خزانے ہین نہین ہین وے روپے اور سونے سے و لیکن وہ مرد ہین عارفان باللہ
جو حق معرفت کا ہی یہ مرد انصار ہین مہدی کے اسی برادر یہ سب اوصاف موجود تھے حضرت مہدی
علیہ السلام مین **جواب** مجیب اس قوم کی خیانتین اور تحریفات دریافت کرتے کرتے
تھک گیا مگر یہ لوگ اس فعل سے نہ تھکے اگر ایک شخص ہووے اوسکا حساب ہوسکتا ہی یہان سلف سے
خلف تک پیر سے مرید تک سب یہی پیشہ رکھتے ہین سوائے خداوند سریع الحساب کے کوئی اونکا
حساب نہین کرسکتا ہی مگر بقولیکہ مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ اوس دریا کا ایک قطرہ اس
مختصر مین لکھا گیا ہی ابھی عالم میان اور اونکے بزرگون کی اس قسم کی خوبیان اور بزرگیان اوائل
گذشتہ مین بیان ہوچکی ہین اوسکو دیر نہوئی تھی کہ پھر میان مذکور نے اندیشہ وہی پیشہ اس
روایت مین بھی اختیار کیا کہ ویحا للطالقان کو کہ اصل کلام مرتضوی مین موجود تھا ویحا للطالقان
کردیا دوسرے یہ کہ ترجمہ اوسکا بالکل اوڑا دیا تیسرے یہ کہ بہا کنوزا کے ترجمے مین سے بہا کو کہ ضمیر
اوسکی راجع طرف طالقان کے تھی بالکل نکال ڈالا چوتھے یہ کہ بہا رجال مین سے بھی بہا کو نکال ڈالا
جب اتنی ہاتھ چالاکی کر چکے مابقی روایت کو اپنے مہدی پر منطبق کردیا کیونکہ ان الفاظ کے نہونے سے

وایت انکے مہدی کی تکذیب کرتی ہی اسواسطے کہ طالقان جیساکہ قاموس مین لکھا ہی ایک
رمیان بلخ اور مروکے اور ایک شہر یا پرگنے کا نام بھی ہی درمیان قزوین اور ابہر کے کہ صاحب
ن بن عباد وہین کا ہی غرض کہ جناب مرتضوی کے کلام مین طالقان نام مقام ہے میان
نے اوسکو صیغہ تثنیہ کا سمجھکر لام کے سبب سے اوسکو مجرور بالیاء کرکے للطالقین کر دیا لیکن
واب اس خوبی سے صحیح کر چکے معنی یہ جس سے حیران ہے کہ دو جا تثنیہ مین لفظ ہما کی جگہ
راجع دیکھکر گھبرائے کہ ہا ضمیر واحد مؤنث یا جمع کی ہی اور یہان مرجع تثنیہ ہی جب کچھ
سکا پرانا ہاتھ یاد آیا بزرگون کی پڑھی ہوئی موروثی چھری نکال کر ترجمے مین سب کو چھپا کر
ن اپنی عبارت تراش لی کہ یہان کون پوچھتا ہی قیامت مین جب شاہ ولایت دعوی کرینگے
ے کلام کو تربیونت کرکے مجھپر کیون اتہام کیا وہان کی بھگتان وہین بھگت لینگے
عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گذرتی ہی حیف حال اون میون کا ہی کہ مسند
وخلافت مہدی پر بیٹھے ہین اور اپنا لقب صادقین ٹھہرائے ہین تو واسے بر حال دیگران
بنائے ولایت مآب کے کلام کے معنی صحیح سے لکھے جاتے ہین تا کہ معلوم ہو کہ کلام ولایت نظام
ہی دلیل ہے نہ مہدویون کی اور جناب مرتضوی انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین فرماتے ہین
ست ہو مقام طالقان پر کیونکہ اوسمین خدا کے خزانے ہین کہ چاندی و سونے سے نہین
لیکن وہان اس مقام مین ایسے مرد ہین کہ اونھون نے خدا کو پہچانا ہے جیسا کہ حق معرفت کا
ر وہی لوگ انصار اور مددگار مہدی کے ہونگے انتہی اب میان جی آپ فرمائیے کہ تمھارے مہدی
ی کون سے طالقانی مرد مددگار و انصار تھے علاوہ یہ کہ تمھارے میران مطلقا انصار کا انکار
تے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے انصار و مہاجرین تھے
مہدی کے فقط مہاجرین ہونگے انصار نہونگے پس ثابت ہوا کہ جناب اسد اللہ
الب مہدی آیندہ کا ذکر فرما رہے ہین تمھارے مہدی کا ذکر نہین ہی شعر تجھے کیا
ہی مولی علی سے + تو لینے شیخ سدو کو منالے + دلیل دوازدہم در بیان احادیث
ثار مسائل معارضہ منہا ما اخرجہ الترمذی یلی رجل من اہل بیتی یواطی
مہ اسمی یعنی والی ہوگا ایک مرد اہل بیت سے میرے موافق ہی نام اوسکا میرے نام کے

ی ہان جماعت کثیر عالمون سے عاملون سے امیرون سے فقیرون سے تصدیق واطاعت کی آپکی
ردیا حق تعالی نے آپ کو والی اہل بیت سے ہمنام نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومنہا ما اخرج
ماجۃ یکون فی امتی المھدی ان قصر فسبع والا فتسع فتنعم فیہ امتی نعمۃ لم یتنعموا
لھا قط تؤتی اکلھا ولا تدخر منھا شیء والمال یومئذ کدوس یعنی میری امت
مہدی ہوگا اگر کم زندگی کرے گا تو سات وگرنہ نو پھر پر نعمت ہوگی اوسمین میری امت
ی نعمت سے کہ نہ پر نعمت ہوگی ویسا کبھی دیے جاینگی ثمرات اپنے اور نہ ذخیرہ وجمع کرے گا
ی اوسمے کوئی چیز اور مال اس روز مثل خرمن پایمال کے ہوگا انتہی ثمرات سے مراد وہ فائدے
ہ کہ جنکے لیے انسان پیدا ہوا ہی ہان موافق اس حدیث شریف کے سنہ ۹۰۱ نوسو ایک ہجری
ت اسد شریف مین حضرت نے دعوی من اتبعنی فھو مومن کا آشکارا کیا پھر چپ ہو رہے
سنہ ۹۰۳ نوسو تین ہجری پر احمد آباد گجرات مین دعوی مہدویت کا کیا پھر چپ ہو رہے
سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین شہر بدلی مین علانیہ دعوی مہدویت کا اور دعوی تصدیق فرض
ر کفر کا صاف صاف کیا پھر نہ چپ رہے بلکہ ہمیشہ اسی دعوے پر وفات تک مصر و ثابت
ہے اس دعوے کو دعوی مصر و موکد کہتے ہین پھر حضرت کے وقت مین پر نعمت ہوئی امت
تون ولایت محمدیہ سے مثل ترک دنیا طلب دیدار خدا تعالی اور توکل تام و ذکر دوام و عزلت
صحبت خوابی و قلبی و بصری وغیرہ کے جو احکام متعلق ولایت محمدیہ سے ہین اور دیے گئے فائدے و ثمرات
بشر انسانی کے مثل فنائے تعیین شخصی و بقائے شہود ذاتی و تجلیات جبروتی ولاہوتی کے
ر ایکدم مین اور دنیا اور اہل دنیا انکے نزدیک نہایت ذلیل تھے اور مال اس وقت انکی مبارک
لن مین پایمال ہوگیا تھا انتہی مختصراً ومنہا ما اخرجہ ابن ماجۃ قال رسول اللہ صلی
علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق فیوطئون المھدی یعنی سلطانہ
ی فرمایا حضرت نے کہ نکلینگے آدمی مشرق سے پایمال کرینگے سلطنت کو مہدی کی یا بموافقت
ین گے مہدی کی ہان موافق اس حدیث کے کئی بار خروج کر چکے ہندیان جو مشرقی ہین
رت مہدی کی قوم مبارک پر جو حضرت کی سلطنت ہین اور کئی بار پایمال کر چکے قتل و اخراج
بسن و ضرب اور انواع واقسام سے اور پھر قیامت تک کرتے رہین گے اور معنی وطائے کے بموافقت

سے کے لیوین تو موافقت وتصدیق بھی ہندیون اور خراسانیون سے ہوئی او ر وہ مشہور ہی ہی کہ یہی
مشرقی ہین **و منہا** ما اخرجہ نعیم بن حماد عن امیر المؤمنین علي بن ابی طالب
رضي الله عنه قال یوم المهدي للطیر فیسقط علی یدیه ویغرس قضیبا فی بقعة
من الارض فیخضر ویورق یعنی فرمائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اشارہ کریگا مہدی پرندے کو
تو گر جائے گا اوپر واوسکے اور گاڑے گا سوکھی لکڑی زمین مین تو ہری پتے دار ہوگی نقلیات
مین مذکور ہی کہ شاہ نظام فاروقی سلطان ملک خاندیس بعد تصدیق وصحبت مہدی کے عرض کیے
ایات وکرامات علما کہتے ہین کہ مہدی خشک لکڑیکو سبز کرے گا اوسیوقت حضرت مسواک کو گاڑ دیے
تو جھٹ سبز ہوگئی پھر اوکھاڑ لیے اور فرمائے کہ یہ کام بازیگر بھی کرتے ہین لیکن مراد یہ ہے کہ
مہدی خشک دلون کو سبز کرے گا **و منہا** ما اخرجہ نعیم عن طاؤس قال اذا کان
المهدي یبذل المال ویشتد علی العمال ویرحم المساکین یعنی فرمائے طاؤس رحمہ اللہ جبکہ
ہوگا مہدی تو بخشش کرے گا مال کو سخت رہے گا اغنیا پر اور رحم کریگا فقرا پر **و منہا** ما اخرجہ
نعیم بن حماد عن کعب قال المهدي خاشع لله کخشوع النسر بجناحیه یعنی فرمایا کعب
رحمہ اللہ تعالی نے کہ مہدی خاشع ومراقب ہوگا مثل خشوع گرگس کے بکھوٹون مین **و منہا**
ما اخرجہ ایضا عن علي رضي الله عنه قال اسم المهدي محمد یعنی فرمائے علی رضی اللہ عنہ
کہ نام مہدی کا محمد ہی انتہی یہ سب روایات مصنف رسالہ معارضہ نے رسالہ البرہان سے نقل
کیے ہین **جواب** روایت اول مین اگر والی ہونے سے مراد ولایت عامہ او ر حکومت تامہ ہے
جیسا کہ دوسرے احادیث صحیحہ اسپر شاہد ہین تو ظاہر ہی کہ یہ صفت تمہارے شیخ متنازع فیہ مین
مفقود ہی پس حدیث تمکو جھٹلاتی ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ ایک جماعت کثیر کا پیر ومطاع بن جانا جیسا کہ
تم سمجھے ہو تو یہ بات کچھ خصائص مہدی سے نہین ہی بلکہ اہل بیت مین ہزارہا شخص ہمنام
حضرت کے ایسے ہوئے ہین کہ ایک خلق اونکی مطیع ومعتقد ہوئی ہی یہ کیا خصائص و
عجائب سے تھا کہ اوسکو حضرت رسالت خاص مہدی کے واسطے بیان فرماتے حاصل
یہ کہ مہدی کے صدہا علامات بروایت ثقات ثبوت کو پونہچے ہین اگر ایک شخص مین اکثر علامات
مفقود ہون اور چند ایسے موجود ہون کہ خصائص مہدویت سے نہون اوسکی مہدویت ہرگز

بت نہین ہوتی ہے بلکہ اظہر یہی ہے کہ اوس مفقود العلامات نے حب جاہ و نفسانیت کی راہ سے
وہی کیا ہی اسواسطے کہ معصوم نہین ہے اور اسی سے جواب ساتوین روایت اخیر کا بھی معلوم ہوگیا
رد دوسری روایت اور سولے اوسکے بعضے اور روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے
رمانہ مہدی پانچ یا سات یا نو برس کا ہی یعنی اصل الامور الثلثہ یہ مفہوم روایات نہین ہی کہ تینون
نے اوس مین جمع ہونگے اگرچہ شق ثالث مین شقین اولین ضمناً داخل ہین مگر اجتماع ثلثہ
طوق کلام نہین ہی پس تینون وقت مین تین دعوے نکالنا تاکہ کوئی روایت ثبوت نہو سکے
لے یہ محنت و فکر رایگان و برباد ہی ایسیے غیر ضروری امر مین اسقدر محافظت روایات کی کرنا
رصد ہا روایات ضروریۃ الرعایت کو کہ مخالف حال ہین پس پشت ڈالنا یا تحریف لفظی و معنوی
کے اصل مطلب کو بگاڑ دینا جیساکہ دلائل سابقہ مین مذکور ہی انصاف و دیانت سے بعید
بلکہ اس روایت مین بھی اوسکا نمونہ موجود ہی کہ بعضے الفاظ ساقط کر کے ترجمہ معکوس کیا
علوم نہین کہ نسخہ غلط دستیاب ہوا تھا یا عمداً اپنی عادت کے موافق یہ کام کیا لیکن بیان مراد مین
بشبہہ تحریف قصدی کی گئی ہی حدیث ابن ماجہ مین عبارت صحیحہ یہ ہی تُؤتِی الأرضُ اُکُلَهَا
لا تدّخر عنهم شیئاً الحدیث یعنی دیویگی زمین ثمرات اپنے اور نہ بچا رکھے گی امت سے
ئی شی کے تئین الخ اب اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ ماقبل مین جو نعمت مذکور ہے مراد
س سے بھی نعمت ظاہری ہی نہ نعمت ولایت محمدیہ جیساکہ ثمرات سے مراد ثمرات ارض ہین ثمرات
یدایش انسانی مثل فنا و تجلیات وغیرہ کے اسواسطے کہ یہ چیزین ثمرات زمینی سے نہین ہین
ر مواہب آسمانی ہین شاید کہ مہدویون کے معارف و حقائق زمین سے اوگتے ہون اور کتاب
بیان مین یہ حدیث ابی نعیم کی روایت سے بایں الفاظ مذکور ہے کہ یکون فی امتی
لمہدی ان قصر عمرہ فسبع سنین والا فثمان والا فتسع سنین یتنعم امتی فی
زمانہ نعیماً لم یتنعموا مثلہ البر والفاجر یرسل السماء علیہم مدراراً ولا تدخر
لارض شیئاً من نباتھا اور دار قطنی اور طبرانی کی روایت سے بایں الفاظ مذکور ہے کہ
یکون فی امتی المہدی ان قصر عمرہ فسبع والا فثمان والا فتسع سنین یتنعم
بھا امتی نعمۃ لم یتنعموا مثلھا البر منہم والفاجر یرسل اللہ علیہم السماء

مدد اور لا تخرج الارض شیئاً من النبات ویکون المال کدوساً یقوم الرجل فیقول
یا مہدی اعطنی فیقول خذ ان دونوں حدیثوں مین شئی کا بیان نبات کرکر دیا گیا
پس معلوم ہوا کہ مراد اکل سے ثمرات ونباتات زمینی ہین اور تاویل مہدویہ کی غلط ہی اور چونکہ
یہ حال انکے مہدی کے وقت مین موجود نہوا حدیث مذکور انکی مہدویت کا ابطال کرتی ہی
نہ اثبات اور اس کتاب کے مطالعہ کرنے والون کو یہ بات واضح ہوگی کہ ان مہدی متنازع
فیہ کو کہ مبین مراد اللہ کہلاتے ہین حق سبحانہ تعالی نے ایک تاثیر عجیب بخشی ہی کہ جو انکے
گروہ مین داخل ہوا اور انکا مصدق بنا اوسکو قرآن وحدیث سمجھنے کا ایک نادر سلیقہ اور طرفہ
طریقہ ہاتھ لگتا ہی کہ خدانخواستہ انکے منکرون کو وہ ہاتھ نہین آتا ہی چنانچہ دلائل سابقہ مین جابجا
انکے فہم کی خوبیان بیان کی گئین اور آیندہ بھی انشاء اللہ تعالی یہی تذکرہ رہیگا وہی فہم مہدوی
اس حدیث مین بھی بکار آیا اور اوسی کا تتمہ ہی کہ وَالْمَالُ يَوْمَئِذٍ كُدُوسٌ کا ترجمہ کرتے ہین
اور مال اوس روز مثل خرمن پایمال کے ہوگا یہ بزرگ اس مقام مین ایسا سمجھے ہین کہ کاف جار اور
دوس مجرور ہی اور بمعنی خرمن پایمال کے ہی حالانکہ اسمین سے ایک بات بھی صحیح نہین ہی دوس مصدر
بمعنی کوفتن بپای ہے بمعنی خرمن کے نہین ہی علاوہ یہ کہ یہان دوس کہان ہی اور کاف جار کہان ہے
بلکہ حرف اصلی وجزو کلمہ ہے اسواسطے کہ یہ لفظ کُدُوسٌ ہی بروزن فُعُول کے جمع کُدس کی کہ بروزن
فعل کے بمعنی خرمن کے ہی اور معنی یہ ہین کہ مال اوس روز خرمنہا وانبارہا ہوگا پس یہ فقرہ بھی دلالت
کرتا ہی کہ ماقبل مین بھی ذکر ثمرات زمینی کا ہی اور تکذیب کرتا ہی انکے مہدی کی کہ مال اونکے وقت
مین خرمنہا نہ تھا بلکہ مارے بھوکون کے اونکے مرید ہلاک ہوتے تھے چنانچہ ملک سندھ مین
چوراسی مرید فاقہ کشی سے مرگیا جیسا کہ مطلع الولایت مین مذکور ہی پس تقریر عالم میان کی کہ
مال انکی نظرون مین پایمال ہوگیا تھا رائگان وبرباد ہوگئی حیرت ہی کہ مصنفین مہدویہ جار ومجرور
کو بھی نہین پہچانتے ہین اسقدر بھی سمجھ مین نہ آیا کہ دارقطنی وغیرہ کی روایت مین یکون المال
کدوساً موجود ہی یہ جار ومجرور منصوب کسطرح ہوگیا انصاف کیا چاہیے کہ اس فراست پر قرآن
واحادیث مین بلاتامل تاویلات کرتے ہین اور اختراع معانی اور تعارض دانی کا زعم رکھتے ہین اور رسالہ
معارضۃ الروایات تصنیف کرتے ہین اور رسالہ شبہات الفتاوی مین شیخ ابن حجر مکی وغیرہ

بہ ہدایت کار دکرتے ہین اور معتقدین تعظیمین بجا بجا کر کودتے ہین کہ میان کے ہاتھ سے کیا
م ہوا ہی کہ ایسے ایسے علماے نامدار کار دکھدیا شعر صائب و چیز می شکند قدر شعر
سین نا شناس و سکوت سخن شناس اب باقی روایات کے اغلاط سے اعراض و اغماض کر کے
مختصر کیا جاتا ہی کہ روایت سوم مین مشرق سے مراد شرقی بلاد مہدی ہی اسواسطے کہ جسکا
بیان ہوتا ہی اوسیکے جہات مراد ہوا کرتے ہین نہ متکلم کے پس مہدی موضوع خود اوسمین بلاد
سے تھے اون پر یہ حدیث صادق نہین ہی اور اسیطرح لفظ سلطنت بھی قوم مہدی پر
ایک جماعت درویش و فقرا ہی غیر صادق ہی اور روایت چہارم مین مہدی مذکور نے جو مراد بیان
ہی لفظ یغرس کا اور فی بقعة من الارض کا اوسکو دکرتا ہی اسواسطے کہ دل سینے مین ہوا کرتے ہین
ارض مین نہین ہتے ہین چنانچہ کریمہ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ اور مَا جَعَلَ
لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ اوسپر شاہد ہی اور علاوہ یہ کہ اگر مراد سبز کرنا لکڑی کا ہی جیسا کہ
ہی تو قطع نظر اوسکے ثبوت سے اور قطع نظر اوس سے کہ یہ کرشمہ قبل دعاوی ثلثہ مہدویت کے
فع ہوا ہی چنانچہ باب دوم سے وقت ملاقات شہ نظام فاروقی کے معلوم ہوتا ہی پس علامت
دویت سے اوسکو کیا علاقہ تب بھی بموجب قول انکے مہدی کے مثبت مہدویت نہین ہی اسواسطے
یہ کام بازیگر بھی کر سکتے ہین اور اگر مراد دلون کا سبز کرنا ہی تو وہ بھی مثل مہدیت کے دعوے
ض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے جیسا کہ چھٹی روایت بھی دعوی محض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے
ظاہر ہی کہ جب تک معاملہ باطنی ثابت نکیا جاوے فقط ظاہری ہیئت کسی کیا کام آتی ہے
دعوے سے قبل اثبات کے دوسرا دعوی پایۂ ثبوت کو نہین پہونچ سکتا ہی بلکہ طریق اثبات
مہدویت کا یہ ہی کہ کوئی علامت مختصہ مہدی کہ بروایت صحیحہ ثابت ہو اور وہ شخص متنازع فیہ مین
پائی جاوے اس طور پر کہ اوسکا وجود اوس شخص مین خصم کے نزدیک بھی مسلم ہو یہ قیود اسواسطے
ہین کہ اگر وہ امر خصائص مہدویت سے نہین ہی یا بروایت صحیحہ ثابت نہین ہی تو اوسکے پائے جانے
سے مہدویت کسطرح ثابت ہوسکتی ہی اور ایسی باین ہمہ اگر اوسکا وجود شخص متنازع فیہ
مین خصم کے نزدیک غیر مسلم ہی تو وہ بھی مثل مہدویت کے ایک دعوی محض ہوا اول اوسکا اثبات
چاہیے پھر اوس سے مہدویت کو ثابت کرنا چاہیے اب تم لوگ اپنے مہدی کے احوال باطنیہ

وغیرہ کو دلیل مہدویت کی ٹھہراتے ہو یہ بے قاعدہ ہی اوسکا وجود ہمارے نزدیک غیر مسلم ہی اسواسطے کہ
ع باطل ست انچہ مدعی گوید اول اوسکا اثبات چاہیے اور پانچویں روایت مین عمال کی تفسیر اغنیا
کر کرنا غلط ہی اسواسطے کہ عمال سے مراد عاملان خدمات مملکت ہین مثل تحصیل صدقات و خراج وغیرہ کے
چنانچہ قرآن مین ہی کہ والعاملین علیہا اور چونکہ مہدی متنازع فیہ ملک نہ رکھتے تھے نہ عاملان ملک
یہ روایت اونکی مؤید نہیں ہے بلکہ مکذب ہی **دلیل پانزدہم تقیہ احادیث و آثار سراج
الابصار منہا** ما قال علي رضي الله عنه قلت یا رسول الله امنا المهدي ام من
غیرنا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم بل منا یختم الله به الدین ای اظهره باتم
الظهور فی زمانه واوصل اصحابه في منازل المقربين في الصديقين فهم اهل المشاهدة
والمعاينة والمكالمة ولكن لا يعرفهم الا الله واولياؤه كما قال تعالى اوليائي تحت قبائي
لا يعرفهم غيري اخرجه هذا الحديث جماعة من الحفاظ في كتبهم منهم ابو القاسم
الطبراني وابو نعيم الاصفهاني وعبد الرحمن بن حاتم وابو عبد الله نعيم بن حماد وغيرهم
ومنها ما روي عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال دخل رجل على ابي جعفر
محمد بن علي رضي الله عنه فقال له اقبض مني هذا الخمسمائة درهم فانها زكوة مالي
فقال له ابو جعفر خذها انت فضعها في جيرانك من اهل الاسلام والمساكين من
اخوانك المسلمين ثم اذا قام مهدينا اهل البيت قسم بالسوية وعدل في الرعية
فمن اطاعه فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصى الله اخرجه الامام ابو عبد الله
نعيم بن حماد في كتاب الفتن قلت قد وجد القسمة بالسوية والعدل في الرعية
اي فيمن اطاعه فقد اطاع الله واما من عصاه فقد عصى الله فلا يقبل عدله
ومنها ما روي عن كعب الاحبار انه قال اني لاجد المهدي مكتوبا في اسفار
الانبياء ما في حكمه ظلم ولا عيب اخرجه الامام ابو عبد الله نعيم بن حماد
قلت قد تحقق الرواية عن المهدي انه قال ذكر في كتاب الله وكتب الانبياء
ولم يكن في حكمه ظلم ولا عيب كما هو المشهود **ومنها** ما روي عن الحارث بن
المغيرة المصري قال قلت لابي عبد الله الحسين بن علي كرم الله وجهه باي شيء

ـن الامام المهدي قال بالسكينة والوقار قلت وبأي شيء قال بمعرفة الحلال و
م وبحاجة الناس اليه ولا يحتاج الى احد قلت صدق الحارث هكذا كان المهدي
منها ما روي عن علي بن الهلالي عن ابيه قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه
لم وهو في الحالة التي قبض فيها فاذا فاطمة عند راسه والحديث طويل
في اخره يا فاطمة والذي بعثني بالحق ان منهما مهدي هذه الامة
ا صارت الدنيا هرجا ومرجا وتظاهرت الفتن وانقطعت السبل واغار بعضهم
ضا فلا كبير يرحم صغيرا ولا صغير يوقر كبيرا فيبعث الله عند ذلك منهما من
تح حصون الضلالة وقلوبا غلفا يقوم بالدين في اخر الزمان كما قمت به في
ل الزمان اخرجه الحافظ ابو نعيم الاصفهاني في صفة المهدي وانظر ايها
صف الى قوله عليه السلام وقلوبا غلفا وهو تفسير لقوله حصون الضلالة
لمراد ان المهدي يفتح القلوب الغلف بقبضه فيملؤها بعدله وهذا معنى يملأ
رض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما كما ذكر الامام احمد بن حنبل
مسنده ويملأ الله قلوب امة محمد غنى ويسعهم عدله ومنها ما روي عن
بد الله بن عطاء قال سألت ابا جعفر محمد بن علي فقلت اذا خرج المهدي
ي سيرة يسير قال يهدم ما قبله كما صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم و
ستانف الاسلام جديدا كذا في عقد الدرر اي يهدم البدع وما اخطأ
تهدون فيه من العمليات والاعتقاديات وهذا من خصائصه كما ذكرنا
ل ويدل عليه قوله عليه السلام يقوم بالدين في اخر الزمان كما
مت به في اول الزمان اذ لو لم يحكم بتخطية المخطئين لا يقوم بالدين
ما قام به النبي صلى الله عليه وسلم فعلم ان المهدي يكون حاكما بين المذاهب
ما ذكرت قبل ومنها ما روي عن علي بن ابي طالب في قصة المهدي
ال ولا يترك بدعة الا ازالها ولا سنة الا اقامها كذا في عقد الدرر ومعنى
هذا القول انه يكون فاعلا بنفسه وآمرا لغيره وهذا المعنى مؤيد

بما ذکر الشیخ سعدی بالفارسیة بیت یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست کتب خانۂ چند
ملت بشست ه ای حکم بنسخها فصدق المؤمنون بانها منسوخة لان الکتب
السماویة مغسولة بالماء بل مغسولة عن قلوب من امن به ای علمه منسوخة
وهذه المنقولات من عقد الدرر وان کان بعضها ضعافا لکن لما وجدت
فیمن ادعی ظهر انها کانت صحاحًا فی نفس الامر وان لم تبلغ درجتها **جواب**
حقیقت حال یہ ہی کہ احادیث نہایت مخالف ہین احوال مہدی متنازع فیہ سے اور کلام مخبر
صلی اللہ علیہ وسلم کا سراسر تکذیب و ابطال انکار کرتا ہی اسواسطے مہدوی لوگ وادی
حدیث مین بکمال احتیاط و بے پاؤن چلتے ہین جب احادیث و آثار اپنے مخالف
حال دیکھتے ہین وہان کچھ دم نہین مارتے ہین اگر کوئی حدیث مختصر کہ جس مین احوال امام
یہ تفصیل نہین ہی ہاتھ لگی اوسکو غنیمت جانکر دعوی مطابقت کا برپا کرتے ہین یا کسی حدیث
کا ایک ٹکڑا اپنے موافق اور دوسرا مخالف نظر آیا تو اوسمین قطع و برید کرکے پارہ موافق کو
نقل کرتے ہین حالانکہ جب بامعان نظر و انصاف دیکھا جاتا ہی تو وہ موافق بھی مخالف ہوتا ہی
چنانچہ اس جا بھی صاحب سراج الابصار نے ایسہی کیا کہ حدیث اول کے نصف اول کو نقل کیا
اور نصف ثانی کو حذف کیا حالانکہ خدا کے فضل سے وہ نصف اول جسکو اپنا شاہد مددگار بنا کر لائے
ہین وہ بھی انکی تکذیب و تخریب کرتا ہی اسواسطے کہ تمام حدیث بروایت نعیم بن حماد اور ابو نعیم کے
یہ ہی کہ عن علی قال قلت یا رسول اللہ امنا ال محمد المهدی ام من غیرنا فقال لا بل
منا یختم اللہ به الدین کما فتح بنا وبنا ینقذون من الفتنة کما انقذوا من
الشرك وبنا یؤلف اللہ بین قلوبهم بعد عداوة الفتنة کما الف بین قلوبهم
بعد عداوة الشرك وبنا یصبحون بعد عداوة الفتنة اخوانا کما اصبحوا
بعد عداوة الشرك اخوانا فی دینهم یعنی علی مرتضی فرماتے ہین کہ عرض کیا مین نے
یا رسول اللہ مہدی ہم اہلبیت مین سے ہی یا ہمارے غیر سے فرمایا نہین بلکہ ہم مین سے ہی ختم
کرے گا اللہ تعالی بسبب اوسکے دین کو جیسا کہ شروع کیا بسبب ہمارا اور ہمارے سبب سے چھٹائے
جاوینگے فتنے سے جیسا کہ چھٹائے گئے شرک سے اور ہمارے سبب سے موافقت کریگا اللہ تعالی

نکے دلون مین بعد عداوت فتنے کے جیسا کہ موافقت کردی اونکے دلون مین بعد عداوت شرک کے
ہار سبب سے ہوجاوینگے بعد عداوت فتنے کے مانند بھائی بندونکے جیسا کہ ہوگئے بعد عداوت
کے مانند بھائیون کے بیچ دین اپنے کے انتہی خلاصہ حدیث چار باتین ہین ایک یہ کہ نسب امام مہدی کا
بیت کو پہونچتا ہی دوسری یہ کہ مہدی کے سبب سے دین انتہا کو پہونچیگا یعنی کمال پاویگا تیسری یہ کہ
جیسا کہ ابتدا مین مسلمان حضرت کے سبب سے شرک سے نجات پائے ہین انتہا مین مہدی کے سبب سے
باہم نجات پاوینگے چوتھی کہ مہدی کے سبب سے مسلمانون کے دلون سے اختلاف و عداوت فتنون
جاکر ایسی موافقت ہوجاوگی کہ مانند بھائیون کے ہوجاوینگے جیسا کہ بعد جانے عداوت شرک کے
گئے تھے اور شیخ متنازع فیہ مین چارون باتین مفقود ہین اسواسطے کہ دلیل اول مین گذر چکا
نسب اونکا اہل بیت کو نہین پہونچتا ہی اور دین نے بھی انکے سبب سے کچھ کمال نہ پایا اسواسطے کہ ان
الدین عند الله الاسلام دین سے مراد اسلام ہی اور حدیث جبرئیل سے معلوم ہوتا ہی کہ اسلام
کہتے ہین شہادت لا اله الا الله محمد رسول الله اور قائم کرنے نماز اور دینے زکوۃ اور روزہ
رمضان اور حج بیت اللہ کو اور اس اسلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے صحابہ اور تابعین وغیرہ حامیان
محمدی نے نہر جانفشانی نوسو برس مین مشرق سے مغرب تک پھیلایا تھا شیخ جونپوری نے دعوی
مہدیت کرکے سب کو مشرق سے مغرب تک اپنے عندیہ مین کافر ٹھہرایا اور مشارق و مغارب مین سے دین کو
اٹھادیا اور محنت و سعی ہزار سالہ برباد کردی کہ بجز چند ہندیون کے کہ مسلمین ہند کا بھی سوان حصہ
نہین ہین کسیکو مسلمان نہ سمجھا پس تتمہ دین مہدی کمال دین نہین بلکہ زوال دین ہوا یریدون لیطفئوا
نور الله بافواههم والله متم نوره چنانچہ انکے مہدی بھی اس امر معقول کو سمجھ گئے تھے جیسا
مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ جب شیخ جونپوری کو معلوم ہوا کہ امر الہی ہوتا ہی کہ مجھکو مہدی موعود کیا
انہون نے عرض کیا کہ اس دعوی کے اظہار سے کیا فائدہ مقصود ہی کیونکہ اب جو شخص ظاہر شریعت محمدی پر
ہی آتش سے نجات پاتا ہی اور میرے مہدی ہونیکے بعد مجھکو جو قبول کریگا فقط وہی مومن رہیگا باقی سب
کافر ہوجاوینگے انتہی دیکھیے اس مہدویت کے لغو بلکہ مضر اسلام ہونیکا خیال خود شیخ موصوف کے ذہن مین
آگیا تھا اور یہ اعتراض ایسا معقول تھا کہ انکے دل مین وسوسہ مہدیت کے ڈالنے والے سے بھی اسکا کچھ جواب
آیا چنانچہ لکھا ہی کہ آٹھ برس تک یہی اعتراض کرتے رہے بعد آٹھ برس کے ایک جواب زبردستی کے

طور پر ہوا کہ قضا جاری ہو چکی اگر مانیگا ماجور ہوگا ورنہ مجبور ہو جائیگا تیسری بات فتنے سے نجات
پانا وہ بھی نہوا بلکہ بدستور سابق اہل اسلام مبتلائے فتن ہیں بلکہ انکے سبب سے ایک فتنہ تازہ انکے بہت مدت
بڑھ گیا چوتھی بات عداوت جا کر باہم اتفاق ہو جانا اور حدیث موصوف سے بسبب اتحاد شمار کے ثابت
ہوتا ہے کہ جو لوگ شر کسے چھڑائے گئے ہیں وہی لوگ فتنے سے چھڑائے جاوینگے اور انھیں کے
دلوں میں اتحاد و الفت ہو جاویگی اور وہ سب مسلمان ہیں فقط فرقہ مہدویہ اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں
تالیف قلوب نہوئی بلکہ اختلاف عداوت انکے قدوم کے وقت سے یوماً فیوماً روز افزوں ہے علاوہ یہ کہ خود
انکے مذہب مہدوی میں بھی چوہتر فرقے ہو گئے ہیں اور اس قوم کا اعتقاد یہ ہے کہ انکے مہدی نے فرمایا ہے
کہ بندے کے گروہ میں چوہتر فرقے ہونگے ایک ناجی باقی تمام ہالک ہیں اور فرقہ ناجیہ وہی ہے کہ جامع اعتقاد
یعنی عقیدہ خوندمیر پر اعتقاد رکھے چنانچہ انکا شاعر کہتا ہے شعر موعود کے فرمان سوں فرقہ تہتر ہیں
ہلاک ہر اک یہ صد لعنت ٹھہرا اک ستی بیزار سو یہ معلوم ہوا کہ ان بزرگ کے سبب سے اختلاف و فتنہ
دو چند سے بھی زیادہ ہوا کہ تہتر فرقہ اسلامیہ کے ایک سو سینتالیس فرقے ہوگئے حدیث ترمذی وغیرہ میں
وارد ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ بَنِي اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ
مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ
هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ یعنی بتحقیق بنی اسرائیل متفرق ہوئے بہتر ملت پر
اور میری امت متفرق ہوگی تہتر ملت پر کہ تمام آگ میں جاوینگے سوائے ایک ملت کے صحابہ نے عرض کیا کہ وہ
کون سی ایک ملت ہے یا رسول اللہ فرمایا جس میں میں اور میرے اصحاب ہیں انتہی یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدوی
لوگ امت محمدی سے خارج ہیں اسواسطے کہ اگر داخل امت ہوتے تو حضرت فرماتے کہ میری امت ایک سو
سینتالیس ملت پر متفرق ہوگی اور **روایت دوم** کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص نے امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھ سے یہ پانسو درہم میرے مال کی زکوۃ کے آپ لیجیے آپ نے فرمایا کہ تو ہی
انکو اپنے ہمسائے مسلمانوں مساکین میں تقسیم کر دے پھر جب ہم اہل بیت میں کا مہدی قائم ہوگا
تقسیم برابر کی اور عدل رعیت میں کریگا پس اوسکی اطاعت و نافرمانی خدا کی اطاعت و نافرمانی ہوگی
انتہی اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ اس سوال کے جواب میں تذکرہ مہدی کو کچھ مناسبت نہیں ہے
اور جب تک مہدی کی سلطنت کی طرف اشارہ کیا جاوے جواب نامربوط ہے حاصل مقام یہ ہے کہ خراج و عشر

زکوٰۃ چاہیے یا یون چپ رہنا اور اموال تجارت کی تحصیل کرکے اوسکے مصارف مین خرچ کرنا خلفا و سلاطین
اہل اسلام کا کام و عہدہ ہی بمنطوق اس آیت کے کہ خُذ مِن اَموالِہِم صَدَقَۃً اور اسی پر زمانہ نبوت سے
آج تک عمل امت اسلامیہ کا چلا آتا ہی پس حضرت امام محمد باقر نے کہ مانند اکثر ائمہ اہل بیت کے
سلطنت اور امامت ظاہری نہین رکھتے تھے اس کام سے انکار فرمایا اور ائمہ اہل بیت مین سے
مہدی کی طرف اشارہ فرمایا یعنی ہم ائمہ اہل بیت کو بسبب نہونے خلافت و امامت ظاہری کے عہدہ
تحصیل و تقسیم زکوٰۃ کا نہین ہی البتہ ہم مین امام مہدی کہ امامت ظاہری و باطنی دونون رکھنے ہونگے
زکوٰۃ وغیرہ تحصیل کرینگے اور پھر بالسویہ تقسیم کرینگے اور اس زمانے کے سلاطین چونکہ زکوٰۃ کو موقع پر
صرف نہین کرتے ہین تو آپ مستحقین ہمسایہ پر تقسیم کرے اور یہ گمان نہین ہوسکتا ہی کہ خود امام
کو زکوٰۃ دینا اوس شخص کو منظور ہو اسواسطے کہ ادنی اعلی سب جانتے ہین کہ بنی ہاشم پر زکوٰۃ لینا
حرام ہی اب ثابت ہوا کہ شیخ جونپوری پر امام محمد باقر نے حوالہ نہین کیا ہی اسواسطے کہ یہ بھی بسبب فقدان
سلطنت کے عہدہ اخذ زکوٰۃ کا نہین رکھتے ہین اگر ایسی مطلق لینا درست ہوتا حضرت امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ خود ہی لے لیتے پس قسمت بالسویہ سے بھی اشارہ طرف سلطنت و خلافت عامہ کے ہی ورنہ
مال خیرات کہ درویشانہ ہاتھ لگے اوسکو چیلوں بالکون مین بالسویہ بانٹ کھاتا کونسا مقدمہ عظیم الشان تھا
کہ اوسکی پیشگوئی مناسب ہوتی اور ایسی عدل رعیت سے بھی اشارہ طرف حکومت عامہ مسلمین کے
ہی کہ تمام بلاد اسلامیہ کا شرق سے غرب تک حاکم ہوکر عدل و داد پر مستقیم رہنا نہایت امر عظیم الشان ہی کہ دنیا
مین گنتی کے لوگ ایسے ہوئے ہین ورنہ چند مرید و طالب پر عدل کرنا کچھ نادرات سے نہین ہی کہ قابل اخبار ہووے
ہزارہا بلکہ لکھا اس صفت کے لوگ اس امت مین گذرے ہین کہ اپنی رعیت خاص یعنی اہل و عیال و
خادمین و طالبین کے ساتھ معاملہ عدل و انصاف بسر بری اوقات کیے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین
ہی کہ کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ یعنی تم سب اپنے اپنے متعلقات خاص کے نگہبان ہو
اور ہر ایک سے اوسکی رعیت کا سوال کیا جاوے گا اور روایت سوم کا حاصل یہ ہوا کہ کعب احبار نے فرمایا
کہ مین مہدی کو اسفار یعنی کتابون انبیا مین مکتوب پاتا ہون کہ اوسکے حکم مین ظلم و عیب نہوگا اوسپر
مصنف ہدیہ مہدویہ نے لکھا کہ ہمارے مہدی سے روایت ہی کہ اونھون نے کہا ہی کہ میرا ذکر کتاب اللہ
اور کتب انبیا مین ہی اور لکھا کہ مشہور ہی کہ اونکے حکم مین ظلم و عیب نہ تھا پہلے امر کا دعوی مہدی نے کیا

اور دوسرے کا مہدویت ہونے دعوی محض سے اثبات کسی چیز کا نہیں ہو سکتا ہی پہلے اوسکو ثابت کرنا چاہیے
کہ کیونکر معلوم ہوا کہ کتب انبیا علیہم السلام مین تمھارا ذکر ہی و قرآن مین کہ امام مہدی کا ہی اور تمھارا مہدی ہونا کہان سے
ثابت ہوا یہ اول نزاع ہی اسیکو اپنی دلیل کردانتا مصادرہ علی المطلوب ہی گویا کہ حاصل یہ ہوا کہ میرا مہدی ہونا
اس سے ثابت ہوا کہ میرا ذکر کتب انبیا مین ہی اور کتب انبیا مین میرا ذکر ہونا اس سے ثابت ہوا کہ مین مہدی
ہون کوئی عاقل بھی اس استدلال کو پسند کریگا علاوہ یہ کہ کلام کعب احبار سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے
انبیائے سابقین مین مہدی کا ذکر ہی اور قرآن مین نہین ہی ورنہ ایسے موقع بیان مین اوس سے سکوت کا ہیکو
کرتے اور مہدی نے اوسکے خلاف دعوی کیا کہ میرا ذکر کتاب اللہ یعنی قرآن مین اور کتب الانبیا مین بھی
ہی پس دلیل ناقص اور یہ دعوی کامل ہوا اور دوسرے امر یعنی اونکے حکم مین ظلم و عیب نہونے کا دعوی مہدویون
نے کیا ہی وہ بھی دعوی بلا دلیل ہے اور دعوی شہرت کا غلط ہی کہان سے ثابت ہوا کہ تمھارے شیخ کے حکم مین
ظلم و عیب نہ تھا بلکہ تمھاری کتابون سے ثابت ہوتا ہی کہ اونکا حکم ظلم و عیب سے معمور تھا چنانچہ شرح اسکی
دلیل اخلاق مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور روایت چہارم کا حاصل یہ ہے کہ علامت پہچانے
امام مہدی کی یہ ہے کہ صاحب سکینہ و وقار ہونگے اور حلال و حرام کی معرفت رکھتے ہونگے اور لوگ اونکے
طرف حاجت رکھتے ہونگے اور وہ کسیکی طرف حاجتمند نہونگے غرضکہ سکینہ و وقار کا اندازہ معلوم نہوا کہ
کسقدر سکینہ و وقار مہدویت کی علامت ہی کیونکہ مطلق سکینہ و وقار ہر مسلمان مہذب مین ہوتا ہی بلکہ
اکثر اہل دنیا مین بھی ہوتا ہی اسیواسطے تنہا اس علامت کو حارث بن مغیرہ نے معرفت مہدویت
مین کافی نہ جان کر دوبارہ سوال کیا کہ وبای شئی یعنی اور کس چیز سے پہچاننا فرمایا کہ معرفت حلال
و حرام سے اسکو بھی راوی مذکور نے کافی نہ سمجھا کیونکہ مقدار معرفت معلوم نہوئی اور مطلق معرفت
ہر مجتہد و عالم کو ہوتی ہی اسواسطے سہ بارہ سوال کیا کہ اور کس چیز سے پہچاننا فرمایا کہ حاجت ناس سے
پس معلوم ہوا کہ امور ثلثہ علامت مہدویت کے ہین فقط ایک ایک اور شیخ جونپوری مین و باتین اخیر کی قطعاً
نہ تھین اور امر اول مین بھی تردد ہی اسواسطے کہ سید بھی تقریر مناظرہ دینی مین بھڑک جاتے تھے چنانچہ
ولعه وغیرہ مین کچھ مذکور ہو چکا ہی اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ بادشاہ سعید نے قاضی کو اونکے پاس بھیجا کہ
ہمارے شہر سے باہر چلے جاو میران نے نمانا اور کہا کہ جب حکم خدا کا ہوگا چلا جاونگا قاضی نے کہا کہ اطاعت
اولی الامر کی واجب ہی میران نے کہا کہ بادشاہ تیرا ظالم ہی ایسے شخص کو اولی الامر نہین کہتے ہین قاضی نے کہ

اگر کوئی شخص اپنے ملک مین جاندیوے کیا کیا چاہیے میران نے کہا کہ ممالک ملوک کی ملک وراثت نہین ہین قاضی نے کہا کیا آپ کسیکی زبردستی پگڑی چھین لینگے میران نے سر مجلس قاضی غریب کی پگڑی اوسکے سر سے اوتار کر اپنے زانو پر رکھ لی اور کہا کہ پگڑی چھین لینا اسکو کہتے ہین ہم نے کسکی چھینی ہے کہ تو ایسا نالائق سخن بات مین لاتا ہے قاضی غریب نے جا کر یہ اپنی ذلت اور اونکی شدت بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے اس حرکت سے آشفتہ خاطر ہو کر ایک لشکر واسطے انتقام واخراج کے روانہ کیا لیکن دریا خان نے کہ مدار المہام اوس سلطنت کا تھا بادشاہ کی فہمایش کرکے لشکر واپس کروا دیا انتہی مختصراً اب انصاف کیا چاہیے کہ سر مجلس اسقدر معزز صاحب خلاف شرع کی دستار اوتار لینا اور اوسکو سر ننگا کر دینا کونسا سکینہ و وقار کہلاتا ہے کہین صاحب سکینہ و وقار مباحثے اور مناظرے مین کسیکی ہتک حرمت اور آبرو ریزی نہین کرتے ہین بات کا جواب بات سے ہوتا ہے نہ ہاتھ سے البتہ حاکم سند دریا دل تھا کہ باوجود دیکھنے ایسی حرکات کے قدرت انتقام رکھتے ہوئے کسقدر سکینہ و وقار کو کار فرمایا حالانکہ اوسکو بمنطوق وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ اور بمنطوق وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا کے انتقام پہونچ سکتا تھا لیکن اوسنے سکینہ و وقار کو کار فرمایا اور اسپر عمل کیا کہ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اور حال امر دوم یعنی معرفت حلال و حرام کا یہ تھا کہ باوجود دعوا امامت مہدویت کے امامت جماعت کے حلال و حرام بھی نجانتے تھے اسواسطے کہ اپنی مہدویت کے منکر کو کافر بلکہ اکفر جانتے تھے اور نماز جمعہ و عیدین مین اونکے پیچھے اقتدا کرتے تھے چنانچہ انصاف نامے کے باب سوم مین موجود ہے پس معلوم ہوا کہ اسقدر بھی معلوم نتھا کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہین تو انکو کافر کہنا حرام ہے اور اگر کافر ہین تو اونکے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے یہان سے قدر کافی ہے باقی گفتگو دلیل اخلاق مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور حال امر سوم یعنی حاجتمند ہونا آدمیونکا طرف مہدی کے اور حاجتمند نہونا مہدی کا طرف کسی کے یہ بات شیخ جونپوری مین مفقود تھی اسواسطے کہ سوال نکرنے سے حاجتمندی دفع نہین ہوتی ہے سوال نکرنا اور بات ہے اور حاجتمندی اور بات ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ ایک شخص نے ایک کپڑا حضرت رسالت مین پیشکش کیا حضرت نے اوسکو لیا محتاجاً الیہا یعنی اس حال مین کہ محتاج تھے طرف اوس کپڑے کے حالانکہ سوال نکرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ مین یہ قصہ مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ شیخ جونپوری ہمیشہ محتاج ہر چیز کے رہتے تھے خصوصاً ملک سند مین کہ مطلع الولایت مین لکھا ہے

کہ ان مخصوص ہو واسطے فقر کے جو اسی ہیں بدانکا مرگیا نظر فاقہ و حاجتمندی سب ایک چیز ہی جیسا کہ فقیر و
مشتاق و محتاج ایک ہی اور آدمیوں کو انکی طرف کیا حاجت تھی اگر ہوتی اپنے لیئے ملکو نسے کیوں اخراج
کرتے محتاج الیہ کی خواہش کرتا ہی اور اسکو دور کرتا ہی پس ثابت ہوا کہ لوگ انسے مستغنی تھے
اور انکو لوگوں سے حاجت تھی بلکہ یہ بھی بھی دوسروں کے محتاج تھے چنانچہ انصاف نامے کے تیرھوین باب مین
لکھا ہی کہ انکے مہدی نے فرمایا کہ نمازین سنتین جو مجھسے ادا نہین ہوتی ہین مجھکو بتلا دیو بعد چند روز کے
میان الہداد حامد نے بتلایا کہ ان سنتونکی تحقیق ہوئی ہی کہ رسول علیہ السلام سنت ظہر کی قبل فریضہ و بعد
فریضہ باہر آکر ادا فرماتے تھے میرانجی نے کہا کہ اب بندہ بھی باہر آکر پڑھا کریگا پس ثابت ہوا کہ علامات مذکورہ روایت
چہارم شیخ جونپوری مین بالکل مفقود ہین۔ **روایت پنجم** کا حاصل یہ ہی کہ حضرت فاطمہ زہرا نے قسم
کھا کر فرمایا کہ ان دونون یعنی حسن حسین کی نسل سے مہدی اس امت کا ہی جسوقت کہ دنیا مین ہرج
مرج ہوگا اور فتنے ظاہر ہونگے اور راہین بند ہوجاوینگی اور ایک دوسرے کو لوٹیگا پس نہ بڑا چھوٹے
پر رحم کرتا ہوگا اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کرتا ہوگا پس قائم کریگا اللہ تعالی ان دونون سے
ایسے شخص کو کہ فتح کریگا قلعوں گمراہی کو اور دلون غلاف دار کو قائم کریگا دین کو آخر زمانے مین
جیسا کہ قائم کیا مینے اوسکو اول زمانے مین انتہی صاحب سراج الابصار نے اس حدیث کو اپنے مہدی
پر منطبق کرنے کے واسطے حصون الضلالت بمعنی قلوب غلف کے لیا اور علت تفسیری مقرر کیا تا کہ
مطلب یہ ٹھہرے کہ مہدی قلعون حقیقی کو فتح نکرینگے بلکہ فقط دلونکو گمراہون کے اپنے فیض سے فتح کرکے
اپنے عدل سے بھر دیوینگے اور کہا کہ یہی معنی ہین اس حدیث کے بھی کہ یملأ الارض قسطا و عدلا کما ملئت
جورا و ظلما یعنی بھر دیگا مہدی زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہی جور و ستم سے
اور اس مراد خلاف ظاہر پر قرینہ ٹھہرایا حدیث امام احمد بن حنبل کو کہ ویملأ اللہ قلوب امۃ
محمد غنی ویسعہم عدلہ یعنی اور بھر دیگا اللہ تعالی دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا
امت کو عدل مہدی کا انتہی جواب اسکا یہ ہی کہ دونون روایتون مین صاحب سراج الابصار نے تحریف کیا ہی اول تو
کہ روایت ابو نعیم کے آخر کا فقرہ اس تاویل کو رد کرتا تھا حذف کر دیا اور روایت امام احمد کا ماقبل و مابعد
کہ اس تاویل کی تخریب اور انکے مہدی کی صراحۃ تکذیب کرتا تھا تمام حذف کر دیا تاویل و توجیہ خلاف ظاہر
احادیث و قرآن مین کرنا اور معنی ظاہری سے انکار کرنا مذہب فرقہ باطنیہ کا ہی مہدوی لوگ نسبت

بولتے ہین کہ نصوص ظاہر پر محمول ہین تا کہ فرقہ باطنیہ مین داخل نہو جاوین جو پھر معانی ظاہریہ سے انکار کرتے
ہین اور ایسی تاویلات باطنیہ مخالف ظاہر کلام کے کرتے ہین کہ فرقہ باطنیہ بھی پشیمان و حیران ہو جاتے
ہین دیندار و تمام جہان کا یہ ہی کہ ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے اور ایک حدیث کے معنی دوسری حدیث
سے سمجھتے ہین کیونکہ خود متکلم سے بڑھکر کوئی مبین مراد کلام نہین ہوتا ہی چہ جائیکہ اوسکی کہ اوسی حدیث مین
اوسی روایت و سند سے ایک کلام مبین دوسرے کلام کا موجود ہووے اور اوسکو نکال ڈالنا اور خلاف اوسکے
محض اپنی رائے سے ایک معنی ٹھہرانا سخت جرم و خیانت ہی اسیکو تفسیر بالرای اور تحریف معنوی کہتے ہین
اور یہی عادت اہل کتاب کی تھی کہ توریت و انجیل کی بعضی آیت کو دستاویز ٹھہراتے تھے اور بعضی سے
روگردان ہوتے تھے کہ نُؤمِنُ بِبَعضٍ وَّنَکفُرُ بِبَعضٍ اللہ تعالی اونکو فرماتا ہی أَفَتُؤمِنُونَ
بِبَعضِ الکِتَابِ وَتَکفُرُونَ بِبَعضٍ فَمَا جَزَآءُ مَن یَّفعَلُ ذٰلِکَ مِنکُم اِلَّا خِزیٌ
فِی الحَیٰوةِ الدُّنیَا وَیَومَ القِیٰمَةِ یُرَدُّونَ اِلٰٓی اَشَدِّ العَذَابِ وَمَا اللہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعمَلُونَ ٥
اُولٰٓئِکَ الَّذِینَ اشتَرَوُا الحَیٰوةَ الدُّنیَا بِالاٰخِرَةِ فَلَا یُخَفَّفُ عَنهُمُ العَذَابُ وَلَا هُم
یُنصَرُونَ ٥ علماء مہدویہ کو چاہیے کہ اپنے حرکات کو علماء اہل کتاب کے حرکات سے ازراہ انصاف ملاکر دیکھنا
کہ کسقدر طابق النعل بالنعل ہین پس چاہیے کہ اس حرکات سے توبہ کرنا ورنہ اوسی وعید شدید کے کہ اونکے
حق مین مذکور ہوا امیدوار رہنا اور اوس وعید کا جزاء عاجل یعنی خِزیٌ فِی الحَیٰوةِ الدُّنیَا تو خود اونپر نازل
ہو چکا ہی کہ ہمیشہ طرد و ضرب اخراج کے تختہ مشق بنتے ہین اور کبھی انجام و مآل ظفر و نصرت انجام
نہین پاتا ہی پس جزاء آجل اشد العذاب اخروی کے بھی متوقع رہنا اللہم منزل الکتاب اهدهم
سبیل من اناب لقصد فقرہ آخر حدیث ابو نعیم سے حذف کر دیا وہ یہ ہی ویملأ الدنیا عدلا
کما ملئت جورا یعنی بھر دیگا امام مہدی دنیا کو عدل سے جیسا کہ بھر گئی ہو گی ظلم سے اب بچشم
انصاف دیکھنا چاہیے کہ بغیر قلعہ اور ممالک فتح کرنیکے دنیا عدل سے کیونکر بھر سکتے ہین پس کہنا کہ قلعے
الکل فتح نہونگے بلکہ قلعون سے بھی مراد قلوب ہین نہایت تحریف ہی ہر عاقل جانتا ہی کہ دنیا کو عدل سے
بھر دینا اوس سے تمام یا اکثر مراد لیے بغیر کلام درست نہین ہوتا ہے اگر دنیا مین سے چند آدمیون کو
عدل سے بھر دیا وہ تمام اہل دنیا کا لاکھوان حصہ بھی نہین ہین کیونکر صادق آتا ہی کہ دنیا کو عدل سے

بھری تھی اوسی موافق عدل سے بھی بھر جاتا تاکہ تشبیہ برابر آوے اور روایت امام احمد بن حنبل کی سالم ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشرکم بالمهدی رجل من قریش من عترتی یبعث
علی اختلاف من الناس زلازل فیملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا و
ویرضی عنه ساکن السماء وساکن الارض ویقسم المال صحاحا بالسویة بین الناس
قلوب امة محمد غنی ویسعهم عدله حتی انه یامر منادیا فینادی من له حاجة الی فما
احد الا رجل واحد یاتیه یسئله فیقول ایت السادن حتی یعطیك فیاتیه فیقول انا رسو
الیك لتعطینی مالا فیقول احث فیحثی ولا یستطیع ان یحمله فیلقی حتی یکون قدر
ان یحمله فیخرج به فیندم فیقول انا کنت اجشع امة محمد نفسا کلهم دعی الی ه
فترکه غیری فیرده علیه فیقول انا لا نقبل شیئا اعطیناه فیلبث فی ذلك
اوسبعا او ثمانیا او تسع سنین ولا خیر فی العیش بعده فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
بشارت ہو تمکو ساتھ مہدی کے کہ ایک مرد ہے قریش سے اولاد میری سے اوٹھایا جاویگا امت میں
وقت اختلاف آدمیوں کے اور زلزلوں کے پس بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی
ظلم و ستم سے اور راضی ہونگے اوس سے رہنے والے آسمان کے اور رہنے والے زمین کے اور تقسیم
صحاح برابر آدمیوں میں اور بھر دیگا دلوں امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا اونکو عدل اوسکا
کہ وہ حکم کریگا ایک منادی کو پس ندا کریگا کس شخص کو حاجت ہے طرف میرے پس نہ آویگا اوسکے
کوئی مگر ایک مرد کہ امام موصوف کے پاس آکر سوال کریگا پس کہینگے کہ جا خادم کے پاس تاکہ
تجکو پس آویگا اوسکے پاس کہ میں بھیجا ہوا مہدی کا ہوں تیری طرف تاکہ دیوے تو مجکو مال پس
بھر لے پس بھر لیگا اور نہ اوٹھا سکیگا پس ڈالدیگا یہاں تک کہ رہ جاویگا بقدر طاقت اوٹھا
لیکر چلیگا پس نادم ہوگا پس کہیگا کہ میں نفس سب امت محمد سے زیادہ حریص ہے کہ
طرف اس مال کے پس سب نے چھوڑا اوسکو سوا میرے پس پھیرے گا اوسکو مہدی پاس پس
نہیں لیتے ہیں جس چیز کو کہ دیتے ہیں پس ٹھہریگا امام اس حال میں چھ یا سات یا آٹھ یا نو
برس نہیں خیر بیچ حیات کے بعد اوسکے انتہی اب ملاحظہ کرنا چاہیے کہ صاحب سراج الابصار کیسا
شخص ہے کہ اس تمام کلام سے موتہ چھپا لیا اور بیچ کے دو فقرے لکو دھر اوٹھا لیا

دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا اونکو عدل اوسکا اور اس سے غنا زہد اور عدل درویشانہ مراد لیا
اور ہرگز سیاق وسباق کلام کو نہ دیکھا کہ ماقبل مین تقسیم مال کا ذکر ہی کہ دال ہی کہ غنا بسبب اسی تقسیم کے حاصل
ہوئی ہی اور بعد اوسکے قصہ منادی کا مذکور ہی کہ واسطے دینے مال کے ندا کریگا اور لوگ قبول نکرینگے
کیونکہ تقسیمات سابقہ سے غنی وآسودہ ہوچکے ہونگے اور پھر قطع نظر اس سے اگر بالعرض غنا سے
غنا قلبی بھی مراد ہی اسی حدیث مین جو دوسرے امور مذکور ہین وہ تمہارے مہدی مین کہان ہین غنا امت محمد کا اونکے سبب سے
ہونا کب ثابت ہوا دلیل اول مین اوسکا بیان ہوچکا اور اختلاف و زلزلون کے وقت مین اونکے آنے سے
مقصود یہ کہ اونکے سبب سے وہ اختلاف و زلزلے موقوف ہوجاوین اختلاف موقوف نہوا اور زلزلے
کہان تھے اور زمین کو عدل و انصاف سے کہان بھرا اور زمین کے رہنے والے اونسے کب راضی ہوئے
بلکہ ہر زمین والا اپنی زمین سے نکالتا رہا پس آسمان والون کو اسی پر قیاس کیجیے شعر تو کار زمین را
نکو ساختی * کہ بر آسمان نیز پرداختی * اور منادی نے واسطے عطا کے کب ندا کیا کہ کوئی شخص بسبب
غنا کے طالب نہوا سوائے ایک کے اور یہ کیا عادت ہی کہ بیچ مین سے ایک بات لے لینا اور باقی سب چھوڑ دینا
روایت ششم کا حاصل یہ ہے کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ سیرت مہدی یہ ہوگی کہ ماقبل
کے بدعات کو ڈھا دے گا جیسا کہ رسول خدا نے کیا اور اسلام کو از سر نو تازہ کریگا صاحب مفتاح الابصار
نے کہا کہ بدعات اور خطاؤن مجتہدین کو عملیات و اعتقادیات مین ڈھا دے گا اور حاکم ہوگا درمیان
اسکے انتہی ڈھانے بدعات سے مراد یہ ہی کہ بدعات مروجہ اہل اسلام کو موقوف و نابود کر دینا تا کہ اسلام
از سر نو تازہ ہو کر مانند زمانہ نبوت کے سنت محض بے آمیزش بدعت ہوجاوے اور یہ امر شیخ جونپوری سے
وقوع مین آیا اور یہ مراد نہین ہی کہ ترک بدعات کا زبانی امر کرین یا اپنے چند مریدون پر اوسکو جاری کرین
ہمین مہدی کی کیا خصوصیت ہی تمام علماء دیندار ایسی کرتے ہین اور خطاے مجتہدین کے حکم دینے کے
واسطے بہت بڑا علم چاہیے کہ تمام اجتہادیات مجتہدین کے ماخذ استنباط کو پہچاننا پھر طریقون استنباط
پہچاننا پھر ماخذ کے مراتب صحت و سقم کو جاننا اور استنباط صحیح کو غیر صحیح سے تمیز کرنا اور تمام شرائط
اجتہاد کے حاصل کرنا یہ کام ایسے شخص کا نہین ہی کہ لوگون سے کہے کہ نماز کی سنتین مجکو بتلا دو یا کہ و
جماعت نماز کے شرائط نہ پہچانے جیسا کہ روایت چہارم مین مذکور ہوچکا اور آیات قرآنی کے معنی
غلط کرے جیسا کہ اس تمام کتاب مین اوسکا جا بجا ذکر ہے اور ایسے مقدمات دعوے کرنا شدہ اعتقاد

ونقل لا طائل محض ہی پس مہدویونکو ضرور ہی کہ ثابت کریوین کہ مسائل اجتہادیہ کہتے ہین اور اونمین انکے
ہی کسی کو خطا ٹھہرایا ہی اور دلیل تخطیہ مسئلے کی بیان کرین اور بغیر اس اثبات کے لاف زنی بیجا ہی
اور یہ روایت مقنعہ کا حاصل یہ ہی کہ جناب تصدیق فرماتے ہین مہدی کسی بدعت کو بغیر زائل کیے نہ چھوڑیگا
سنت کو بغیر قائم کیے نہ چھوڑے گا صاحب سراج الابصار نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ آپ عمل اسیکا او
امر کریگا جیسا کہ شیخ سعدی نے کہا ہی شعر یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست * کتبخانہ چند ملت بشست
گفتگو کی گنجایش بہت تھی لیکن قصہ مختصر کیا گیا اسواسطے کہ تمھاری تقریر کے موافق یہ
مہدی پر صادق نہین ہی اسواسطے کہ وہ تارک سنت اور آمر و عامل بدعت تھے اسواسطے کہ جہاد
اور عمدہ سیرت حضرت رسالت ہی اور سیرت مہدی ہونے بھی عمل نکیا اور زیارت قبلہ حضرت رسالت کہ
اور نہایت مؤکد ہی اوسکو ترک کیا اور اوسکے ضمن مین بہت سی سنتین ترک ہو گئین مثلا قبا کی
نماز پڑھنا اور شہدا احد اور اہل بقیع کی زیارت کو جانا سوا اوسکے اور بہت سے مشاہد متبرکہ کہ تمام امت
مشرف ہوتی ہی اور صحابہ سے آج تک سب اون مواقع و مشاہد پر اتباع آنحضرت کی کرتے ہین بالکلیہ
ترک کیے اور بدعات کے زائل کرنے کے بدلے تازہ بدعات اختراع و ایجاد کین گویا ایک شریعت تازہ
فرض تازہ نکالے کہ پانچ نمازوں کے سوا ایک چھٹی نماز فرض ٹھہرائی اور زکوۃ کے سوا ایک عشر نیا ایجاد
اخلاق اور بحث تسنن مین اوسکی تفصیل آویگی انشاء اللہ تعالی یہ روایات کہ معتبر کتابوں مین اسکا جواب
بخوبی ہو چکا اور دوسری روایات کہ اونکی دوسری کتابون مین مذکور ہین اکثر اغالیط موضوعہ
معنی اور تطویلا بیجا ہین اوسیسے اعراض کیا گیا اب دل چاہتا ہی کہ خود انکے پیر و مرشد کے تقریر
مباحثہ مہدیت کے سرزد ہوئے ہین گزارش کرون تا کہ سامعین با انصاف خود بدولت کی بزرگی
بیان کی سنکر زیادہ تر محظوظ ہووین **دلیل نہم** مباحثہ شیخ جونپوری کہ بذات خود مدعی
مہدیت ہو کر خلایق سے متکلمانہ مباحثہ و گفتگو کی ہی اور داد سخنوری و تیز زبانی کی دی ہے
ہی باقی سب کچھ ہیچ ہے یہ قصہ بتفصیل مطلع الولایت مین لکھا ہی خلاصہ اوسکا یہی کہ جب
شہر فراہ مین پہونچے وہان کے علما جو دعوی مہدیت کی سنکر ایک سال تک مباحثہ کر
عاجز ہو گئے وہان کے حاکم امیر ذوالنون نے تمام ماجرا بادشاہ خراسان میرزا حسین کی خدمت
بابرکت کو لکھکر روانہ کیا بادشاہ مذکور نے اپنے ملک مین سے چار عالم یعنی ملا علی فیاضی ا

اور ملا علی گل اور ملا مخدوم کو انتخاب کرکے تمام کتابین اپنے کتب خانے اور تمام شہر کے علما کے کتب خانونکی مع
ایک جماعت کے انکے حوالے کین ان سب نے بکمال جانفشانی نو مہینے تک ان تمام کتابونکو اولٹ پلٹ
کرکے چار سوال انتخاب کرکے چارون عالم چارسو سوار کے ساتھ فراہم کرکو روانہ ہوے بعد پہونچنے مقام مذکور کے
میران کی خدمت عالی مین سوال شروع کیے سوال اول تم اپنے تئین مہدی موعود کہتے ہو کس دلیل سے
کہتے ہو اور کہان سے کہتے ہو جواب بندہ نہین کہتا ہے فرمان حق تعالے کا ہوتا ہے کہ ای سید محمد تو مہدی
موعود ہے سوال دوم تم کونسا مذہب رکھتے ہو جواب ہم مذہب مصطفے رکھتے ہین کسی مذہب کے مقید
نہین ہین سوال سوم تم کس تفسیر سے بیان کرتے ہو جواب ہم مراد اللہ بیان کرتے ہین اور جو تفسیر وغیرہ
اس بندے کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہے ورنہ غلط ہے سوال چہارم کہ تمام امت مین محال ہے
بینا لا کر پوچھتے کہ تم دعوی رویت الہی کا کرتے ہو اور تم خلق کو اوسکی طرف دعوت کرتے ہو جواب میرانجی آیات
آرانی فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا اور ومن کان فی ہذہ اعمی فہو فی الاخرۃ
اعمی اور الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم الا انہ بکل شیء محیط اور لا تدرکہ الابصار وہو یدرک
الابصار اور لن ترانی وغیرہ سے رویت اور دنیا مین ثابت کرکے پوچھا کہ قاضی چند گواہ قاضی علما نے کہا کہ دو گواہ
میرانجی نے کہا کہ ایک ہم دوسرے مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیتے ہین رویت حق کی اور سیدہے ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے
کہا کہ دیکھو خواب مین جو چاہو سو پوچھ لیو ملا علی فیاضی بار بار کہتا تھا کہ ای میر ہمکو تمھین ایک گواہ یعنی بموجب اونکے
قول ہوتے تصدیق کرکے برخاست کی جب اپنے مقام پر آئے تینون عالمون نے ملا علی فیاضی سے کہا کہ ہمکو تو بغیر معنو
ہمارے بادشاہ کی طرف سے سخن کہنیکا حکم تھا تمنے وقت اشارے میران کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کیون نہ پوچھ
پایا کہ حضرت کی آواز سے ہم مشرف ہو جاتے ملا علی نے کہا کہ مینے یہ خیال کیا کہ جب وہ مظہر قالب سے مرکب
تھے اوسوقت کا کلام علماے جہان نے نو سو برس مین حل نکیا ہے اب کہ آمیزش اشباح سے مبرا ہے اگر ہم کلام
ہوا تو کیا سمجھکر کچھ اشکال لاوین خلل عظیم واقع ہوگا اسواسطے فقط میران کی گواہی پر ہمنے اکتفا کیا
در شواہد الولایت مین لکھا ہے کہ دو طرف اشارہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابراہیم علیہ السلام دو گواہ
اسمین ہین پوچھ لیو اور جواب ملا علی مین یون لکھا ہے کہ مقلد کو سخن مخبر صادق کا کافی ہے مگر ہم اس سے یہ ہو
ہیبت پوچھنے کی نتھی اوسوقت اپنی مراد کو پہونچتے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھتے شکر
خدا کا بجا لاکر نہ پوچھے جو لوگ کہ اونکے حضور مین تھے وہ مراد کلام کو نپا گئے ہین اب کہ بمقام ارواح ہین

نہ معلوم کہ بعد پوچھنے کے ہم کیا سمجھتے **جواب** اس مقام مین چند اشکال ہین **اشکال اول** یہ کہ ایک
برس تک علماے فراہ سے مباحثہ کرتے رہے پھر دو مہینے تک علماے ہرات ان سوالات اربعہ کو کتابون سے انتخاب کرتے
رہے یہ چودہ مہینے ہوتے ہین پھر مطلع الولایت مین لکھتا ہی کہ بعد اس سوال و جواب کے علماے ہرات تصدیق
مہدویت کی کرکے ملا علی بہار صحبت مین رہے اور تین شخص بادشاہ کے پاس گئے بادشاہ نے اونکی باتین
سب کیفیت سنکر مصدق بنکر زیارت شیخ کے واسطے کوچ کیا لیکن بعد دس منزل کے اونکے زمین سبب
ضعف پیری کے سفر کیا اور شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ راہ سے قریب سبزوار کے خبر وفات شیخ بعد سنکی
سنکر پھر گیا لیکن بادشاہ اور شیخ الاسلام وغیرہ علماے ہرات و فراہ اور اکثر خلائق و من تبعہم تصدیق مہدیت
کی غرضکہ یہ مدت آنے جانے علما اور آنے بادشاہ کے چودہ مہینون پر اضافہ ہوئی حالانکہ کل قیام
شیخ موصوف کا فراہ مین نو مہینے یا ڈیڑھ برس تمام کتب مہدیہ سے ثابت ہی چنانچہ باب دوم مین مذکور ہوا پس نو مہینے
مین اتنے مہینے کیونکر داخل ہوگئے **دوم** یہ کہ سرزمین ہند مین کچھ غربا اور رعایا معتقد ہوے اور سلاطین حکام
ہمیشہ نکال کرتے رہے جب بھی آج تک بہت سے اہل مذہب موجود ہین اور خراسان مین اگر بادشاہ علما اور رعایا سب
مصدق ہوگئے تھے چاہیے تھا کہ وہان یہان سے زیادہ یہ مذہب باقی ہوتا کیونکہ الملک والدین توامان الناس
علی دین ملوکہم قول مشہور ہی اور ایسی دستور ہی کہ جس ملک کا بادشاہ و حکام جس مذہب کو قبول کرتے ہین
رعایا بھی اوسپر قدم رکھتے ہین اور اوس بلاد مین وہ مذہب ترقی پاتا ہی اور فروغ پکڑتا ہی حالانکہ اوس ملک مین
مذہب مہدویت کا کوئی نام بھی نہین جانتا ہی اور قبر شیخ موصوف کو اسقدر جانتے ہین کہ ایک ہندی سید
کی یہ قبر ہی اور یہ بھی کسیکو نہین معلوم ہی کہ ان بزرگ نے دعوی مہدیت کا کیا تھا یا مذہب مہدیون کا
کیسا ہوتا ہی اور کہان ہی اور نہ کسی تاریخ عجم مین مذکور ہی کہ سلطان میرزا حسین اور امیر ذوالنون و علماے
خراسان نے تصدیق کی تھی حالانکہ ہند و گجرات کی تاریخ مین باوجودیکہ بجز چند رعایا کے کوئی حاکم و وزیر ان کا مصدق
نہوا تھا فصلے انکے رواج و اخراج کا مسطور ہی **سوم** یہ کہ چار سوال اس قابل تھے کہ تمام علماے ہرات دو مہینے
کی دردسری کرکے انتخاب کرین کیا باوجود اسقدر ورق گردانی کے اونکے دلون پر پردہ پڑ گیا تھا کہ تمام علامات
و خصائص مہدی کہ احادیث صحاح مین مذکور ہین بھول گئے اور چار باتین ایسی لیکر چلے کہ ہر شخص بول
سکتا ہی کہ مین ایسا ہون کہ کسی مذہب کا مقید نہین ہون اور جو تفسیر میرے موافق ہو وہ صحیح ہی باقی سب غلط
ہی اور مین امر الہی سے دعوی کرتا ہون اور میری بات پر گواہ محمد رسول اللہ ہین یہ سب دعوے بلا دلیل ہین

ان دعوونکو مہدویت کی دلیل ٹھہرائی اور سیدھی راہ کسیکی سمجھ مین آئی چہارم یہ کہ سوال و جواب اول ایسا ہی
کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان اسواسطے کہ مہدی موعود بلا امر الٰہی نہین ہوتا ہی پس جبکہ مہدی موعود
ہونیپر دلیل پوچھی حقیقت مین مہدی بامر الٰہی ہونیپر دلیل پوچھی اوسکا جواب دیا کہ مین مہدی بامر الٰہی ہون
یعنی سوال دلیل کے جواب مین عین دعوے کا اعادہ کردیا اگر کوئی ادنی سمجھ والا بھی ایسی گفتگو کرے لوگ
ہنسین چہ جائیکہ مہدویت کا مدعی ایسی تقریر کرے اور علماے خراسانی باسانی راضی ہوجاوین عجب پنجم
یہ کہ سوال دوم کا جواب بھی ایک دعوی محض ہی فقط ترک تقلید سے اگر کوئی مہدی ہوجاوے تو ہزارون لا مذہب
کہ تقلید کسیکی نہین کرتے ہین مہدی ہوجاوین ترک تقلید کیواسطے ایک مقام علمی ہی جبتک وہ مقام ثابت
نہو تب تک تقلید لازم ہی اور وہ مقام علمی خود اونکی بول چال سے معلوم ہوتا ہی پس فقط دعوی کیا کام آتا ہی
مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید ششم یہ کہ سوال سوم کا جواب بھی دعوی محض ہی اور بدتر از دعوی
اسواسطے کہ تفاسیر علما نے اپنے ہواے نفس سے نہین لکھی ہین تفسیر بالرای گناہ سخت ہی مدار تفسیر کا روایت پر ہی بروایات
صحیحہ ثابت ہی کہ فلانی آیت کی مراد حضرت رسالت پناہ نے کہ جن پر یہ قرآن اترا ہی اسطرح بیان فرمائی
ہی اوسکو مفسرین نے نقل کیا ہی اور بعضی جا معنی ایک آیت کے دوسری آیت سے سمجھے گئے ہین پس وہ
تفسیر خود حضرت رب العزت کیطرف سے ہوئی اب کہنا کہ جو تفسیر بندے کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہی
باقی غلط ایسا کہنا ہوا کہ خدا اور رسول جو معنی کرین بندے کے بیان کے موافق بیان کرین وہ صحیح ہین اور اگر بندے کے
مخالف بیان کرین وہ غلط ہین نستغفر اللہ العظیم کوئی مسلمان بھی ایسا سخن زبان پر لاتا ہی اور پھر یہ دعوی
کہ مین خدا کی مراد بیان کرتا ہون کہانسے ثابت ہوا کہ تم خدا کی مراد بیان کرتے ہو ہفتم یہ کہ صاحب
مطلع الولایت سوال چہارم مین خود لکھتا ہی کہ رویت دنیاوی تمام امت مین محال ہی جب تمام امت کے
نزدیک محال ہوئی امت کا اجماع ہوا اوسکے بطلان پر اور اجماع دلیل قطعی ہی خصوصا اجماع صحابہ
کہ تمام امت مین وہ بھی داخل ہین انکے مہدی کے نزدیک اوسکا منکر کافر ہوتا ہی پس لازم آیا کہ رویت
دنیاوی کے محال قطعی ہونیکے بھی قائل ہین اور اوسکے ممکن بلکہ موجود ہونیکے بھی قائل ہین عجب تقریر ہی اور عجب
فہم ہی اشکال ہشتم یہ کہ میران نے دعوی رویت پر دو گواہ ٹھہرائے ایک آپ اور ایک نسبت حضرت
رسالت پناہ کی طرف کی اور یہ نسمجھے کہ آپ اس دعوی مین مدعی ہین گواہ کیونکر ہوسکتے ہین یہ خطا صریح ہی
ایسی موٹی بات بھی نسمجھے آخر کو صاحب شواہد الولایت نے کہ اوسکی تصنیف مطلع الولایت سے متاخر ہی

سی قباحت کے بند وبست کے واسطے حضرت ابراہیم کا نام پڑھا کر دو گواہ کر دیے معلوم ہوا کہ جیسا کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام پر افترا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی افترا ہے کیونکہ ان حضرات کا نہ کلام کسی نے سنا
ورنہ انکو کسی نے اوس مجلس میں دیکھا کلام سننے کے خود ملا علی وغیرہ ملایان ہمراہی تھے نہیں اور نہ کسی نے کہی
و ملا علی کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ نشواہد الولایت کی عبارت میں مذکور ہوا کہ ملا علی نے جواب دیا کہ ابراہیم
میں تیرے پر کوئی حاجت پوچھنے کی نہ تھی اوسی وقت اپنی مراد کو پہونچے اور محمد رسول اللہ و ابراہیم خلیل اللہ کو
دیکھتے انہیں پس معلوم ہوا کہ میران نے فقط ایک اشارہ ہوائی کیا کہ وہاں کوئی نظر پڑا اور نہ کسی کا آواز
سنا گیا پس گواہی ہرگز ثابت نہ ہوئی اور فقط میران کا دعوی محض بے دلیل و شاہد رہ گیا اشکال تیسرا آیات
مذکورۃ الصدر کہ میران نے اثبات رویت دنیاوی کیواسطے نقل کیے ہیں ہرگز اون سے رویت دنیوی پر استدلال
نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ آیت اول فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ
بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا کے معنی یہ ہیں کہ پھر جو شخص امید رکھتا ہو اپنے رب سے ملنے کی پس چاہیے کہ کرے نیک کام
ورنہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسیکو مراد لقائے رب سے رجوع طرف اللہ تعالی کے دار آخرت میں
ہے تمام اعمال و عبادات اوسی دن کیواسطے ہیں یا دیدار خداوند عالم کا اوس عالم میں کہ اوس سے بہتر کوئی نعمت نہیں ہے
اور آیت دوم وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ سَبِيلًا کے معنی یہ ہیں کہ اور جو
کوئی رہا اس جہان میں اندھا سو وہ پچھلے جہان میں اندھا ہے اور زیادہ دور پڑا راہ سے حضرت عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ ما قبل میں جو نعمتیں اس جہان کی ربکم الذی یزجی سے تفصیلا
تک مذکور ہیں جو شخص اون نعمتوں میں باوجودیکہ معاینہ کرتا ہے اندھا رہا وہ شخص امر آخرت میں کہ اوسکا معاینہ
نہیں کیا ہے اور دیکھا نہیں ہے اندھا اور گمراہ تر ہے اور یہ معنی نظم قرآنی سے نہایت مناسب ہیں کیونکہ بعد
ذکر ان نعمتوں کے ذکر آخرت کا فرمایا اس آیت میں کہ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ
كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا یعنی جس دن ہم بلاوینگے ہر
فرقے کو ساتھ اونکے سردار کے پھر جسکو ملا اوسکا نامہ اعمال اوسکے سیدھے ہاتھ میں سو وہ لوگ پڑھینگے اپنا نامہ اور ظلم نہ ہوگا
اون پر ایک تاگے کا بعد اون دونوں تذکروں کے فرمایا وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى لا بینا اور دوسرے مفسرین نے یہ معنی
کیے کہ جو شخص اس دنیا میں خدا کی قدرت اور آیات اور حق بات دیکھنے سے اندھا رہا پس وہ آخرت
میں بھی اندھا اور گمراہ تر ہے اور حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کافر گمراہ رہا وہ آخرت میں

اور زیادہ تر اسکا کھولا ہوا ہی اور آیت سوم اَلَآ اِنَّھُمْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّھِمْ اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ
شَیْءٍ مُّحِیْطٌ کے معنی یہ ہیں آگاہ ہو وہ لوگ دھوکے میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے آگاہ ہو تحقیق وہ رب
ہر چیز کو یعنی قیامت میں انکو دھوکا اور شک ہی اور وہ رب ہر چیز کو گھیر رہا ہی یعنی ہر چیز کی اوسکو
خبر اور اوسکے علم سے باہر نہیں ہی اور آیت چہارم لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ
وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ کے معنی یہ ہیں کہ اوسکو نہیں پا سکتی آنکھیں اور وہ پا سکتا ہی آنکھوں کو اور وہ بھید
جاننے والا خبر رکھنے والا ہی انتہی معتزلہ کہتے ہیں کہ دیدار الٰہی جیسا کہ دنیا میں نہیں ہی آخرت میں بھی
نہیں اس آیت کو اپنی دلیل ٹھہراتے ہیں اور اہل سنت یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ دنیا میں نہیں ہی مگر آخرت
میں ہی اونکے واسطے جواب دیتے ہیں کہ اس آیت میں نفی ادراک کی ہی اور ادراک کہتے ہیں احاطے کو اور شی کی کنہ
کو اور یہ بات البتہ آخرت میں بھی نہوگی فقط دید ہوگی کہ دوسرے آیات و احادیث سے ثابت ہی
اور اوسکا کچھ ذکر نہیں ہی اور ابن عباس اور مقاتل نے کہا کہ اس آیت میں دنیا کی رویت کی نفی ہی یعنی
دنیا میں اوسکا ادراک نہیں کر سکتے ہیں اور آخرت میں دیکھا جاویگا اور آیت پنجم وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا
وَکَلَّمَہٗ رَبُّہٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ
فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ
قَالَ سُبْحٰنَکَ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے معنی یہ ہیں اور جب پہنچا موسی
اور کلام کیا اوس سے اوسکے رب نے بولا اے رب تو مجھکو دکھا کہ میں تجھکو دیکھوں کہا تو مجھکو ہرگز نہ دیکھیگا لیکن
دیکھ پہاڑ کیطرف جو یہ اگر ٹھہرا اپنی جگہ پر تو آگے تو دیکھیگا مجھکو پھر جب نمود ہوا رب اوسکا پہاڑ کیطرف
کیا اوسکو برابر اور گر پڑا موسی بیہوش پھر جب چونکا بولا تیری ذات پاک ہی میں نے توبہ کی تیرے پاس
اور میں سب سے پہلے یقین لایا انتہی قصہ اسکا یوں ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے مصر میں
وعدہ کیا تھا کہ اللہ تعالی جب تمھارے دشمن فرعون قبطی کو ہلاک کریگا تمکو ایک کتاب دیگا کہ اوسمیں تمام امر
بیان ہونگے پھر جب اللہ تعالی نے فرعون کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی حضرت موسی نے
اوس کتاب کی درخواست کی حکم ہوا کہ تیس دن روزہ رکھو حضرت تیس روزے موافق
حکم کے جب پورے کر چکے اپنے منہ کی بو کیونکہ سبب روزوں کے بو پیدا ہوئی تھی مسواک سے صاف
کرکے ذو العالم سے بات کرنے کو حکم ہوا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ روزہ دار کے منہ کی بو

نزدیک مشک کی بو سے بہتر ہے اب تیس دن روزے اور رکھو جب وقت بھی پورا ہوچکا موسی علیہ السلام غسل
کرکے اور کپڑے صاف کرکے طور سینا پر حاضر ہوئے اوسی کا ذکر ہے کہ ولما جاء موسی لمیقاتنا
پس دیکھا کہ اللہ تعالی نے سات فرسنگ تک میدان طور میں تاریکی اوتاری ہی اور شیطانوں و جانوروں
زمینی کو وہاں سے ہانک کر صاف کردیا ہی اور آسمانوں کے پردے اوٹھ گئے ہیں کہ ملائک ہوا میں کھڑے
ہوئے نظر آتے ہیں اور عرش آلہی ظاہر معلوم ہو رہا ہی اور قلم کی کشش کا آواز سنا جاتا ہی پس کلام آلہی شروع
ہوا اور مناجات و راز گوئی اسطرح ہوئی کہ موسی نے سنا اور جبرئیل کہ اونکے ساتھ تھے اونھوں نے
سنا حضرت کلیم اللہ سلام اللہ علیہ حلاوت کلام سے اسقدر ذوق و شوق میں آگئے کہ باوجودیکہ جانتے تھے
کہ دنیا میں دیدار نہیں ہوسکتا ہے لیکن کمال اشتیاق سے پکار اوٹھے کہ رب ارنی انظر الیک جناب باری نے فرمایا لن ترانی
تو مجھکو ہرگز نہ دیکھ سکیگا کیونکہ کسی بشر کو یہ طاقت نہیں ہے کہ دنیا میں مجھے نظر کرے جو دنیا میں میری طرف نظر کریگا
مرجاویگا موسی نے کہا آلہی میں تیرا کلام سنکر مشتاق دیدار کا ہوا ہوں اور تجھکو دیکھکر مرجانا میرے نزدیک ایسے جینے
سے بہتر ہے کوہ زبیر کہ مدین میں سب پہاڑوں سے بڑا وہی تھا حکم ہوا کہ اسکی طرف نظر کرو اگر یہ تجلی کی تاب لا سکا اور
اپنی جاپر قائم رہا تو تم بھی دیکھ سکوگے پس جناب باری تعالی نے اول اپنی مخلوقات میں کی سخت ہولناک چیزیں
نمودار فرمائیں کیونکہ جو کہ مخلوقات کے ہیبت کی تاب نلاسکیگا وہ خالق کے مہابت کی کیا تاب لاویگا اور شاید
اسواسطے بھی کہ ان چیزونکو دیکھکر کچھہ مزاج خوگیر و عادت پذیر ہو جاوے پس پہلے صواعق اور رعد اور برق پہاڑ کے
ہر طرف چار چار فرسنگ تک احاطہ کیں اور آسمانوں کے فرشتوں نے موافق حکم کے نمودار ہونا شروع کیا
پہلے آسمان دنیا کے فرشتے بڑی آوازوں سے مانند سخت کڑکنے بادل کے خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے
سامنے آئے پھر آسمان دوم کے فرشتے مانند شیروں کے تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے روبرو آئے
یہ حالت دیکھکر اور سنکر حضرت موسی کے جسم اور سر کے تمام بال کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ میں
یہ سوال کرکے نادم ہوا اب اس جاسے کچھہ صورت نجات کی ہوجاوے اون ملائک کے سردار نے کہا کہ ای موسی صبر کرو
جیسا کہ تمنے سوال کیا ہی صبر کرو یہ جو تمنے دیکھا ہی بہت تھوڑا ہی پھر آسمان سوم کے فرشتونکا ایک
لشکر عظیم مانند کرگسوں کے بکمال شدت اور زلزلے کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتا ہوا اترا اور رنگ اونکے
مانند شعلوں آگ کے تھے حضرت موسی نہایت گھبراکر اپنی زندگی سے مایوس ہوے اون ملائک کے افضل فرشتہ میکائیل
نے کہا کہ ای فرزند عمران اپنی جاپر ٹھہرے رہو تا کہ ایسی چیزیں دیکھو جن پر صبر نہ ہوسکیگا پھر آسمان چہارم کے

تھے ایسے اوترے کہ فرشتگان سابق مین کوئی اونکے مشابہ نہ تھا رنگ اونکے شعلہ آتش کے مانند اور
صورت انکی مانند برف سفید کے اور انکی تسبیح اور تقدیس کی آواز سب فرشتون گذشتہ سے بڑھکر تھی
موسی علیہ السلام کا دل کانپنے لگا اور گھٹنے سے گھٹنا بجنے لگا اور گریہ کا آغاز کیا سردار ملائکہ نے
کہا ای فرزند عمران جو کچھ طلب تمنے کیا ہوا اوس پر صبر کرو یہ جو دیکھا ہی بہت مین کا تھوڑا ہی پھر آسمان پنجم کے فرشتے
ایسے اوترے کہ سات رنگ پر تھے کہ نہ اونکے مثل کبھی دیکھے تھے اور نہ ویسی آواز کبھی سنی تھی شعاع اونکی
سب کے نگاہ پر غالب تھی قریب تھا کہ اونکے دیکھنے سے بصارت جاتی رہے حضرت موسی کو تاب دیکھنے کی
نہ تھی اور دل خوف سے بھر گیا اور حزن و غم سخت ہوا اور کثرت سے رونے لگے تب اونکے سردار نے
کہا ای ابن عمران اپنی جا سے پرے ہو تاکہ بعضی چیزین ایسی دیکھو کہ جن پر صبر نکر سکوگے پھر اللہ تعالی
نے چھٹے آسمان کے فرشتونکو فرمایا کہ نازل ہو میرے اوس بندے پر کہ جسنے میرے دیکھنے کی طلب کی ہے
پس جلد اوترے کہ ہر فرشتے کے ہاتھ کا نور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک درخت خرما آتش کا ہاتھ پر
لیکن چمک اوسکی آفتاب سے بھی زیادہ تھی اور لباس اونکے مانند شعلہاے آتش کے تھے جب
تقدیس کرتے تھے سموات سابعہ کے سب فرشتے اونکو جواب دیتے تھے باواز شدید کہتے تھے
سبوح قدوس رب العزۃ ابدا لا یموت اور ہر فرشتے کے سر مین چار چہرے تھے جب حضرت موسی نے یہ حال دیکھا
اونکی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرنے لگے اور روکر کہنے لگے کہ ای رب میرے یاد کر مجکو اور اپنے بندے کو
بھول جا مجکو معلوم نہیں کہ مین یہان سے نجات پاتا ہون یا نہیں اگر نکلون جلتا ہون اور اگر ٹھہرون
تو مرتا ہون سردار ملائکہ نے کہا کہ ای ابن عمران قریب ہی کہ خوف تیرا بڑھے گا اور دل تیرا اوڑ جاویگا پس
جس چیز کے واسطے کہ سوال کیا تھا پھر اللہ تبارک و تعالے نے حکم کیا کہ ساتوین آسمان کے ملائک
اٹھایا جاوے پس جب کہ نور عرش ظاہر ہوا پہاڑ عظمت الٰہی سے پھٹ گیا اور تمام ملائکہ سموات
پکارے کہ سبحان القدوس رب العزۃ ابدا لا یموت پس پہاڑ کو زلزلہ ہوا اور وہ پہاڑ اور اوسکے تمام جبار
ٹکڑے ہو گئے اور بندہ ضعیف موسی سلام اللہ علیہ بیہوش ہوکر مونہہ کے بل گر پڑے کہ روح ساتھ
جسم کے نہ تھے اوسکو اللہ تعالی نے اوپر پلٹ کر بشکل قبہ کے کر دیا تاکہ جل نجاوین پھر اللہ تعالی نے
روح کو بھیجا پس موسی غشی کی حالت سے بولتے ہوئے اوٹھے اور کہنے لگے کہ ایمان لایا مین تجپر ای رب اور تصدیق کی
کوئی شخص تجکو دیکھکر زندہ نرہے گا جو شخص تیرے فرشتونکو دیکھےگا اوسکا دل اوڑ جاویگا

پس کیا عظمت ہے تیری اور کیا عظمت ہے تیرے فرشتوں کی تو رب الارباب ہی اور الہ الآلہہ ہی اور ملک
ہی کوئی شی تیری برابری نہیں کر سکتی ہی اور نہ کوئی شی تیرے سامنے قائم ہو سکتی ہی تیرے واسطے حمد ہی
کوئی شریک نہیں تیرا کیا عظمت ہی تیری اور کیا جلال ہی تیرا تو رب العالمین ہی عبد اللہ بن سلام اور کعب الا[حبار]
فرمایا کہ عظمت الٰہی میں سے پہاڑ زبیر پر بقدر سوراخ سوئی کے تجلی ہوئی تھی کہ اوسکو برابر کر دیا اور سدی
کہ بقدر خنصر کے تجلی ہوئی تھی اسپر دلیل یہ ہی کہ ثابت نے انس سے روایت کی ہی کہ حضرت رسالت مآب نے آیت فلما
تجلی ربہ للجبل پڑھکر ابہام کو خنصر کے بند اعلی پر رکھکر فرمایا کہ اسقدر ہوئی تھی کہ پہاڑ دھسگیا اور سد[ی]
سے ساعد روایت ہی کہ اللہ تعالی نے ستر ہزار پردونمیں سے بقدر درہم نور ظاہر کیا کہ پہاڑ کو زمین کے برابر کر دیا وخر موسیٰ
صعقا کلبی نے کہا کہ جمعرات کے دن موسیٰ بیہوش گرے کہ عرفہ دیکھا تھا اور توریت جمعے کے روز دسویں
عنایت ہوئی واقدی نے کہا کہ جب موسیٰ علیہ السلام گرے آسمان کے فرشتے بولے کہ ابن عمران کا سوال رویت
اور بعضی کتابوں میں لکھا ہی کہ حضرت موسیٰ غشی میں پڑے ہوئے تھے ملائک آسمانوں کے اونکے پاس آکر لاتوں سے مارتے
عورتوں کے تونے طمع کی تھی رب العزت کے دیکھنے کی پس جب حضرت موسیٰ کو افاقہ ہوا اور پہچانا کہ میں نے ایک بڑا
سوال کیا تھا کہ جسکے لائق نہ تھا بولے کہ سبحانک تبت الیک یعنی تو پاک ہی اور میں نے توبہ کی سوال رویت سے
وانا اول المؤمنین اور میں پہلا مومن اور ایمان لانے والا ہوں اس بات پر کہ تو دنیا میں نہیں دیکھا جاو[ے]
یہ خلاصہ ہی تفاسیر معتبرہ کا مثل معالم التنزیل وغیرہ کے اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ تمام مفسرین کے نزد[یک]
صحابہ اور تابعین بھی وہ نہیں ہیں آیات مذکورۃ الصدر سے وقوع رویت دنیوی نہیں ثابت ہوتا ہی اور ریب
خلاف معنی بیان کیے ہیں اور شیخ نے عجب نادر استدلال کیا ہی کہ بعضی آیات کہ نفی وقوع رویت
کرتی ہیں جیسا کہ لن ترانی اور لا تدرکہ الابصار اونکو بھی استدلال وقوع رویت میں پیش کیا یہ عجیب بات
ہے کچھ عقل و نقل سے علاقہ نہیں رکھتا البتہ سوال حضرت موسیٰ امکان پر دلالت کرتا ہی لیکن لن ترانی عدم پر
دال ہی اور یہاں کلام فقط وقوع میں ہی نہ امکان میں غرضکہ اس سب بیان سے معلوم ہوا کہ معنی آیات سے
شیخ موصوف سمجھے ہیں مخالف روایت و درایت ہیں پس بموجب اس قاعدے کے کہ اذا جاء الا[حتمال]
بطل الاستدلال آیات سے باوجود قائم ہونے ایسے احتمالات مذکورہ کے استدلال وقوع رویت پر نہیں ہو سکتا
مذہب اہل سنت کا یہ ہی کہ رویت اللہ تعالی کی آخرت میں ممکن ہی عقلا اور سمعا اور واقع ہی سمعا کہ آیات و احادیث [سے]
اور دنیا میں ممکن ہی عقلا اور امکان سمعی میں خلاف ہی اور اتفاق ہی امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا میں واقع نہ[یں]

اسواسطے سوا حضرت رسالت کے شب معراج مین بلکہ بعضونکا اوسمین بھی اختلاف ہی چنانچہ علم کلام کی بحث
ن اسکی تفصیل مذکور ہی اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ سلف خلف مین سے
ص سے دیکھنا حق سبحانہ کا صحت کو نہ پہونچا اور اولیا اور مشائخ طریقت سے کوئی اسکا قائل نہین ہے
س امر کا دعوی نکیا اور مشائخ اتفاق رکھتے ہین اسکے مدعی کی تکذیب و تضلیل پر اور انوار صفاتی مین
جو شخص کہے کہ خدا تعالی کو دنیا مین اسکی آنکھ سے عیان دیکھتا ہون مین اور اللہ تعالی بالمشافہ مجھسے کلام
رہو جاویگا انتہی اس بیان سے بخوبی ثابت ہوا کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دنیا مین رویت بصری
ت رسالت کے کیلئے واسطے شسنی نہین ہے لیکن عالم میان نے استغنا کبیر کے حاشیہ پر عبارت شیخ عبدالحق رح
تا آن رویت حق در دنیا خود بیچکس را خلافی نیست و اگر درین مقام انچہ ممکن ست اوراز عایت قرب کمال حال
مد یکبار یا دو کہ حاصل خواہد شد یا رب مگر رویت بصری مخصوص است آخرت موقوف آن نشاۃ دہشتہ باشد
ت دلیل قاطع و باوجود حصول رویت بصری درینجا بوجہی کہ مناسب این نشاۃ باشد تواند کہ بعضی تفاصیل
وقوف نشاۃ آخرت بودہ باشد تا آخرہ فصل ثالث اس باب سے نقل کی ہے کہ مشعر رویت بصری دنیاوی
رسالت کے حق مین ہے نہ دوسرونکے اسواسطے کہ وہان فقط حضرت کی رویت معراجی کا ذکر ہے ورنہ
بارے رویت اللہ تعالی مین اسقدر شدت سے انکار کرین کہ اوپر مذکور ہو چکا پھر اوسی باب کی فصل ثالث
ین جسکی عقل مین نہین آتا ہے سوا عالم میان کے کہ انکا فہم سب سے علیحدہ ہے اگر کوئی شخص اونکی تاویل اور
ریگا صاف کہے گا کہ یہان حضرت کی رویت کا ذکر ہے فقط اسواسطے کہ قبل مین اوسکے سیر حضرت کی
ا دنیوی مین اختلاف صحابہ کا مذکور ہے اور متصل اس عبارت سے اول یہ عبارت ہے و بحقیقت آنحضرت را کہ ست
ملق و عقول ایشان خصوصا در شب معراج کہ اتم و اکمل و اعلی و ارفع مقام قرب اوست در امکان
د ر دنیا خود الی آخرہ اور ضمیر او فقرہ انچہ ممکن ست او را مین راجع طرف آنحضرت کے ہے اور لفظ تمامت
ا بھی دال اسی امر پر ہے کہ مراد حضرت رسالت ہین و رسب **دلیل ہفتدہم اخلاق** دلیل
رہ شہوا ہد او طرہ دلائل ہے کہ اسی پر مہدیت شیخ جونپوری کا بڑا مدار و قرار ہے اور سب سے اول عبدالملک
ا بسیو جھی کہ جب احادیث نبویہ نے شیخ کے سراسر مخالف ہین اونسے استدلال مشکل ہے اخلاق سے استدلال کیا
ا انمین بہت ہاتھ پاؤن مارا اور کمال طمطراق سے اوسکو سراج الابصار مین بیان کیا خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ حق
ذانہ ارعلی السیادت [illegible]

چونکہ اخلاق حسن علامت تصدیقات کے ہین بعد اوسکے بہت طول و تفصیل سے اقوال علما و روایات اس
مدت مین کہ اخلاق انبیا دلیل صدق و علامت تصدیق ہوتے ہین نقل کین چنانچہ عبارت شرح عقاید نسفی کی
قد یستدل ارباب البصائر علی نبوتہ بوجہین آخر تک نقل کی بعد اوسکے طوالع سے نقل کیا
اخلاق عظیمہ صدق حضرت رسالت مآب پر شاہد تھے جیسا کہ ملازمہ صدق اور اعراض دنیا سے تمام عمر اور سخاوت
حتے کہ ایک وقت زر کے قوت سے زیادہ کبھی نہ رکھا اور شجاعت ایسی کہ کبھی قدم نہ ہٹا اگرچہ مثل احد کے واقعہ ہولناک
سامنے آیا اور فصاحت ایسی کہ تمام بلغا و فصحاے عرب کو ساکت کر دیا اور ادھر دعوے کے باوجود تحمل مصائب سخت
ترک فرع اغنیا سے اور تواضع ساتھ فقرا کے کہ اجتماع ان صفات کا اوس ذات پاک مین عظیم معجزات سے اور قوی دلالات نبوت سے ہی انتہی
تحریر و نقل کے بعد سراج الابصار سے کہا کہ جب ارباب بصائر کے نزدیک اخلاق حمیدہ سے نبوت ثابت ہو جاتی ہی زمانہ
نبوت مین اگر ایک کوئی شخص ایک امر ممکن کا کہ نبوت سے کم ہو دعوی کرے اور موصوف تمام اخلاق حمیدہ ہو اوسکی تصدیق
مین کیا تامل ہے اور اس دلیل قطعی کے روبرو احادیث ظنیہ سے کیونکر اوسکا انکار ورد ہو سکتا ہی بعد اوسکے تفسیر
معانی سے راغب کا کلام نقل کیا کہ ارباب بصائر کو اخلاق کریمہ دلیل کافی ہی او قاصرین کو کہ فرق درمیان کلام اللہ اور
کلام بشر کے نہین پہچان سکتے ہین معجزہ درکار ہی اسواسطے بعض محققین نے کہا ہی کہ قاصر معجزات سے اعتقادات صادقہ
اعمال صالحہ پر استدلال کرتا ہی اور کامل ان دونون کے کمال سے کسی شخص مین اوسکے صدق و وجوب اتباع پر استدلال
کرتا ہی یعنی جو شخص کہ ان دونون قوت علمی عملی سے معالجہ امراض نفوس کا کرے ہم جانینگے کہ وہ نبی صادق اور طبیب حاذق ہی
جانتی بعد اوسکے مصنف کو رسالہ اپنی مدیہ سے اصحاب کی روایات کا بیان کرکے انکو اطبا امراض روحانیہ کا بنایا بعد اوسکے
نیشاپوری کی عبارت جواب اشکال امام رازی مین نقل کی کہ دعوت الی الخیر اور دعوت الی الشر سے فرق درمیان صاحب
معجزہ اور ساحر کے اور الہام ملکی و وسوسہ شیطانی مین معلوم ہو سکتا ہی بعد اوسکے کلام امام ابو محمد نصر آبادی کا انکی
کتاب کشف المعنی سے نقل کیا تفسیر اس آیت مین وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن
كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ کہا اور جب لیا اللہ
نے نبیوں کا کہ جو کچھ مین نے تمکو دیا کتاب اور علم پھر آوے تم پاس کوئی رسول کہ سچ بتاوے تمہارے پاس والے کو تو اوسپر ایمان لاؤگے
اور اوسکی مدد کروگے یعنی مصدق لما معکم کے معنی یہ ہین کہ اسکے اقوال و افعال تمہاری کتاب کے موافق ہونگے آیت
اگرچہ قرآن مین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کیواسطے نازل ہوئی ہی لیکن حکم اسکا انبیا سابق مین بھی جاری تھا
کہ انبیا سلف انبیا اور امتون مین اسکے موجب امر تھا کہ جب کوئی مدعی اپنے اقوال و افعال و احوال مین موافق انبیاے سابق

وحالیکہ اونمین ظاہر ہوکر دعوی نبوت کا کرتا تھا اوسپر اوسکی تصدیق واجب ہوتی تھی پھر اگر کسیکو اونمین سے شبہہ
رہتا تھا معجزہ طلب کرتا تھا اور جو شخص کہ معجزہ دیکھنے کے پہلے ایمان لاتا تھا اوسکا ایمان اقوی ہوتا تھا
مانند ایمان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کیونکہ اصل مقدمہ نبوت مین اخلاق ہین اور معجزہ ظاہر بین سے مشتبہ
ہوتا ہے اور لیکن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جبکہ ہووے کوئی ولی موصوف باخلاق انبیا کمال ولایت مین پھر اوسکو کوئی
خطاب خدا اور رسول کیطرف سے اور خبر دیوے اپنے احوال مین سے باذن اللہ کسی ممکن بات کی کہ شرع اوسکو قبیح سمجھتا ہو
واجب نہین ہے تمامی خلق پر کہ قبول کرین اوس بات کو اور نہین جائز ہوتی ہے تکذیب اوسکی بشرطیکہ قبل اسکے اوسکی
زبان پر کبھی شطح ظاہر نہوا ہووے اور سکر اوسکا ممزوج بہ صحو ہووے اور صحو غالب ہووے اور سکر محض نہووے لیکن اسکی
تکذیب ایسی ہے جیسا کہ کسی پیغمبر کی تکذیب کرین کیونکہ تکذیب نبی اوسکی تکفیر ہے اور تکفیر مومن صالح کی کفر ہے اور اخبار
اوسکی جانب الہی سے بواسطے روح رسول اللہ دلیل قطعی ہوگی کہ دلیل ظنی اوسکے مقابلے مین ساقط ہوجاوے گی کیونکہ
جو شخص کہ اس مقام کو پہونچیگا خدا تعالی پر افترا نکریگا پس ذات اوسکی واجب التصدیق ہوئی اسلیئے کہ وجوب تصدیق
انبیا علیہم السلام کی بسبب خصال محمودہ موافقہ خصال انبیاء گذشتہ کے ہوتی ہے پس خصلت علت ہے تصدیق
کی اور وہ موجود ہے اس ولی مین پس حکم اوسی پر دائر ہوگا اور یہ اصول فقہ حنفیہ سے ہے انتہی کلامہ غرض کہ اسیطرح
مصنف سراج الابصار نے بعلت اسکے حدیث ابتداء وحی کی نقل کی کہ اوسمین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اخلاق نبوت
سے استدلال اوپر نفی خزی کیا کہ واللہ ما یخزیک اللہ ابدا انک تصل الرحم وتحمل الکل وتکسب
المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق اور حدیث ہرقل کی نقل کی کہ اوسنے بھی حضرت
رسالت کے اخلاق سے آپکی نبوت پر استدلال کیا اور کلام امام ابو حامد محمد غزالی کا نقل کیا کہ اونھون نے حضرت رسالت
کے اخلاق بیان کرکے کہا ہے کہ ان تمام اخلاق کا اجتماع کذاب مین غیر متصور ہے اور احوال حضرت کے شواہد ناطقہ
تھے حضرت کے صدق پر یہانتک کہ اعرابی جاہل دیکھکر بولتا تھا واللہ ما ہذا وجہ کذاب پس تصدیق نبوت
کی معرفت احوال سے ہوتی ہے خواہ بمشاہدہ یا بتواتر تسامع جیسا کہ کوئی شخص طب وفقہ کی حقیقت کو جانتا
ہووے وہ اطبا اور فقہا کو اونکے مشاہدہ احوال اور سماع اقوال سے بھی پہچان سکتا ہے اور اگر مشاہدہ نصیب
نہووے اونکی تصنیفات دیکھنے سے یقین ہوجاویگا کہ مثلا شافعی فقیہ ہین اور جالینوس طبیب ہے ایسے ہی
جب تو معنی نبوت کے سمجھ جاوے پھر قرآن واحادیث کا مطالعہ کرے تو یقین حاصل ہوجاویگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اعلے درجات نبوت پر ہین اور بعد اونکے مقولات کے تجربے سے اس یقین کی تائید ہوجاویگی کہ کیسا سچ

ول کہ من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم یعلم یعنی جسنے ایک علم پر عمل کیا اوسکو اللہ تعالے
علم لدنی مرحمت فرماتا ہی تو کیسے سچے ہوئے اس قول میں کہ من اعان ظالما سلطه الله علیه
یعنی جسنے کسی ظالم کی مدد کی اللہ تعالی اوسی ظالم کو اوسپر مسلط کرتا ہی اور کیسا سچ ہو اس قول میں کہ من اصبح
وہمه هم واحد کفاه الله هموم الدنیا والاخرة یعنی جسنے سب فکرین چھوڑ کر ایک فکر خدا کی رکھی
تو اوسکی دنیا اور آخرت کی فکرون کے واسطے کفایت کرتا ہی ایسی جب ہزار در ہزار بار کا تجربہ کریگا تجکو یقین بے شبہہ و شک
ہو جاویگا پس اس طریق سے یقین طلب کرنا عصا کو اژدہا کر دینے اور چاند کو شق کر دینے کا اوسکے ساتھ اگر دوسرے
احوال کا ملاحظہ نکیا جاوے تو اشتباہ سحر و نظربندی کا بھی ہو جاتا ہی اور لیکن وثوق باطن سے پہچاننا یہ حد عالی کو جیسا
ہے دیکھ لینے یا بالتحقیق دیکھ لینے کے برابر ہے سو طریق صوفیہ کے حاصل نہین ہوتا ہی انتہی بعد اوسکے مصنف نے ذکر
ان کیا کہ اکثر صحابہ کرام حضرت کے اخلاق و اقوال پر ایمان لائے جیسا کہ ابوبکر صدیق اور علی مرتضی اور ابوذر اور …
… ہمراہ ساتھ … سوار کے اور عبد اللہ بن سلام اور عبد اللہ … مع اپنے رفقا کے … کی بعثت کی
… حالت مرض میں اسلام لایا اور نجاشی و شاہ حبش مع اپنے امرا و رہبان … کے قرآن سنکر ایمان لایا
… بعثت … کے اسیطرح تمام عرب فتح مکہ دیکھکر ایمان لائے اور جن بھی سماع قرآن کے ایمان لائے پس معلوم ہوا کہ ایمان
… جہت آنحضرت ہے اور مناسبت باطنیہ کی الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف
وما تناکر اختلف … معجزہ دیکھکر لوگ ایمان لائے ہین اسواسطے کہ صحت معجزہ کی بھی محتاج طرف اخلاق کے
… اخلاق پر سو اس منقولات سے یہ آیت بھی دلیل ہے کہ ام لم یعرفوا رسولهم ای بالامانة والصدق
والعقل والعلم من غیر التعلم وحسن الاخلاق مفسرین کا اسی معنی پر اجماع ہی بعد اوسکے اپنی قوم کی … صفت
… بیان کی کہ اوصاف اونکے مانند اوصاف اصحاب انبیاء علیهم السلام کے ہین اور پہر اونکو لوگ منسوب کرتے ہین
جیسا اخلاق سے نبوت ثابت ہو جاتی ہی و جہت سے نبوت مین کیا تامل ہے انتہی ملخصا جواب خلاصہ
حقیقت خلق کا کہ جسپر علماء عرفاء اسلامی اور حکماء یونانی کا اتفاق ہی اور کتب اخلاق مثل احیاء العلوم اور
… ناصری وغیرہ مین جو اسکا بیان ہی اسطرح ہی کہ جیسا کہ خلق بالفتح صورت ظاہر کو کہتے ہین اسیطرح خلق
… باطن کو کہتے ہین کیونکہ انسان مرکب دو چیز سے ایک جسد کہ بصارت چشم سے معلوم ہوتا ہی دوسرے
… بصیرت … پہچانی جاتی ہی لیکن روح مرتبہ مین جسد سے اشرف ہی اور جیسا کہ جسد ظاہر کو ایک ہیئت
… صورت قبیح ہو یا حسن ایسی روح کو بھی ایک ہیئت و صورت ہوتی ہے قبیح ہو یا حسن اور یہی ہیئت

لق کہتے ہین اگر وہ ہیئت اچھی ہوئی خلق حسن ہوا اور اگر ہیئت بد ہوئی خلق قبیح بد ہوا پس
ہین ہیئت راسخہ نفسانی کو کہ جس سے افعال بلا تکلف بآسانی صادر ہوویں نیک یا بد لیکن اگر ایسی
وس سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہین کہ شرعاً اور عقلاً پسندیدہ ہوتے ہین اوس ہیئت کو خلق حسن کہتے
سندیدہ ہوتے ہین خلق قبیح بولینگے لیکن ہر دو شرط مذکور الصدر ضرور ہے یا یہ کہ وہ ہیئت نفس مین راسخ
ہو ورنہ اگر کبھی کبھی آدمی سے مثلاً دادودہش بسبب ریا وغیرہ اغراض کے صادر ہوئی سخاوت اوسکا
ن دوسرے کہ بے تکلف و بآسانی اوس سے وہ فعل صادر نہ ہو ورنہ اگر بہ تکلف مال خرچ کیا یا حالت غضب مین
پنے تئین ضبط کیا سخا و حلم اوسکا خلق نہوگا بالجملہ خلق نام ہے ہیئت باطنیہ کا اور جیسا کہ صورت ظاہر کا
فقط آنکھ کے یا ناک کے یا رخسارے کے اچھے ہونے سے حاصل نہین ہوتا ہے بلکہ تمام سراپا حسین چاہئے حسن ظاہر
یسی باطن مین چار ارکان ہین جب اون چارونمین حسن آویگا تب حسن خلق تمام ہوگا وہ چار یہ ہین قوت علم
غضب اور قوت شہوت اور قوت عدل قوت علم یعنی انس معروف بہ نفس عاقل و نفس ملکی کہ مبدا ہے
وق و ادراک حقائق کا اوسکا حسن یہ ہے کہ اقوال مین صدق و کذب کو بآسانی جدا جدا پہچان لیوے
ر یہ سمجھے اور اعتقادات مین حق و باطل مین بآسانی تمیز کر سکے اور افعال جمیل و قبیح مین فرق پہچان سکے
درست ہوئی آدمی حکیم ہوا کیونکہ حکمت دو قسم ہے حکمت نظری یعنی چیزونکو جس طرح پر کہ نفس الامر
یسی جاننا بقدر طاقت بشری کے دوسری حکمت عملی یعنی جیسا کہ چاہیے ہے ویسی کام کرنا بقدر اپنے
ر طاقت کے اور قوت غضبی معروف بہ نفس سبعی کہ مبدا ہے خشم و دلیری و تسلط و تکبر و جاہ و دفع مضار کا
سن یہ ہے کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ سختی کی جا سختی اور نرمی کی جا نرمی موافق فرمان عقل کے
جوش نہ وقت اور بیجا و زحد سے واقع نہو اور صفت حلم کہ شجاعت اوسکی تابع ہے پیدا ہووے اور قوت
ر نفس بہیمی کہ مبدا ہے شہوت نکاح و خواہش اکل و شرب و شوق لذائذ و جلب منافع کا حسن
ن یہی ہے کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ موافق حکم عقل و حکمت کے حظ حاصل کرے اور اسکے مخالف
و ہوس نکرے تاکہ صفت عفت کی کہ سخاوت اوسکو تابع و لازم ہے پیدا ہووے اور قوت عدل اوس
ام ہے کہ جس وقت علم کو اول درجہ اعتدال و توسط پر کرکے ان دونون قوتون غضب و شہوت کو بطور مذکور
سکے تابع کر دیتی ہے اور حد سے تجاوز ہونے نہین دیتی ہے اور جب ان تینون کے ترکیب سے حالت اعتدالی خالی
ربط پیدا ہوتی ہے اوسکو فضیلت عدالت بولتے ہین اور وہی خلق حسن ہے اور افراط و تفریط قبیح ہے چنانچہ

مذکور ہو چکے ہیں اور باقی آئندہ آوینگے انشاء اللہ تعالیٰ اور چونکہ اتباع قرآن کی بنا معنی پر ہے جب تک معنی کا اعتبار
اپنے بیان پر ہوا اتباع اپنی ہوئی نہ قرآن کی اور آپکے بیان کا قطعی ہونا خود اتباع قرآن پر موقوف تھا جبکہ
اتباع قرآن آپ کی قطعیت بیان پر موقوف ہوا دور محال لازم آیا اور یہی تقریر اتباع احادیث میں بھی ہے کہ
تمہاری ولایت جب ثابت ہوگی کہ تم اپنے اخلاق کو مطابق احادیث کے ثابت کروگے یعنی جب تک تمہارے
اخلاق مطابق احادیث کے نہونگے قابل اعتبار کے نہونگے اور ولایت ثبوت کو نہ پہنچیگی پس یہ کہنا کہ جو حدیث
میرے احوال و اخلاق کے مطابق ہے وہ صحیح ہے باقی غلط نہایت بیموقع ہے کیونکہ اچھی اخلاق بمطابقت احادیث کے
پایۂ اعتبار کو کہاں پہنچے ہیں کہ محک صحت احادیث کا ٹھہرے جاویں خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ثبوت اخلاق حسنہ
موقوف ہے مطابقت احادیث و تفاسیر صحیحہ پر اب کہنا کہ ثبوت احادیث و تفاسیر موقوف ہے انھیں اخلاق
حسنہ پر دور محال ہے کہ کوئی عاقل نہ کہیگا اگر کہیں کہ وہ احادیث و تفاسیر جن پر ثبوت اخلاق موقوف ہے وہ اور
ہیں اور جنکا ثبوت کہ اخلاق پر موقوف ہے وہ دوسری ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ ثبوت اخلاق اونھیں احادیث و تفاسیر
کیا جاتا ہے جنمیں ذکر اخلاق کا ہے اور اپنے اخلاق و احوال کے مطابق کرکے بھی یہی احادیث و تفاسیر آزمائی
جاوینگی کہ جنمیں ذکر اخلاق ہے ورنہ یہ کہنا ہوا کہ جو حدیث و تفسیر کہ اوسمیں ذکر آسمان و زمین کا ہو اور ہمارے
حال کے موافق نہو وہ غیر صحیح ہے نہایت نامعقول ہے اور اگر کہیں کہ احادیث متواترہ قطعیہ اور آیات قطعیہ
کہ جنکی صحت میں کلام نہیں ہے اخلاق شیخ کے اول انکے مطابق ہوکر ثبوت ولایت ہو گئے بعد اوسکے
احادیث و تفاسیر ظنیہ کی صحت مطابقت اخلاق مذکورہ پر کہ دلیل قطعی ہیں موقوف رہی جواب
اسکا یہ ہے کہ احادیث غیر متواترہ ظنیہ کہ اوسمیں بعضی مشہور اور بعضی آحاد صحیحہ ہیں بالاتفاق سب قابل استدلال
و مفید ظن ہیں خصوصاً فضائل اعمال میں کہ احادیث ضعیفہ بھی مقبول ہیں چہ جائے صحیحہ کے بلکہ خود مہدویوں کی
کتاب انصاف نامے کے باب دوم میں حضرات سے نقل کیا ہے کہ جو شخص خبر واحد اور قیاس کا انکار کرے اور کہے
کہ وہ حجت نہیں ہے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے پس جبکہ یہ احادیث مفید ظن ہیں اب اگر بعضے اخلاق یا علامات
مہدیت کہ ان احادیث میں مذکور ہیں اور شیخ جونپوری میں مفقود ہیں تو لا محالہ ظن اسبات کا ثابت ہے کہ شیخ ناقص
الاخلاق ہیں اور مہدی نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ اس ظن کے ہوتے ہوئے قطعیت کمال اخلاق یا ثبوت
مہدیت کی فاسد باطل ہے کیونکہ قطعی و یقینی وہ امر ہوتا ہے کہ اوسکے جانب مخالف کا ظن بلکہ وہم بھی نہو اور تقسیم اسکی
یہ ہے کہ ہر خبر دو حال سے خالی نہیں ہے یا اوسمیں احتمال مضمون مخالف کا ہے یا نہیں ہے اگر ہے اور اس خبر کے برابر ہے

ہوئی ہیں جو مسلمہ علماء [illegible] ہوں میں بات ثابت ہے دوسرے یہ کہ وجوب ہے کہ نوع غالب میں مغلوب کو وہم
ہوئی ہے اگر اوس [illegible] مخالفت بالکل نہیں ہے تو اوسکو ہم سمجھتے ہیں اب اسکے بھی دو حال ہیں
یا واقع کے موافق ہے یا مخالف اگر مخالف ہے تو وہ جزم جہل مرکب ہے اور اگر [illegible] تو وہ بھی دو حال ہیں کہ
سبب [illegible] ہو یا اور [illegible] اعتقاد زائل ہو سکتا ہے یا نہیں اگر ہو سکتا ہے تو وہ تقلید ہے اور اگر زائل نہیں ہو سکتا
تو یقین ہے پس ظاہر ہے کہ جب شیخ کے اخلاق کہ دلیل تھے ولایت مہدویت کے اونکی جانب مخالف میں دلائل
یعنی بدلیل احادیث مشہورہ کے دعوی کمال اخلاق اور علامت مہدویت کا جزمی و یقینی ہرگز نہ رہا بلکہ مظنون
و مشکوک ہو گیا اس کمالی اخلاق و ولایت احادیث و تفاسیر کو کہ جنپر نو سو برس سے امت کا
عمل چلا آتا تھا رد کر دیا کس قدر بیجا کی جرأت ہے خدا اور رسول پر کہ کوئی ایماندار اوسکا روادار نہ ہوگا۔
دوسرا جواب یہ ہے کہ بہت سے اخبار ظنیہ مشترک المعنی جب مجتمع ہو جاتی ہیں تو وہ معنی قطعی ہو جاتے ہیں چنانچہ
[illegible] حقیقت [illegible] کہ بہت سے اخبار آحاد جب ایک بات پر متفق ہو گئیں وہ بات مرتبہ یقین کو پہونچ گئی اگرچہ
ہر حدیث جدا جدا ظنی تھی مثال اوسکی [illegible] ہے کہ [illegible] بالونکی بسبب اجتماع و اتفاق بالونکے کس قدر قوی
مستحکم ہو جاتی ہے حالانکہ ہر بال ان میں سے اوس میں اثر کچھ نہیں اور ہر بال علیحدہ نہایت ضعیف تھا اور یہ متواتر
دو قسم ہے ایک یہ کہ لفظ خبر بھی تمام روایتوں میں متغیر نہو اوسکو متواتر اللفظ و المعنی کہتے ہیں دوسری یہ کہ الفاظ روایات
کے مختلف ہوویں لیکن کسی ایک معنی کے ادا کرنے میں تمام روایات متفق رہیں اور حد تواتر کو پہونچ جاویں اوسکو
متواتر المعنی کہتے ہیں وہ بھی قطعی ہوتی ہے چنانچہ یہاں بھی ایسی ہی واقع ہوا ہے کہ صدہا احادیث و آثار علامات
مہدی آخر الزمان کے بیان میں وارد ہیں رسائل علماء حدیث مثل عقد الدرر اور القول المختصر فی علامات
المہدی المنتظر اور البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان اور العرف الوردی فی اخبار المہدی
وغیرہا کے ان احادیث و آثار سے مملو ہیں چنانچہ ایک رسالہ قول مختصر میں فقط شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
[illegible] علامات مہدویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین سے نقل کی ہیں اور چونکہ یہ علامات شیخ جونپوری
میں بالکل مفقود ہیں [illegible] کہ اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا ہونا باپ کا نام عبد اللہ ہونا کہ امور عامۃ الورود اور
شرط [illegible] استقلال [illegible] اس بزرگوار کے حق میں ثابت نہیں ہو سکتا ہے چہ جائیکہ علامات نادر الوقوع [illegible]
لائل [illegible] ہو چکا [illegible] روایت اسباب پر دال ہے کہ شیخ مستجمع فیہ میں علامات مہدویت
کی مفقود ہیں اور اس [illegible] کو [illegible] لازم ہے کہ شیخ دعوی مہدویت میں کاذب ہے [illegible] دونوں [illegible] یعنی فاقد

علامت مہدویت ہو بلا تخصیص تعیین علامت اور دعوی مہدویت میں کاذب ہے تا قدر مشترک ہی تمام روایات میں
ظاہر ہے کہ تمام روایات سے قدر مشترک کے حق میں درجہ تواتر ہے پس قدر مذکور متواتر و قطعی ہوئی اور بدلیل قطعی بطلان
دعوی شیخ کا ثابت ہوا اور کذب بھی کہ تمام ادیان میں گناہ عظیم ہے بدیہی ثابت ہوا پس حسن اخلاق قطعی نہوا بلکہ بطلان
اوسکا قطعی ہوا پس ایسے اخلاق کو محک احادیث حضرت صادق و مصدوق کا ٹھہرانا محال شرعی ہے جواب تیسرا
یہ کہ اس تین سو پچاسی برس میں ہفت اقلیم میں اہل سنت و جماعت میں صدہا بلکہ ہزارہا ایسے کاملین صاحب اخلاق حمیدہ
گذرے ہیں کہ تمام قطعیات و ظنیات احادیث پر عمل کرکے کوئی دقیقہ دقائق اخلاق واجبہ اور مسنونہ بلکہ مستحبہ
و مندوبہ سے بھی فرو گذاشت نکیا ہے اور صدہا کرامات باہرہ اور خوارق ظاہرہ کے ہوئے ہیں پس حضرات جیسا کہ شیخ جو
سے کمیت میں زیادہ ہیں کیفیت میں بھی زیادہ ہیں کیونکہ شیخ قطعیات کے فقط عامل ہیں اور یہ حضرات تمام
قطعیات و ظنیات کے عامل ہیں اور ہر قسم کے خلق محمدی کے متصف ہیں خواہ روایت قوی سے ثابت ہو
ضعیف سے پس انکے اخلاق کی جانب غالب ہوئی اور یہ سب شیخ مذکور کے باب مہدویت میں تکذیب کرتے
پس بموجب قرار داد مہدویہ کے کہ اخلاق کو دلیل قطعی جانتے ہیں شیخ مذکور کا کذب قطعی ہوا جواب چوتھا
یہ ہے کہ صحابہ کرام سے لیکر آج تک کسی صحابی یا امام یا مجتہد یا عالم یا عارف یا غوث یا قطب نے یہ دعوی نہیں
کیا ہے کہ میرے اخلاق ایسے کامل ہیں کہ اب جو حدیث کہ میرے حسب حال ہو وہ صحیح ہے باقی سب غلط ہیں پس دعوی
بدعت ہوا اور بدعت بلا شبہہ اخلاق سیئہ سے ہے نہ اخلاق حسنہ سے جواب پانچواں یہ کہ شیخ مذکور کا
یہ بھی ہے کہ میں تابع تام رسول خدا کا ہوں کہ میرا قدم اتباع آنحضرت میں ایسا ثابت ہے کہ سر مو تجاوز نہیں
کرتا ہوں اور بخوبی روشن ہے کہ اتباع تام جب ہوگا کہ تمام سنن و اخلاق محمدیہ پر عمل ہووے اور چونکہ اجناس اخلاق
چار ہیں جیسا کہ مذکور ہوئے اور فروع انکے بیشمار اور تحقق اجناس ضمن فروع میں ہوتا ہے اور فروع باخبار ظنیہ مروی
کیونکہ احادیث میں سوا چند حدیث کے متواتر نہیں ہے اور قرآن میں بھی تفصیل تام نہیں ہے بلکہ بطور اجمال
واجمال کے مذکور ہیں اور جا تفصیل اسکے احادیث ظنیہ میں اور جبتو فقط قطعیات پر اختصار ہوا تو اس وقت تابع تام
نہوئے بلکہ تابع ناقص ہوئے اور دعوی اتباع تام میں کاذب ہوے اور کذب قطعاً اخلاق بد سے ہے پس بد اخلاق ہونا قطعی
شد شیخ اخلاق ہوا جواب چھٹا یہ ہے کہ قرآن سب قطعی ہے اور عمل بالقرآن کے یہ معنی ہیں کہ قرآن کے معانی پر عمل
اور معنی انھیں تفاسیر سے کہ آنحضرت اور صحابہ کرام سے مروی ہیں معلوم ہوتے ہیں پس صحت اخلاق موقوف
ہوئی عمل بالقرآن پر اور عمل بالقرآن موقوف انھیں تفاسیر کی صحت پر اب اگر صحت ان تفاسیر کی موقوف

اخلاق پر ہووے مقدم کا موخر ہونا اور موقوف علیہ کا موقوف ہونا لازم آتا ہی اور وہ محال ہی اب بعد اسکے بعض
وہ اقوال و افعال شیخ جونپوری اور اونکے خلفا کے گذارش کرنے مین آتے ہین کہ جنکا منشا اور مبدا اخلاق
بد واقع ہوئے ہین اسیواسطے ہر ایک کی تعبیر بد خلقی کی گئی ہی تاکہ ناظرین با انصاف پر ظاہر ہووے کہ باوجود اس
دعوی آباد الغیری کے مقدمۂ اخلاق مین کسقدر انکے اقوال و افعال مخالف قطعیات قرآنکے بھی ہین اور مخالف
احادیث کے بھی ہین اور کسقدر اتباع قرآن و سنت حضرت رسالت پناہ سے دور پڑے ہین اور معلوم ہووے کہ قول
انکا ہم کبھی امر قطعی و متواتر کے خلاف نہین کرتے ہین دعوی بے اصل ہی بلکہ قطعی و متواتر کے بھی خلاف کرتے
ہین اور سنت نبوی غیر قطعی کے بھی مخالف چلتے ہین **بد خلقی اول** دست اندازی مال غیر مین بد ترین
صفات سے ہی اور تمام ادیان و مذاہب مین اسکا گناہ و معصیت ہونا یقینیات سے ہی اور نص قرآنی بھی اسکی نہی پہ
دال ہی کہ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الآیۃ یعنی اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپسمین
ناحق الآیہ اور سوا اسکے اور بہت سی آیات اور احادیث دال ہین اسبات پر کہ کسی مسلمان یا کافر ذمی کا مال
کھانا حلال نہین ہی اور چونکہ یہ مقدمہ سب عالم مین یقینیات سے ہی زیادہ نقل دلائل کی حاجت نہین ہی خصلت
شیخ جونپوری کی اسباب مین نقل کرنا چاہیے وہ یہ ہی کہ انصاف نامے کے آٹھوین باب مین مذکور ہی کہ بی بی شکر خاتون
اور چند شخص دوسرے میران کے پاس سے ٹھٹھہ کو روانہ ہوئے میان نظام لقب بہ تک بطور مشایعت کے انکے ہمراہ گئے
اونکے گونے چند ٹوکرہ کہ سکہ اس بلاد کا تھا واسطے کرایہ کشتی کے انکو دیے تھے میان نظام ٹوکرون مذکورہ کو فراموشی
سے وقت مراجعت کے اپنے ساتھ واپس لے آئے جب دوسرے روز یاد آیا چاہا کہ امانت مذکورہ اوسکے مالک کو کنارے
آب جاکر پہونچاوین انکے مہدی نے منع کیا اور کہا کہ تجویز یعنی کھاؤ اور نوش جان فرماؤ اگر حق تعالی اسکی پرسش فرماوے
اوس وقت میرا دامن پکڑ لینا کیونکہ یہ لوگ روگردان ہو کر جاتے ہین اگر حق تعالی قوت دیوے جو کچھ انکے پاس ہی مار کر سب مین
چھین لیوین مصنف کتاب بعد اسکے لکھتا ہی عزیز یہ لوگ مہدویت سید محمد سے برگشتہ ہوے تھے لیکن
صحبت چھوڑ کر اپنے اقربا کے واسطے گجرات کو جاتے تھے انتہی اور واضح ہو کہ یہ حکم شیخ مذکور کا جیسا کہ آیت مذکورہ
الصدر کے مخالف ہی اس آیت کے بھی مخالف ہی اِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا یعنی تحقیق اللہ
فرماتا ہی تمکو کہ ادا کرو امانتونکو طرف اہل انکے آیات و احکام کہ خداوند عالم کے نازل کیے ہوے ہین شیخ نے اونکے
مخالف حکم کہا اور جو کہ اللہ تعالی کے نازل کیے ہوے احکام کے موافق حکم نکرے اوسکے حق مین اللہ تعالے
قرآن مجید مین تین جا پر وعید شدید فرماتا ہی کہ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

بدخلقی سوم کہ دوم مذکور کی ہم جنس ہی اور اوسکو بخوبی ثابت و روشن کرتی ہی اور وہی مخالفت قرآن او
استحقاق وعید کا اوسکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہی انصاف نامے کے باب ہفتم میں لکھا ہی کہ میان خوندمیر نے
کہا کہ میں آج کی رات بتوجہ تمام بیٹھا تھا اور میران کو بچشم خود دیکھتا تھا مینے پوچھا کہ میران جیو مہتر عیسیٰ
کس وقت آوینگے فرمایا نزدیک بعدہٗ سوال کیا مینے کہ آپ سے ساٹھ برس بعد آوینگے کہا کہ نزدیک کہ
مینے پوچھا کہ آپکے پچاس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا مینے کہ آپسے چالیس برس کے بعد کہا نزدیک پھر
مینے کہ آپ سے تیس برس پیچھے کہا نزدیک پھر سوال کیا مینے کہ آپسے بیس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا
مینے کہ آپسے دس برس بعد آوینگے فرمایا کہ نزدیک دیکھو مہتر عیسیٰ حاضر ہیں پوچھ لیو بعدہٗ میان نے کہا کہ کہتے ہیں بندے
نے مہتر عیسیٰ سے بہت چیزیں پوچھیں مگر یہ فراموش ہوگیا کہ پوچھوں کہ تم کب آؤگے اور اس حکایت کا شاہد
کہ بعد بیس برس کے کم و زیادہ میں شیخ محمد خراسانی نے دعوی عیسیٰ کا کیا تھا انتہی سیاق اس کلام صحیح معلوم ہوتا ہی کہ میا
خوندمیر کو بعد انتقال میران کے حالت مکاشفے میں اس گفت و شنود کا اتفاق پڑا ہی پس معلوم ہوا کہ میران بعد
انتقال کے بھی اسقدر شوق پیش گوئی کا رکھتے ہیں کہ اوس عالم سے بھی کاہے کا ہے اپنے خاص الخاص خلفا پر سوا
ایسی غلط و بے محل پیش گوئیاں کر جاتے تھے یا میان خوندمیر کی چالاکیاں ہیں کیونکہ کذلک یفشا الله
عرقها وحسن نبات الارض من کرم البذر اور تعجب کی جاہی کہ آمد عیسوی کا سوال میران سے اس حا
کے ساتھ کیا اور جب خود لقاے عیسوی ہوئی سب کچھ پوچھا اور یہی اصل بات بھول گئے اور واضح ہو کہ اعداد
عبارت بالا تمام تحدید و تعیین پر دال ہیں نہ تقلیل و تکثیر پر مانند ان تستغفر لهم سبعين مرة یا ولتنظر نفس
ما قدمت لغد کے کہ یہان یہ موقع نہیں ہی اسواسطے کہ سبعین عدد وغیرہ اسواسطے تکثیر و تقلیل کے محاورے
مستعمل ہیں دس اور بیس اور تیس اور چالیس اور پچاس اور ساٹھ جسوقت کہ بترتیب اعداد پوچھے جاویں گے وہان
تعیین مراد ہوتی ہی دوسرے یہ کہ یہ اعداد عبارت سائل میں کہ خوندمیر ہیں مذکور ہوئے ہیں نہ عبارت مجیب میں
اور ظاہر ہی کہ سائل سوال تعیین کا کرتا ہی پس جواب بھی اوسی پر محمول ہوگا یعنی نزدیک ہی اس عدد سے بھی نہ کہ مطلق
نزدیکی پر دلالت ہے کہ خلاف قرینے سوال کے ہی بعض صاحب انصاف نامہ کہ اسکو ولتنظر نفس لغد پر حمل
کرتا ہی غلط ہی اگر یہی معنی ہوتے کہ مانند قیامت کے قریب ہی تو مصنف انصاف نامے سے پہلے میان خوندمیر
کہ خود سائل قرار دیا ہے پھر ساٹھ و پچاس و چالیس وغیرہ سے تنزل کرتے ہوئے دس تک کاہے کو آتے اصل یہی بات
ہی کہ میان ایک عدد کی تعیین پوچھتے تھے اور میران اوس سے بھی نزدیک بتلاتے تھے تب اوس سے کم عدد

نام لیتے تھے اور یہی گمان و وسوسہ تمام شیخ ہوشیار کے خیال میں جاگزین تھا کہ جیسا کہ وہ
دہ مترشح علی المہدی فرماتے شعر پڑہتے تھے میں جیسا کہ مہدی ہونیکو ہوسکے دنیا میں پیدا ہونیکا
شوق ہوا کہ ایک شیخ محمد خراسانی نے دعوی کیا جیسا کہ مذکور ہوا بادشاہ سے تھے اوسکا ذکر
کتب نقلیات میں مذکور ہی اور انصاف نامے میں باب نہم ہجدہم میں مسطور ہی کہ میاں ابراہیم نے
میں دعوی عیسویت کا کیا تھا اوسکو کہا گیا عیسی بیٹے مریم کے ہیں اور تیرے ماں باپ فلان ہین وہ
تہسیاتی روبرو میرانکے دعوی عیسویت کا کیا تھا میران نے کہا کہ تجکو عیسی کسنے کیا تجکو مہدی نے
فلانی تھی عیسی فرزند مریم کے ہونگے اگر تو دعوی عیسی کریگا کافر ہو جاویگا بعد چند روز کے شیخ
رجوع کیا میران نے کہا کہ بالا آسمان سے کیونکر نیچے آئے بعدہ فرمایا کہ مقام تھا بد خلقی چہارم
کی قسم سے ہی اور جو کچھ اونکو لازم تھا اسکو بھی التزام ہی وہ یہ ہی کہ کتاب تحفہ فضائل میں فضائل سید
کہ عادت حضرت میران کی یہ تھی کہ بلاناغہ نماز جمعے کے واسطے جایا کرتے تھے ایک جمعے کو بعد ہو سا
آکر نیت نماز وتر کی باواز بلند باندھی وہانکے قاضی و خطیب نے سنکر کہا کہ یہ ذات مہدی موعود ہے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ نماز وتر کی ادا کی جمعے سے رخصت ہوا اس مرد کو دوسرا جمعہ نصیب
میران وہان سے روانہ ہوئے قاضی و خطیب نے سامنے آکر پوچھا کہ تولد خوندکار کا کس روز ہی اور دعوی خوندگا
موت خوندگار کی کس روز ہی فرمایا کہ روز دوشنبے کو پیش روز نے مع اپنے توابع ولواحق کی نصب
اختیار کی جب وہان سے مراجعت کی اثناے راہ سے بیماری شروع ہوئی کہ وہ چیز گ
ملخصا اگر روز تولد اور روز دعوی مہدیت البتہ معلوم ہوسکتا ہی کہ مقدما گذشتہ سے تھا لیکن
وہ کس طرح معلوم ہوسکتا ہی وہان قیاس تخمین کو دخل نہیں ہی کہ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ اور نہیں جانتا کوئی نفس کیا کریگا کل اور نہیں
کہ کس زمین میں مریگا لیکن شیخ بخلاف آیت مذکورہ کے جرأت کرکے اوسکو بھی روز تولد اور دعوی
بطور قیاس الغائب علی الشاہد کے معین کر دیا کہ روز موت بھی روز دوشنبہ ہی لیکن غیرت الہی نے اس
فرما کر اس دعوی کا جھوٹ آشکار کر دیا کہ اوسی ہفتے میں بروز پنجشنبہ اونکی روح کو قبض فرمایا چنانچہ
مطلع الولایت وغیرہ میں موجود ہی کہ انتقال انکا روز پنجشنبہ نوزدہم ذی القعدہ سنہ ۹۱۰ نہصد دہم میں ہوا
بد خلقی پنجم انصاف نامے کے باب ہفتم میں منقول ہی کہ میاں خوندمیر نے کرامات روایت کی

تمام قرآن میں کسی آیت کو منسوخ نہ رکھا ہی انتہی یہ اعتقاد شیخ مذکور کا بھی مخالف قرآن کے ہی اسواسطے کہ اللہ تعا
خود نسخ کا اقرار فرماتا ہی اور یہ انکا انکار ہی چنانچہ سورۂ بقر میں ارشاد فرمایا کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْ
تِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یعنی جو کہ منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت
یا بھلا دیتے ہیں ہم اوسکو لاتے ہیں ہم بہتر اوس سے یا مانند اوسکے کیا تجھکو معلوم نہیں ہی کہ اللہ ہر چیز پہ قادر ہی
سورۂ نحل میں فرمایا وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ
أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ یعنی اور جب بدلتے ہیں ہم ایک آیت بجا دوسری آیت کے اور اللہ بہتر جانتا ہی جو اوتارتا
تو کہتے ہیں کفار نہیں ہی تو مگر مفتری بلکہ اکثر اونمیں لا یعلم ہیں ان دونوں آیتوں میں نسخ کا ذکر ہی فرق اتنا ہی کہ پہلی
لفظ نسخ اسار کر تعبیر کی گئی اور دوسری میں بلفظ تبدیل اور وہی مضمون اوسکو ادا فرمایا اور سورۂ رعد میں فرمایا يَمْحُو اللّٰ
هُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ یعنی محو کرتا ہی اللہ جو چاہتا ہی اور ثابت رکھتا ہی اور اوسکے پاس ہی
کتاب انتہی ان آیات ثلثہ میں سے سورۂ نحل کی اول اور کلام میں مقصود ہی اسواسطے کہ اول میں تعلیق ہی اور ثالث میں [illegible]
بالجملہ بنص قرآنی نسخ ثابت ہوا اسیواسطے جمہور مسلمین اعتقاد رکھتے ہیں کہ نسخ جائز ہی عقلاً اور واقع ہی سمعاً
یہود اور مشرکین عرب کو نسخ سے انکار تھا کہتے تھے دیکھو محمد اپنے اصحاب کو آج ایک باتکا حکم کرتے ہیں
کل کو اوس سے رجوع کرکے اوسکے برخلاف حکم کرتے ہیں چنانچہ اونکی دفع کیواسطے اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمائیں ا
یہ طعن کرنیوالے جاہل ہیں کہ حکمتوں نسخ سے بیخبر ہیں اور یہود دو فرقے تھے بعضے جواز نسخ کے عقلاً منکر تھے اور
جواز عقلی کے قائل تھے لیکن سمعاً جائز نہیں جانتے تھے اور اس مسئلے میں گویا کہ خوشہ چین انکا مسلمانوں میں سے ایک
شخص ابو مسلم بن بحر ہی کہ قرآن میں وقوع نسخ کا منکر ہی اور اوسکے قدم بقدم شیخ جونپوری نے رکھا کہ قرآن میں
کسی آیت کو منسوخ نہ ٹھہرایا حالانکہ جا بجا قرآن میں ناسخ و منسوخ موجود ہی اور یہ بھی ایک قدرت حضرت معبود ہی
فرماتے ہیں کہ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بنا بر علیہ متقدمین کے نزدیک بقدر پانسو آیت کے کلام مجید
منسوخ الحکم تلاوت میں موجود ہی اور متاخرین کے نزدیک بسبب اختلاف اصطلاح نسخ کی معدودے چند سے زیادہ نہ
چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مطابق قاضی ابوبکر ابن العربی کے منسوخات سلف میں سے منقح کرکے بیس آیات
ٹھہرائی ہیں اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اونمیں بھی تنقیح و تفتیش کرکے کل پانچ آیات منسوخ ٹھہرائی
کہ اونمیں بے نسخ کے قائل ہوئے نہیں بنتا ہی وہ آیات خمسہ یہ ہیں اول كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْ
الآیۃ منسوخ ہی ناسخ اسکی آیت يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ الآیۃ اور حدیث لا وصیۃ لوارث اور اجماع

دوم اِن یَّکُن مِّنکُم عِشرُونَ صَابِرُونَ الآیۃ منسوخ ہی اور اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ
لکَ النِّسَاءُ مِن بَعدُ الآیۃ منسوخ ہی اور ناسخ اسکی یہ آیت ہی کہ اِنَّا اَحلَلنَا لَکَ اَزوَاجَکَ
چہارم اِذَا نَاجَیتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا الآیۃ منسوخ ہی اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی پنجم
قَلِیلًا الآیۃ منسوخ ہی اور آخر سورت اسکی ناسخ ہی یہان اسیقدر کلام اجمالی کافی ہی اسواسطے کہ
مانع تفصیل ہے **بدخلقی ششم تحریف آیات قرآنی** باب تحریف کا اس قوم مین نہایت شائع ورائج
خطر اسکو اپنا پیشہ مقرر کیے ہین جیسا دل چاہتا ہی ویسا آیات آلہی کے معنی مین تغییر وتبدیل
وقت الفاظ کی تغیر بھی کر دیتے ہین پس تحریف لفظی ومعنوی دونون انمین موجود ہین اور اس کثرت
مشکل ہے کیونکہ ہر کہ ومہ کا یہ روزمرہ ہی مگر یہان بطور نمونے کے چند مثالین اسکی مذکور ہوتی ہین تاکہ اہل
کرلیا جاوے کہ اندک دلیل بسیاری یا مشتے نمونہ از خروارے **تحریف اول** پنجفضائل مین ہین
نقل است حضرت میران حق میران سید محمود سورہ والنجم خصال ومودہ بن عباس فا
مَا اَوحٰی بھائی میران سید محمود مَا کَذَبَ الفُؤَادُ مَا رَاٰی بھائی میران سید محمود اَفَتُمَارُونَہٗ
یَرٰی بھائی میران سید محمود وَلَقَد رَاٰہُ نَزلَۃً اُخرٰی بھائی میران سید محمود عِندَ سِدرَۃِ المُنتَہٰی
سید محمود عِندَہَا جَنَّۃُ المَاوٰی بھائی میران سید محمود اِذ یَغشَی السِّدرَۃَ مَا یَغشٰی بھائی میران
زَاغَ البَصَرُ وَمَا طَغٰی بھائی میران سید محمود لَقَد رَاٰی مِن اٰیَاتِ رَبِّہِ الکُبرٰی بھائی
انتہی عقلائے انصاف پسند پر ظاہر ہی کہ اس مقام مین کسقدر ظلم وحق پوشی عمل مین لائی ہی کہ جابجا آیات
بن سید محمد جونپوری کو ہر آیت کا ونبالہ اوسکو بنا دیا کہ نہ روایت کے مطابق نہ درایت کے موافق روایت کا
الشمس ہے کہ باتفاق روایات ان آیات مین تذکرہ حضرت رسالت پناہ کا ہی نہ سید محمود کا اور درایت بھی
صدر کلام مین حضرت رسالت پناہ اور جبرئیل کا ذکر ہی کہ وَالنَّجمِ اِذَا ہَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُم
وَمَا یَنطِقُ عَنِ الہَوٰی اِن ہُوَ اِلَّا وَحیٌ یُّوحٰی عَلَّمَہٗ شَدِیدُ القُوٰی ذُو مِرَّۃٍ فَاستَوٰی
بِالاُفُقِ الاَعلٰی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوسَینِ اَو اَدنٰی فَاَوحٰی اِلٰی عَبدِہٖ الآیۃ
جب گرے بہکا نہین تمہارا رفیق یعنی پیغمبر اور بے راہ نہین چلا اور نہین بولتا اپنے چاہ سے
وحی کہ وحی کی جاتی ہی سکہایا اوسکو سخت قوت والے نے زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا اور وہ
کنارے آسمان پر پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہگیا دو کمان کے برابر یا اس سے بھی نزدیک

اسکے اپنے بندے پر آخر آیات تک نفی صاحبکم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ صحبت ساتھ
اونکے ہمیشہ رہنے کو تقی نہ سید محمد کو کہ صدہا برس کے بعد پیدا ہوا اور شدید القوی سے جبرئیل مراد ہین باقی آیات
بیان و سیاق کے حضرت اور جبرئیل مراد ہین نہ سید محمد دوسرا یہ کہ بعضی جا پر سید محمد کا جوڑا ایسا بیموقع ہے کہ
کتب ملتی ہین نا پسند کرینگے چنانچہ یہان پر کہ عندہا جنۃ الماوی یعنی نزدیک سدرۃ المنتہی کے جنت الماوی
یہان ہا ضمیر مؤنث راجع طرف سدرہ کے ہی ہے سوا اوسکے کوئی ضمیر نہین ہے کہ سید محمد کیطرف راجع ہو
تو یہان پر جوڑ بھائی میران سید محمد کا کیونکر درست ہوا علی ہذا القیاس دوسری آیات مین بھی یہ جوڑ نہایت
ہے کہ کوئی صاحب فہم پسند نکریگا **تحریف** دوم شواہد الولایت کے باب ہفتدہم مین لکھا ہے کہ
حضرت میران نے اپنے خلیفہ خوندمیر کو فرمایا کہ حضرت مصطفی نے خدا تعالی سے واسطے نصرت ولایت اپنی
کے مانگا تھا کہ واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا یعنی اور بنادے مجکو اپنے پاس سے ایک حکم
مراد ذات تمہاری ہے اوس وقت مین عمر میان خوندمیر کی اٹھارہ برس کی تھی انتہی سلطانا نصیرا سے مراد خوندمیر
درست نہین ہے نقلاً و عقلاً ظاہر ہے کہ کسی روایت مین اسکا ذکر نہین ہے اسواسطے کہ مجاہد نے کہا کہ مراد سلطانا نصیرا
دلیل واضح ہے اور حسن بصری نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ایک بادشاہ قوی میرے تابع کر دے کہ بسبب اوسکے اعدا
دین کو شکست دیون اور دین الٰہی کو قائم کرون موافق اس سوال کے اللہ تعالی نے وعدہ کیا کہ ملک فا
و قیصر کا تمکو دیا جاویگا چنانچہ ویسی ہوا اور عقلاً اسواسطے کہ سلطان نصیر کے معنی یہ ہین کہ صاحب
نصرت ہو اور خوندمیر ایک شخص فقیر تھے کہ ہمیشہ مقہور و مغلوب سلاطین کے رہے یہانتک کہ آخر
و توابع کے بیکمال لاچاری مارے گئے اور منصور نہوے پھر ناصر کیا ہو سکتے ہین اور ولایت کے
ہونے کے واسطے حضرت جناب شاہ ولایت کہ جنسے تمام دنیا مین فیض ولایت منتشر ہوا اور کرورہا
اغواث و ابدال و اقطاب اونکے نور فیض سے مستفید ہو گیا تھے کہ میان خوندمیر کی درخواست کی
سبب ایسے کلمات کے سرزد ہونیکا یہی ہے کہ حضرات صحابہ اور ائمہ اہل بیت کے انوار ولایت سے اطلاع
کہ خوندمیر وغیرہ کی ولایت کو اونسے افضل اور زیادہ تر جانتے ہین اگر شمہ بھی اون حضرات کے مقامات کو
لیسے لا یعنی سخن نہ بات پر نہ لاتے **تحریف** سوم تتمہ شمائل مین لکھا ہے کہ حضرت میران نے فرمایا
عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال مراد سموات سے انبیا ہین و مراد
اولیا ہین و مراد جبال سے علما ہین فابین ان یحملنہا اصول القتال واشفقن منہا وحملہا الا

میان سید خوندمیر اِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا انتہی سبحان اللہ میران نے آیت کے معنی کیا بیان کیے
وآسمان سے کے فلاسفے ملا ہے شاید کہ میران کے نزدیک قرآن عربی زبان نہین ہے کہ لغت و محاورہ
موافق اوسکے معنی بیان کیے جاوین بلکہ جیسا خیال لگ جاوے ویسے معنی کر دینا ورنہ ایسے نے
نکتے کیونکہ زبان عربی مین لفظ انسان البتہ بسبب عموم معنوی کے شامل انبیا و اولیا و علما کو ہے
کے معنی انبیا ہووین اور ارض کے معنی اولیا ہووین اور جبال کے معنی علما ہووین اور انسان سے
خوندمیر ہووین اور یہ قباحت میران کے خیال مین آئی کہ جبکہ انسان سے مراد خاص خوندمیر ہوے تو اِنَّهُ كَانَ
جَهُولًا کی ضمیر بھی خاص اونھین کیطرف راجع ہوئی پس ظلوم و جہول اونھین کا لقب ٹھہرا اصلاح بنا
مدح کا ارادہ تھا سو ہجو ہو گئی دوسری صریح غلطی یہ ہوئی کہ حملہا کی ضمیر طرف امر قتال کے راجع کی ہے
کہ امانت سے مراد امر قتال ہووے کہ انبیا و اولیا و علما نے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا اور خوندمیر
اوٹھا لیا حالانکہ ہزارہا اصحاب انبیا کے اولوالعزم اور اولیا کاملین اور علما حقانی ہمیشہ راہ خدا مین جہاد
کرتے رہے ہین خصوصاً حضرت خاتم الرسالت اور اونکے حامیان دین تھے کہ اونکا بڑا اہم کام یہی ہے کہ ہمیشہ جہاد
کمر بستہ ہو کر کسقدر جانفشانی کی ہے کہ شرق سے غرب تک خدا کا دین پھیلا دیا کہ اظہر من الشمس ہے میان
کونسا ایسا امر قتال کیا کہ مستحق اس منقبت کے ہوے گئے آدمی کی ریشدی چند آدمیون کے ساتھ گجرات
مسلمانون سے دو روز لڑے کہ ایک روز کی جنگ مین آنکھین چھوٹ گئین اور دوسرے روز کی جنگ میں
پچاس ساٹھ آدمی کے ساتھ مارے گئے کہ اوس جنگ سے نہ کچھ اسلام کی تائید ہوئی نہ کوئی ملک کفار
مین داخل ہوا بلکہ انھین کے چند فقرا بے ہمراہی تباہ و خوار ہو گئے اور آیت مذکورہ کے معنی صحیح یہ ہین کہ تحقیق
عرض کیا امانت کو آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر پھر ان سب نے انکار کیا اوسکے اوٹھانے سے
ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے تحقیق وہ ہے بڑا بے ترس اور نادان انتہی حضرت ابن عباس
عنہما وغیرہ صحابہ و تابعین نے فرمایا کہ مراد امانت سے اطاعت و فرائض الٰہی ہین کہ جو اپنے بندون پر فرض کیے
انکو آسمان و زمین و جبال پر پیش کیا بطور تخییر کے کہ اگر تمہارا دل چاہے اس امانت کو اوٹھاو لیکن اگر اسکو
کرو گے ثواب پاؤ گے اور اگر ضائع کرو گے عقاب پاؤ گے اونھون نے عرض کیا کہ ای پروردگار ہم تیرے امر کے
ہم ثواب و عقاب نہین چاہتے ہین پھر حضرت آدم سلام اللہ علیہ کو فرمایا کہ ای آدم تو اس امانت کو اوٹھاویگا
لبیک وچشم کر کے اوٹھا لیا اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ تمہاری اور تمہاری اولاد کی گردن پر قیامت تک رہیگی ورنہ

یہ ہین کیا اپنے نفس پر ظلم کیا اور جہول کے یہ معنی کہ انجام کار اور عاقبت امر اس بار گران سے بے خبر ہے شعر آ
بار امانت نتوانست کشید ٭ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ٭ اور یہ بھی معلوم رہے کہ ظلم اور جہل کا
مین اولاد آدم مین سے اونھین کے حق مین ہے کہ جنھون نے اس امانت کو ضائع کیا خصوصًا منافقین منافقات اور
مشرکات مین بخلاف مؤمنین و مؤمنات کے کہ جب اونھون نے اداے امانت مین حتی الوسع کوشش
التفات الٰہی اور مغفرت رحمت نامتناہی کے ہوئے چنانچہ بعد اسکے فرمایا لِیُعَذِّبَ اللّٰہُ الْمُنَافِقِیْنَ
وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکَاتِ وَیَتُوْبَ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا
اور میرن کے معنی مین آیت بھی خلل زائد ہی کہ جب انسان سے خاص خود مدیر مراد ہو تو تعلق لِیُعَذِّبَ الآیۃ
ہوجاتا ہی **تحریف چہارم** شواہد الولایت کے باب بست ہشتم مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ بھا
فرمان حق تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ مین کوثر سے مراد ذات تمھاری ہے اور اللہ تو
والارض آخر رکوع تک تمھارے حق مین ہی غرض اسیطرح یہ داستان بہت دراز ہی ایک تحریف
خلیفہ کی بیان کرکے مختصر کی جاتی ہی پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز انکے خلیفہ دلاور کے
وقت وعظ کے سورۂ اخلاص شیخ صاحب لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ پر پونہچا دلاور نے کہا یَلِدُ یُوْلَدُ
کہا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کہا یَلِدُ یُوْلَدُ عبد الملک نے کہا یوسف چپ ہو میانجی لاایت کا شہ
کرتے ہین جو کہتے ہین سو حق ہی انتہی سبحان اللہ تعالیٰ عما یقول الظالمون علوا کبیرا قرآن با
سین ناس تک متواتر و قطعی ہی اگر کوئی ایک حرف کا بھی انکار کرے کافر ہوجاتا ہے یہ کیا اندھ
آیت کہ حق تعالیٰ کے وصف مین وارد ہی کہ نہ اوسنے کسیکو جنا ہی اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور یہ
انکار با صرار و تکرار کرتا ہی کہ یلد یولد ہی یعنی معنی ہوئے کہ خدا تعالیٰ جنتا بھی ہی اور جنا بھی گیا یعنی اوسکی اولاد بھ
ماں باپ بھی ہین سبحانہ و تعالیٰ عما یشرکون ملاحظہ کرنے کا مقام ہی کہ یہ لاوربڑے خلیفہ کامل و مکمل شیخ جو
انکے فہم و اعتقاد کا یہ حال ہی کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی جناب مین اسقدر بے باک ہین پھر اوسے برحال دیگران اور
تحریفات سے حال شیخ و خلیفہ کی قرآن فہمی کا بھی بخوبی واضح ہوگیا کہ ایسی فہم و قرآن دانی پر غرہ
تفسیر بندے کے بیان کے موافق ہو وہ معتبر ہی ورنہ خیر سبحان اللہ یہ حال ہی اور یہ قال ہی کہ تحریف معا
لفظیہ او معنویہ کرنا پیشہ اہل کتاب کا ہی خصوصًا یہود کا چنانچہ قرآن مجید مین انکی مذمت موجود ہی کہ یُحَرِّفُوْنَ
الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ الآیۃ بدلتے ہین کلام کو اوسکے ٹھکانون سے آخر آیت تک ورا قتد

أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ
يَعْلَمُونَ یعنی اب کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو کہ وہ مانین تمہاری بات اور ایک لوگ تھے اونمین کہ سنتے تھے
کلام اللہ کا پھر اوسکو بدل ڈالتے تھے بعد بوجھ چکنے کے اور اونکو معلوم ہے انتہی اور معنی تحریف کے تبدیل و تغییر ہین
یعنی مائل کر دینا ایک چیز کو اوسکے حق سے چنانچہ قلم کا قط جب مائل ہوتا ہے اوسکو محرف کہتے ہین اور تحریف یا لفظی
ہے یا معنوی لفظی یہ کہ مثلاً قرآن کے الفاظ اصلیہ آسمانیہ کو بدل دینا جیسا کہ لاو دیر نے ہوالم یلد ولم یولد سے
دولم اوڑا دیے اور معنوی یہ کہ معنی قرآن کو روایت اور قاعدہ عربیت کے خلاف کرنا چنانچہ انکے شیخ نے کہا کہ سموات
کے معنی انبیا اور ارض کے معنی اولیا اور جبال کے معنی علما کہ یہ معنی نہ زبان عرب کے ہین نہ کسی روایت سے ثابت ہین
اور دوسرے تحریفات مذکورۃ الصدر مین بھی یہی حال ہے اور طرہ یہ ہے کہ ایسے معنی بے موقع پر یہ بھی جابجا کہتے جاتے
ہین کہ مراد الٰہی اس سے یہ ہے حالانکہ سب قائل ہین اس بات کے کہ تفسیر بالرائے کفر ہے اور تفسیر اسیکو کہتے ہین کہ مراد الٰہی کا بیان
کرنا بطور قطع و جزم کے چنانچہ شیخ مذکور کی غرض بھی یہی ہے کیونکہ وہ اور اونکے معتقدین اونکے تمام بیانات کو قطعی جانتے ہین اور
تاویل اسے کہتے ہین کہ اول معنی مراد کو مسلم رکھکر ایک دوسرے معنی بطور احتمال کے بیان کرنا بشرطیکہ لفظ اوسکی محتمل ہو و
نہ جیسا کہ شیخ موصوف نے بیان کیے کہ یہ معنی قابل تاویل ہوتے کے بھی نہین ہین چہ جا تفسیر کی یہ طریقہ فرقہ باطلہ باطنیہ کا
ہے کہ نصوص کو ظاہر پر محمول نہین جانتے ہین اور جو دل چاہا سو قرآن حدیث کے معنی ہین سمجھ لیتے ہین اور یہ فرقہ بالاتفاق
گمراہ ہے طرفہ یہ ہے کہ شارح الاستبصار سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدویہ بھی اس فرقے کو گمراہ کہتے ہین اور نصوص کو ظاہر سے پھیرنا نہایت
بد جانتے ہین اور آپ وہی سب کام باطنیہ کے کرتے ہین بلکہ چند قدم اونسے بھی آگے چلتے ہین چنانچہ باطنیہ کے معنی کو
مہدیونکے معنی سے مقابلہ کر لیجیے باطنیہ کہتے ہین کہ آیت وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ وَطُورِ سِينِينَ وَهَٰذَا
الْبَلَدِ الْأَمِينِ مین مراد تین سے حضرت علی ہین اور زیتون سے فاطمۃ الزہرا اور طور سے حسن مجتبیٰ اور بلد امین سے مہدی قائم
بامر اللہ مراد ہین اور شیخ جونپوری کہتے ہین کہ آیت إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ
فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ یعنی ہمنے دکھائی امانت آسمانونکو اور زمین کو اور
پہاڑونکو پھر سب نے قبول نکیا کہ اوسکو اوٹھاوین اور اوس سے ڈر گئے اور اوٹھالیا اوسکو انسان نے انتہی مراد سموات سے
انبیا ہین اور ارض سے اولیا اور جبال سے علما اور انسان سے خود یہ مراد ہین اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ ان دونون
معنی مین ہرگز فرق نہین جیسا اونکے معنی خارج قانون لغت اور روایت سے ہین ویسے ہی اونکے معنی بھی خارج
قانون لغت عرب اور روایت سے ہین پس فرقہ مہدویہ اور باطنیہ مین کیا فرق ہے سموها ما شئتم بدعتی ہم

احادیث کاذبہ اور بے اصل روایت کرنا اور ہر قول کی نسبت طرف حضرت رسالت پناہ کے بلا خطر کر دینا یہ خصلت مخالف ہے اس حدیث قطعی متواتر المعنی کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ یعنی جو شخص کہ جھوٹھ بولا مجھ پر قصداً پس ٹھہراوے جا اپنی آگ میں ملا علی قاری نے اپنے رسالہ موضوعات میں اس حدیث کے اسناد طرق روایت باستیعاب تمام بیان کیے ہیں اور کہا کہ یہ حدیث متواتر المعنی ہے اور قریب ہے کہ متواتر اللفظ بھی ہووے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ اس حدیث کے راوی ایک سو صحابہ سے زیادہ ہیں اور کوئی گناہ کبیرہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی شخص اہل سنت میں سے اوسکے مرتکب کی تکفیر کیا ہو سوا اس گناہ کے کہ شیخ ابو محمد جوینی والد امام الحرمین نے فرمایا کہ جو شخص کہ رسول خدا پر قصداً جھوٹھ بولیگا کافر اور خارج الملت ہو جاویگا اور اس قول میں امام ناصر الدین مالکی بھی انکے تابع ہوئے اور امام نووی نے شرح مسلم میں کہا کہ جو شخص جانتا ہو کہ یہ حدیث موضوع ہے یا ظن غالب ہو موضوع ہونیکا اوس پر حرام ہے اوسکا روایت کرنا اور وہ داخل ہے اس وعید میں خواہ وہ حدیث تعلیم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ کی قسم سے ہو یہ حرام اور اکبر الکبائر ہے باجماع مسلمین کے انتہی ملخصاً کلام متعلق اس مقام سے آخر کتاب میں بھی آویگا انشاء اللہ تعالی غرضکہ اسقدر گناہ ہے غلط حدیث روایت کرنا کہ امام جوینی باوجود اس شدت احتیاط کے اسمیں تکفیر کے بھی قائل ہوئے اور اکبر الکبائر ہونے میں تو کسیکو شک و شبہہ نہیں ہے اور اس کام کے کرنیوالے کے واسطے دوزخ مقرر ہونا بحدیث قطعی متواتر ثابت ہے باایں ہمہ ہندیوں کے پیر و مرید و شیخ و شاب سب اس کام میں مبتلا ہیں اور انکی کتابیں مثل شواہد الولایت اور نصائح وغیرہ کے اسقدر احادیث باطلہ سے لبریز ہیں کہ حساب و شمار اوسکا دشوار ہے یہاں چند مثالیں انکے اکابر و پیشواؤں کی فقط بیان کیجاتی ہیں کیونکہ ایکبار روایت حدیث موضوع کی بھی واسطے ابطال حسن اخلاق کے کافی ہے مثال اول نصائح کے باب اول میں لکھا ہے کہ علما نے سوال کیا کہ تم ولایت کو نبوت پر فضل دیتے ہو میرانجی نے جواب دیا کہ بندہ فضل دیتا ہے یا کہ رسول نے فرمایا ہے اَلْوِلَايَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ بعدہ علما نے کہا کہ ولایت نبی کی نبوت پر فاضل ہے نہ ولایت دوسرے کی میرانجی نے کہا کہ بندے نے کب کہا ہے کہ بندے کے تئیں نبی پر فضل ہے انتہی جواب اَلْوِلَايَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے کسی کتاب حدیث سے اسکا حدیث ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے اور نہ کوئی محدث مستند یا عارف معتمد اسکے حدیث ہونیکا قائل اور فتوحات میں لکھا ہے کہ کسی عارف کا قول ہے پس قول کسیکا طرف رسول خدا کے نسبت کر دینا اسکو بھی وضع کہتے ہیں جیسا کہ شرح نخبۃ الفکر اور اوسکے حواشی میں لکھا ہے کہ حدیث موضوع کبھی نفس واضع کا کلام ہوتا ہے اور کبھی منقول دوسرے شخص

جیساکہ بعض سلف صالح یا قدماے حکما کا قول یا اسرائیلیات یعنی روایات بنی اسرائیل سے لیکر طرف رسول خدا کی نسبت کردیتا ہی یا حدیث ضعیف الاسناد کی اسناد نکال کر دوسری اسناد صحیح اوسکے ساتھ مرکب کردیتا ہی اور باعث وضع کا یا بیدینی ہوتی ہی جیساکہ زندیقین اسواسطے گمراہ کرنے مسلمین کے احادیث کا دیتے بنا ہین یا غلبہ جہل سبب پڑتا ہی چنانچہ بعضے عابد و زاہد لوگ احادیث فضائل اعمال مین وضع کرتے ہین کہ خلق کو عبادت پر رغبت ہو اور بہ سبب جہل و نادانی سے اسکو دینداری جانتے ہین اور یہ لوگ سخت ترین ضاعین ہین کیونکہ جبکہ اسکو دینداری جانتے ہین کبھی توبہ نہین کرتے ہین اور خلق بسبب انکے زہد و عبادت کے معتقد ہوکر انکے قول پر تقلید و اعتماد کرتی ہے یا سبب وضع کا افراط تعصب ہوتا ہی یا اتباع ہوئی یا اظہار نوادر غرائب و تمام یہ اقسام حرام ہین بالاجماع اور اتفاق ہی اسپر کہ بیان کر حدیث موضوع کو روایت کرنا بغیر بیان اوسکی موضوعیت کے حرام ہی اسواسطے کہ فرمایا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ رواہ مسلم یعنی جو شخص کہ بیان کرے میری طرف سے کوئی حدیث حالانکہ جانتا ہو کہ وہ جھوٹھہ ہے پس وہ ایک جھوٹھون سے ہی یعنی جیساکہ اوسکا بنانے والا جھوٹھا ہی ویسی ہی سنانے والا بھی جھوٹھا ہی اور رسول اللہ پر جھوٹھ بولنا بہرحال قطعاً اعظم کبائر سے ہی چنانچہ مذکور ہوچکا اب یہان شیخ جونپوری کے واسطے دو خطا مین سے ایک خطا بالضرور لازم ہوتی ہی یعنی اگر جانتے تھے کہ الولایۃ افضل من النبوۃ حدیث نہین ہی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف عمداً اوسکو منسوب کردیا تو مرتکب اس گناہ کبیرہ کے ہووے اور اگر نہین جانتے تھے اور بلا عمد غفلت سے روایت کردیا تو وہ دعوی غلط ہوا کہ مجکو اللہ تعالی نے تمام مخلوقات کا علم الیسا دیا ہی جیساکہ دانا رائی کا کسیکے ہاتھہ مین ہو اور وہ اوسکی حقیقت بخوبی مطلع ہووے جیساکہ باب ہی یکم شواہد مین موجود ہی اور یہ کذب بندھنا ہوا عمداً یہ بھی اکبر کبائر سے ہی اور اول سے کیا کم ہی بعنوان دیگر اگر یہ حدیث نہین ہی تو اسکا روایت کرنا بطور مذکور حرام ہوا اور اگر بالفرض حدیث ہی تو یہ کہنا غلط ہوا کہ صاحب فتوحات نے جو کچھ لکھا ہی لوح محفوظ کے موافق ہی جیساکہ شواہد مین ہی اسواسطے کہ مذکور ہوچکا کہ صاحب فتوحات نے اسکو قول بعض العارفین کا قرار دیا ہی اور ظاہر ہی کہ نوشتہ صاحب فتوحات سے وہی نوشتہ مراد ہی جو کہ شیخ جونپوری کے زمانے مین اونکے نسخ تصانیف متداول موجود تھے اور وہی نسخے اوس زمانے کے لکھے ہوئے فتوحات وغیرہ کے اب تک موجود ہین اور اون مین مخالفات و مناقضات دعاوی شیخ جونپوری کے بھی موجود ہین سبحان اللہ طرفہ ماجرا ہی کہ باوجودیکہ ایک حدیث کی روایت کرنے مین بھی صحیح و غلط کا تفرقہ نہین کرسکتے ہین دعوی یہ ہی کہ احادیث بند کے احوال کے مطابق کرکے امتحان کرلیا کرو کہ اگر موافق نکلے صحیح ہی ورنہ غلط ہی واہ ملتقطات

علی ما تصفون **سوال دیگر** یہ ہی کہ تقریر بالا مین شیخ نے فرمایا کہ بندے نے کب کہا ہی کہ بندے کے تئین نبی پر فضل ہے
حالانکہ مشہور ہی کہ دعوی مساوات کا حضرت خاتم الرسالت کے ساتھ کیا ہی اور اوس سے لازم آتا ہی دعوی فضل کا
ہزار ہا انبیا پر پس یہ انکار غلط ہوا یا دعوی تسویہ کے اصل لوگون نے مشہور کر دیا ہوگا اور خدا کرے ایسی ہی ہو تا کہ
شیخ انکار بالا مین صادق رہین ورنہ لزوم کذب حاضر ہی اور اگر تطبیق یون دیوین کہ مراد یہ ہی کہ مین بحیثیت ذاتیہ
خود نبی پر فضل نہین رکھتا ہون اور بسبب ولایت محمدیہ کے کہ بعینہا مجھ مین موجود ہی مساوات رکھتا ہون
جواب اسکا یہ ہی کہ ولایت محمدیہ اوصاف نفس قدسیہ محمدیہ سے ہی اور اوصاف و اعراض کا بعینہا منتقل ہونا باتفاق حکما
و متکلمین کے محال ہے پس تمھاری ولایت تمھارے اوصاف نفسانیہ سے ہوئی اب مراد حیثیت ذاتیہ سے کیا ہی اگر ماہیت
انسانیہ مراد ہی تو کلام بے معنی ہی کیونکہ ماہیت انسانیہ مین سب افراد متساوی الاقدام ہین حتی کہ انبیا بھی
فرماتے ہین کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اوس نظر سے کوئی عاقل کسیکو کسی پر تفضیل نہین دیتا ہی پس مراد
حیثیت ذاتیہ سے لامحالہ یہی ہوگا کہ مین اپنے اوصاف ذاتیہ کی راہ سے اپنے تئین نبی پر فضل نہین دیتا ہون
پھر اونھین اوصاف کی راہ سے دعوی تسویہ کرنا کہ جس سے ہزار ہا انبیا پر فضل لازم آتا ہی غلط ہوا یا یہ انکار غلط ہوا بہر
حال گلے پڑین گا ہے چپات سے گریز نہین ہی **اشکال دیگر** یہ کہ اگر بالفرض ولایت افضل ہو نبوت سے اور بالفرض
تمھاری ولایت حضرات انبیا کی ولایت سے کیفیت مین برابر ہووے جب بھی مساوات نہین ہو سکتی ہی کیونکہ
نبوت تشریعی کہ فی نفسہا فضیلت عمدہ ہی وہ آنحضرت مین موجود ہی وہ مرجح بڑی تفضیل حضرت رسالت مآب کی
پس تسویہ بہر حال باطل ہی یہان اسیقدر کافی ہی زیادہ تفصیل بحث تسویہ مین آویگی انشاء اللہ تعالی **ثالث قوم**
صاحب شواہد الولایت آغاز باب اول مین لکھتا ہی کہ بندگی میر سید خوندمیر نے بعض الآیات (نام کتاب ۱۲) مین لکھا ہی کہ قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لکل نبی نظیر فی امتہ ای مثلہ ولا یکون مثلہ الا من کان لہ درجۃ عند اللہ مثل درجۃ
النبی فاذا حصل لہ درجۃ النبی لا بد ان یکون خلیفۃ فی زمانہ ولخاتم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یکون نظیر فی امتہ وھو المہدی انتہی کلامہ رضی اللہ عنہ انتہی کلام صاحب الشواہد ایک رسالہ
ہی خوندمیر کا مسمی بعض الآیات من القرآن والحدیث فی حق المہدی اوسمین لکھا ہی کہ لکل نبی نظیر فی امتہ حدیث
نبوی ہی یعنی ہر پیغمبر کا ایک نظیر اور ہم درجہ ہوا کرتا ہی اونکی امت مین اور اپنے دوسرے رسالے مشہور بہ مکتوب
ملتانی مین لکھتے ہین کہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر آمدہ است بتعیین ختم الاولیا اور سوا اسکے بعضے
اور احادیث بے اصل بھی روایت کیے ہین چنانچہ حدیث انی لا عرفنا اقواماً ہم بمنزلتی الخ اور حدیث آہ واشوقا

الی لقاء اخوانی یکونون من بعدی شانھم کشان الانبیاء الخ ان سب کا اثبات انکے ذمے ہی جنہوں نے
ادعی فعلیہ البیان حالانکہ آثار کذب وضع کے بخوبی ظاہر و نمایان ہین اور غرض انکی ان احادیث سے یہ ہی کہ
شیخ جونپوری بلکہ اونکے مریدون کی مساوات و برابری ساتھ انبیا علیہم السلام کے ثابت کردین و ظاہر ہی کہ اتنا بڑا
مقدمہ کہ خلاف اجماع مسلمین اور مخالف نصوص صحیحہ کے ہی ایسے بے اصل و گمنام روایات سے ہرگز ثابت
نہین ہوسکتا ہی لیکن گناہ وضع حدیث کا انکے ذمے ہی اور عجب حیرت ہی کہ لکھتے ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
سے خبر تعیین ختم الاولیا کی آئی ہی حالانکہ یہ خلاف ہی محدثین کے اور صوفیۂ کرام کا اتفاق ہی کہ خاتم الاولیا
اصطلاح حادث ہی کہ قرون سابقہ مین کہین اسکا ذکر نہ تھا چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات مین ہی کہ لفظ خاتم
الاولیا کا باطل ہی اور اوسکی کچھ اصل نہین ہے اور شیخ مؤید کی شرح فصوص سے ثابت ہوتا ہی کہ مقام خاتم الاولیا کا ذکر
محمد بن علی حکیم ترمذی رحمہ اللہ تعالی کے وقت سے شروع ہوا ہی اور تتمہ مقام بحث تسویہ مین آویگا انشاء اللہ
تعالی اگر مہدوی لوگ جواب دیوین کہ شاید ہمارے پیران میر انکو صحت ان احادیث کی برخلاف تمام محدثین کے راہ
باطن سے معلوم ہوگئی ہوگی جواب اسکا یہ ہی کہ یہ عین دعوی ہی کہ جیسے اخلاق کو دلیل گردانی تھی ورنہ ہم مانع ہین
بسند بد اخلاقی کے اب دفع منع یا سند عین دعوی سے نہین ہوسکتا ہی بلکہ اثبات مقدمہ ممنوعہ یعنی حسن اخلاق کا
خارج کرنا چاہیے موافق داب مناظرہ کے علاوہ یہ ہی کہ میران کی تکذیب بسبب مخالفت کلام فتوحات پھر بھی موجود
خلافی ہی مشتہر یہ کہ جو فعل کہ حضرت رسالت پناہ نے اپنے خاص گھر مین جاری کیا ہی اور امت کیواسطے بھی روا
رکھا ہی اور بعد آنحضرت کے خلفاء راشدین اور ائمۂ اہل بیت نے بھی اوسپر عمل کیا ہی اوسکو فعل لعین قرار دینا استغفر اللہ
العظیم چنانچہ انصاف نامہ کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران تعیین کو لعین کہا کرتے تھے اور خوندمیر ہمیشہ اپنی وعظ
مین بیان کرتے تھے کہ تعیین لعین ہی اور باوصف اسکے اگر کوئی کسی جا سے وظیفہ پاتا تھا اور اوسکے لانیکی
اجازت مانگتا تھا اجازت دیتے تھے انتہی سبحان اللہ یہ عجب ناگ دھنگ ہی کہ یہان عقل انسان کی دنگ ہی یعنی
تعیین جہ معاش کو ملعون قرار دینا اور پھر اوسکے لانیکی اجازت دینا یعنی فعل ملعون کو رواج دینا پس قول الو رہوا اور فعل او
اور اگر حال وس قول کا ملاحظہ کیجیے تو ظاہر ہوتا ہی کہ کسقدر باطل و بے اصل ہی اسواسطے کہ خود حضرت رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصل خیبر وغیرہ سے معاش اپنے ازواج مطہرات کا سالیانہ مقرر کردیا تھا کہ سال بھر کا
قوت ہر بی بی کو اوسمین سے مرحمت فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری مین جابجا اسکا ذکر ہی اور صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ قبل خلافت تجارت پارچے کی کرتے تھے جب مسند آرا خلافت کے ہوئے فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہی کہ میرا پیشہ میرے

اخراجات خانگی کو کافی تھا کیونکہ مین مسلمانون کے اس کام مین مشغول ہوا مسلمانون کا کام کرونگا اور آل ابوبکر اس مال مین سے کھاوینگے پس خرچ یومیہ بیت المال مین سے اپنے واسطے مقرر کر لیا چنانچہ نصف گوسفند مع لوازم و مصالح اوسکے زر بیت المال سے انکا روزینہ مقرر تھا اور اسیطرح دوسرے خلفاے راشدین مین سے جسکو حاجت ہوتی تھی اپنا معاش خزانۂ بیت المال سے معین فرماتے تھے اور جسکو حاجت نہوتی تھی وہ فقط حسبۃ للہ کار ریاست کیا کرتے تھے اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین تمام مہاجرین و انصار و ائمہ اہل بیت کا سالیانہ خزانۂ سرکار سے مقرر فرما دیا چنانچہ صحیح بخاری مین ہے کہ صحابۂ بدریین کیواسطے حضرت عمر فاروق نے پانچ پانچ ہزار مقرر کیے تھے اور فتح الباری مین ہے کہ حدیث مالک بن اوس مین ہے کہ حضرت عمر رض مہاجرین کو پانچ پانچ ہزار اور انصار کو چار چار ہزار اور ازواج مطہرات مین سے ہر ایک کو بارہ بارہ ہزار دیا کرتے تھے اور سب بلا انکار اوسکو لیتے تھے بلکہ بعضے تقاضا بھی کرتے تھے چنانچہ حدیث ترمذی مین ہے کہ جناب فاروق اعظم نے حضرت اسامہ بن زید کے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمائے اور اپنے فرزند عبد اللہ بن عمر کے تین ہزار مقرر کیے اونھون نے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھپر کسوجہ سے تفضیل دی آج تک وسکو مجھپر کسی مشہد مین سبقت نہین ہوئی ہے فرمایا وجہ اس تفضیل کی یہ ہے کہ اوسکے باپ کے ساتھ رسول خدا کو تیرے باپ سے بڑھکر محبت تھی اور اسامہ کیساتھ حضرت کو تجھسے بڑھکر محبت تھی پس مین نے اپنی محبت پر رسول خدا کی محبت کو اختیار کیا انتہی غرضکہ اسیطرح حضرت امام حسن و حسین و علی مرتضی و تمام صحابہ مہاجرین و انصار و ازواج مطہرات نے اس تعینات کو قبول فرمایا اور کبھی کسی نے اوسکو نا روا و ممنوع نہ کہا بلکہ آج تک امت کا اوسی پر عمل ہے پس اجماع صحابہ سے یہ بات ثابت ہوئی اور خود شیخ جونپوری کا مقولہ ہے کہ منکر اجماع صحابۂ نبوت کافر ہوتا ہے چنانچہ یہ قول انکا چند مقام مین بحوالۂ کتب مہدویہ منقول ہو چکا ہے پس ایسے اجماعی امر کو ملعون بولنا نہایت بیعلمی و بد اخلاقی ہے اور خلق حکمت سے نہایت بعید ہے شاید کہ منشا اس خطا کا یہ ہے کہ میران اور خوندمیر ایسا سمجھے ہین کہ وجہ معاش ایک جا سے معین ہونے سے توکل مین خلل آتا ہے حالانکہ یہ سراسر خطا ہے اسواسطے کہ اگر ہزار جا سے معین ہووے اور آدمی کا اعتماد خدا پر ہووے نہ اوس تعینات پر وہ متوکل ہے اور اگر کہین سے کچھ معین نہووے لیکن اسکا خیال خلق پر ہووے وہ متوکل نہین ہے کیونکہ ترک اسباب کا نام توکل نہین ہے بلکہ ترک اعتماد بر اسباب کا نام توکل ہے اسی سبب سے جبکہ ایک اعرابی نے حضرت رسالت مین عرض کیا کہ ناقے کو توکلاً علی اللہ کھلا چھوڑ دون یا کہ باندھون اور توکل کرون فرمایا اِعْقِلْهَا وَ تَوَكَّلْ یعنی باندھ اوسکو اور توکل خدا پر رکھ اور اوس باندھنے پر بھروسا نکر اسی قصے کیطرف مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے ہین شعر گفت پیغمبر بآواز بلند * بر توکل زانوی اشتر ببند * اور انبیا علیہم السلام سازو سامان کے آمادہ کرنے مین

کوتاہی نہین کرتے تھے چنانچہ حضرت خاتم الرسالت وقت جنگ کے خود سر مبارک پر رکھتے تھے اور زرہ پہنتے تھے اور تیر و شمشیر وغیرہ ہمراہ لیتے تھے اور ہنگام شدت غلبۂ اعدا کے خندق اطراف مدینے کی تیار کروائی تھی اور با این ہمہ اعتماد بجز ذات حق کے کسی پر نہین رکھتے تھے چنانچہ حق سبحانہ نے فرمایا کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ یعنی صحابہ سے تدبیر جنگ وغیرہ مین مشاورہ کرو لیکن بعد عزم کام کے ہر کار توکل و اعتماد خدا پر رکھو اور وجود اسباب البتہ مبتدی ناقص کو خلل انداز توکل ہوتا ہی اور منتہی کامل کا وہ مقام ہی کہ کسیقدر اسباب ہون اوسکی نظر میں وہ نہین پڑتی ہی اور ہرگز اوسکا دامن توکل غبار آلودہ نہین ہوتا ہی اور یہ مقام اعلی ہی کہ انبیا و مرسلین اور اولیاے کاملین کو حاصل ہوتا ہی شاید کہ شیخ جونپوری اور میان خوندمیر مرتبۂ ابتدا مین تھے اس سبب سے تعین سے گھبراتے تھے بدخلقی نہم ترک کسب حلال کہ شیخ جونپوری اور تمام انکے خلفا کی یہ عادت تھی بلکہ آج تک انکے فقرا و مشائخ مین بھی التزام ہی کہ کسب حلال کے نزدیک نہین جاتے ہین اور ایسا احتراز کسب حلال سے رکھتے ہین جیسا کہ کوئی حرام چیز سے اجتناب کرتا ہی لیکن زبان سے اوسکی حرمت کا اقرار نہین کرتے ہین چنانچہ جب کسی نے شیخ موصوف سے یا اونکے پیروون سے اس مقدمہ مین سوال کیا تو جواب دیا کہ ہم کسب کو حرام نہین کہتے ہین لیکن ذکر حق فرض ہی اور کسب جو چیز کہ مخل ذکر الہی ہو وہ حرام ہی اسواسطے ہم کسب نہین کرتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حال ناقصین کا ہی کہ کسی کام مین مشغول ہونے سے خدا کی یاد مین فرق آجاتا ہی اور کاملین کا یہ مقام ہی کہ کسی کام مین مشغول ہووین اونکا یاد حق سے غافل نہین ہوتا ہی کہ دل بیار و دست بکار اور خلوت در انجمن ہمیشہ اونکے واسطے موجود ہی چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین شعر

اگر مال و جاہ ست و زرع و تجارت ، چو دل با خدا ہست خلوت نشینی

اور اسکے سمجھنے کے واسطے یہ نظیر شائق ہین کہ جیسا کہ ایک شخص کے دونون ہاتھہ مین سبوے پانی ہین اور ایک سبو چہ اوسکے سر پر ہی اور راہ مین اپنے رفقا کے ساتھہ وہ باتین کرتا چلا جاتا ہی اب شخص اتنے کام کرتا جاتا ہی ایک پاؤن سے چلنا دوسرے آنکھہ سے راہ کا دیکھنا تیسرے کان سے باتین سننا چوتھے زبان سے جواب بھی دیتے جانا پانچوین اس سوال و جواب کے مضمون کو سمجھنا اور با این ہمہ اصل توجہ خاطر اوسکی اور خیال کلی اطراف سر کے گھڑے کے ہوتا ہی کیونکہ اندک غفلت مین وہ ضائع ہوجاویگا پس حق اشغال کثیرہ اوسکے اس رابطۂ قلبی و پیوند باطنی مین مخل نہین ہوتے ہین اسیطرح کاملین طریقت اگرچہ صد ہا اشغال ظاہریہ رکھتے ہین لیکن ایک لحظہ دل اونکا یاد حق سے غافل نہین ہوتا ہی چنانچہ حق تعالی اونکی تعریف و ثنا فرماتا ہی کہ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی ایسے مرد ہین کہ نہین غافل کرتی ہی انکو خرید و فروخت یاد الہی سے پس معلوم ہوا کہ شیخ موصوف کو یہ مقام حاصل تھا نہ اونکے خلفا کو ترک کسب

حلال سے کہ پیشہ انبیا و رسل کا ہی اور صحابہ و اہل بیت اور علمائے مجتہدین اور کمل اولیا اسکو اختیار کیے ہین بقدر اجتناب
نکرنے کہ آج چار سو برس سے ابتک کوئی اسکے نزدیک نہین جاتا ہی اور کسی نے اختیار کیا تو اوسکو درویشی تارک
نہین سمجھتے ہین اور اس کام سے ایسا بھاگے ہین جیسا کہ برہمن گوشت گاؤ سے بھاگتا ہی حالانکہ صحیح حدیثون میں
اسکی فضیلت اور تاکید تمام مذکور ہی چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکل احد
طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ یعنی کھایا
کسی نے کوئی طعام کبھی بہتر اس سے کہ کھاوے اپنے دو ہاتھ کے عمل سے اور تحقیق پیغمبر خدا داؤد علیہ السلام کھاتے تھے
کسب اپنے سے یعنی کسب انبیا اور مرسلین کی سنت ہی اور داؤد علیہ السلام زرہ بنا کر اپنا قوت کیا کرتے تھے چنانچہ
اللہ تعالی فرماتا ہی وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ یعنی اور نرم کر دیا ہمنے اوسکے آگے
لوہا کہ بنا کشادہ زرہین اور اندازے سے جوڑ کڑیان انکی دیکھیے حرفہ زرہ بافی کے باب مین امر الٰہی ہوا کہ بنا کشادہ
زرہین اور ذکر داؤد کا مشہور ہی کہ کوہ و حیوان بھی اونکا ذکر سنکر ذکر کرنے لگتے تھے کہ حکم تھا یَا جِبَالُ اَوِّبِي مَعَهُ
وَالطَّيْرَ یعنی اے پہاڑو رجوع سے پڑھو اوسکے ساتھ اور اوڑتے جانورو اور فرزند انکے حضرت سلیمان علیہ السلام
باوصف اوس شان و شوکت سلطنت کے زنبیل و بوریا بنکر اپنا قوت فرماتے تھے اسیطرح ہر ہر پیغمبر کا کچھ حرفہ و کسب تھا
کہ اوس سے اپنی قوت بسری کرتے تھے اور حضرت خاتم الرسالۃ فرماتے ہین کہ جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي وَجُعِلَ
الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ اَمْرِي یعنی مقرر کیا گیا رزق میرا نیچے سایے نیزے میرے کے اور گردانی گئی ذلت
اور حقارت اوپر اوس شخص کے کہ مخالفت کی امر میرے کی یعنی حضرت کا کسب ٹھہرا کہ جہاد کرنا اور بزور نیزہ و شمشیر رزق
پیدا کرنا اور مہدویون نے بھی اسکی مخالفت کی کہ کبھی سنت جہاد ساتھ کفار کے انکے مہدی نے بعد مہدی کے اور
مہدویون نے قائم نکی بلکہ اگر جنگ کیا تو مسلمانون سے کیا جیسا کہ حدیث شریف مین خوارج کے حال مین کہ بت
پرستونکو چھوڑ دینگے اور اہل اسلام کو قتل کرینگے ایسی حال انکا بھی ہی پس اس مخالفت کے سبب سے ہمیشہ ذلیل و حقیر
یعنی اپنے مخالفین کی رعیت و چاکر بنکر رہتے ہین چنانچہ مشہور ہی کہ چاکر و نوکر رہا ہی اور کبھی عزت سلطنت و تمکین سے
کسیکو نصیب نہوئی پس صادق ہوا قول حضرت کا کہ گردانی گئی ذلت و صغار اوپر مخالف امر کے جیسا کہ صحیح
بخاری مین ہی اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم یعنی تحقیق پاکیزہ تر اور حلال تر غذا و طعام وہ
غذا ہی کہ اپنے کسب سے کھاؤ تم اور تحقیق اولاد تمہاری منجملہ کسب تمہارے کے ہی یعنی اگر اولاد کچھ تمہاری خدمت گذاری

کریں وہ بھی ایسا ہی کہ گویا اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا اور امام احمد نے روایت کیا کہ قیل یا رسول اللہ ای
الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور یعنی عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کونسا کسب پاکیزہ تر
ہی فرمایا عمل کرنا مرد کا بدست خود اور ہر خرید و فروخت کہ صحیح اور مقبول شرع ہو یعنی اگرچہ اولاد و غلاموں کے ہاتھ سے
عمل کسب کروانا بھی بنا ہی کسب ہی لیکن اپنے ہاتھ سے مشقت کرکے کھانا اوس سے بھی پاکیزہ تر ہی اور بیع و شرا جائے
کہ صحیح موافق مسائل فقہیہ کے ہووے اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے روایت کیا ہی کہ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ طلب کرنا کسب کا کہ جس سے رزق حلال ہم پہونچے فرض ہی بعد فرض کے یعنی ایمان وغیرہ فرائض کے بعد کسب حلال
بھی فرض ہی اب خیال کیجیے کہ مہدویوں کے شیخ اور تمام اونکے فقرا چار سو برس سے تقریبا تارک اس فرض کے ہیں اور
سب گنہگار خدا کے ہیں کہ کسب پیشہ انبیا اور مرسلین کا ہی اوسکو چھوڑ کر لقمہ خیرات پر منحصر ہوکر بیٹھے رہتے ہیں
بد خلقی و وہم یہ کہ دعوی اہل سنت و جماعت میں ہونیکا کرنا اور مذہب پر خارجیوں کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو
کافر جاننا تفصیل اسکی یہ ہے کہ شرح عقائد نسفی وغیرہ کتابوں عقائد اہل سنت میں مصرح ہی کہ اعتقاد اہل سنت کا
یہ ہی کہ بسبب کرنے گناہ کبیرہ کے آدمی مومن ایمان سے خارج ہوکر کفر میں داخل نہیں ہوتا ہی اور اعتقاد معتزلہ کا
یہ ہی کہ مرتکب کبیرہ کا کہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہی لیکن کفر میں بھی داخل نہیں ہوتا ہی بلکہ درجہ درمیانی میں بین بین رہتا ہی
اور اعتقاد خوارج کا یہ ہی کہ آدمی مومن گناہ کبیرہ بلکہ صغیرہ کرنے سے بھی کافر مطلق ہو جاتا ہی اور اسی اعتقاد خوارج
کو میراں مہدویہ نے بھی پسند فرمایا کہ اشیائے دنیوی اگرچہ حلال و مباح ہوں وسمیں مشغول رہنے والے بلکہ اوسکا
ارادہ رکھنے والے کو بھی کافر مطلق ٹھہرایا چنانچہ انصاف نامے کے باب پنجم میں لکھا ہی کہ میراں نے فرمایا کہ وجود
حیات دنیا کفر ہی چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ
انکا ظہور ہوا اور انمیں مشغول ہی وہ کافر ہی اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے میں مشغول ہو وہ بھی کافر ہی
اگر کوئی شخص اوسکے ساتھ صحبت کرے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھ الفت رکھے وہ ہمارے آن سے
نہیں ہی یعنی غیر مہدی ہی اور آن محمد سے نہیں ہی اور آن خدا تعالی سے نہیں ہی انتہی اب سوال یہ ہے
کہ زنان و فرزندان ملبوسات حیوانات سواری خود میراں اور اونکے خلفا کے پاس ہمیشہ رہتے تھے پس اگر
فقط وجود ان اشیا کا کفر ہی جیسا کہ آغاز کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ کہا وجود حیات دنیا کفر ہی تو نہایت مشکل ہی
آن پڑی کہ جس چیز کو آپ کفر بولیں پھر اوسیکو اختیار کرنا اور اگر مراد یہ ہی کہ ان اشیا میں مشغول رہو کر یاد اللہ سے

تغافل ہونا کفر ہی جیسا کہ آخر کلام سے مترشح ہی تو اس ترجیح بلا مرجح کے کیا معنی ہین کہ زنان و فرزندان ملبوسات و حیوانات
بلا تکلف بسر و چشم اختیار کرنا بلکہ سنت انبیا کی سمجھنا اور زراعات و ماکولات و تجارات وغیرہا اموال کسب و اکتساب
سے اجتناب ایسا کرنا جیسا کہ کوئی حرام و کفر سے احتراز کرتا ہی جیسا اون چیزونکو اختیار کیا تھا ان چیزونکو
بھی اختیار کرتا تھا اور مشغول انمین رہتا تھا جیسا کہ انبیا و مرسلین کرتے تھے چنانچہ تامل کی بدخلقی مین کو ریو حکا
یہ کیا معنی ہین کہ آدھے ہین اور آدھے بغیر کہ لکھاون گلگلو نکا ہی اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ اس قول پر انکے مذہب والون
مین سے کسیے عمل نکیا الا ماشاء اللہ والنادر کالمعدوم چنانچہ ظاہر ہی کہ تمام مہدویہ اقسام کے حیلون دنیوی مثل
تجارت و زراعت و نوکری و مزدوری وغیرہ اشغال دنیویہ مین ہمیشہ مشغول رہتے ہین بلکہ اکثر ان مین کے
کسب حلال و حرام مین تمیز نہین کرتے ہین پس یہ سب انکے مہدی کے قول کے موافق کفار و غیر مہدی ہین
کیونکہ ان مہدی سے نہین ہین کہ یہی معنی ہین کہ غیر مہدی ہین پس سزا اسکی ہی کہ انھون نے اون بزرگ کی پاس خاطر سے
ہمکو ستایا تھا اللہ تعالی نے اونھین بزرگ کو ان پر مسلط کر دیا کہ انکو یک قلم کافر کر دیا الحق ہر کہ خلق خدا ایذار
تا دل مخلوقی بدست آرد خدا تعالی ہمان مخلوق را برو گمارد تا دمار از روزگار او بر آرد بدخلقی یازدہم
سنت اجابت دعوت کو ترک کرنا چنانچہ باب ہشتم انصاف نامہ مین نہایت تاکید ہی کہ دائرے کے باہر مہدوی
مذہب کے مکان پر بھی واسطے ضیافت کے نجانا اور اگر طعام اندرون دائرہ کے لاتے تھے خلفاء میران
بلا تامل کھاتے تھے انتہی اجابت دعوت طعام سنت حضرت خاتم الرسالت ہی اور احادیث بکثرت اس باب مین وارد ہین
چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لو دعیت الی کراع لاجبت ولو اهدی
الی کراع لقبلت یعنی اگر دعوت کیا جاؤن مین طرف ایک پاچہ کے حاضر ہونگا مین اور اگر بھیجا جاوے
طرف میرے ایک پاچہ البتہ قبول کرونگا مین اور ابوداؤد نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من دعی فلم یجب فقد عصی اللہ و رسوله ومن دخل علی غیر دعوة دخل سارقا وخرج مغیرا
یعنی جو شخص کہ بلایا گیا طرف طعام کے پس قبول نکیا اور حاضر نہوا تحقیق نافرمانی کی اوسنے خدا و رسول کی
اور جو کہ داخل ہوا بغیر دعوت داخل ہوا چور کے مانند اور نکلا لٹیرے کیطرح اور بخاری و مسلم کی حدیث مین
ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شر الطعام طعام الولیمة یدعی لها الاغنیاء ویترك
الفقراء ومن ترك الدعوة فقد عصی اللہ ورسوله یعنی بدترین طعامون کا طعام ولیمہ ہی کہ جسکے واسطے
اغنیا بلائے جاوین اور فقرا چھوڑ دیے جاوین اور جسنے کہ قبول نکیا دعوت کو تحقیق نافرمانی کی خدا و رسول کی

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ قبول کرنا دعوت کا واجب یا سنت موکدہ ہی اور مسلم کی روایت مین ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعی احدکم الی طعام فلیجب فان شاء طعم وان شاء ترک یعنی جب بلایا جاوے ایک تم مین کا طرف طعام کے پس چاہیے کہ حاضر ہووے پھر اگر چاہے کھاوے اور اگر چاہے نکھاوے یعنی سنت یا واجب اجابت ہی اور وہ تمام ہوجاتی حاضر ہونیسے اور کھانے نہ کھانیکا اختیار ہی اور اگر عذر روزہ وغیرہ کا نہ رکھتا ہووے کھانا مستحب ہی اب ملاحظہ کیجیے کہ شیخ جونپوری اور اونکے خلفا کو کھانے سے انکار نہ تھا کہ اگر کوئی اندر زد امر کے کھانا لاتا تھا کھا لیتے تھے انکار فقط حاضر ہونے سے تھا اور وہی واجب یا سنت ہی غرضکہ اسی طرح سے بہت سی مخالفت سنت محمدیہ کی انکی ذات مین تھی پس دعوی اتباع تام کا نرے معنی محض ہی اور اسی مخالفتون کے تدارک کے واسطے اونھون نے قاعدہ گڑھا تھا کہ جو حدیث میرے مخالف ہووے نامقبول ہی ایسا ہرگز نہین ہی بلکہ جو فعل تمہارا مخالف حدیث ہووے نامقبول ہی اور حدیث مقبول ہی مخالفت احادیث عین بداخلاقی ہی چنانچہ مسطور ہو چکا سنت دعوت مین بہت احادیث وارد ہین لیکن زیادہ لکھنا کچھ ضرور نہین ہی کیونکہ خطاب اس قوم سے ہی کہ انصاف و قبول حق کی عادت خلق نہین رکھتے ہین واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم بدخلقی وازدیم کراس اصل تمام بد اخلاقیون کی ہی وہ یہ ہی کہ علم سیکھنے سے منع شدید کرنا چنانچہ انصاف نامے کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران علم پڑھنے سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم لوگ علم رکھتے میری مہدیت کو قبول نکرتے ایک شخص نے پوچھا اگر اجازت ہووے وقت قیلولے کے کچھ مین پڑھ لیا کرون کہا اسوقت بھی مت پڑھو بلکہ سوتے رہو اور اونکے خلیفہ خوندمیر نے کہا کہ اگر قرآن کو بطور تحقیق تلاوت کے طور پر پڑھین جب بھی پردہ نور ہوتا ہی درمیان بندہ اور خدا کے اور یاد خدا سے وہ پردہ پھٹ جاتا ہی اور میران نے کہا کہ قرآن سمجھنے کیواسطے نور ایمان بس ہی انتہی تمہید جواب اخلاق مین بخوبی واضح ہو چکا کہ علم و حکمت اصل اخلاق ہی کہ اوسی کے دلالت کے مطابق قوت غضبیہ اور شہویہ مہذب کیجاتی ہین اسواسطے کہ جب آدمی کو علم نہوا تمیز درمیان نیک و بد کے نکر سکیگا پس جہل مرکب یا بسیط کا پابند ہوکر اپنی قوت غضب و شہوت خلاف حکمت و شریعت کے مستعمل کر کے خلق سبعی و بہیمی پیدا کریگا اور میران کا یہ قول کہ قرآن سمجھنے کیواسطے نور ایمان کافی ہی نادرست ہی اسواسطے کہ اگر مراد یہ ہی کہ نفس ایمان کا نور کافی ہی تو ظاہر البطلان ہی کیونکہ ہر مومن علم قرآن نہین سمجھ سکتا ہی بلکہ اوسکے الفاظ بھی نہین پڑھ سکتا ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ نور ایمان کامل کا کافی ہی تو کمال ایمان اعمال صالحہ پر موقوف ہی کیونکہ بغیر اعمال صالحہ کے مومن فاسق کہینگے نہ مومن کامل اور صحت اعمال علم احکام و عقاید پر

موقوف ہی ورنہ بیعلم کیا جانتا ہی کہ دین اسلامی مین کیا کیا کام فرض و واجب و سنت و مستحب و مباح ہین کہ انکو علی حسب المراتب
اختیار کرے اور کیا کیا کام حرام و مکروہ ہین کہ اونسے اجتناب کرے تا کہ کمال ایمانی حاصل ہووے پس نور ایمان کامل بلا علم
حاصل نہین ہو سکتا ہی خواہ کتابین پڑھکر علم حاصل کرے یا زبانی علما سے مسائل دینی پوچھکر یاد کرلیوے بہر حال ممانعت علم
سیکھنے سے نہایت قبیح ہی اور یہ پیشتر دلیل ہی اگر تم علم رکھتے میری مہدیت کو قبول نکرتے فقط و لا اخیر کرتی ہی کہ مہدویت
انکی سوائے جہلا کے اور کسیکے قابل پسند و قبول نہین ہی اور ظاہر ہی کہ جہلا حق و باطل مین کیا تمیز رکھتے ہین کہ اونکی پسند معتبر
ہووے وہ کیا جانتے ہین کہ مہدی کیسا ہوگا اور اوسکے کیا علامات ہین انکا پسند کرنا اور علما کا کہ واقف علامات اور احوال مہدی سے
ہین نا پسند کرنا دلیل بطلان مہدیت کی ہی شعر صائب بیش می شکند قدر شعر را تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس
اور میان خوندمیر نے ذکر کو تلاوت قرآن سے افضل کہا مخالف ہی فرمان خدا و رسول کے اوسواسطے کہ حدیث قدسی ہی کہ
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الرب تبارك وتعالى من شغله القرآن عن ذكري ومسألتي اعطيته
افضل ما اعطي السائلين وفضل كلام الله على سائر الكلام كفضل الله على خلقه رواه الترمذي
والدارمي والبيهقي في شعب الايمان كذا في المشكوة یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی رب تبارک
و تعالی نے جو شخص کہ باز رکھے اوسکو قرآن ذکر میرے سے اور دعا و سوال میرے سے دیتا ہون مین اوسکو افضل اوس چیز سے
کہ دیتا ہون سوال کرنیوالونکو اور بزرگی کلام خدا تعالی کی باقی کلامون پر مانند بزرگی خدا کے ہی اپنے مخلوق پر انتہی اور ذکر
بھی تم دعا سے ہی کیونکہ یاد و ثنا کنایہ طلب و سوال ہی پس جب فرمایا کہ سائلین سے افضل دیتا ہون تلاوت کرنیوالیکو پس ذاکرین
بھی آگئے جیسا کہ سیاق و سباق کلام کا اسی پر دلالت صحیح رکھتا ہی اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءة القران في الصلوة افضل
من قراءة القران في غير الصلوة وقراءة القران في غير الصلوة افضل من التسبيح والتكبير و
التسبيح افضل من الصدقة والصدقة افضل من الصوم والصوم جنة من النار یعنی پڑھنا قرآن کا
نماز مین افضل ہی پڑھنے قرآن سے غیر نماز مین اور علمائے کہا ہی کہ نماز مین بھی تفریق ہی کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہی بعد اوسکے
بیٹھکر اور قرآن پڑھنا غیر نماز مین بہتر ہی تسبیح و تکبیر سے علما نے کہا کہ اگرچہ اذکار نماز مین ہووین اسواسطے کہ تسبیح
و تکبیر و تحمید و تہلیل تمام جزو قرآن ہین اور قرآن چونکہ کل ہی افضل ہی جزو سے اور تسبیح افضل ہی خیرات مال اور خیرات
مال افضل ہی روزے سے اور روزہ سپر ہی آتش دوزخ سے لیکن جو مشہور ہی کہ عبادت مالی افضل ہی عبادت بدنی سے مراد
یہ ہی کہ سوا نماز و تلاوت قرآن و ذکر کے باقی عبادات سے افضل ہی اور انمین ترتیب مسطور الصدر ملحوظ ہی اور امام احمد

بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ فرمایا دیکھا میں نے
فاضل تر ہی فرمایا تلاوت قرآن بار دیگر میں نے پوچھا کہ
علم کے صدور حساب سے خارج ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کہ چند
منکم والذین اوتوا العلم درجات یعنی بلند
ہوئے گئے ہیں علم سے وہ جو قول حق تعالیٰ ہل یستوی الذین
نحو برابر ہیں وہ لوگ کہ علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ کہ نہیں علم
ڈرتے ہیں اللہ سے اوس کے بندوں میں سے مگر علما اور مشکوۃ
پاس ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص آ
و آلہ وسلم سے تھا پاس آپ کے ہوں ایک حدیث پوچھنے کیو
وسلم سے روایت کرتے ہو سوا اس کے اور کچھ حاجت ہے بار
علیہ و آلہ وسلم سے سنا ہے کہ یقول من سلک طریقا
طرق الجنۃ وان الملائکۃ لتضع اجنحتہا رضا
ومن فی الارض حتی الحیتان فی جوف الماء وان
علی سائر الکواکب ان العلماء ورثۃ الانبیاء
وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر
الدارمی وسماہ الترمذی قیس بن کثیر یعنی فرماتے تھے
تھے کہ جو کوئی علم دین کو چلاوے گا وسکو اللہ تعالیٰ ایک راہ
واسطے رضامندی طالب علم کے اور تحقیق عالم کیواسطے
زمین کے و مغفرت مانگتی ہیں عالم کیواسطے مچھلیاں دریا
کی فضیلت قمر کو ہے شب بدر میں و ستاروں پر اور
دینار و درہم کا ارث چھوڑا ہی اور سوا علم کے میراث
ترمذی کی حدیث میں ہے کہ ذکر ہوا رسول اللہ صلی اللہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل العالم

علیه وسلم ان الله وملائکته واهل السموات والارض حتی النملة فی جحرها وحتی الحوت
فی الماء لیصلون علی معلم الناس الخیر یعنی ذکر کیا گیا روبرو حضرت رسالت پناہ کے دو مرد کا ایک عابد ہے اور
دوسرا عالم پس فرمایا حضرت نے کہ فضیلت عالم کی عابد پر مانند فضیلت میری کے ہے اوپر ادنی تمہارے صحابہ کے پھر
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی اور فرشتے اوسکے اور اہل آسمان و زمین یہانتک کہ
چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہانتک کہ مچھلی پانی میں البتہ درود بھیجتے ہیں اوپر تعلیم کرنے والے آدمیوں کے علم خیر کو
اور ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ واحد اشد علی
الشیطان من الف عابد یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک فقیہ سخت تر ہے شیطان پر
ہزار عابد سے اور ابن ماجہ و بیہقی نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضة علی کل
مسلم یعنی طلب کرنا علم کا فرض ہے اوپر ہر مسلمان کے اور دارمی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن رجلین کانا فی بنی اسرائیل احدهما کان عالما یصلی المکتوبة ثم یجلس فیعلم الناس الخیر والاخر
یصوم النهار ویقوم اللیل ایهما افضل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل هذا العالم الذی
یصلی المکتوبة ثم یجلس فیعلم الناس الخیر علی العابد الذی یصوم النهار ویقوم اللیل کفضلی علی
ادناکم یعنی سوال کیا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال دو مرد کا کہ بنی اسرائیل میں تھے ایک عالم تھا کہ نماز فرض
پڑھ لیتا تھا بعد اوسکے بیٹھتا تھا کہ تعلیم کرتا تھا آدمیوں کو خیر کی اور دوسرا روزہ رکھتا تھا دن میں اور نماز میں کھڑا
رہتا تھا رات میں ان دونوں میں کون افضل ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بزرگی اس عالم موصوف الصدر
کی اوس عابد مذکور پر مانند بزرگی میری کے ہے اوپر ادنی تمہارے کے اور ترمذی نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم تعلموا الفرائض والقرآن وعلموا الناس فانی مقبوض یعنی سیکھو تم فرائض کو اور قرآن کو اور تعلیم
کرو آدمیوں کو اسواسطے کہ میں قبض و وفات کیا جاؤنگا اور بیہقی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما حد العلم الذی اذا بلغه الرجل کان فقیها فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ
علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینها بعثه الله فقیها وکنت له یوم القیامة شافعا وشهیدا
یعنی سوال کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا ہے حد علم کی کہ جب پہنچے مرد اوسکو ہووے فقیہ پس
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ یاد کرے میری امت کے لیے چالیس حدیثیں انکے دین کے مقدمے
میں اوٹھاویگا اوسکو اللہ تعالی قیامت میں مرد فقیہ اور میں ہونگا دن قیامت اوسکے گناہوں کا شفاعت

کرنیوالا اور نیکیونکا گواہی دینے والا چنانچہ اسی ثواب کی امید پر محدثین سلف خلف نے رسائل چہل حدیث کے
تصنیف فرمائے ہیں اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
العلم ثلثة آیة محکمة او سنة قائمة او فریضة عادلة وما کان سوی ذلک فهو فضل یعنی فرمایا
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہیں آیت محکمہ یعنی کتاب اللہ یا سنت کہ ثابت و صحیح ہو موافق شرائط علم
حدیث کے یا فریضۂ عادلہ یعنی احکام کہ مستنبط ہیں کتاب و سنت سے باجماع و قیاس کہ برابر ہیں وجوب عمل میں ساتھ احکام
کتاب و سنت کے اور جو علم کہ سوائے اسکے ہے وہ زائد ہے انتہی بالجملہ ثابت ہوا کہ علم نہایت اعلی چیز ہے کہ کوئی عبادت اسکو نہیں
پہونچتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ احادیث مذکورۃ الصدر اسی علم ظاہر کی فضیلت میں وارد ہیں کہ جسکو علم معاملہ بولتے ہیں نہ
فقط علم باطن کے حق میں کہ جسکو علم مکاشفہ اور علم لدنی اور علم حقیقت کہتے ہیں کیونکہ احادیث میں تاکید تعلیم و تعلم
کی ہے اور تعلیم و تعلم اسی علم ظاہر سے متعلق ہے نہ علم لدنی سے کیونکہ علم لدنی کا حال یہ ہے کہ حدیث شریف میں
آیا ہے کہ من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم یعلم یعنی جو شخص کہ عمل کریگا اوس علم پر کہ جانا اور پڑھا
ہے روزی کریگا اوسکو اللہ تعالی علم اوس چیز کا کہ نہ جانا اور نہ پڑھا ہو اور حضرات صوفیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے
ہیں کہ جب کوئی علم ظاہر پر عمل کرتا ہے اور اوسکے موافق خدا کی عبادت بجالاتا ہے اللہ تعالی اوسکے دل پر ایک دوسرا علم الہام
فرماتا ہے کہ مستفاد از ان ظاہر ہے اوسکو نہیں پہونچتا بتحصیل جب اوس علم ثانی پر عمل کرتا ہے علم ثالث الہام فرماتا ہے
اسیطرح ہر علم عمل کا سبب ہوتا ہے اور ہر عمل موجب علم کا ہوتا رہتا ہے پس علم اول علم ظاہر ہے اور وہی اصل و بنیاد ہے
ان سب علوم لدنیہ کا اور باقی سب علوم علم لدنی اور علم باطن ہیں کہ اوسی علم ظاہر پر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہیں
چنانچہ آیت واتقوا الله ویعلمکم الله میں اسطرف اشارہ ہے یعنی اور تقوی پرہیزگاری اختیار کرو اللہ تمکو
تعلیم فرماویگا اور دوسری آیت میں ہے کہ والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا یعنی اور جن لوگوں نے
مجاہدہ اور ریاضت کی ہماری راہ میں دکھاوینگے ہم اونکو راہیں اپنی پس معلوم ہوا کہ علم باطن فقط موہبت الہی ہے کہ
پڑھنے اور سیکھنے سے علاقہ نہیں رکھتا ہے اور جس جگہ سیکھنے اور پڑھنے کی تاکید ہے مراد اوس سے علم ظاہر ہے اور
علم ظاہر موقوف علیہ اور بنیاد علم باطن کی ہے کہ جب علم ظاہر پر برابر عمل کیا جاتا ہے علم باطن خود بخود الہام ہوتا ہے
کیونکہ درگاہ الہی میں بخل نہیں ہے بندے میں قابلیت ہونے کی دیر ہے اور اگر علم ظاہر نہ ہوا تو عمل اول میں خلل
واقع ہوگا پس علم باطن بھی اوسپر مترتب نہ ہوگا اسواسطے حضرات صوفیہ نے فرمایا ہے کہ ان دونوں علموں میں
نسبت تن و جان و پوست و مغز کی ہے شعر علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر + کی شود بے شیر مسکہ کی شود بے پیر پیر

پس شیخ جونپوری علم ظاہری سیکھنے سے منع کرتے ہین گویا کہ تمام علوم لدنیہ کی راہ بند کرتے ہین اور معرفت الہی
محروم رکھتے ہین ع کرنے علم تو ان خدا شناخت ہ اور منشا غلطی کا یہ ہوا کہ سن پایا ہی کہ حضرت خاتم الرسالت
امی تھے تغفر اللہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک یہ نہین جانتے ہین کہ وہان بھی شب و روز جبرئیل واسطے تعلیم کے حاضر
تھے کہ علّمه شدید القوی وغیرہ آیات اوسپر دال ہین اور نبوت موہبت الٰہیہ ہی کہ نے سابقہ ریاضت و محنت کے
رحمت ہوتی ہی بخلاف ولایت کے کہ کسبی ہی کہ اول کسب ریاضت چاہیئے تب حاصل ہووے اور کسب ریاضت موقوف ہی
علم شرعی پر پس شخص اپنا قیاس حضرات انبیا پر کسطرح کر سکتا ہی ہر ایک کیواسطے جبرئیل سا معلم کہان سے نصیب ہوگا
پس اپنی اوقات کے موافق کوئی معلم اختیار کرنا چاہیے اسی سبب سے تمام اولیا اور مشائخ طریقت مانند شیخ عبد القادر
جیلانی و جنید و شبلی و بایزید بسطامی و شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ معین الدین چشتی و خواجہ بہاؤ الدین
نقشبند رحمہم و غیرہم کے کہ حساب اونکا مشکل ہی سب علما ہین کہ اول تحصیل علوم ظاہری کر کے بعدہ طریقت مین قدم
رکھے ہین اور اگر کوئی بے علم داخل طریقت ہوا چاہتا تھا پہلے اوسکو علم سیکھنے کا حکم فرماتے تھے اور اگر کوئی شاذ
نادر بجذبہ الہی بغیر علم پڑھے کسی مقام کو پہونچ جاوے وہ شیخ نہین ہوتا ہی جب تک کہ بعد جذبے کے علم پڑھکر
سلوک اختیار نکرے اور مجذوب سالک نبنے پس اسکو بعد جذبے کے ہنگام سلوک مین علم کی حاجت ہوتی جیسا کہ سالک
مجذوب کو قبل جذبے کے سلوک مین علم کی ضرورت ہوتی ہی یہ دونون شیخ ہونیکا منصب رکھتے ہین اور مجذوب محض اور سالک
محض شیخ نہین ہو سکتا ہی جیسا کہ عوارف وغیرہ کتابون مین اہل طریقت نے ذکر کیا ہی او صاحب سراج نے نہایت تعصب بلکہ
بجہالت سے انکار اس مقدمے کا کیا اور کہا کہ ہم لوگ علوم کے سیکھنے سے منع نہین کرتے ہین حالانکہ یہ انکار غلط ہی کیونکہ
بہت آویزین خود انکے جہدیکی اس باب مین موجود ہین جیسا کہ مذکور ہو چکین کہ وہ سونے اور قیلولے کو علم پڑھنے پر ترجیح
دیتے تھے اور سخت منع کرتے تھے چنانچہ آغاز قول مین اونکی معتبر کتابون سے منقول ہو چکا بد خلقی پیر و ہم اپنے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم پر جفا کرنا اور اونکی روح اطہر کو ناخوش کرنا یعنی بیت اللہ کو جانا اور زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کیواسطے مدینہ طیبہ کو نجانا او جنکی بدولت کعبے کو پہچانا اور حج کرنا جانا اونکے ساتھ ناشکری و احسان
فراموشی پیش آنا کہ اونکے مرقد اطہر پر حاضر نہونا اور بیگانہ وار مدینے سے روگردان ہو کر فقط مکے سے حج کرکے
واپس آنا اور حضرت کی شفاعت خاص کی کہ واسطے زائر قبر اطہر کے موعود ہی امید نرکھنا چنانچہ حدیث شریف مین وارد
ہی من زار قبری وجبت له شفاعتی یعنی جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہو گئی اوسکے واسطے شفاعت
میری اور حضرت کی شرف ملاقات کی قدر نجاننا کہ زیارت قبر اطہر مانند ملاقات حیات کے ہی چنانچہ

حدیث شریف میں ہی کہ من زار قبري بعد وفاتي كان كمن زارني في حياتي یعنی جسنے زیارت کی میری
قبر کی ہوا مانند اوس شخص کے کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی دنیاوی میں اور بالفرض اگر حاصل کر سکے اس شرف
و منقبت کا ارادہ نکیا تو بخشش روح اطہر کا بھی عرفان نکیا اسواسطے کہ حج کرکے بغیر زیارت شریف کے مراجعت کرنے ذلیل
روح مقدس کی جفا کرنا ہی چنانچہ فرماتے ہیں من حج البيت ولم يزرني فقد جفاني یعنی جسنے کہ حج بیت الله
کا کیا اور میری زیارت نکی پس تحقیق مجھپر جفا کیا اور علی مرتضی حضرت رسالت پناہ سے روایت کرتے ہیں کہ
فرمایا من زار قبري بعد موتي فكانما زارني في حياتي ومن لم يزرني قبري فقد جفاني یعنی جسنے
کہ زیارت کی میری قبر کی بعد موت میرے کے پس گویا کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی میں اور جسنے کہ نہ زیارت کی میری قبر کی پس
بہ تحقیق کہ مجھپر جفا کیا اوسنے چنانچہ شیخ جونپوری کہ اپنے تئیں مہدی مشہور کرتے ہیں ایسی کیا کہ بیت الله کا حج کیا اور
بغیر زیارت حضرت رسالت کے مدینے سے موہہ موڑ کر ہندوستان کا رستا لیا اور اس عیب کے دبانے کے واسطے یہ حیلہ کیا کہ
مجھکو حضرت رسالت پناہ نے فرمادیا کہ میرے پاس مت آؤ سیدھے گجرات کو چلے جاؤ کہ تمھارے دعوی مہدویت کی عہدہ گاہ
ہی اور اوسکا وقت ظہور بھی قریب ہی جیسا کہ مطلع الولایت میں مسطور ہی اور حقیقت میں وہی بات ہی کہ عذر
گناہ بدتر از گناہ اور کذب اس کلام کا ظاہر ہی اسواسطے کہ سفر آمد و رفت مدینے کا کل ایک مہینے کا ہوتا ہی اسقدر
دعوی مہدویت کی کیا جلدی تھی کہ اوس سفر مبارک کو چھوڑ کر تاخت گجرات کو مقدم رکھا حالانکہ گجرات میں
آکر شہر احمد آباد مسجد تاج خان میں عنقریب دروازہ جمال پور کے اٹھارہ مہینے اقامت کرکے دعوی مہدویت کا
سنہ ۹ نو سو تین ہجری میں دعوی مکیہ سے دو برس کے بعد کیا ہی پس ایک مہینے کا سفر مدینہ ترک کرنا بجہت دعوی مہدویت
کے اور پھر گجرات میں آکر اس مدت دراز تک دعوی نکرنا نہایت سخن بیہودہ ہی علاوہ یہ کہ دعوی گجرات میں کیا ضرور تھا
کیا مدینے میں دعوی کرنے سے کچھ شرم دامنگیر ہوتی تھی اور ظاہر ہی کہ اس کمبخت مخالف شرع پر عمل کیا اور یہ
خیال نکیا کہ جب حضرت رسالت حالت زندگی میں اپنی زیارت قبر کی اسقدر تاکید فرماوینگے کیونکر بعد رحلت کے
لوگونکو عالم مکاشفے میں زیارت سے منع فرماوینگے زیارت حضرت سید المرسلین صلی الله علیه وسلم کی باجماع علما کے قولا
و فعلا افضل سنن اور اکد مستحبات سے ہی قاضی عیاض رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ زیارت قبر شریف آنحضرت صلی الله علیه وسلم
کی ایسی سنت ہی کہ اوسپر اجماع ہی اور بعض علما نے اسکو واجب [illegible] امام ابو حنیفہ رحمة الله
علیه کے نزدیک زیارت آنحضرت کی افضل مندوبات اور اکد مستحبات سے ہی قریب بدرجہ واجبات کے [illegible] اجماع اس
میں وارد ہیں چنانچہ جذب القلوب وغیرہ کتابوں میں اوسکی تفصیل موجود ہی پس جب ایسے امر اجماعی کے برخلاف کوئی

کشف والہام ہووے اوسپر عمل نچاہیے بلکہ وسوسہ نفسانی اوسکو سمجھنا چاہیے اور زیادہ تر موجب حیرت یہ
ہے کہ خود شیخ جونپوری کا بھی یہی اعتقاد ہے چنانچہ شواہد کے چوبیسوین باب مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا ایک شخص کو
کہ اوسکو کشف کہنا نچاہیے کہ رعایت شرع محمدی کی جسمین قائم نہووے پھر فرمایا کہ معلومات تمھاری تقریر مین
پڑے ہین کہ خلاف شرع محمدی کے کیا تمنے سبحان اللہ یہ قول اور فعل وکفی بنفسک الیوم علیک حسیبا
اللہ تعالی فرماتا ہے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا
تعقلون یعنی کیا حکم کرتے ہو تم لوگونکو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپکو اور تم پڑھتے ہو کتاب پھر کیا نہین سمجھتے ہو
بدخلقی چہاردہم یہ کہ ارادہ اتباع سنت محمدیہ کا کرنا لیکن سبب کم علمی کے وہ مخالف سنت کے ہو جانا
چنانچہ شواہد الولایت کے باب بست و ہشتم مین لکھا ہے کہ شیخ جونپوری روز انتقال اپنی زوجہ بی بی الون کے گھر مین تھے
اور عادت یہ تھی کہ زمین مین میخین واسطے شناخت وقت نوبت ازواج کے گاڑی تھین جب اون میخون پہ
سایہ پہونچتا تھا ایک بی بی کے گھر سے دوسری بی بی کے گھر جانیکی نوبت آتی تھی اوس روز جب سایہ میخ پر پہونچا
فرمایا کہ مجکو بی بی ملکان کے گھر مین لیچلو بی بی ملکان وہان حاضر تھین اونھون نے عرض کیا کہ آپ پہنچتی ہین اور مین خود
یہان حاضر ہون اور مینے اپنی نوبت تمکو بخشدی آپ یہین ہو اور بیار دوسرون نے بھی یہی مضمون بکمال اصرار عرض
کیا میران نے جواب دیا کہ خوب تمنے اپنا حق بخشا لیکن حد شرع محمدی کی کہ خدا تعالی نے حکم کیا ہی کون شخص بخش سکتا
ہی بعد اوسکے پھر دو تین بار بی بی ملکان وغیرہ نے یہی مضمون عرض کیا لیکن میران نے قبول نکیا اور کہا کہ اور
لوگ ہماری رعایت کرتے ہین لیکن شرع محمدی کی رعایت نہین کرتے ہین الغرض تھانا اور بی بی ملکان کے گھر مین بطور
اپنے تئین پونہچایا انتہی میران کی اس حرکت مین چند قباحتین پائی گئین ایک یہ کہ خلاف حضرت رسالت مآب کے
کیا اسواسطے کہ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسئل فی مرضہ الذی
مات فیہا این انا غدا این انا غدا یرید یوم عائشة فاذن لہ ازواجہ ان یکون حیث شاء فکان فی
بیت عائشة حتی مات عندہا یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض موت مین ہر روز پوچھتے
تھے کہ مین کل کس بی بی کے گھر مین ہونگا اشتیاق تھا نوبت حضرت عائشہ کا ازواج مطہرات نے یہ مطلب سمجھکر اذن
دیا کہ جہان چاہے حضرت کا دل چاہو وہان رہین پس حضرت خانہ عائشہ مین تشریف فرما رہے یہان تک کہ اونھین کے پاس رحلت
فرمائی اب غور کیا چاہیے کہ جب حضرت رسالت نے رخصت ازواج مطہرات کی قبول فرمائی شیخ جونپوری کہ کمال اتباع کا
دعوی کرتے ہین اونکو بھی لازم تھا کہ قبول کر لیتے اور طریقہ محمدیہ پر عمل کرتے کیونکہ حضرت رسالت بسبیل حکم تقوی

نہیں ہی بلکہ وسوسۂ نفس ہے چنانچہ کیا خوب کسی نے کہا ہی شعر فروکوش در زہد وصدق وصفا ولیکن میفزاے
بر مصطفی ؐ دوسری قباحت یہ کہ نوبت شب باشی حق بیبیونکا ہی اگر کوئی بی بی اپنی نوبت دوسریکو حلال کردے
وہی حلال ہو جاتی ہی چنانچہ حدیث سابق سے بھی ظاہر ہوا اور دوسری حدیث متفق علیہ مین بھی ہی کہ ان سودۃ
لما کبرت قالت یا رسول اللہ جعلت یومی منك لعایشة فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اٰلہ
وسلم یقسم لعایشة یومین یومها ویوم سودۃ یعنی سودہ رضی اللہ عنہا کہ ازواج مطہرات سے
ہین جب کبیر السن ہوئین عرض کیا یا رسول اللہ کردیا مینے اپنا روز نوبت واسطے عایشہ کے پس رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم عایشہ کیواسطے دو روز نوبت فرماتے تھے ایک خود اونکا روز اور ایک بی بی سودہ کا روز اسیطرح
شیخ جونپوری کیواسطے بھی بی بی ملکان اپنی نوبت بی بی بون کو دیتی تھی اور انھون نے اس حلال کو بمنزلہ حرام کے
سمجھکر انکار کیا تیسری قباحت یہ ہی کہ تمام فقہا اور محدثین کا اتفاق ہی کہ شب باشی مین عدل واجب ہی یعنی جتنے
ساعات شب ایک عورت کے گھر رہتی ہے اوسیقدر دوسری کے پاس بھی رہے اور دن مین حساب ساعتون اور لحظونکا
ضرور نہیں ہی بلکہ دن مین کسیقدر کبھی پاس ہی اور کسی جا یہ نہیں آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن کی گھڑیونکا
حساب کرکے عورتون پر تقسیم فرماتے ہون پس شیخ کو یہ اوسقدر باریکی یعنی اس مقدمے مین حرکت زائد لاطائل تھی
چوتھی قباحت یہ کہ شیخ موصوف باوصف اسکے کہ دعوی علم غیب اور اطلاع جمیع احکام کا رکھتے تھے اس حال تک
بھی کہ ہنگام مرگ قریب پونہچا اسقدر نجانتے تھے کہ حد شرعی بخشنے سے نہین بخشی جاتی ہی وہ کونسی ہی اور حقوق
قابل بخشنے کے کون سے ہین کہ نوبت ازواج کو کہ حق الناس ہے اور مانند دوسرے حقوق الناس کے بخشا جاتا ہی اوسکو حد الٰہی
ٹھہرایا اور کہا کہ اس حد شرعی کو کون شخص بخش سکتا ہی اور یہ نجانا کہ وہ بخش سکتا ہی کہ جسکا یہ حق ہی یعنی بی بی ملکان
بخش سکتی ہی جیسا کہ بی بی سودہ نے حضرت عایشہ کو اپنا حق نوبت بخشدیا اور وہ حدود کہ جنکو بخشنا بندونسے
نہین ہوسکتا ہی وہ حقوق الٰہی ہین اسواسطے کہ حد کی تعریف یہ ہی کہ عقوبت مقدرہ معینہ کہ واسطے حق خدا تعالی کے
واجب ہوئی ہو ایسی حد مین حاکم کے پاس پہونچنے کے بعد شفاعت درست نہین ہے پس تعزیر کو حد نکہینگے کیونکہ مقدر و معین
نہین ہے اور قصاص کو حد نہین کہتے ہین کیونکہ اگرچہ عقوبت معینہ ہی لیکن حق بندیکا ہی اسواسطے بخشدیا جاتا ہی اور
قرآن سے اوسکا عفو ثابت ہی کہ فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ
یہ آیت بھی اگر شیخ موصوف کو یاد آجاتی جانتے کہ جب قصاص سا حق عفو ہوسکتا ہی دوسرے حقوق الناس کیون نعفو
ہوونگے بالجملہ سبب ثمرات اسکے یہ ہین کہ آپ تئین بھی علم کیطرف توجہ نہین ہی اور دوسرونکو بھی اوسکی طرف مائل

ہونے سے مانع ہوتے ہین بدخلقی باز رہیم یہ کہ بسبب اپنی مہدویت کے انکار کے تمام اہل اسلام کو مشرق سے مغرب تک
کافر جاننا اور انکے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز سمجھنا چنانچہ انصافنامے کے باب دوم مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ انکار کرنا
مہدویت سید محمد بن سید خان سے کفر ہی اور ملا احمد خراسانی نے سید محمود فرزند میران سے پوچھا کہ منکران مہدی کو کیا فرماتے
ہو کہا کافر کہتا ہون مین ملا احمد نے کہا اگر مین انکار کرون سید محمود نے کہا اگرچہ بایزید ہووے اور انکار مہدی کا کرے
کافر ہو جاوے اور باب سوم مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ نماز پیچھے منکران مہدی کے پڑھنا نہ چاہیے اگر پڑھی ہون
اعادہ کرین اور موضع سہدریوالی مین اکثر مہاجرین میان نعمت مجتمع ہوتے تھے گفتگو یہی تھی کہ منکرین کے
پیچھے نماز نچاہیے گزارنا بعدہ بعضے یارون نے اعتراض کیا کہ خود میران نے نماز جمعہ اور نماز ہر دو عید کی پیچھے مخالفین کے
ادا کی ہی گر روا نہوتا کیون پڑھتے بعدہ میان خوندمیر اور میان نعمت وغیرہ نے کہا کہ ہم اس گفتگو مین نہین پڑتے
ہین جو کچھ میران نے کہا ہی وہ ہمکو کرنا چاہیے اور جس چیز سے منع کیا ہی چاہیے کہ اوس سے ہم باز رہین مصنف
کتاب مذکور کا کہتا ہی کہ اس مجلس مین یہ ناقل حاضر تھا اور باب ہشتم مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ مہدویونکو
مسجد جامع اور عیدگاہ مین بجمعیت اور سلاح ولباس عمدہ جانا چاہیے تا کہ مخالفین اونکی کثرت دیکھکر سوختہ
ہووین اور باب چہارم مین لکھا ہی کہ شہر ٹھٹھہ مین میران دعوت کر رہے تھے ایک ملا اپنے لڑکے کیواسطے خواہان جا
ہوا میران نے جواب دیا کہ اگر حق تعالی قوت دیوے ان لوگونسے جزیہ لیوین اور خوندمیر نے کہا کہ یہ لوگ حربی
ہو گئے ہین اور خوشی میران اور اونکے یارونکی یہ تھی کہ علماے مخالفین کے گھر علم پڑھنے اور وعظ سننے کیواسطے
کوئی جاوے اور خوندمیر بہت تشدد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی شخص ہمارے دائرے سے تمھارے پاس علم
پڑھنے کو نہ آویگا یسیخ کہ علماے کے پاس جاوے اور وعظ سنے کرے مخالف آیت اور مخالفت مہدی کا ہووے آیت
یہ ہی یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم الایۃ انتہی جواب اسکا یہ ہی کہ کلام مذکور الصدر
سے معلوم ہوتا ہی کہ میران اور خوندمیر اپنے مخالفین کو حربی اور کافر اور قابل جزیہ جانتے تھے ہمکو اوسکا جواب دینے کی حاجت نہین
بلکہ خود میران و خوندمیر کی زبان سے اسکا جواب لو دیتے ہین وہ یہ ہی کہ اوسی کتاب انصافنامے کے باب پنجم مین
لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ جو شخص کلمہ کہے اوس سے جزیہ نچاہیے لینا اور اونکی عورتون مین سے نکاح تصرف
نچاہیے کرنا اسطرح حرمت کلمے کی چاہیے رکھنا اور یہ بھی لکھا ہی کہ خوندمیر نے جنگ کے بعد اسباب
مخالفین کا نلیا اور لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان مین سرحد ولایت مسلمانون تک اونکی کشت زار سے
کچھ نلیا جب ملک کفرستان مین پہنچے اضطرار مین لینے کی اجازت دی انتہی یہان سے معلوم ہوا کہ اپنے

مخالفین کو حربی نهین جانتے تھے بلکہ اونکے اموال اور عورتونکو مانند اموال و اعراض مسلمانون کے اپنے پر
حرام جانتے تھے یہان تک کہ میان خوندمیر نے اونکے ہاتھ سے اپنی جان دی اور اونکا مال نہ لیا اور میران نے سفر خراسان مین
حالت اضطرار مین بھی اونکے کشت زار پر دست دراز نکیا اور ذمی بھی نهین جانتے تھے اسواسطے کہ میران نے
فرمایا کہ انسے جزیہ نچاہیے لینا اور علاوہ یہ کہ وہ لوگ اونکے ذمے مین کب آئے تھے کہ ذمی ہوتے اور اونکی رعیت نہ تھے
بلکہ یہ خود اونکی رعیت تھے اور مستامن بھی نہ تھے کیونکہ وہ لوگ کب انسے امن مانگ کر انکے ملک مین آئے تھے انکا
ملک کہان تھا بلکہ یہی اونکے ملک مین اونکے امن مین پھرا کرتے تھے اور منافق بھی نہ تھے اسواسطے کہ منافق وہ ہوتا ہی
کہ اپنے اعتقاد کو چھپاوے وہ لوگ اپنے عقائد کو کبھی میران اور میرانیونکے سامنے نهین چھپاتے تھے بلکہ بزور سلطنت
خود ان پر احتساب قائم کرتے تھے پس جبکہ کافر حربی اور ذمی و مستامن و منافق نہ ٹھہرے معلوم ہوا کہ خود میران اور
خوندمیر کے اعتقاد مین بھی وہ لوگ مسلمین ظاہر و باطن تھے اسواسطے کہ کوئی احتمال دیگر باقی نهین ہی اور احکام بھی
مسلمین کے اونکے حق مین میران اور خوندمیر جاری کرتے تھے اب جو کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہی کہ میران اور خوندمیر
وغیرہ اپنے مخالفین کی تکفیر کرتے تھے اور حربی یا قابل جزیہ اور غیر قابل اقتدا نماز کے جانتے تھے محض تعصب اور نفسانیت
سے تھا کہ مسلمانون کو دیدہ و دانستہ کافر بولتے تھے اور شدت غضب اور غلبۂ تعصب مین اس سخن کے
انجام کا خیال نهین کرتے تھے اور اندیشہ اور خوف اسبات کا نهین کرتے تھے کہ مسلمانونکو کافر جاننے سے آدمی
آپ کافر ہو جاتا ہی یہ مقتضا نہایت بے احتیاطی اور ناعاقبت اندیشی کا ہی آدمی خداترس ہرگز کبھی ایسی جرأت
نهین کرتا ہی چنانچہ محرر اوراق باوجود اسقدر ظلم اور زیادتی ان بزرگوارون ناعاقبت اندیش کے ابھی تک
صراط مستقیم احتیاط پر چلا جاتا ہی اور کبھی اپنے زبان اور قلم کو انکی تکفیر سے آلودہ نهین کرتا ہی اور یہ جو تمام امت
اسلامیہ کی تکفیر کر رہے ہین اسکا انتقام خدا کے واد ار پر حوالہ کرتا ہی واللہ المستعان علی ما تصفون
جواب دوم یہ کہ کلام مذکور الصدر مین خود انکے اقرار سے ثابت ہوا کہ خود میران اور انکے تمام ہمراہیون اور خلفا نے
نماز جمعہ اور عیدین کا پیچھے مخالفین کے پڑھنا صحیح اور درست سمجھا ہی اور اوسپر عمل کیا ہی اور دوسری کتابون
قوم سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ کبھی میران نے جمعے اور عیدین مین اقتدا سے مخالفین کے انکار نکیا بلکہ ہمیشہ
ہندستان و عربستان و خراسان مین جمعہ اور عیدین پیچھے مخالفین کے پڑھا کیے ہین چنانچہ آج تک اونکی قوم کا
اسی پر عمل ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ یہ کون سی شریعت اور دین ہی کہ جمعہ و عیدین کافر کے پیچھے صحیح ہو جاوے
شریعت محمدیہ مین تو یہ ہرگز نهین ہی اگر ہی تو ثابت کرو اور اگر میران نے کوئی شریعت تازہ تراشی ہی تو وہ دکھاو

پیران کا غلط ہوا کہ ہم شریعت تازہ نہیں لاتے ہیں ہم میں اور تم میں باب شریعت میں کچھ فرق نہیں ہے جیسا کہ شواہد
کے باب ششم میں منقول ہے پس معلوم ہوا کہ مہدی تھے کہ ایسے دعوے باطل کرتے تھے اور اگر شریعت تازہ نہیں
لاتے ہیں جیسا کہ ادعا ہے تو کافر کے پیچھے نماز جمعہ و عیدین پڑھنا بمقتضائے شریعت محمدیہ کے خلاف بدیہی ہے جب اسقدر
مسئلہ دینی نجانتے تھے یا جانکر اوسکے مخالف عمل کرتے تھے تب بھی مہدی نہوئے کہ مہدی کے حق میں ہے یقفوا
اثری ولا یخطی یعنی میرے قدم پر چلیگا اور خطا نکریگا اور اگر مخالفین حقیقت میں کافر تھے اسواسطے اونکے
پیچھے جمعہ اور عیدین ادا کرتے تھے تو اونکو کافر بولنا اور نماز پنجگانہ اونکے پیچھے ناروا سمجھنا خطائے فاحش ہوا تب بھی
مہدویت اوڑ گئی اور دوسری خطا یہ ہوئی کہ جمعہ و عیدین اور نماز پنجگانہ میں تفرقہ کرنا خلاف اجماع مسلمین ہے جسکے پیچھے
جمعہ صحیح ہے اوسکے پیچھے پنجگانہ بھی صحیح ہے جواب سوم یہ کہ سند تکفیر مخالفین کی یہی حدیث ہے کہ من انکر خروج
المہدی فقد کفر بما انزل علی محمد یعنے جسنے انکار کیا خروج مہدی کا پس تحقیق کافر ہوا اوس چیز کا کہ اوتاری گئی
ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جیسا کہ صاحب سراج الابصار نے امام ابوبکر اسکاف کی فوائد الاخبار اور ابوالقاسم سہیلی
شرح السیر اور فصل الخطاب سے نقل کیا ہے اور یہ حدیث احادیث احاد ظنیہ سے ہے کہ بتقدیر صحت بھی نبوت کے مفید جزم و یقین
کو نہیں ہے اور اسلام امت محمدیہ کا قطعی یقینی ہے پس اس ظنی سے اوس قطعی یقینی کا زائل ہونیکا حکم کیونکر
ہوسکتا ہے اور اگر کہیں کہ خود جب مہدی نے اس حدیث کی تصدیق و تصویب کی اور اسکے مطابق اپنے مخالفین کی
تکفیر کی تو حدیث قطعی ہوگئی جواب دوسرا یہ ہے کہ اول یہ تقریر دوری ہے کہ صحت تکفیر موقوف ہوئی صحت مہدویت
اور صحت مہدویت موقوف ہے صحت تکفیر پر کیونکہ تکفیر ناحق آثار خلق قبیح سے ہے کہ بطلان مہدویت اسکو لازم
اور علاوہ اسکے یہ کہ خود تمھارے مہدی کے حکم میں تذبذب ہے جیسا کہ جواب اول و دوم میں مذکور ہوا کہ تمھارا معلوم نہیں
ہوتا ہے کہ منکرین کو کافر جانتے تھے یا مسلمان بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ متردد رہتے تھے کہ کبھی احکام اسلام اونپر
کرتے تھے اور کبھی احکام کفر اون ظلوموں کی طرف منسوب کرتے تھے پس جب خود متردد ہوئے حکم جزمی انکا
اور حدیث بھی مفید جزم نہوئی پس اسلام قطعی ثابت کیونکر زائل ہوسکتا ہے اور جواب حقیقی یہ ہے کہ حدیث
مسطور کا مطلب یہ ہے کہ پیشتر خروج مہدی کے خروج مہدی موعود کا انکار نچاہیے بلکہ اعتقاد رکھنا چاہیے
مہدی موعود آنیوالا ہے جیسا کہ اب ہم سب معاشر اہل سنت کو اعتقاد ہے اور بعد خروج امام موصوف کے تصدیق کرنا
چاہیے کہ بنایت اعتقاد سابق کی یہی ہے جیسا کہ ہم سب اوسوقت تصدیق کرینگے انشاء اللہ تعالی اور مہدویہ
تو اوسوقت بھی دفت انگشت کرتے رہینگے اور منکر مہدی موصوف کے ہونگے اب انصاف کرنا چاہیے

ہر چیز کے واسطے کچھ علامات مختصہ ہوتی ہین کہ جنسے وہ چیز پہچانی جاتی ہی پس مہدی کے واسطے بھی علامات ہین
کہ جسمین وہ پائی جاوین تو وہ مہدی ہی ورنہ ہر شخص دعوی کر بیٹھے کہ بندہ مہدی موعود ہی کیونکہ آدمی ہی اور محمد نام رکھتا
ہی اور یہ امر مشترک ہی اس سے مہدویت ثابت نہین ہوسکتی ہی پس علامات مہدویت کے احادیث مین مذکور ہین اوس مدعی
مین موجود چاہیے ہونا تا کہ اوسکی تصدیق لازم ہو اور انکار کفر ہو پس ہی علامات تعریف مہدی کی ہوئی اور تعریف مین
ضرور ہی کہ جامع اور مانع و مختص بمعرف ہووے کہ دوسرون سے مابہ الامتیاز واقع ہو پس اسقدر علامات مذکورہ احادیث
کہ جنسے مہدی غیر مہدی سے متمیز ہو جاوے اور وہ علامات دوسرون مین موجود نہووین ذات مدعی مہدویت مین
ضرور ہین اب اگر بانصاف دیکھیے تو شیخ جونپوری مین سب علامات مفقود ہین سوا اسکے کہ محمد نام تھا اسواسطے
کہ اب تک انکا نسل فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا اور باپ کا نام عبد اللہ ہونا بھی ثابت نہوا حالانکہ یہ علامات
عامہ سے ہین کہ تنہا مثبت مہدویت کے نہین ہوسکتے ہین چہ جاے دوسری علامات کی اور حال اخلاق خود ظاہر ہی کہ
سراسر مخالف احادیث و قرآن کے ہین اور اخلاق محمدی سے نہایت مخالف ہین اور دعوی انکا کمالات باطنیہ کے
غیر مسموع ہین کیونکہ وہ امور باطنیہ ہین فقط تمھاری زبانی ہین وہ خود محتاج اثبات ہین مہدویت کا اثبات کیا
کرسکتے ہین پس ایسے شخص کی مہدویت کا اقرار احادیث کثیرہ کا انکار ہی اگر انصاف کیجیے تو انکی تصدیق گناہ ہی
اور انکار موجب اجر و ثواب ہی اور اگر بلا علامات مذکورہ احادیث تصدیق واجب اور انکار کفر ہووے تو کوئی کس کس
کی تصدیق کرے اسواسطے کہ کچھ فقط شیخ جونپوری مدعی مہدویت کے نہین ہین بلکہ اونسے اول بہت سے مدعی
گذر چکے ہین یہ بھی منجملہ اونکے اور مقتدی اونکے ہین چنانچہ تفصیل اون جھوٹے مہدیونکی موافق لکھنے قاضی
ارتضا علیخان مرحوم اور حضرت شیخ علی متقی مرحوم کے یہ ہی کہ ایک اونمین سے محمد بن تومرت مغربی ہی جو سن
۵۱۴ھ پانچ سو چودہ ہجری مین اتفاق سے عبد المومن کوفی کے مغربی ملکون مین نکلا تھا ریاست پیدا کرکے مال
و اسباب لوگون سے لیکر بڑا فساد برپا کیا اور اپنی مہدویت ثابت کرنیکے واسطے چند لوگونکو قبرونمین پوشیدہ
رکھا تھا تا وہ ندا کرتے رہین کہ یہ مہدی موعود ہی اس حیلے سے اکثر جاہلونکو دام گمراہی مین لایا آخر بخوف
راز فاش ہونیکے جو لوگ کہ قبرون مین پوشیدہ تھے اونکو جیتے جی قبرون مین دفن کر دیا اور آپ مہدی معصوم
کہلایا بعد تھوڑے عرصے کے حاکم وقت کے ہاتھ سے مقتول ہو کر بدلا اپنے دعویکا پایا **دوسرا** محمد بن
عبد اللہ میمون جو نواسا یہودیکا مجوسیہ عورتکا جنا ہوا ملوک عبیدہ کا پوتا تھا مہدویت کا جھوٹا دعوی کرتا
ہوا شام کیطرف سے نکلا نسبت اپنے نسب کی حضرت اسمعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف کرکے

مغرب اور شام اور مصر اور خراسان کے ملکون کے اکثر لوگونکو اپنے تصرف مین لایا اور مغرب کیطرف ایک شہر بسایا
نام اوس شہر کا مہدیہ رکھکر تخت گاہ اپنی بنایا فساد اور برائیان اوس سے اور اوسکی اولاد اور تابعدارون سے
جو ہوئین دنیا مین کسی فاسق و فاجر سے نہوئین آخر سلطان صلاح الدین نے اس شجرۂ ملعونہ کی جڑ اوکھاڑ دی اور
اسکے باقی لوگونکو چنگیز خان نے ہلاک کیا چنانچہ حالات اوسکے اور اوسکی اولاد کے ابن کثیر اور ابن جوزی اور حافظ
عماد الدین اور شمس الدین بن خلکان نے اپنی اپنی تاریخ کی کتابون مین تفصیل سے لکھے ہین اور اسمعیل بن جعفر صادق
کیطرف اسکے نسب کی نسبت کی نفی کی ہے تیسرا ازمکنامے ایک شخص اسی جھوٹے دعوے پر اوٹھکر مہدی کہلایا
شہر زور کے پہاڑونکی طرف نکلکر ایک بڑی لشکر ٹڈونکو اپنا تابعدار کیا آخر اوس طرف کے امیر احمد خان کردی نے
اوسپر فوج کشی کرکے اوسکو قتل کیا اور جماعت کو اوسکی پراگندہ کردیا اور اوسکے بھائی کو اسیر کرکے داراست پر
لایا چوتھا ایک کیمیاگر سید محمد نامے نے سات سو ہجری مین ملک مغرب کیطرف سے نکلکر دعوی مہدیت کا کیا
اور اکثر اوس اطراف کے لوگونکو مطیع کرلیا آخر دروغ اوسکا نہ چلا چند مدت مین مع اپنی جماعت کے مارا گیا
پانچوان محمد بن عبداللہ نامے نے سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین اطراف مصر مین ایک جنگلی جماعت کے ساتھ خروج کیا
تھا آخر کو اوسطرف کے حکام کے ہاتھ پر قید ہوکر توبہ کی چھٹے سید محمد نوربخش جونپوری کہ اولیاے مغلوب
الحال سے ہین ایک گروہ اونکو مہدی موعود جانکر ضلالت مین پڑے ہین حالانکہ صاحب معارج الولایت کہتا
ہے کہ سید محمد نوربخش جونپوری کو ایک وقت حال آیا دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ انت مہدی
یعنی تو مہدی ہے انھون نے سمجھا کہ مین مہدی موعود ہون ایک مدت تک اسی دعوے پر رہے آخر جب
حج کو چلے اثناے راہ مین انکو کشف ہوا کہ مین مہدی بایں معنی ہون کہ ہدایت یافتہ ہون راہ نمائی خلق بر
طرف عبادت الہی کے نہ مہدی موعود ہون پس اس دعوے سے باز آکر مریدون اور ہمراہیونکو اس اعتقاد سے
پھیر دیا اور کہا کہ جب اس سفر سے پلٹونگا باقی مریدونکو بھی اس اعتقاد سے باز رکھونگا آخر اثناے راہ مین وفات پائی
بعد اوسکے ہمراہیون نے تابعونکو یہ خبر اونپہنچائی بعضے اس عقیدے سے پھر گئے اور بعضے پہلے اعتقاد پر
اڑے رہے ساتوین شیخ اویس نامی جو سلطان بایزید کے زمانے مین تھے اور یہ سلطان بھی اولیاء اللہ مین
ہے اور ان شیخ کے انتی خلیفے تھے ایکدن خلفا کو بلا کر کہا کہ مجکو کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ مین مہدی ہون تم بھی
اپنے باطن کیطرف متوجہ ہو اور جو کچھ ظاہر ہو مجسے بیان کرو چنانچہ خلفا ایک مدت تک متوجہ ہوکر بولے کہ ہمکو
معلوم ہوتا ہے کہ تم حق پر ہو پس سلطان سے ذکر کیا سلطان نے کہا کہ تم خروج کرو مین تمھارے ساتھ ہون

اور مدد کو حاضر رہا ان بعد چند روز کے جب باطن کی طرف رجوع کیا معلوم ہوا کہ الہام ربانی نہ تھا بلکہ خطرہ شیطانی تھا اوس عزم سے پھر گیا اور سلطان کو بھی مطلع کر دیا **آٹھوان** ایک شریف بلاد مغرب مین شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ وہ ہمارے زمانہ مین موجود ہی صاحب شوکت عظیمہ کہ بلاد مغرب مین چار مہینے کی راہ تک اوسنے ملک فتح کیا ہی اور ابتک دعوی مہدویت کا کرتا ہی **اور بعضے لوگ** ایسے ہین کہ وہ خود دعوی مہدویت کا نہین کیے ہین بلکہ اوس سے انکار کرتے رہے ہین لیکن معتقدین اونکے اونکو مہدی جانتے ہین چنانچہ شیعہ کہتے ہین امام **محمد بن حسن عسکری** مہدی ہین اور اللہ تعالی نے اونکو طفولیت مین صاحب علم و حکمت کیا اور منصب امامت کا دیا اور لقب اونکا حجت اور صاحب الزمان اور مہدی ہی اور سنہ دو سو چھپن ہجری مین پیدا ہوکر تاریخ پانچ یا نو یا سترہ برس کی عمر مین باختلاف الروایات سرداب سر من رای مین پوشیدہ ہوگئے آخر زمانہ مین ظہور کرینگے اور تمام زمین پر حاکم ہوکر ظلم و اختلاف مذاہب و مٹا دینگے جوابات اسکے خاتم المحدثین حضرت **شاہ عبد العزیز** دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سید المتکلمین **مولوی حیدر علی صاحب** سلمہ اللہ تعالی کی تصانیف مین بخوبی مسطور ہین یہان حاجت اعادہ کی نہین ہے کیونکہ کلام ساتھ قوم دیگر کے ہی اور ایک جماعت کہتی ہی کہ **محمد بن حسن مثنی** بن امام حسن رضی اللہ عنہما کہ بڑے پاک ذات تھے مہدی ہین اور وہ منصور عباسی کی ریاست مین خروج کرکے مقام احجار الزیت پر کہ قریب مدینہ منورہ کے ہی مقتول ہوے انمین کچھ علامات مہدویت کی ظاہر تھین البتہ یہ حدیث حضرت رسالت پناہ کی کہ مارا جاویگا ایک اولاد مین سے میری پاک ذات احجار الزیت مین انکے حق مین صادق ہی اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ امام **محمد باقر** بن امام زین العابدین علیہما السلام مہدی ہین باوجودیکہ وہ حضرت فرماتے تھے کہ لوگ مجکو مہدی سمجھتے ہین حالانکہ مین قریب موت کے پونہچا ہون اور میرے مین کچھ علامات مہدویت کے نہین ہین اور فرقہ کیسانیہ روافض مین سے **محمد بن حنفیہ** بن علی مرتضی رضی اللہ عنہما کو مہدی جانتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ انھون نے وفات نہین پائی ہے بلکہ وہ رضوی پہاڑ پر زندہ مخفی ہین اور دو شیر دشمنون سے انکی نگہبانی کرتی ہین اور دو چشمے شیر و شہد کے اونکے پاس جاری ہین اونھین سے اپنی غذا کرتے ہین آخر زمانے مین نکلینگے خرابی عالم کو عدل و انصاف سے بدل دینگے کثیر و حمیری کہ دو شاعر تھے اسی اعتقاد پر ہے بہت سے ابیات اس باب مین لکھے ہین جیسا کہ مہدویون جو مشہور ہین مین فہری اشعار نے دیوان مہدی لکھا ہی کہ باتون اور بیتون سے دین کو ثابت کرے اور وفات حضرت محمد بن حنفیہ کا خلافت عبد الملک بن مروان مین ثابت ہی اور ایک گروہ **عمر بن عبد العزیز** خلیفہ عادل مروانی کی مہدویت کے قائل تھے اور ایک گروہ **محمد بن عبد اللہ** الملقب مہدی بامر اللہ ثالث ملوک بنی عباس کی مہدویت کے قائل تھے حالانکہ وہ ایک بادشاہ

فاسق وفاجر تھا القصہ جیسا کہ مہدویان جاہل دعوی اخلاق وخوارق عادات اپنے مہدیکا کرتے ہیں اسیطرح سے
معتقدین ان مدعیان مہدویت کے بھی دعوی کرتے تھے اور ہر فرقہ اپنے معتقد فیہ کے اخلاق وخوارق میں دعوی
تواتر روایات کا رکھتا تھا جیسا کہ مہدوی رکھتے ہیں اور تادم مرگ اوسکے اصرار دعویکا قائل تھا جیسا کہ مہدوی قائل
ہیں اور نصرتیہ اور بعض دیگر علامات کے بھی مدعی تھے اور اکثر علامات مذکورہ احادیث کہ اونمیں گو ان میں مفقود تھے
اوسکی کچھ پروا نہیں رکھتے تھے جیسا کہ مہدوی لوگ کرتے ہیں اب ان مدعیان مہدویت کا ابطال مہدوی لوگ
کس دلیل سے کرتے ہیں سو بیان کریں کہ اوسی دلیل سے ہم انکا بھی ابطال کر سکتے ہیں اگر کہیں کہ اونکے اخلاق خوارق
کا تواتر ممنوع ہے ہم کہتے ہیں کہ ایسی تمھارے شیخ کے اخلاق وخوارق کا تواتر بھی ممنوع ہے بلکہ خود تمھارے کتابوں
اونکی بداخلاقیاں کہ منافی ولایت ہیں بلکہ عوام مومنین کی شان کے بھی خلاف ہیں ثابت ہیں جیسا کہ مذکور ہوئے
ہیں پس ضرور ہوا کہ بنا اثبات مہدویت کی علامات مذکورہ احادیث نبویہ پر ٹھہرائی جاوے کہ اوس سے ان تمام مدعیان
ومظنونان مہدویت کا مہدی ہونا مع مہدویت شیخ جونپوری کے زائل وباطل ہو جاوے اور فقط حضرت امام مہدی موعود
متصف بعلامات مہدویت پر اعتقاد منحصر ہو جاوے والحق احق بالاتباع **بدخلقی شانزدہم** شیخ جونپوری نے
ایسا خلق اختیار کیا ہے کہ بقول مشہور خویش را بگذارم بیگانہ جیسا کہ اپنے عندیے میں اپنے منکرین کو کافر ٹھہرایا
ویسی اپنے معتقدین مہدویونکو بھی منافق ومشرک بنایا چنانچہ انصافنامے کے باب یازدہم میں لکھا ہے کہ
پہر ذکر کرنا صفت منافقوں کی ہے اور چار پہر ذکر کرنا یہ ذکر مشرکونکا ہے اور ایک دوسرے رسالے اس قوم میں مسطور
کہ میران نے فرمایا کہ تین پہر ذکر کرنیوالا منافق ہے اور چار پہر ذکر کرنیوالا مشرک ہے اور پانچ پہر کا ذکر کرنیوالا مومن
ناقص ہے اور آٹھ پہر کا ذکر کرنیوالا مومن کامل ہے فقط آپ دیکھیے کہ مہدوی لوگ کس خرابی میں گرفتار
کہ ہمارے یہاں سے بھاگ کر وہاں گئے تھے طلب ولایت ودیدار خدا کیواسطے وہاں لینے کے دینے پڑ گئے کہ یک قلم
مشرک ومنافق بلکہ اونسے بھی بدتر ٹھہرائے گئے اسواسطے کہ تین چار پہر کا ذکر بھی کس مہدوی سے ہو سکتا ہے کیونکہ
اکثر اپنے کسب وشغل وسیر وگشت میں مشغول رہتے ہیں اور کسب واشغال دنیوی کے ساتھ دل ذاکر رہنا یہ مقام
انکو نصیب نہیں ہے ورنہ کسب کہ پیشہ انبیا ہے اوسکو مانع الذکر جانکر کیوں حرام کہتے اور علاوہ اس قلت ذکر
کے بموجب فرمان انکے مہدی کے دوسری دلیل کفر بھی اس قوم میں موجود ہے چنانچہ بدخلقی دہم میں مذکور ہوا
کہ میران نے فرمایا ہے کہ زنان وفرزندان واموال وحیوانات ومزارعات وعمارات وملبوسات وماکولات وغیرہا جو کہ انکا
ہو اور انہیں مشغول ہو وہ کافر ہے اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے میں مشغول ہو وہ بھی کافر ہے انتہی حالانکہ

تبیان مذکورہ بالا اس قوم کے ادنی اور اعلی پانچ سو جو ہتے ہین فی کرسیہ پانچ چار پانچ سو مفقود ہو تا ہی پس موافق
بیان حضرت میران ابن ابہر البیان کے تمام مہدویہ کافر و منافق و مشرک ٹھہرے اور اگر ہزارون مین کوئی ایک آدہا
مومن تو ہزار عالم الورود سے بچ گیا وہ کس حساب مین ہی کہ النادر کالمعدوم اب مہدویون نے اپنے مہدی کا یہ وارد وہشتی بچانیکے
واسطے یہ اوپر نکالا ہی کہ مرتے وقت ترک دنیا کر لیتے ہین یعنی جب حیات سے مایوس ہو جاتے ہین ایک میان پیر ادے
کرانکو ترک دنیا سکہا کر اونکا اسباب سیا ان استعمالی آپ سمیٹ کر لیجاتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ اوسوقت عجیب عجیب
برکات مخالف عقل و نقل کے عمل مین آتی ہین اب غور کیجیے کہ شخص کہ ملک الموت اسکے سر پر آپہونچے ہین دنیا کو
ترک کرتا ہی اور اس ترک سے قرب الہی ڈہونڈہتا ہی حالانکہ قرب الہی وس فعل سے حاصل ہوتا ہی کہ جس مین پندیلو
قدرت کرنے نہ کرنے کی موجود ہو اس شخص کو قدرت دنیا رکھنے کی کہان ہی بلا تکرہ متوجہر اوس سے دنیا چھوٹ جانے
مین کیا خیر ودلے میں مثل اسنے دنیا کو چہوڑا یا دنیا نے اوسکو چہوڑا یہ تارک الدنیا ہوا یا متروک الدنیا ہوا غرضکہ ایکے
پیر ادے اپنی کمائی کے واسطے یہ حیلہ ابلہ فریب ٹھہرائے ہین تمام مہدی عمر بہر اسپر اعتماد کر کے بکمال حفظ نفس دنیا
مین مصروف رہتے ہین اور اپنے مہدی کے اقوال کو ہرگز کان نہین لگاتے ہین اور بموجب فرمان انکے مہدی کے تمام
کفر و نفاق و شرک مین مبتلا رہتے ہوئے اوہ جاتے ہین کہ مرتے وقت کا ترک کفایت کرتا ہی حالانکہ خود انکے مذہب کے
موافق بیترک و توبہ مرتے وقت کی نامقبول ہی چنانچہ انکے رسائل مین ہی کہ سیدن میا نعمت صاحب نے توضیح المراتب
مین لکہا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی اوقات لہو و لعب مین گذرانی اور ہمت اپنی شب و روز تدبیر ماکولات و ملبوسات
و مشروبات مین صرف کرے بلکہ بعضے گناہون کبایر کا بہی مرتکب ہوے اور باین ہمہ ظن رکہتا ہی کہ اپنے مرنیکے
وقت خدا تعالی کو دیکہے گا یہ غرور و فریب عدو نفس ہی کہ اوسکو بہکا رہا ہی وسنے ہوس خام پکائی اور خیال ملل باندہا
مثال اوسکی یہ ہی کہ کسینے زیرے کا تخم بویا اور امید گندم کی رکہی اور نیہ ان آیات سے مطلع نہین ہی کہ و
لتنظر نفس ما قدمت لغد ایضا فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال
ذرۃ شرا یرہ بلکہ موت اوسکو اوسی حال مین آویگی جسمین عمر گذاری ہی جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
کما تعیشون تموتون و کما تموتون تبعثون یعنی جس حال مین زندگی کاٹوگے اوسی حال مین مروگے تم اور جس
حال مین مروگے اوسی حال مین اوٹہائے جاؤگے تم اور اللہ تعالی نے خبر دی ہی کہ ولیست التوبۃ للذین یعملون
السیئات حتی اذا حضر احدہم الموت قال انی تبت الان ولا الذین یموتون وہم کفار اولئک
اعتدنا لہم عذابا الیما یعنی نہین ہی توبہ ان لوگون کیواسطے کہ برے کام کرتے ہین یہان تک کہ جب

حاضر ہوئی ایک شخص کہ اون مین سے عرب تھا بولا کہ مین نے اب توبہ کی اور نہ اون لوگونکے واسطے کہ کافر تھے ہین ان لوگونکے واسطے مہیا کیا ہے پس یہ عذاب ہے ذالک انتہی تمام ہوئی تقریر سید محمد بیان کی اور ثابت ہوا کہ توبہ فی وقت مرگ نزد مہدویہ مین نامقبول ہے پس یہ پچھلے سزا دونی اپنی کمائی کے واسطے ہے انتہی علاوہ یہ ہے کہ باوجود عقیدہ پانزدہم مین نکو ہو چکا کہ اونکے مہدی نے فرمایا ہے کہ جو ہمکو مہدی نہ جانے والا بھی منافق ہے پس بعد ترک مذکور کے بھی ہجرت نکرنیکے سبب سے منافق ہے پس جس قدر مہدوی لوگ ہر چند کہ اپنے مہدی کا پیچھے چلانے والے ہین لیکن مہدی کے نزدیک یہ لوگ ہرگز مہدوی نہیں ہیں بلکہ مسلمان بھی نہیں کیونکہ مہدی انکو مشرک و منافق و کافر ٹھہرا گئے ہین جیسا کہ مذکور ہو چکا سبحان اللہ پنجاب اندہ وا از انجا ماندہ غرضکہ کردہ خویش آید پیش خطا خود انکھیں مہدویون ہوئی کہ ہمارا دین آسان و سہل چھوڑ کے چھوڑا جیسا کہ حضرت رسالت پناہ فرماتے ہین اتیتکم بالحنیفیۃ السمحۃ البیضاء یعنی لایا ہون مین تمہارے واسطے دین المطرف والا آسان و شوار اور جناب باری نے ارشاد کیا کہ ھُوَ اجْتَبٰکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ یعنی اللہ نے تمکو پسند کیا اور نہیں کی تم پر دین مین کچھ مشکل اب ثابت ہوا کہ یہ مشکل کہ شیخ جونپوری نے خلق خدا پہ رکھی ہے کہ تین چار پہر برابر ذکر و فکر الٰہی مین جان مارے تب بھی اوسکو مشرک و منافق جانتے ہین خلاف حدیث و قرآن ہے

بدخلقی ہفتدہم یہ کہ شیخ جونپوری کتا رکھتے تھے حالانکہ نہ کشت زار رکھتے تھے اور نہ شکار کھیلتے تھے اور نہ گلہ گوسفند وغیرہ کا پالا تھا کہ حاجت کتے کی ہوتی اور عذر درست ہوتا پس بغیر ان تین عذر کے کتا رکھنا خالی گناہ سے نہ تھا اور خلاف سنت محمدیہ کا تھا کیونکہ اس شریعت مین کتے کا رکھنا گناہ ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ جس گھر مین کتا ہو ہی فرشتے اوس مکان مین نہیں آتے ہین اور جو شخص کتا رکھتا تھا حضرت رسالت پناہ اوسکے گھر مین تشریف فرما نہوتے تھے اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتخذ کلبا الا کلب ماشیۃ او صید او زرع انتقص من اجرہ کل یوم قیراط یعنی جو شخص کہ رکھیگا کتا سوائے مواشی یا شکار یا کھیت کے کم ہوگا اجر اوسکے سے ہر روز ایک قیراط قیراط نیم دانگ کو کہتے ہین لیکن اوس عالم کے قیراط کی مقدار اللہ تعالی کو معلوم ہے کسقدر ہے اور یہ حدیث بھی صحیحین مین ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل الکلاب الا کلب صید او غنم او ماشیۃ یعنی حکم فرمایا آنحضرت نے قتل کرنے کتونکا سوائے کتے شکار یا بکریون کے یا لفظ ماشیہ کا فرمایا چونکہ مدینہ مطہرہ انوار وحی اور ملائکہ رحمت کے اوترنیکی جا ہے اور کتے مانع ہین نزول ملائکہ سے اسواسطے حکم ہوا کہ اوس شہر کو آلودگی کتون سے پاک کرین اور سوائے اسکے بہت احادیث اس جانور کی مذمت مین وارد ہین اور تمام امت اسلامیہ کو اس جانور سے انکار ہے اور صحابہ اور ائمہ اہل بیت اور اولیا کاملین مین سے کسیکی یہ عادت نہ تھی کہ بے ضرورت ثلثہ مذکورہ

لے ایک کتا بھی اپنا رفیق بنائے ہوئے پھرا کرین جیسا کہ شیخ جونپوری نے اس حقیقت کا اخفا کیا تھا جس طرح یہ بھی
بہ عذر گناہ بدتر از گناہ معتقدین وس سگ کی وہ بزرگیان اور پاکیان بیان کرتے ہین کہ اپنے مہدی کے
صحابہ پر اوسکو تفضیل دیتے ہین چنانچہ ولی یوسف کہ انکے تابعین سے ہین رسالہ حجۃ المنصفین مین لکھتے ہین کہ
ایک کتا میران کے دنبال ہا کرتا تھا جہان اوترتے تھے کتا بھی اوترتا تھا وہ کتا پانچ وقت بانگ نماز کہتا تھا
اور موذن غیرت مند اس کتے سے ننگ کرکے خواب سے بیدار ہوتا تھا اور وہ کتا ہر روز جمعہ کو دو زانو بیٹھکر ذکر خفی
لیا کرتا تھا اور اوسوقت اگر اوسکے روبرو طعام رکھا جاتا تھا ہرگز نکھاتا تھا اور اوسکو بھی معیت دیا کرتے
تھے لوگون نے پوچھا کہ حال اس کتے کا کیا ہوگا فرمایا یار میرا اصحاب کہف کا ہوگا انتہی اسی سبب سے بڑے
بڑے پیشوا مہدویون کے مانند ملک جی مہاجر جہری اور ولی یوسف وغیرہم کے اپنی تصانیف مین تمنا کرتے ہین
کہ مہدی کا کتا ہووین اور کاش اوسکے مقام کو پہونچکر اوسکے ساتھ انکا بھی حشر ہووے اور اتنا نہین سمجھتے ہین
کہ حضرت اعلم کے کتونکا یہ حال ہے کہ ملائکہ رحمت اونکے نزدیک نہین آتے ہین پس مہدی کے کتونکو کون پوچھتا ہے
اب ان دانشمندون سے سوال ہے کہ یہ کتا مہدی کا کہ پنجوقتہ اذان کہتا تھا اذان کس لہجے مین ہوتی تھی آواز بشری تھی یا عوعو کا
تھی اگر آواز بشری تھی تو کیا وضع تھی پوربی جونپوری ادا تھی یا مارواڑی صدا تھی یا گجراتی ندا تھی اور
فقط ایک غنغناہٹ تھی یا کچھ کلمات اذان بھی ادا ہوتے تھے اگر ادا ہوتے تھے تو سب بنی آدم سمجھتے
تھے یا فقط مہدوی لوگ اس فہم سے مشرف تھے بقول لیکہ یا نہین آگ لگی اندھے کو سوجھی اور گونگے نے تان گائی
بہرے نے بوجھی اور اس صورت مین موذن دیگر کی کیا حاجت تھی اور وہ موذن بشری کیون بغیر غیرت سے
بیدار ہوتا تھا یہی سگ خوش الحان مسجد مہدی کے واسطے موذن کافی تھا اور اگر آواز بشری نہ تھی بلکہ فقط ایک
عوعو تھی تو اسکا کیا اعتبار ہے ایسے بہت کتے پکارا کرتے ہین اسمین کیا بزرگی ہے فی مرغون کی اذان مشہور ہے
اگر کتے نے بھی صدا کی کیا کمال ہوا اور طرفہ یہ ہے کہ اس کتے کو اسقدر بڑھایا کہ موذن مہدی پر کہ بلا شبہہ صحابی مہدی کا
تھا اس سگ کو تفضیل دے دی کہ اسپر مہدی کی ایسی تاثیر پڑی تھی کہ اسکی خوش اوقاتی سمجھکر موذن مہدی
زمانا تھا کہ ننگ کرکے اسکی اذان سننے کے بعد بیدار ہوتا تھا کیا وہ غریب اس کتے سے بھی بدتر تھا آخر وہ
بھی مہدی کا تربیت یافتہ صحابی مقرب ہوگا کہ سفر وحضر مین رفیق تھا اوسکا مادہ استعداد قابلیت کچھ تو تھا کہ کتے
کے برابر تو فیضیاب ہوتا اور مہدی کی سرکار مین اس کتے کا نام بھائی نگہ یا بھائی کالو تھا جیسا کہ شواہد الولایت سے معلوم
ہوتا ہے اور پنج فضائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت سگ پروری کی خاندان مہدی مین جاری ہے چنانچہ میان سید محمود

مہدی ثانی کے پاس بھی ایک کتا تھا لالہ نام ایک وزیبی بی ملکان نے اوسکو اینٹ کا ٹکڑا مارا میان نے کہا کہ اگر وہ کتا ہو اوسکو مارو ولیکن وہ کتا نہیں ہے بی بی نے کہا کہ میرانجی یہ بھائی کا ہو کے سچا ہی کہا ہان یہ اوسکا بھائی ہی غرضکہ یہ سب خوبیان علم وعقل نہونے کی ہیں کہ جس سے بیزار ہیں بلکہ ممنوعات سے جانتے ہین سچ ہی کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر بدخلقی ہنود یہم یہ کہ شیخ جونبو حج بیت اللہ سے لوگونکو باوجود فرضیت و استطاعت کے منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میان دلاور کے حجرے کو بمنزلہ کعبہ کے ٹھہرایا تھا کہ اوسکے تین شوط کعبۃ اللہ کے سات شوط بلکہ تمامی ارکان حج کے قائم مقام جانتے تھے چنانچہ پنجفضائل میں لکھا ہی کہ ایکروز ایک زن پارسا ویکرنے میران سے کہا کہ مینے نیت کی ہی کہ حج ادا کرون اگر آپ رضا دینگے جاؤنگی فرمایا جاؤ یا خدا مین مشغول ہو اوسنے بعد چند روز کے پھر آکر کہا کہ میرانجی بندی کے پاس زاد وراحلہ وجود ہی اور راہ میں امن ہی اور تندرستی بھی حاصل ہی اگر رضا ہوے جاؤن فرمایا جاؤ تین مرتبہ میان دلاور کے حجرے کا طواف کرو اوسنے ویسہی کیا بار سوم مین خدا کو دیکھکر مستغرق ہوئی میران نے پس خوردہ بھیجا جب ہوشیار ہوئی انتہی غرضکہ اس سنت مہدیکو انکی اولاد و خلفانے بسر وچشم قبول کیا اور حکم خدا ورسول کو کہ مقدمہ حج مین نہایت تاکید سے ہی پس پشت ڈالدیا یہان تک کہ اگر کوئی دوسرا شخص ارادہ کرتا تھا اوسکو منع کرتے تھے اور وہی حجرہ دلاور کہ قبلہ موروثی و آبائی تھا بتلا دیتے تھے چنانچہ پنجفضائل میں لکھا ہی کہ میران سید محمود کیوقت میں میان ولی جامع نقلیات اور میان یوسف حاضر تھے میان یوسف نے عرض کیا کہ اگر رضا ہووے مین حج کر کے آؤن سید محمود نے فرمایا جاؤ طواف حجرہ میان دلاور کا کر کے آؤ اگر حج تمہارا قبول نہووے حج کو جانا چنانچہ میان یوسف طواف کر کے افتان وخیزان آئے اور کہا کہ مینے اپنے خدا کو بچشم سر دیکھا انتہی سبحان اللہ معلوم نہیں کہ انھون نے کسکو اپنا خدا سمجھا ہی کہ وہ حجرہ دلاور کے طواف مین نظر آتا ہی اور خدائے عالم کے بیت اللہ کے طواف مین نظر نہیں آتا ہی بالجملہ اون لوگون کے نزدیک حجرہ دلاور کعبہ شریفہ سے افضل ہوا اور فرض خدا سے کہ رکن اسلام ہی بندگان خدا کو منع کیا اور اسمین مخالفت خدا ورسول کی کی کہ خدا کی راہ سے بندگان خدا کو باز رکھا اور طواف حجرہ دلاور مین خدائے عالم کا نظر آنا غلط محض ہی بلکہ وہ فریب شیطان ہی وہ ایسے ہزارون شعبدے بناتا ہی اور جاہل عابدون کو بہکاتا ہی ایک عابد کو دعوی تھا کہ مین بارہ برس سے خدا کو دیکھکر سجدہ کیا کرتا ہون ایک عالم محدث نے پوچھا کہ کسطرح دیکھتے ہو کہا دریا پر تخت ہوتا ہی اوسپر جلوہ فرما ہوتے ہین عالم نے کہا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ ابلیس اپنا تخت دریا پر بچھاتا ہی اور افواج اپنی اطراف عالم کو واسطے گمراہ کرنے خلق کے روانہ کرتا ہے

ن بزرگ نے فوراً توبہ کی اور کہا کہ استغفر اللہ بارہ برس مجھکو اس ملعون نے دھوکا دیکر اپنا سجدہ کروایا اور
نیف معتبرہ مین لکھا ہی کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنی سیاحی
ے وقت مین ایکبار ایک صحرا مین پہونچا اور وہان چند روز توقف کیا ایکروز تشنگی نے نہایت غلبہ کیا اوسوقت
یکٹکڑا ابر کا جیسا سایہ انداز ہوا اور اوس مین سے مانند شبنم کے چھینٹے برسا کہ مین سیر ہوگیا بعد اوسکے ایک ایسا نور نظر
آیا کہ جمیع آسمان اوس سے نورانی ہوگیا اور ایک صورت نمودار ہوئی اور ایک آواز ہوا کہ ای عبد القادر مین تیرا پروردگار
ہون حرام چیزین مینے تجھپر حلال کردین جو چاہے سو کر مینے کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم دور ہو ای
ملعون اسی بکہتے وہ نور تاریک ہوگیا اور وہ صورت دھوان ہوگئی اوسنے مجھسے کہا کہ ای عبد القادر تو نے بسبب اپنے
علم کے میرے ہاتھ سے نجات پائی اس کرشمہ سے مینے ستر اہل طریقت کو گمراہ کردیا ہی لوگون نے عرض کیا کہ آپنے
کیونکر معلوم کیا کہ وہ شیطان ہی فرمایا اس قول سے کہ محرمات کو مینے تجھپر حلال کردیا انتہی دیکھیے اہل طریقت
طریقت جہان خلاف شریعت کچھ دیکھتے تھے اپنے علم کی بدولت معلوم کرلیتے تھے کہ یہ کرشمہ شیطانی ہی بہا
ابکے مہدی نے شرع سے علم کی ممانعت کردی بیچارے کیونکر جانین کہ یہ کرشمہ شیطانی ہی اگر علم ہوتی ان کی
سمجھ ہوتی پہچان لیتے کہ حج سا فرض خدا کا اسکو الہام منع کرنے والا خدا کیطرف سے نہین ہی بلکہ شیطان کیطرف
سے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جابجا تاکید حج بیت اللہ کی فرماتا ہی کہ اَتِمُّوا الحَجَّ وَالعُمرَۃَ لِلّٰہِ
یعنی پورا کرو حج اور عمرے کو خدا کے واسطے وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ البَیتِ مَنِ استَطَاعَ اِلَیہِ سَبِیلًا
وَمَن کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ العَالَمِینَ یعنی واجب ہی اللہ تعالی کا لوگون پر قصد کرنا بیت اللہ کا اوس
شخص پر کہ استطاعت رکھتا ہی اوسکی طرف راہ کی اور جسنے کفر کیا پس اللہ تعالی بے نیاز ہی عالمین سے انتہی
دیکھیے کسقدر تاکید ہی کہ حج نکرنیکو کفران نعمت فرمایا اسی واسطے حدیث شریف مین دارمی کی روایت سے وارد ہی
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یمنعہ من الحج حاجۃ ظاہرۃ او سلطان جائر او مرض
حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یہودیا وان شاء نصرانیا یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے جسکو نہ روکے حج سے محتاجی ظاہر یا بادشاہ ظالم یا مرض روکنے والا پس مرجاوے وہ شخص اور حج نکرے پس وہ
شخص چاہے یہودی مرے اور چاہے نصرانی مرے انتہی دیکھیے کسقدر تہدید ہی کہ اگر بلا عذر حج نکیا تو فرمایا کہ ایسا شخص
چاہے یہودی مرجاوے چاہے نصرانی مرے اور یہ نفرمایا کہ اگر چاہے دلاور کے جھوٹے پہاڑ کا طواف کرلے اور جبکہ ابراہیم علیہ
السلام تیار کرچکے حکم الٰہی ہوا کہ وَاَذِّن فِی النَّاسِ بِالحَجِّ یَاتُوکَ رِجَالًا وَعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَاتِینَ مِن

كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ یعنی پکارے لوگون مین حج کیواسطے کہ آوین تیری طرف پیادہ پا اور دبلے دبلے اونٹون پر
چلے آتے راہون دور سے پس حضرت ابراہیم حسب اوسکے مقام ابراہیم کے پتھر پر کھڑے ہوا اور وہ مانند بلند پہاڑ کے
اونچا ہوگیا سب حضرت ابراہیم نے دونون کانون مین انگلیان ڈالکر چارون طرف متوجہ ہوکر پکارا کہ ایہا الناس
تمھارے رب نے ایک بیت بنایا ہے اور تمہین اوس بیت کا قصد کرنا فرض کیا ہے اپنے رب کا حکم قبول کرو جسکی تقدیر مین
حج کرنا تھا اونھون نے اپنے باپ دادا کی پشتون اور ماؤن کے رحمون مین سے جواب دیا کہ لبیک اللھم لبیک
چنانچہ معالم التنزیل مین منقول ہے اور یہ کہین نہین ہے کہ حضرت ابراہیم یہ بھی پکارے ہون کہ چاہے اس بیت کو آنا
اور چاہے گجرات مین ایک دلاور فقیر ہوگا اوسکے حجرے کا طواف کرلینا واللہ المستعان علی ما تصفون
اسکے سوا اور بہت سے آیات واحادیث اس بیت پاک کے حج کی وارد ہین کہ اون سب کا خلاف کیا شیخ جونپوری اور
اونکے بیٹے سید محمود مذکور نے بدخلقی نوزدہم یہ کہ یہی میان دلاور کہ جنکے حجرہ کو شیخ جونپوری اور اونکے بیٹے نے
کعبہ اور حج کی جا بلکہ تجلی گاہ الہی مقرر کیا ہے شیخ جونپوری اونکے حق مین فرماتے ہین کہ میان دلاور کو عرش سے
تحت الثری تک ایسا روشن ہے جیسا کہ ہاتھ مین رائی کا ہو چنانچہ تحفہ فضائل مین مذکور ہے حالانکہ یہ دلاور
اپنی غیب دانیان ایسی بیان کرتے تھے کہ نص قرآن کے مخالف ہوتی تھین چنانچہ اوس تحفہ فضائل مین لکھا ہے کہ
کہ ایک روز میان دلاور مراقبہ مین بیٹھے تھے دل مین آیا کہ ارم وحجیم سیستان نے دنیا مین بہت ریاضت کی تھی حال
انکا کیا ہوگا اوسیوقت حکم الہی ہوا کہ ہمارے بندے نے یاد کیا ہے لیجاؤ ملائکہ نے اونکو ویسیہی مسلسل انکی پیٹھ کے پیچھے
لاکر کھڑا کیا میان دلاور نے متوجہ ہوکر سبب اس گرفتاری کا پوچھا وہ لوگ ہاتھ پیشانی پر مارکر روئے اور کہا کہ ہماری زہد و ریاضت
مین چونکہ خدا مقصود نتھا سب ضائع ہوگئین اب اس عذاب مین گرفتار ہین اس لحظہ آپ کی نظر کے سبب عذاب سے امن ہے
جب نظر خوندگار سے غائب ہونگے پھر ملائکہ عذاب کرینگے میان یوسف نے پوچھا کہ میانجی یہ لوگ آتشی ہین انکو عذاب کس
چیز کا ہے فرمایا انکو عذاب زمہریر کا ہے کہ بعضے درکات سقر کے ہین اونکا نام زمہریر ہے انتہی یہان قطع نظر
اس بحث سے کہ ارم وغیرہ خاکی ہین یا آتشی میان دلاور کا اعتقاد یہ معلوم ہوا کہ جن و شیاطین کو کہ آتشی ہین
عذاب آگ کا نہ ہوگا بلکہ زمہریر کا ہوگا اور قرآن مجید مین صاف وارد ہے کہ جن کو بھی عذاب آتش ہے چنانچہ آیت
اوسپر شاہد ہے قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ فِي النَّارِ یعنی فرمایا داخل ہوجاؤ
ساتھ اور امتون کے کہ گذر چکی ہین پیشتر تمسے قسم جن و انس سے آگ مین اور تحقیق اس امر کی کہ جن خود آتشی ہین
انکو آتش سے کیونکر عذاب ہوتا ہے کتاب بستان البحرین کی فصل تنقیح اصل جن مین موجود ہے یہان بسبب غرابت مقام کے

امادہ نکیا گیا اور حیرت کا مقام ہی کہ معتقدی جسکے حق مین کہے کہ اوسکو عرش سے فرش تک مانند دانہ رائی کے روشن ہی اوسکو یہ معلوم نہووے کہ ارم و چشمۂ سینا کا کیا حال ہی اور یہ بھی معلوم نہووے کہ جن کو عذاب آتش ہے در آیت مذکورہ بالا بھی یاد نہووے یہ وہی میان ہین کہ لم یلد و لم یولد کو یلد یولد پڑھتے تھے چنانچہ مذکور ہوچکا واہ وہ وسعت ہی اوسکے کشف کی

خلق بستم یہ کہ تحفۂ فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ خدا تعالی نے میان نظام کو ایسا کشف دیا ہی کہ عرش سے فرش تک بلکہ افلاک سے سمک تک انکے سامنے ایسا ہی جیسا کسیکے ہاتھ مین دانہ رائی کا ہووے انتہی حالانکہ اس بزرگ کو قطع نظر بیوقوفی آسمان کے اپنے عقائد ایمانیہ بھی برابر معلوم نتھے تحفۂ فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز انکے پاس دو شخص مرید ہونیکو آئے ایک کو مرید کیا اور دوسرے کو دوسرے روز کا وعدہ کیا جب کل کو آیا اوسکو مرید کیا عبد الرحمن نے پوچھا کہ اس تاخیر مین کیا حکمت تھی کہا کہ مینے دیکھا کہ اوسکی پیشانی پر مقبول لکھا ہی اور لوح محفوظ مین بھی مقبول لکھا ہی لیکن علم قدیم مین مردود ہی پس خدا سے بحث ہو کر علم قدیم مین مقبول لکھوا دیا انتہی آپ خیال کیجیے کہ اوس بزرگ کو اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ علم قدیم الٰہی نہین بدلتا ہی ورنہ جناب باری مین صفت جہل کی لازم آوے مثلاً اسی مثال خاص مین لازم آتا ہی کہ نظام کا اعتقاد یہ تھا کہ اب تک اللہ تعالی اس شخص کو مردود جانتا تھا اور وہ آج میری کوشش سے مقبول ہو گیا تو ازل سے آج تک خطا و جہل تھی تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا اور اس کشف عرشی و فرشی پر تاریخ دانی بلکہ قرآن دانی آپ کی ایسی تھی کہ ابتک بھی معلوم نتھا کہ شداد کہان ہوا ہی اور باغ ارم کس سرزمین پر بنا ہی اور قصہ سکندر کیا ہی اسواسطے کہ تحفۂ فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز عبد الفتح نے شاہ نظام سے پوچھا کہ سنا جاتا ہی کہ دامن کوہ قاف مین ایک درخت ہی کہ شداد کا آدمی ہین کہ دختران پانزدہ سالہ بکثرت اوسمین معلق ہین جب سکندر ذوالقرنین وہان پہونچے ایک دختر کے ساتھ اوسمین سے تراش کر جماع کیا اوسکے اسدم تک قطرات خون اوس درخت سے ٹپکتے ہین شاہ نظام نے کہا سچ ہی تم بھی دیکھو گے پس دو انگلیان عبد الفتح کی آنکھو پر رکھدین اور بعد لحظے کے کہا دیکھو جب دیکھا تو اوسی درخت کے نیچے موجود تھے اوسنے پوچھا میان جی سکندر نے آدمیونکو اسی پہاڑ پر سوار کیا تھا فرمایا ہان ایک آدمی کو پہاڑ پر بھیجا کہ دیکھے اسطرف کیا ہی وہ جب سر کوہ پر پہونچا اوس جانب جھک کر ہنسا اور کود پڑا دوسرے کو زنجیر آہنی کمر مین باندھکر بھیجا وہ بھی تبسم کر کے زنجیر توڑ کر کود پڑا پس سکندر نے درگاہ الٰہی مین متوجہ ہو کر استفسار حقیقت حال کا کیا حکم ہوا کہ وہان بہشت شداد ہی کہ اون لوگونکو نصیب ہوئی انتہی سبحان اللہ اسقدر بھی معلوم نتھا کہ درخت مین آدمی کہان سے

ایک آدمی ہو کہ حضرت آدم کی نسل سے ہووے نہ کہ درخت سے نکلے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الناس انا
[illegible] من ذکر و انثیٰ یعنی ای آدمیون ہمنے پیدا کیا تمکو ایک مذکر اور ایک مونث سے یعنی آدم وحوا
سے اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ سکندر کہ جنکی نبوت مین اختلاف ہے اور ولایت مین اتفاق ہے وہ بغیر نکاح
[illegible] یہ بھی معلوم نہ تھا کہ بہشت شداد کوہ قاف کے پرے کہان ہے وہ بہشت
[illegible] یمن کے صحرا مین تھی اور اسیکا نام ارم ہے اسواسطے کہ بانی اوسکا شداد بن
[illegible] عاد بن ارم بن سام بن نوح ہے لوگون نے اس مکان جنت نشان کا نام بھی اپنے جد کے نام پر رکھا تھا
[illegible] اور اوسکو عاد کہتے ہین لیکن انمین سے متقدمین کو عاد اولیٰ اور ارم بھی کہتے ہین اور متاخرین کو
[illegible] چنانچہ [illegible] تفسیر کشاف مین لکھا ہے اور عاد نیز قوم ہین احقاف مین متصل حضرموت
[illegible] علیہ السلام سے تھا قرآن مجید مین جابجا مذکور ہے اور عاد اولیٰ کہ بانی شہر ارم ہے
[illegible] تھے [illegible] قرآن مجید مین دو جگہ فقط بطور اجمال کے مذکور ہوا ایک سورہ نجم مین کہ
[illegible] عادا الاولیٰ اور دوسرے سورہ فجر مین الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی
[illegible] البلاد [illegible] کی تفسیر [illegible] تفاسیر معتبرہ مین موجود ہے اب اگر کوئی مجتہد
[illegible] تو یہ کہتے ہین کہ یہ بہشت باوجودیکہ چالیس کوس کے دور مین
[illegible] اور دیوارین اوسکی سونے چاندی کی اینٹون سے تیار ہوکر [illegible] کا
[illegible] اوسکا ایک ایک محل عالیشان لعل و زمرد و یاقوت سے تھا [illegible] شداد کے
[illegible] تیار [illegible] اور کوہ قاف کے [illegible] پہنچ گئی ہو اور بیان نظام کا کشف
[illegible] ثابت ہو سکتی ہے کسی نقل معتبر سے بلکہ فقط تمہارا خیال خام ہے
[illegible] موجود ہے چنانچہ بروایات صحیح ثابت ہوا کہ عبد اللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ کہ اصحاب
[illegible] نواح مین [illegible] تھے کہ ایک اونٹ انکا بھاگا اور اوسکے پیچھے دوڑے
[illegible] اللہ تعالیٰ نے وہ شہر ان پر مکشوف کر دیا مجرد دیکھنے اوسکے منارات اور دیوار
[illegible] دل مین خیال کیا کہ شکل اسکی مشابہ بہشت موعود کے ہے شاید عالم
[illegible] داخل ہوئے [illegible] دیکھا کہ مکانات و انہار و اشجار تمام مشابہ بہشت
[illegible] تھوڑے جواہر و یاقوت کہ صحن کے گوشون مین پڑے تھے چادر مین

اور تنہائی سے خوف کرکے باہر چلے آئے اور روانہ دمشق کو ہوئے جب وہان پہونچے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے
کہ اوس وقت کے خلیفہ تھے یہ ماجرا بیان کیا معاویہ نے پوچھا کہ یہ شہر خواب مین دیکھا ہی یا بیداری مین کہا بیداری مین
مینے دیکھا ہی اور علامات اوس مقام کے مجکو سب یاد ہین کہ کوہ عدن سے فلان سمت مین اسقدر فاصلے پر ہی اور اوسکی
دوسری جہت مین فلانہ درخت ہی اور فلانی طرف فلانہ چاہ ہی اور یہ دیکھو جواہر و یاقوت جو وہان سے اوٹھا لایا ہون
میرے پاس موجود ہین خلیفہ موصوف یہ سنکر نہایت متعجب ہوے اور علماے عصر سے استفتا کیا کہ دنیا مین کوئی ایسا
شہر ہی کعب احبار وغیرہ علما نے جواب دیا کہ ہان ہی اور قرآن مین اوسکا ذکر ہی کہ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الآیۃ اور اللہ
تعالی نے اوسکو نظر سے پوشیدہ کر دیا ہی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ایک آدمی میری امت کا اوس شہر مین
داخل ہوگا سرخ رنگ کوتاہ قد ابرو اور گردن پر خال رکھتا ہوگا اور اونٹ کی تلاش مین وہان پہونچیگا جب معاویہ
نے یہ سب اوصاف عبد اللہ بن قلابہ مین مطابق پائے کہا واللہ وہ مرد یہی ہی چنانچہ یہ قصہ تفسیر عزیزی اور
کشاف اور بیضاوی اور مدارک مین بھی تفصیلاً اور اجمالاً مسطور ہی ۱۲ **خلقی نسبت وتکمیل** یہ کہ میران کو
دعوی تھا کہ مین تابع تام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون اور جسقدر اتباع مجکو حاصل ہی کسیکو حاصل نہین ہی
اور اثبات اس دعوے کے مین یہان تک جد و کد تھی کہ زوائد اور غیر ضروری اور غیر اختیاری امور واسطے اظہار مطابقت
اور متابعت کے ثابت کیے جاتے تھے اور جو چیزین کہ سنن موکدہ حضرت رسالت بلکہ آنحضرت پر واجبات
و فرائض سے تھین اوسکو مطلقاً ترک کر دیا تھا بیان اوسکا یہ ہی کہ میان ولی یوسف رسالہ حجۃ المنصفین مین
لکھتے ہین کہ ایک وزیر میران کھڑے تھے ایک دندان بازو چار دندان پیشین کا اونکے دہان سے جدا ہوگیا اتباع
کے واسطے انتہی اور شواہد الولایت کے باب چہارم مین لکھا ہی کہ شیخ دانیال جونپوری نے بعد تولد میرے
انکے والد میان عبد اللہ سے پوچھا کہ تمنے فرزند نو تولد کی کنیت کیا مقرر کی ہی اونھون نے کہا کہ ہمارے جد کا نام
سید قاسم تھا اسواسطے اوس لڑکیکو ہم ابو القاسم بولتے ہین انتہی غرضکہ یہان تک مطابقت کی فکر ہو
کہ نے جنگ و جدال یک دانت بھی گر پڑا اور مطابقت کنیت کے واسطے کوئی بیٹا قاسم نام نہ تھا تو دادا
نام پر ہم نے مسمی ابو القاسم مقرر کر دیا اور جہاد ساتھ کفار کے کہ حضرت رسالت مآب پر فرض تھا اور سنت
قاسمہ اور طریقہ دائمہ آنحضرت کا تھا اوسپر بعد دعوے مہدیت کے کہ وقت اتباع تام کا وہی ہی کبھی عمل نکیا اور جو سنتین
آنحضرت کی کہ ضمن جہاد مین ہین مانند قرائن جنگ و تقسیم غنائم و اخذ جزیہ و فدیہ اور فتح بلاد اور نشر اسلام اور ہم تھا
اور حکمرانی بلاد اور عمل انصاف مین العباد اور جاری کرنے حدود و احکام وغیرہ صدہا سنن علاوہ حضرت سید

کائنات کو ترک کر دیا اور کبھی اقامت ان سنن کا ارادہ نکیا باوجود اسقدر مخالفت کے تابع تمام کیونکر ہوے اور سوا اسکے اور بہت سی سنتیں ان لوگون مین متروک ہین چنانچہ وقت دعا کے ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے کہ سنت مستمرہ ہی کہ آنحضرت کے وقت سے آج تک تمام اہل اسلام اوسپر متفق ہین اس قوم مین مطلقًا ممنوع و موقوف ہی حالانکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ وقت مقبولیت دعا کا بعد نمازون فرض کے ہی اور طریق مسنون دعا کا یہ ہی کہ دونون ہتیلیان پھیلانا اور آسمان کے سامنے کرنا اور دونون مونڈھون تک اونچا کرنا اور بعد فراغ دعا کے ہاتھونکو مونہہ پر پھیر لینا چنانچہ ابوداؤد مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظہورہا فاذا فرغتم فامسحوا بہا وجوہکم یعنی سوال کرو اللہ تعالے سے باطن ہتیلیون سے اور نہ سوال کرو پشت ہتیلیون سے پس جب فارغ ہو پھیر لیو ہتیلیون کو اپنے چہرون پر اور ترمذی مین ہی کہ حضرت عمر فاروق فرماتے ہین کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یردہما حتی یمسح بہما وجہہ یعنی تھی عادت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جب اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اپنے دعا مین نہ اوتارتے تھے اونکو یہانتک کہ پھیر لیتے تھے اونکو اپنے چہرۂ شریف پر اور حصن حصین مین نقل کیا کہ آداب دعا سے ہی بسط الیدین ن مس یعنی کھولنا دونون ہاتھونکا روایت کیا اسکو ترمذی اور حاکم نے ورفعہما ع وان یکون رفعہما حذو المنکبین د ا مس یعنی اوٹھانا دونون ہاتھونکا طرف آسمان کے نقل کی یہ صحاح ستہ مین اور یہ کہ ہووے اوٹھانا دونون ہاتھونکا برابر مونڈھون کے روایت کی یہ ابوداؤد واحمد و حاکم نے اور ترمذی مین ہی کہ قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الاخر ودبر الصلوات المکتوبات یعنی لوگون نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کونسی دعا مستجاب تر ہی فرمایا درمیان پچھلی رات کے اور پیچھے فرض نمازونکے اور نسائی مین بھی روایت ہی کہ نمازون فرض کے بعد وقت اجابت دعا ہی غرضکہ دعا کیوقت ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے سنت حضرت رسالت کی ہی اور اس باب مین احادیث صحیحہ بکثرت وارد ہین کہ اوسکا حصر اس رسالے مین نہین ہو سکتا ہی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ دعا مین ہاتھ اوٹھانا سنت انبیاے سابقین کی بھی ہی چنانچہ صحیح بخاری کے کتاب الانبیا مین ہی کہ جب حضرت ابراہیم اپنے فرزند اسمعیل کو مع اونکی والدہ کے بامر الٰہی مکے مین بیت اللہ کے پاس رکھکر چلے بعد چند قدم کے جب اونکی نظر سے غائب ہوے بیت اللہ کیطرف مونہہ کرکے دونون ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا کی رَبَّنَا اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہْوِیْٓ اِلَیْہِمْ وَارْزُقْہُمْ

من الثمرات لعلکم تشکرون من الحدیث پس معلوم ہوا کہ ہاتھ اوٹھانا وقت دعا کے جیسا کہ سنت محمدی ہے سنت ابراہیم بھی ہی اور منشا غلط اس زعم کا شاید کہ حدیث مسلم ہے صلوۃ الاستسقا مین روایت انس رضی اللہ عنہ کے ہے ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیہ فی شیء من دعائہ الا فی الاستسقاء حتی یری بیاض ابطیہ یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ نہین اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے کسی دعا مین مگر استسقا مین یہان تک کہ نظر پڑتی تھی سفیدی بغلون اونکے کی انتہی اور ظاہر ہے کہ اس حدیث مین مطلق ہاتھ اوٹھانیکی نفی نہین ہے بلکہ اس کیفیت سے کہ سفیدی بغلونکی نظر پڑے اسیواسطے امام نووی نے شرح اس حدیث مین فرمایا کہ ظاہر اس حدیث سے وہم ہوتا ہے کہ حضرت نے سوا استسقا کے ہاتھ نہین اوٹھائے ہین اور حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ ثابت ہوا ہے حضرت کا ہاتھ اوٹھانا دعا مین سوا استسقا کے بہت مقامون مین اور وہ مقامات حصر و شمار سے زیادہ ہین اور مینے اونمین سے قریب تیس حدیث کے جمع کی ہین صحیحین سے اور شرح مہذب کے آخر باب صفۃ الصلوۃ مین اونکو نقل کیا ہے مینے اور تاویل اس حدیث کی یہ ہے کہ رفع بلیغ کہ جس مین سفیدی بغلونکی نظر پڑے سوا استسقا کے نہوا یا یہ کہ انس نے نہ دیکھا اور دوسرون نے دیکھا کہ حضرت نے اور دعاؤن مین بھی دست مبارک بلند فرمائے اور دیکھنے والے مواضع کثیرہ مین کہ جماعات ہین ایک شخص پر کہ حاضر نہووے اوس واقعے مین مقدم رکھے جاوینگے اور یہ تاویل ضروری ہے کیونکہ احادیث کثیرہ دوسرے مقامات غیر محصورہ کے باب مین وارد ہین تمام ہوا کلام امام نووی کا اور بعضی تاویلات اوس روایت ہین کہ جسمین بہت مواضع کا ذکر ہے اور صحیح بخاری کی کتاب الصلح مین ضمن مین حدیث طویل کے مذکور ہے کہ ایک روز حضرت بنی عمرو مین کچھ نزاع تھا اوسکے مصالحے کے واسطے تشریف لیگئے تھے جب وہانسے مراجعت کی دیکھا کہ ابوبکر صدیق امامت نماز پر کھڑے ہین حضرت صفوف پھاڑ کر اونکے پیچھے صف اول مین کھڑے ہو گئے جب ابو بکر صدیق کو معلوم ہوا پیچھے ہٹنے لگے حضرت نے اشارہ کیا کہ بدستور امامت پر کھڑے رہو فرفع ابوبکر یدیہ فحمد اللہ ثم رجع القہقری یعنی پس اوٹھائے ابوبکر نے دونون ہاتھ اپنے پس حمد خدا کی بجا لائے پھر پچھلے پاؤن پھرے اور بعد فراغت نماز کے جب حضرت نے پوچھا کہ مینے اشارہ کیا تھا تم کیون کھڑے نرہے کہا کہ نہین لائق ہے ابو قحافہ کے بیٹے کو کہ امامت کرے روبرو رسول اللہ کے اور خیر جاری شرح بخاری مین ہے کہ جب حضرت کو ابو عامر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر پہنچی دونون دست مبارک دعا کے واسطے اوٹھائے اور صحیح بخاری مین باب التکبیر عند الحرب مین ہے کہ جب صبح کیوقت لشکر محمدی خیبر پہونچا اوسوقت اہل خیبر اپنے کسبی پھاوڑے لیکے نکلے تھے کہ ناگاہ نگاہ لشکر اسلام پر پڑی گھبرا کر قلعے مین بھاگے کہ محمد مع لشکر آن پہونچے پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے

دونون دست مبارک اوٹھائے اور کہا کہ الله اکبر خربت خیبر انا اذا انزلنا بساحة قوم فساء صباح
المنذرین یعنی الله اکبر خراب ہوئی خیبر ہم جسوقت اوترے میدان کسی قوم مین بُری ہوئی صبح کفار کی غرضکہ
اسقدر روایات ہاتھ اوٹھانے مین وقت دعا کے وارد ہین کہ شمار سے باہر ہین پس ثابت ہوا کہ ہاتھ اوٹھانا وقت دعا کے
سنت مستمرہ ہی کہ انبیاء سابقین سے آنحضرت تک جاری تھی پس آدمی جب دعا کرے ہاتھ اوٹھانا مسنون ہی اور
چونکہ دعا بعد نمازون فرض کے مستجاب ہی جیسا کہ ترمذی اور نسائی کی حدیث سے ثابت ہوا پس بعد نماز پنجگانہ
کے بھی دعا مانگنا اور ہاتھ اوٹھانا مسنون ہوا اور عمل مہدویونکا خطا ٹھہرا اور ایک سنت انبیائیہ بھی ہی کہ بکریان چرایا
چنانچہ صحیح بخاری مین کتاب الانبیاء مین ہی کہ صحابہ کرام نے حضرت سے پوچھا کہ أكنت ترعى الغنم قال وهل من
نبي الا وقد رعاها یعنے کہا آپ بھی بکریان چرائی ہین فرمایا کہ جو پیغمبر ہی اوسنے بکریان چرائی ہین انتہی اب دیکھیے
کہ شیخ جونپوری باوجود دعوے اتباع تام کے اسپر عمل نکرے اس شغل کو کفر بولتے ہین چنانچہ عقیدہ چہاردہم اور سیزدہم
دہم مین مذکور ہو چکا کہ حیوانات و زراعت وغیرہا کو کفر جانتے تھے شیخ جونپوری کے اخلاق اسقدر حضرت رسالت سے
مخالف ہین کہ اونکو سوائے کراما کاتبین کے کوئی حصر کتابت مین نہین لا سکتا ہی یہان بقدر نمونے کے اسی پر
اکتفا کفایت کی گئی کہ مشتے نمونہ از خروارے باشد و اندکے دلیل بسیارے تمام کتاب حقیقت مین انہین
اخلاق مخالفہ کے بیان مین ہی اب تھوڑی سی خوبیان انکے خلفا و توابع کی بیان کرکے بحث تمام کیا جاتا ہے

تتمہ خلفا و توابع شیخ کے بعضے احکام و دعاوی خوارق خلاف نقل و عقل کے بیان مین منہا

انصاف نامے کے باب ہشتم مین لکھا ہی کہ میان علی دھولکیہ نے شہر ناگور مین ہیچ ذکر میان نعمت کے انتقال کیا اور بچارہ
فیروز نے ترکہ چھوڑا میان نعمت نے سویہ کرکے تمام اہل دائرے کو تقسیم کر دیا اور پسر و دختر متوفی مذکور کے دھولکہ مین موجود
تھے انکو کچھ نہ بھیجا اور قصبہ بربنی مین میان فقیہ محمد راجپوت کے ہاتھ مارا گیا میان نظام نے اوسکے اقربا کو خبر کرکے
ترکہ اوسکا سپرد کر دیا خوندمیر نے سنکر کہا کہ نیک کیا یہ حق فقرا و مہاجرین کا تھا اگر قربا اوسکے ہجرت جہاد کرین
تم مین سے ہونگے انکے ساتھ حق صلہ رحم کا بجا لانا چاہیے انتہی یہ بناء الفاسد علی الفاسد ہی کہ اول ایک شریعت تازہ
یہ تراشی گئی کہ ہجرت کرنا یعنے اپنا گھر اور وطن چھوڑنا فرض ہی حالانکہ فرض یہ ہی کہ دار الملک کفار سے ہجرت کرکے دار الاسلام
اسلام مین جانا اور اسیواسطے جب تک مکہ فتح نہوا تھا صحابہ مکے سے ہجرت کرکے مدینے کو آتے تھے جب مکہ معظمہ
فتح ہوکر دار الاسلام ہوگیا حکم ہوا کہ لا هجرة بعد الفتح یعنی نہین ہی ہجرت بعد فتح کے یعنی اب مکے سے
ہجرت کرنا کچھ ضرور نہین ہی بخلاف مہدویون کے کہ جس حکومت سے ہجرت کرتے ہین پھر اوسی حکومت مین دوسرے

بستی مین رہتے ہین چنانچہ خود مہدی جونپور اپنے وطن سے کہ دار الحکومت بادشاہان اہل سنت کا تھا ہجرت
کر کے پھر اونھین کی حکومت مین گجرات و سندہ وغیرہ مین رہتے پھرتے تھے اور خلفا انکے گجرات مین اپنی اپنی
بستیون سے نکلکر اوسی بادشاہ کی حکومت مین دوسری بستیون مین متوطن ہوے تھے پس ہجرت کہ شریعت محمدیہ مین
مقرر ہی وہ مقصود نہ تھی بلکہ ایک اختراع تازہ یا کہ اتباع رہبان اہل کتاب کا تھا کہ اوسمین فقط وطن و خانہ
قدیمی کا چھوڑنا اور ایک دوسرا خانہ دوسرے مقام مین بنانا مرکوز ہوتا تھا اول یہ ہجرت دین اسلامی مین فرض
نہین ہی بلکہ ممنوع ہی کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام پھر اس ہجرت فاسدہ پر یہ حکم مقرر کرنا کہ ترکہ مہاجر کا اوسکا
اقربا کو نہ پہونچے دوسرے مہاجرین اگرچہ اغیار و اجانب ہون بالسویہ بانٹ لیوین یہ حکم شروع اسلام مین تھا
کہ بسبب موالات دینی و ہجرت کے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے نہ بسبب قرابت کے صورت اسکی یہ تھی کہ جب
صحابہ کرام ہجرت کر کے مدینے مین انصار کے پاس اوترے حضرت نے دو دو آدمیون مین مواخات اور برادری کرا دی تھی
اور جب او نمین سے ایک شخص مرتا تھا دوسرا وارث ہوتا تھا اور اوسکے اہل قرابت کو کچھ نہین ملتا تھا بعد
اوسکے یہ حکم منسوخ ہو گیا اور ناسخ اوسکی یہ آیت نازل ہوئی کہ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ
فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهَاجِرِیْنَ الآیہ یعنی اہل قرابت بعض انکے اولی ہین ساتھ بعض کے
کتاب اللہ اور حکم خدا مین مومنون اور مہاجرون سے یعنی اقربا کا آپسمین وارث ہونا کتاب اللہ کی رو سے بہتر ہی اس سے
کہ مومنین اور مہاجرین بسبب برادری دینی ایمانی اور ہجرت کے وارث ہووین اوس وقت سے آج تک یہ حکم منسوخ ہی اب یہ
نعمت خوند میر چاہتے ہین کہ اس ناسخ کو موقوف کر کے پھر اوسی منسوخ پر عمل کرین یہ سراسر مخالفت قرآن
و حکم خدا اجاود ان کی ہی اور یہ حکم انکا جیسا کہ اس آیت کے مخالف ہی ویسی آیت میراث کے مخالف ہی کہ اللہ
نے ہر ہر کا حق مقرر کر دیا اور اونکا حق اونکو حوالہ کرنیکی تاکید فرمائی کہ یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ الآ
اور انھون نے اہل حق کی حق تلفی کی اور مال غیر مین تصرف کیا پس جو آیات و احادیث کہ مال غیر کے تصرف کی مذمت
واقع ہین وہ سب کے مخالف کیا اور کسی پر عمل نکیا اور ظلم صریح واقع ہوا اور جو جو آیات کہ باب ظلم مین واقع ہوئی
سب ان پر صادق آئین کیونکہ حقوق الناس مین تصرف کرنا ظلم صریح اور گناہ قبیح ہی او حیرت یہ ہی کہ ان لوگونکو
یہ تھا کہ بجز قوت ایکروز کے کچھ اندوختہ نہین رکھتے ہین حالانکہ بعد مرنے کے پچاس پچاس فیروزے وغیرہ
انکے پاس نکلتے تھے **ایضاً** ایکروز عالم میان مصنف رسائل جدیدہ روایت کرتے تھے کہ جب شیخ [illegible]
رسالہ رد مذہب مہدویہ مین مکہ معظمہ سے گجرات مین پہونچا میان لاڈ خلیفہ مہدی نے اپنے مرید عبد الملک [illegible]

اوسکے جواب لکھنے کا حکم کیا اونھون نے عرض کیا کہ بندہ جب سے آپ کا مرید ہوکر کسب و شغل درویشی مین پڑا ہے تمام علوم
فراموش ہوگئے ہین میان نے فرمایا کہ تم لکھنا شروع کرو جس علم کی جواب لکھنا منظور ہوگی اوس علم کے امام کی
روح حاضر ہوکر بتلایا کرے گی چنانچہ کتاب سراج الابصار سطر حیز تمام لکھی گئی انتہی بندہ کہتا ہی کہ یہ دعوی
میان لاد کا امر غلط ہی اسواسطے کہ اوس کتاب مین علم کلام و حدیث و اصول و مناظرہ وغیرہا علوم کے اغلاط موجود
ہین چنانچہ اس رسالے مین بمواضع متفرقہ بعضے اغلاط اوسکے منقول ہین اگر تمام ایمہ علوم کی ارواح کمک کو
حاضر ہوئی ہوتین یہ اغلاط کاہے کو واقع ہوتین علاوہ یہ کہ اگر تمام ایمہ علوم کی ارواح حاضر تھین اخفش کی
روح کو کیا سرخاب کا پر لگا تھا کہ حاضر نہوئی کیونکہ اوس کتاب مین سجاوندی نے بعض مقامات مین ترکیب نحوی
کے سمجھنے مین بھی خطا پائی ہی چنانچہ بطور نمونہ ایک مقام اوسکا نقل کیا جاتا ہی عبارت شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ
رسالے کی رد مہدویہ مین یہ ہی فان قیل حدیث من کذب بالمهدی فقد کفر صریح فی ان انکاره کفر فالجواب
علی التنزل من ان الحدیث احاد ضعیف علی تقدیر صحته فلا یفید الا الظن فلا یجزم بکفر جاحد
بهذا الحدیث ان الحدیث انما یدل علی وجوب اعتقاد مهدی ما لا المهدی المعین انتهی عبارته
صاحب فهم و کشف و خرق اعتراض کرتے ہین باین عبارت قلت و الاولی ان تقول لان الحدیث باللام
لیکون علة لقوله فلا یجزم بکفر جاحده او مع ان الحدیث انتهی اہل ذوق پر ظاہر ہی کہ باوجودیکہ عبارت شیخ
علیہ کی نہایت واضح ہی اور اوسمین کسی طرحکا اغلاق نہین ہی مہدیون کے علما یا سید سجاوندی صاحب سمجھ
اور اوسکی ترکیب نحوی مین خطا فاحش کی پس کجا ارواح ایمہ علوم اگر کوئی بچہ کافیہ خوان بھی حاضر
سمجھا سکتا تھا کہ فالجواب مبتدا ہی اور ان الحدیث اوسکی خبر ہی فلا یجزم کی علت نہین ہی اور من ان
متعلق ہی تنزل مصدر سے وہ مبتدا مذکور کی خبر نہین واقع ہوا ہی ورنہ متنزل منہ کون ہی اور حرف من ان
کیون ہی ایضاً سید محمود بن خوندمیر نے کہ شیخ جونپوری کے نواسے اور مہدویون کے خاتم مرشد اور حسین الولایہ
انصاف نامے کے باب ہفتدہم مین لکھا ہی کہ انھون نے معاملے مین دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی اور حق تعالے نے
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ حساب خلق کا کرو اونھون نے میران کو فرمایا میران نے خوندمیر کو فرمایا پس خوندمیر حساب
کا کرتے ہین انتہی یہ کشف بھی نہایت غلط ہی اسواسطے کہ اگر بادشاہ کسی امیر خاص کو فرماوے کہ تم یہ کام
وہ بذات خود اوسپر التفات نکرے کسی دوسرے پر ڈالدے اور وہ دوسرا کسی تیسرے پر ڈالدے ایسا شعر کمال
اوسکے پروائی کا ہوکر موجب عتاب سلطانی ہوگا جیسا کہ شہنشاہ عالم صاحب کن فیکون کے ملائکہ

انبیاے مرسلین جسکی عدول حکمی سے تھراتے ہین اور اوسکے ہر امر موکد وغیر موکد کی بجاآوری کو موجب فخر
نجات جانتے ہین اتنا بڑا کام آپ کرنیکے قابل یعنے محاسبہ تمام عالم ایسے بڑے فرمان بردار خاص رسول با اختصاص
فرما کر شریعت بخشنے اور وہ اسکو میران پر پھیکین اور یہ ارشاد اَطِیْعُوا اللّٰہَ پر عمل کرین اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ سے
مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ پر بلکہ اپنی توجہ کے قابل نہ سمجھکر اپنے یہان سے ایکنیچے پڑے پامال ہوین استغفر اللہ
العظیم علاوہ یہ کہ نصوص صریحہ مانند اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ و یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ کے شاہد ہین
حساب مخلوقات کام خالق کائنات کا ہی اور انکو کشف ہوا ہوگا کہ نہین کام میرے باپ ساکن گجرات کا ہی اور احادیث
شفاعت دال ہین اسبات پر کہ تمام انبیا و مرسلین وسعت ہیبت الٰہی سے تھراتے ہونگے کہ سوا نفسی نفسی کے
اسقدر بھی جرات نکر سکینگے کہ کسی کی شفاعت مین زبان ہلا کر اوسکا حساب رجوع کروا دیوین اور حضرت خاتم
الرسالت مقام محمود مین اسی درخواست کے واسطے کہ خداوند احساب خلق کا لیکر انکو حالت انتظار سے نجات دے
سر بسجدہ پڑے ہونگے تب اونکی نہایت تضرع وزاری کے بعد خداوند دادار آپ متوجہ حساب خلائق ہوگا اور ان
احادیث مین کہین مہدیکا نام و نشان بھی نہین ہی چہ جاے اسکے کہ شیخ جونپوری کہ جنکی مہدویت کو بھی ثبوت نہین
ہی کام خدا کا اپنے خادم و داماد سے کرواوین کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا
ایضًا اوسی باب مین لکھا ہی کہ اونھین میان محمود نے دوسری بار معاملہ دیکھا کہ مین نے اس عالم سے عروج کیا اور
عرش و کرسی سے گذر گیا وہان کیا دیکھتا ہون کہ حق تعالیٰ کے سامنے بعضے اصحاب مہدی کے اپنے سر کے بال کھولے ہوے
ناچ رہے ہین اور دستکین بجا رہے ہین اوس جا جو کچھ حضرت رسول خدا کو دکھلائی تھی مجکو بھی دکھلائی لقولہ تعالے
وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی اِلٰی وَمَا طَغٰی انتہی رسول خدا کو یہ ناچ اور دستک کی کہان دکھلائی گئی تھی جو
تمکو دکھلائی گئی اتنا بھی خیال نہین کرتے کہ جب کوئی عالم پرہیزگار کسی مجلس مین وارد ہوتا ہی اوسکے ادب سے
وغیرہ کا ناچ موقوف کروا دیتے ہین چہ جاے کہ حضرت رب العزت کے سامنے اسقدر بوڑھے بوڑھے ریش دار ڈاڑھیان ہلا
بال بکھیرے ہوے دھماچوکڑی مچاوین اور تالیان بجاوین استغفر اللہ العظیم کبھی اور بھی اس عرش پر جلسہ ناچ کا ہوا
تھا یا فقط تمھارے مہدیکے عہد مین اس بدعت تازہ کا ایجاد ہوا اور اس رقص سے کیا غرض تھی خدا کو یہ تماشا
منظور تھا یا اپنا کمال جتانا مقصود تھا اللہ تعالیٰ کی شان لہو اور عبث سے منزہ ہی لَوْ اَرَدْنَا اَنْ نَّتَّخِذَ لَھْوًا
لَّاتَّخَذْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ کُنَّا فٰعِلِیْنَ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَی الْبَاطِلِ فَیَدْمَغُہٗ فَاِذَا ھُوَ زَاھِقٌ
وَلَکُمُ الْوَیْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا الآیۃ اور اگر اپنا کچھ کمال جتلانا منظور

تھرکنا ناچنا اور دستک بجانا کیا کمال ہی اگر اسیکا نام کمال ہی تو تمسے بڑھکر بھانڈ قوال و رقاصین اس فن مین کامل ہین
خدا کے پاس ان کا کمال پوچھا جاتا ہی نہ لہو و لعب کا ؏ اندر رہ حق جملہ ادب باید بود ﷺ اب دیکھیے کہ جب اس خاندان کے
بچونکو ایسے صوم و صلوٰۃ کی معراج ہوتی ہی اگر لت نانا کے واسطے بھی کہ بمنطوق ؏ ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست
کے یہ سب کرشمے اونھین کی بدولت رنگ پکڑے ہین دعوی معراج کا کرین کیا عجب ہی چنانچہ سید مصطفی نے اپنی کتاب
اثبات مہدویت مؤلفہ ۱۳۰۳ھ مین ایک داستان طویل متضمن معراج مہدی جونپوری کی بیان کی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ
ایک رات ثلث شب کے وقت ندا ہاتف سے ہوئی کہ ای بندہ میرے تم بازنی اور میری طرف نقل کرین پس بی بی ملکان کے گھر مین سے
نکلے اور سید سلام اللہ کو بھی ساتھ لیا سبحان اللہ یک نشد دو شد پھر مکے اور مدینے کو آئے بعدہ مسجد اقصی کو پہنچے
پھر بیت المعمور پر چڑھے اور تمام ارواح مومنین و اولیا و شہدا و انبیا اور ملائکہ حاضر تھے اور بہشتین و رفلک ہائے ہفتم
بزیب و زینت آراستہ تھے کہ اتنے مین روح کلیم اللہ کی آئی اور میان سلام اللہ نے کہا کہ یہی یہی موسی ہین پس موسی
علیہ السلام نے طپانچہ اوٹھایا پس مہدی نے کہا کہ ای کلیم اللہ عفو کرو پھر سلام اللہ سے خفا ہو کر کہا کہ یہ تمسے بڑی خطا ہوئی
بعدہ آگے بڑھے اور دیدار جل جلالہ سے مشرف ہوے فکان قاب قوسین او ادنی کا مقام ہو گیا اور عابد و معبود مین کلام
ہوا کہ یرضی عنک الرحمن انک ماحی البدعۃ والطغیان ومحیی السنن والایمان من یراک لہ الامن والامان
ومن امن بک وجب علیہ الغفران ومن انکر بک حقت لہ النیران تو میری درگاہ مین آیا کیا لایا ہی عرض
کیا کہ تیرے کلام اور رسول کی اتباع لایا ہون اور جو کچھ حکم تیرا تھا بطور امانت کے خلق کو پہونچا دیا جو کہ روز ازل
مین مومن تھے مطیع ہوے اور جو کہ روز میثاق مین ہالک تھے گمراہ رہے پس جیسا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت
ہوے تھے مہدی موعود کو بھی ہوے اور اوسی شب مین اپنے گھر مین واپس آئے انتہی غرضکہ ان خرافات کی کچھ انتہا نہین جو
آدمی کہانتک اونکا شمار کرے اور ایسے مقامات کا تعاقب بھی زائد ہی اسواسطے کہ اہل دین و دانش کو بادی النظر مین
اونکا بطلان مانند روز روشن کے روشن ہو جاتا ہی اس سبب سے یہان اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور اگر اس سے زیادہ شوق
مطالعے کا ہووے ابواب اربعہ مابعد مین شیخ موصوف اور اونکے خلفا کے باقی اقوال و افعال ہر باب کے آغاز مین جمع کر دیے
گئے ہین کہ اونسے انکی مخالفت اخلاق زیادہ تر واضح ہوتی ہی اور اگر بغور ملاحظہ کیا جاوے تو تمام کتاب بیان خلاف
مخالفۃ ان بزرگ مین ہی کہ جس سے انکا کذب و بطلان دعوی بخوبی واضح ہوتا ہی کیونکہ جس شخص کے اقوال و افعال اسقدر
مخالف قرآن و سنت و اجماع امت کے ہوون اوسکے دعوے کی تصدیق کسی پر ہرگز واجب نہین ہوتی ہی بلکہ جبکہ
دعوی ایسا ہو کہ جسمین مخالفت ساتھ صدہا احادیث و آثار صحیحہ کے کہ علامات مہدی مین وارد ہین لازم آتی ہو

بیواجب ہوتی ہی علاوہ یہ کہ جب اوس شخص کی تصدیق مہدویت متضمن تصدیق دعوے کے عقائد باطلہ اور اوسکے
ال کاذبہ کی ہو مثلاً تمام امت اسلامیہ کو چارسو برس سے اوسکے انکار کے سبب کافر جاننا اور اوسکو برابر رتبہ
ت خاتم الرسالت کے سمجھنا اور دوسرے تمام انبیاء و مرسلین سے افضل جاننا اور رویت و کلام الٰہی و وحی کے اوسکے
ین قائل ہونا الی غیر ذالک کہ خلاف نصوص قرآنی اور احادیث اور اجماع مسلمین کے ہین تو بالضرور اوسکی تکذیب
جب اور تصدیق حرام ہوئی اور تصدیق کرنے مین آدمی کے ایمان و عاقبت کا ضرر ہی پس کہنا عالم میان کا
سیالہ معارضہ مین کہ لو بالفرض موافق زعم اہل انکار کے اگر دعوی خطا پر بھی تھا تو بھی اہل اقرار تصدیق پر شرع شریف
کیا الزام و ضرر ہی بخلاف اہل انکار کے انتہی باطل محض او سخن ابلہ فریب ہی کیونکہ ثابت ہوا کہ اہل اقرار سراسر خسارت
ضرر مین ہین بخلاف اہل انکار کے کہ امن بدعات سے محفوظ و امین ہو کر طریقہ سواد اعظم اسلامی اور عقائد حقہ ایمانی پر
ثابت ہین يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

باب چہارم

ان اون گستاخیون کا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت حضرت مشائخ اسلام و ائمہ اعلام کے کی ہین اول یہ کہ کتاب شواہد
الولایت کے گیارھوین باب مین لکھا ہی کہ جب سید محمد جونپوری کلبرگے کو آئے اور واسطے زیارت خواجہ سید محمد گیسو دراز کے
گنبد میں گئے جوتیان پاؤن سے نہ اوتارین اور اندر جا کر دروازہ گنبد شریف کا بند کر لیا جبکہ بعد عرصہ دراز کے باہر آئے
مہدویون نے پوچھا کہ سبب دیر کا کیا تھا جواب دیا کہ موافق درخواست روح سید گیسو دراز کے تین بار ہم جوتیون سمیت اونکی قبر کو
روندا تا کہ گرد نعلین کی قبر پر پڑے اور دعوی مہدیت کا کہ اون سے حیات مین صدور پایا تھا اوسکی نجاست سے پاک ہو جاوین
اسکے ساتھ یہ بھی لکھا کہ انکو اللہ تعالی نے مرشد زمانیکا بنایا تھا جو لوگ کہ انکے ہمعصر تھے اور انسے طالب حق نہوئے اونسے
قیامت پوچھے گا کہ ایسا مرشد ہوتے ہوے کیون تحقیق حق نہ کی انتہی ملخصاً اب محرر اوراق انسے پوچھتا ہی کہ کشف تمھارے
پیشوا کا موافق شرع اطہر کے تھا یا مخالف اگر مخالف تھا تو کس واسطے اسپر عمل کیا باوجودیکہ خود مہدی ہی یہ اعتقاد رکھتے
تھے کہ کشف مخالف شرع مردود ہی جیسا کہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ جو بات
موافق شرع محمدی کی نہو اوسکو کشف بولا چاہیے اور معلوم تھا تمہارے تصور مین پڑین کہ خلاف شرع محمدی کے کیا تمنے انہی کا پس باوجود
اس اعتقاد کے کیون اسکے خلاف کیا اور اپنے معتقدون کے واسطے رستہ ڈالا کہ وہ بھی ایسی حرکات کیا کرین چنانچہ السبعی
کی کتاب پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز شاہ دلاور خلیفہ مہدی کے کہین جاتے تھے راہ مین ایک قبر کہنہ نظر آئی تو اسکو
حق تعالی فرماتا ہی کہ اپنی ڈال اور اپنا پاؤن قبر پہ رکھ کہ تیری جوتی کی گرد سے یہ مستحق عذاب بخشا جاے پس شیخ موصوف نے بھی مطابق
سنت اپنے پیر کے اوسکو ٹھوکر یا پامال کیا آیندہ مغفرت کا حال خدا جانے تعذیب فی الحال ملی تم تو یہ بھی دیکھ لیا اور اگر یہ کشف مہدیکا

موافق شرع الٰہی کے جانتے ہو تو بیان کرو کہ کس جا شارع نے زیارت قبور کا یہ ڈھنگ ٹھہرایا ہی بلکہ اسکے خلاف آ
سنن ابن ماجہ مین آخر مین ایک حدیث طویل نقل کی ہے کہ فرای رجلا یمشی بین المقابر فی نعلیہ فـ
یا صاحب السبتیتین القہما یعنی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو کہ جوتیاں
مقابر مسلمین مین پھرتا تھا پس فرمایا کہ ای جوتیوں والے پھینک ان جوتیونکو اور عبد اللہ بن عثمان نے کہا کہ یہ
جید ہے اور یہ حدیث سنن ابی داؤد مین بھی مذکور ہے اور ابن ماجہ مین ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لأن امشی علی جمرۃ او سیف او اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر مسلم وما ابا
القبر قضیت حاجتی او وسط السوق حاصل یہ کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ چلنا میرا آگ پر یا تلوار کی دھ
سی لینا جوتیکو پاؤن سے اچھا ہے میرے نزدیک اس بات سے کہ چلون مین قبر پر کسی مسلمان اور بیچ قبر کے یا بیچ بازار
حاجت انسانی کرنا میرے نزدیک دونون برابر ہین انتہی ملاحظہ کیا چاہیے کہ اس حدیث مین حضرت نے
اپنی طرف نسبت فرمایا کہ اگر مین کرون تو بھی بدی اس سے معلوم ہوا کہ یہ فعال بذاتہا بد ہین نہ یہ کہ اگر کر
کرے تو مردہ بخشا جاوے اور عوام کرین تو گنہگار ہوویں بالجملہ قصدا جوتیوں سے مسلمانون کی قبر روند
ثابت نہین ہوتا بلکہ عقل سلیم بھی متحیر ہوتی ہے اسواسطے کہ واسطے مغفرت مقبور کے روند کر جوتیون
اوڑا کر آپ گنہگار ہونا کیا ضرور تھا کیا بطور مسنون پاس قبر کے کھڑے ہو کر سلام و دعائے آمرزش کافی نہ
رہی ایک بات کہ فائدہ جلیلہ ہی وہ یہ کہ مہدویونکی تقریر سے معلوم ہوا کہ سید گیسو دراز نے دعویٰ
کیا تھا اوسکے کفارے کے واسطے یہ پامالی کی گئی اب تم سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے نزدیک دعوی الـ
اور خواجہ گیسو دراز تمہارے مہدی کے حسب الاقرار بھی مرشد زمانہ اور کملین عصر سے تھے پس معا
کاملین بھی باوجود جلالت منزلت کے خطا سے معصوم نہین ہین بلکہ کبھی دھوکا کھا کر دعوی مہدیت
ہین اور تا دم مرگ اوسی دھوکے مین رہتے ہین اور تائب نہین ہوتے بلکہ عالم برزخ مین اسکے تدارک کی فکر
ورنہ معلوم ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اگر تائب ہوئے ہوتے کیا حاجت تھی اُسـ
پس ایسی اگر سید محمد جونپوری بھی بالفرض اگر ولی ہون اور ایسا دھوکا پائے ہون اور اُس عا
ہوتے ہون کیا عجب ہی اب جو صاحب سراج الابصار اور تمام مصنفین انکے سلف سے خلف تک دھوم
ہین کہ جب ایک شخص مین مقامات ولایت اور خصال و اخلاق پیغمبرون کے مانند ثابت ہو محال ہے کہ
خطا واقع ہووے اور ازالہ اوسکی خطا کا نکیا جاوے مثل پرکاہ کے اوڑ گیا و الحمد للہ علی ذلک وہم شواہ

[illegible]

دین باب مین لکھاہی کہ انکے مہدی نے ایک روز مقام فراہ مین اپنی چٹکیہ کیطرف پہیر کر دیا تم کبھی میرے نہین ہو
ا میرے نہین ہو تم کبھی میرے نہین ہو تم بھی اس جماعت مین داخل ہو یارون نے پوچھا کہ میران جی یہ بات
لی تمنے بولے ارواح سالکان سلطان یعنی بایزید بسطامی ابراہیم ادہم شیخ شبلی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
ان سنجر ماضی عبدالخالق غجدوانی ابوسعید ابوالخیر کی حاضر ہوکر آرزو کرتی تھین کہ کاش ہم بھی میرے وقت مین
ے فیض ولایت سے بہرہ یاب ہوتی اس لیے مینے جواب دیا کہ تم بھی میرے نہین ہو میرے گروہ مین داخل ہو
شواہد الولایت کے تینتیسوین باب مین لکھاہی کہ مہدی کے معجزہ تینتیسوان یہ ہوا کہ جب جہاز پر سوار بیت اللہ
جاتے تھے انکے ایک مہاجر کے دل مین گذرا کہ راستے مین پیرجی سے فلانے ولی کی زیارت چھوٹ
گئی ہوتی تو اچھا تھا مہدی نے اس خطرے پر مطلع ہوکر تیز نگاہ سے دیکھا اور کہا کہ دیکھ پس
پشت کہ تمام اولیاء اللہ کہ ہندوستان مین مدفون ہین سیاہ جہاز کی کندھون پر ڈالے ہوے کھینچتے چلے جاتے
مہاجر مذکور دیکھکر شرمندہ ہوا اور مہدی نے کہا کہ پھر ایسی گستاخی نکرنا چہارم شیخ فضائل مین لکھاہی کہ شاہ لاڈ
مہدی کی عورت خوندبوا پوتی حضرت شاہ عالم بن قطب عالم بن محبوب عالم کی ایک روز شاہ دلاور سے پوچھی
خادم یوسف کہان گیا کہ آج پانی نلایا کہا بی بی نام میان یوسف کا نے ادبی سے کیون لیا عورت نے
کہا ہم سے عالی مقام ہی کہا ہان کہا ہمارے باپ سے بھی کہا ہان کہا شاہ عالم سے کہا ہان کہا قطب عالم سے کہا
محبوب عالم سے بھی بڑھکر ہی کہا ہان اگر چاہو تو دیکھ لیوین دو انگلیان اپنی بی بی کی آنکھہ پر رکھنے کے
ساتھ ہی ان پر منکشف ہوا کہ حضرت رسالت پناہ اور مہدی ایک تخت پر بیٹھے ہین اور یوسف انکے پاس کھڑا
حضرت شاہ عالم اور قطب عالم اور محبوب عالم حسب جا یوسف کی جوتیان اوتارے ہین کھڑے ہین پنجم شیخ
فضائل مین لکھاہی کہ ایکروز ایک ندی کو بلا یعنی پورا یا وسمین بیلین لکڑیون کی لوگون کے کھیتون سے بہکر
مین ایک مہدوی بطمع لکڑیون کے اوسمین کودا اور بیلون مین اولجھکر ڈوب گیا اور عبدالفتح مہدوی نے
دار مار ہی کھینچکر پھینک دیا اور میان ولی مہدوی نے دفن کرا دیا جب محاکمہ اسکا شاہ دلاور پاس گیا کہا کہ خدا تعالی
جو مقام بایزید بسطامی کا دیتا ہی وہ قبول نہین کرتا ہی کہ یہ مقام میرے کب لائق ہی مین تو مہدی کے گروہ
عبدالفتح نے سنکر کہا کہ یہ بھی نقال کی دکان ہوئی کہ میان دلاور جب راضی ہوتے ہین کسیکو مقام انبیا کے
دیتے ہین اور کسیکو مقام اولیا کے بخشتے ہین کہا ہان ہان خزانے ولایت محمدی کے مہدی نے حوالے میرے کر دیے
مجھے اچھا معلوم ہوتا ہی سو کرتا ہون فقط حیرت کا مقام ہی کہ جس قوم کے پاس دائرہ یعنی تکیہ سے باہر

جانا حرام ہووے بلکہ اطراف دائرے کے آگ سمجھکر اندر اوسکے بدعت و پا بیٹھے رہنا اور تینون قسم کا سوال
یعنے حالاً اور قولاً اور فعلاً حرام ہووے اور اگر عمل ان احکام پر کرے گروہ مہدی مین قابل شمار و قطار کے نرہے اور
اوسکے فلاح و نجات کی امید نہووے جیسا کہ رسالہ سید میران جی بن سید سلام اللہ مین مسطور ہی باوجود اس
سب باتون کے اگر ایک شخص ان مین سے برائی بیل اور پھل پہنتے ہوئے دیکھکر غایت حرص و نا عاقبت اندیشی سے
ندی مین کود پڑے اور اپنی جان کو سر اے مال پر فدا کرکے ڈوب مرے اوسکو مقام بایزید بسطامی کا کہ سلطان العارفین
ہین اور کاملین امت انکے حق مین فرماتے ہین کہ ابو یزید فینا کجبرئیل بین الملائکۃ ملے اور وہ اپنی
حسن خدمت کے لائق نہ سمجھکر خداوند عالم کی حضور مین پھر پچھتانا شروع کرے اور جانے کہ میری قدر دانی اسکے
مین برابر نہین ہوئی جانتا تھا کہ خداے عالم نے اسکے مرتبے کو برابر نہ پہچانا یا باوجود پہچاننے کے جزا اسکی ندی
کیا قرآن شریف کی اس آیت پر اعتقاد نہ تھا کہ فرمایا ہی اَنِّی لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی
یعنی مین تم مین سے کسی محنت کرنے والیکی محنت کو ضائع نکرونگا مرد ہو یا عورت اور فرمایا ہی کہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ
فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا یعنے جو شخص کہ نیکی لاویگا اوسکو اوس سے بہتر اور بڑھکر بدلا ملے گا ششم شواہد الولایت کے چوبیسون
باب مین لکھا ہی کہ ایک روز انکے مہدی کے روبرو مذکور ہوا کہ سلطان عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ قدمی
هذه علی رقبة کل ولي الله جواب دیا کہ ہان سید عبد القادر اپنے وقت مین صاحب زمان ہوے ہین چنانچہ
شیخ صنعانی کہ قدم انکا قبول نکیا خوک بانی ہوے اور آخر کو قدم خوک کو اپنے شانے پر لیا بعد اوسکے بولے کہ سید
عبد القادر گیلانی نے کہ بوجھ اپنا اولیاء اللہ کے شانے پر رکھا بہتر یون تھا کہ فرماتے قدم اولیاء اللہ کے میرے
شانے پر ہین انتہی جواب انصاف کا مقام ہی کہ انھون نے جو پہلے دعوی ولایت کا کیا پھر مہدویت کا پھر برابری کا
ساتھ رسولون اولوالعزم اور حضرت خاتم الرسل کے پھر اس منصب مساوات کو اپنے یارون اور مریدون کے
واسطے تجویز کرکے اپنے واسطے عہدہ خدائی کی ہوس کی چنانچہ انشاء اللہ تعالی آیندہ معلوم ہوگا یہ سب بیجا
اور بیجا معلوم ہوا اور ایک بات بھی اسمین سے انکے معتقد قابل انکار نہ سمجھے اور حضرت سید عبد القادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ نے کہ موافق حکم خداے جاودانی کے اتنا دعوی کیا کہ میرا قدم میرے زمانے کے تمام اولیا کی گردن پر ہی
سو اونکو ناپسند معلوم ہوا اسمین کونسی بات مخالف قواعد شرعیہ یا منافی قوانین عقلیہ کے تھی اور نہایت
صحیح روایتون سے کہ موافق شرائط محدثین کے ہین ثابت ہوا کہ جناب ممدوح نے یہ کلام بحکم حق سبحانہ فرمایا اور
اسکے علاوہ مامور تھے بلکہ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے بڑے بڑے کاملین نے خبر دی تھی کہ آپ ایسا فرماوینگے چنانچہ

بتا ہے بطور نمونے کے لکھا جاتا ہی کہ عند ذکر الصالحین تتنزل الرحمۃ یہ جو باتین لکھی جاتی ہین یہ سبب
یہ روایات صحیحہ اور اسانید معتبرہ کے موافق شرائط محدثین کے بہجۃ الاسرار مین مروی ہین لیکن یہان واسطے
اختصار کے انکے اسانید حذف کرکے متون روایات پر اکتفا کی جاتی ہی **بیان پیش گوئی اولیا کا اس**
بارے مین شیخ ابو احمد عبد اللہ بن علی بن موسی الجونی نے سن چار سے چونسٹھ مین بطور پیش گوئی کے کہا کہ قریب ہے
کہ عجم مین ایک شخص پیدا ہووے کہ اوسکے واسطے ظہور عظیم ہوگا ساتھ کرامات کے اور قبول تام ہوگا نزدیک
اولیا کے اور کہے گا کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي الله اور اولیا اوس وقت کے اوسکے قدم کے نیچے داخل
ہونگے اور اپنے زمانیکو شرف بخشے گا اور جو اوسکو دیکھیگا فائدہ مند ہوگا **ایضاً** اور شیخ ابو محمد شنبکی بطائحی نے
کہا کہ قریب ہی کہ ظاہر ہوگا ملک عراق مین ایک مرد عجم کا بڑے مرتبے والا خدا کے اور خلق کے پاس نام اوسکا
عبد القادر سکونت اوسکی بغداد مین کہیگا قدمي هذه على رقبة كل ولي الله **ایضاً** اور شیخ تاج العارفین
ابو الوفا کے پاس حضرت شیخ عبد القادر وقت جوانی کے جب آتے تو وہ بکمال تعظیم پیش آتے انکے لوگون نے جب
سبب پوچھا تو جواب دیا کہ اس جوان کو ایک وقت آنے والا ہی کہ خاص و عام اوسکی طرف محتاج ہونگے
اور فرمایا کہ مین دیکھ رہا ہون کہ بغداد مین برملا بطور حقانیت کے بولیگا کہ قدمي هذه على رقبة
كل ولي الله اور اوس ملک کے اولیا گردنین رکھ دینگے کیونکہ اونکا قطب ہوگا پس تم مین سے جو شخص
اوسکو پاوے اوسکی خدمت کا ملازم ہووے **ایضاً** اور شیخ عقیل منبجی سے ایکدن لوگون نے پوچھا کہ اس
زمانے مین قطب الاقطاب کون ہی بولے کہ مکے مین ہین اور مخفی ہین کہ اونکو سوا اولیاء اللہ کے کوئی نہین پہچانتا
اور عراق کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ قریب ہی کہ یہان ظاہر ہوگا ایک جوان شریف عجمی کہ وعظ کریگا بغداد مین
اور خاص و عام اوسکی کرامت کو پہچانینگے اور وہ اپنے وقت کا قطب الاقطاب ہوگا کہ کہیگا قدمي هذه
على رقبة كل ولي الله اور اولیا اپنی گردنین رکھ دینگے اور اگر مین ہوتا تو اپنا سر رکھ دیتا **ایضاً** اور شیخ علی
ہیتی کے پاس ایک روز ایک جماعت فقرا کی آئی اونسے پوچھا کہان سے آئی بولے عجم سے پوچھا کسکے پیرو ہو بولے
کسی کے نہین کہا اللہ تعالی نے روشن کر دیا وجود کو سبب ایک مرد کے کہ ظاہر ہوگا تم مین سے مقرب اللہ تعالی کا
نام اوسکا عبد القادر جائے ظہور اوسکی عراق ہی کہیگا بغداد مین قدمي هذه على رقبة كل ولي الله اور
اولیا اوس زمانے کے اوسکی فضل و بزرگی کے مقر ہونگے **ایضاً** اور شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی
نے کہا کہ مین سنہ پانسو ... کے بغداد مین خدمت مین شیخ حماد دباس کے تھا اور شیخ عبد القادر اونکے پاس

اونکی صحبت میں تھے ایک روز آکر اونکے سامنے ہو بیٹھے جب وعظ کرنے کو گئے تو شیخ حماد دباس نے فرمایا کہ اسے عجم
قدم ہے کہ ایسے وقت میں اوسوقت کے اولیا کی گردنوں پہ ہوگا اور مامور ہونگے کہ کہے قدمي هذه على رقبة
كل ولي الله اور برکت دیجاویگی او سکے واسطے اوس عصر کے اولیا کی گردنیں انکے پاس جھکیں اور ابو سعید عبداللہ نے دمشق
سنہ ۵۸۰ میں روایت کی کہ میں ہنگام جوانی میں بغداد کو گیا اور برفاقت ابن السقا کے مدرسہ نظامیہ میں طلب علم
مشغول ہوا لیکن باہم عبادت بھی کرتے تھے اور اولیاء اللہ کی ملاقات کے واسطے بھی جایا کرتے تھے اور اوس زمانہ
میں بغداد میں ایک شخص تھا کہ اوسکو لوگ کہتے تھے کہ یہ غوث ہیں اور کہتے تھے کہ جب چاہتے ہیں ظاہر ہوجاتے
اور جب چاہتے ہیں نظر سے غائب ہوجاتے ہیں صاحب بہجۃ الاسرار نے کہا کہ کہتے ہیں کہ نام اونکا ابو یعقوب
یوسف بن ایوب الہمدانی تھا حاصل کلام میں اور ابن السقا اور شیخ عبدالقادر کہ اون دنوں جوان تھے اونکی
ملاقات کو گئے ابن السقا نے راہ میں کہا کہ میں ایسا ایک مسئلہ پوچھونگا کہ اوسکا جواب نہ دیگا اور میں نے کہا کہ میں ایک
پوچھکر دیکھونگا کہ کیا جواب دیتے ہیں اور شیخ عبدالقادر نے کہا کہ معاذ اللہ کہ میں کچھ پوچھوں میں سامنے بیٹھکر
منتظر اونکی برکات کا رہونگا القصہ جب ہم اونکے مکان میں پہونچے وہاں وہ ہمکو نظر نہ آئے اور بعد ایک
ساعت کے دیکھتے ہیں کہ وہ بیٹھے ہیں پس غضب کی نگاہ سے ابن السقا کو دیکھکر کہا کہ خرابی تیری آوے اے ابن
تو مجھسے ایک مسئلہ پوچھتا ہے کہ مجکو اوسکا جواب نہ آوے مسئلہ یہ ہے اور جواب یہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ کفر کی آگ تجھ
پر بھڑک رہی ہے پھر میری طرف دیکھکر کہا کہ تو مسئلہ پوچھکر دیکھتا ہے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں مسئلہ یہ ہے اور
جواب یہ ہے اور بسبب اس بے ادبی کے کانوں کی لو تک تیرے دنیا گھیرے گی پھر نگاہ کی طرف شیخ عبدالقادر
کے اور نزدیک بٹھا کر اکرام کیا اور کہا اے عبدالقادر بسبب اس ادب کے تو نے خدا اور رسول کو راضی کیا گویا کہ
دیکھتا ہوں کہ تم بغداد میں کرسی پر چڑھکر وعظ کرتے ہو اور کہتے ہو کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي
الله اور گویا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے وقت کے اولیا نے تمہارے اجلال کے واسطے اپنی گردنیں جھکادی ہیں پس وہ
غائب ہوگئے اور بعد اسکے ہمنے اونکو نہ دیکھا اور شیخ عبدالقادر کا حال تو ویسا ہی ہوا جیسا کہ کہا تھا ابن
السقا تمام علوم میں فائق ہوکر خلیفہ کا مقرب ہوا اور بعد اوسکے خلیفہ کیطرف سے ایلچی بنکر روم کے بادشاہ
کے پاس گیا اور وہاں بادشاہ نصاری نے اوسکا علم و زبان آوری دیکھکر اپنے علماء سے مقابلہ کروایا ابن السقا نے
سبکو ساکت اور عاجز کردیا اور پھر بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہوکر حسب درخواست بادشاہ کے نصرانی بنکر اوس
لڑکی سے عقد کیا اور کلام غوث کا یاد کیا اور تاریخ ابن خلکان میں ہے جہاں میں حضرت ابو یعقوب یوسف ہمدانی

تھا کہ ابن السقا تارک قرآن مجید تھا چنانچہ بموجب خبر حضرت یوسف ہمدانی کے نصرانی ہوگیا ایک شخص نے اسکو
آخر حال مین شہر قسطنطنیہ مین دیکھا کہ ایک دکان مین بیمار پڑا ہوا اپنے موںہہ پر سے مکھیان اوڑا رہا ہے اوسی لہتا ہے
اسنے نزدیک جاکر پوچھا کہ اب بھی کچھ قرآن یاد ہے کہا سب بھولا مگر ایک آیت یاد ہے رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ العیاذ باللہ اور مین دمشق مین آیا اور مجکو سلطان نورالدین شہید نے جبرا
خدمت بیت المال و اوقاف کی دی اور دنیا مین گرفتار ہوا پس میرے حق مین غوث کا کلام سچ ہوا انتہی

بیان اون اولیاے کرام کا کہ اوسوقت مجلس مین حاضر تھے اور اپنے سرونکو جھکا دیے اور اونکا ذکر اونھون نے دوسرے بطور کشف سے معلوم کرکے تعظیم کی اور سرنگون ہوے

جاننا چاہیے کہ ایک ہزار اور پچاس اولیاے کرام اور مشائخ عظام اوس روز اوس مجلس مین حاضر تھے کہ شیخ علی
بن ہیتی اور شیخ بقا اور شیخ شریف قیلوی اور شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی اور شیخ ماجد کردی اور شیخ صدقہ
اور شیخ قضیب البان موصلی اور شیخ داؤد کہ ہر روز پانچ نمازین مکے مین ادا کرتے تھے اور شیخ ابوعمرو سلوکی
رجال الغیب سیارہ ہین اور شیخ مطر جمال رضی اللہ عنہم اونمین افضل تھے کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی نے
کرسی پر بیٹھ کر وعظ مین علی رؤس الاشہاد فرمایا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور تمام اولیا و مشائخ
شرق و غیرہ نے اپنی گردنین جھکا دین بلکہ شیخ علی ہیتی نے کرسی پر چڑھکر قدم شریف کو اپنے سر پر رکھکر دامن کے
نیچے کر دیا اور مجلس اوٹھی پر جب اونکے مریدون نے اونسے پوچھا جواب دیا کہ اگر جو مینے دیکھا تم دیکھتے مرگیے
ہوتے اوسوقت کی تجلی سے اور ابوالنجیب سہروردی نے ایسا سر جھکایا کہ قریب تھا کہ زمین کو چھو جاوے اور
تین بار کہا کہ علی راسی علی راسی علی راسی اور حضرت کے صاحبزادون یعنی سید عبدالرزاق اور سید ابوعبدالرحمن
سید عبدالوہاب اور سید ابو اسحق ابراہیم سے منقول ہے کہ ہمکو مشائخ متفرقین سے کہ اطراف و امصار بعیدہ
مین تھے خبر پہنچی کہ اون سب نے اپنی گردنین جھکا دین اور شیخ ابو سعید قیلوی سے مروی ہے کہ جسوقت شیخ عبدالقادر نے
کہا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ حق عزوجل نے اونکے دل پر تجلی فرمائی اور ملائکہ مقربین نے ایک
خلعت حضرت رسالت مآب کی طرف سے لا کر اونکو پہنایا کہ اوسوقت ایک جماعت اولیاے متقدمین و متاخرین
کی تھی زندہ ساتھ اجساد کے اور مردہ ساتھ ارواح کے اور ملائکہ اور رجال الغیب مجلس کو گھیرے ہوے
صفین باندھے کھڑے تھے اور تمام اولیاے روے زمین نے اپنی گردنین جھکا دین اور شیخ عدی بن مسافر اور شیخ
کردی اور شیخ مکارم نے بھی قریب سب کے خبر دی ہین اور شیخ مکارم کی روایت مین یہ بھی ہے کہ علم قطبیت کا

سلب نے اوٹھایا گیا اور تاج غوثیت سر پر رکھا گیا اور خلعت تصریف عام کے پہنائے گئے یہ معاملہ دیکھکر سب اولیائے وقت واحدین نے سر جھکایا یہان تک کہ دس ابدال نے کہ خواص مملکت و سلاطین وقت ہین آور شیخ خلیفہ نے خواب مین حضرت رسالت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیخ عبد القادر نے کہا کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي الله فرمایا کہ سچ کہا شیخ عبد القادر نے اور کیونکر نہو کہ وہ قطب ہے اور مین اوسکی نگہبانی کرتا ہون آور شیخ عطا نے کہا کہ مین شیخ لولو ارمنی قطب کے پاس حاضر ہوا اور اونکا وہ مقام مجکو نظر آیا کہ اپنے زمانے مین کسی مین دیکھا تھا میرے دل مین خطرہ گذرا کہ انکو کس شیخ سے نسبت ہوگی اونھون نے فوراً جواب دیا کہ اے عطا میرا شیخ شیخ عبد القادر ہے جسنے کہا کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي الله اور تین سو تیرہ اولیا نے کہ آفاق متفرقہ مین رہتے ہین سر جھکا دیا اون مین سے اوسوقت حرمین شریفین مین سترہ تھے اور عراق مین ساٹھ اور عجم مین چالیس اور شام مین تیس اور مصر مین بیس اور مغرب مین ستائیس اور یمن مین تیئیس اور حبش مین گیارہ اور سد یاجوج و ماجوج مین سات اور وادی سرندیپ مین سات اور کوہ قاف مین سینتالیس اور جزائر بحر محیط مین چوبیس تھے رضی اللہ تعالی عنہم وعفا بہم آور شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ مقام ام عبیدہ مین اپنے زاویے مین تھے کہ کاکا گردن دراز کرکے بولے کہ میری گردن پر لوگون نے سبب اسکا پوچھا جواب دیا کہ اسوقت بغداد مین شیخ عبد القادر فرمایا کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي الله مریدون نے تاریخ لکھ لی اور بعد تحقیق کے برابر ٹہری آور شیخ عبد الرحمن طفسونجی نے کہ اوسوقت مقام طفسونج مین اپنے یارون مین بیٹھے تھے سر جھکایا اور کہا کہ میرے سر پر اور بعد پوچھنے کے یہی سبب بیان کیا اور مریدون نے تاریخ لکھ رکھی اور برابر نکلی آور شیخ محمد بن عبد البصری نے بصرے مین حالت وعظ مین قطع کلام کرکے سر زمین پر رکھ دیا آور شیخ حیات بن قیس نے مقام حران مین گردن دراز کرکے کہا کہ میری گردن پر آور شیخ سوید سنجاری نے اپنے رباط مین مقام سنجار مین سر جھکا کر کہا کہ میرے سر پر آور شیخ رسلان دمشقی نے شہر دمشق مین اوسدن گردن جھکا دی اور ایک دراز آپکی تعریف مین پڑھی کہ آغاز اوسکا یہ ہے لله در من شرب من بحار القدس وجلس على بساط المعرفة آخر تک آور شیخ ابو مدین مغربی نے مغرب مین گردن جھکا کر کہا وانا منهم اللهم اني اشهدك واشهد ملائكتك اني سمعت واطعت آور شیخ عبد الرحیم قناوی نے مقام قنا مین گردن دراز کرکے کہا کہ صدق الصادق الصدوق اور شیخ ابو عمرو بطائحی نے مقام بطائح بطوطی ارض کے بغداد مین آکر داخل اوس مجلس کے ہوئے اور گردن جھکادی اور وقت برخاست مجلس کے جب

دست بوسی واسطے سامنے لئے حضرت نے فرمایا اپنے مکان کو جلد جاؤ پھر تھوڑی سی دیر مین بطایح کو پہونچ

بیان اس بات کا کہ یہ کہنا محض بامر الٰہی تھا نہ اپنے اجتہاد و تخمین سے

شیخ ابوالمفاخر نے کہا کہ مینے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہی کہ شیخ عبدالقادر سے پہلے کسی اور نے بھی کبھی کہا ہی کہ میرا یہ قدم اوپر گردن ہر ولی اللہ کے ہی بولے نہین مینے کہا پھر انکے کہنے کا کیا مطلب ہی کہا یہ کلام دلالت کرتا ہی کہ انکو اپنے وقت مین مقام فردیت کا ہی مینے کہا ہر وقت مین فرد ہوتا ہی فرمایا ہوتا ہی لیکن سوا شیخ عبدالقادر کے کسیکو حکم نہوا ہی کہ یہ بات کہے مینے پوچھا کیا انکو اس کہنے کا حکم ہوا تھا کہا ہان حکم ہوا تھا اور اسی سبب سے تمام اولیا نے امر الٰہی پر سر رکھدیا کہا تمھین نہین معلوم ملائکہ نے جو آدم کو سجدہ کیا محض بسبب امر الٰہی کے اور شیخ ابوسعد قیلوی سے پوچھا گیا کہ کیا شیخ عبدالقادر کو امر تھا کہ کہین قدمي هذه على رقبة كل ولي الله فرمایا ہان ایسا امر تھا کہ اوسمین کچھہ شک ہی نہین اور یہ زبان قطبیت کی ہی اور ہر زمانے مین قطب ہی لیکن بعضے قطبونکو حکم سکوت کا ہوتا ہی کہ اونکو سوا چپ رہنے کے کچھہ چارہ نہین اور بعضونکو بولنے اور ظاہر کرنیکا حکم ہوتا ہی کہ اونکو بے بولے نہین بنتا ہی اور وہ اکمل ہوتا ہی مقام قطبیت مین اسواسطے کہ وہ زبان شفاعت کی ہی اور شیخ علی بن ہیتی نے کہ سنتے ہی اوس کلام کے کرسی پر جاکر قدم شریف اپنی گردن پر رکھ لیا اونکے لوگون نے سبب پوچھا کہا اونکو اس کہنے کا امر ہوا تھا اور اذن ہو چکا تھا کہ جو کوئی اولیا مین سے انکار کرے اوسکو معزول کر دین اسلیے مینے چاہا کہ مین سبکے اول فرمان برداری پر دوڑون اور سیدی احمد رفاعی سے پوچھا گیا کہ یہ کلام شیخ عبدالقادر نے امر سے کہا تھا یا بے امر کہا بلکہ امر سے اور شیخ ابومحمد قاسم بن عبد بصری نے فرمایا کہ جس دم امر الٰہی ہوا شیخ عبدالقادر کو کہ کہین قدمي هذه على رقبة كل ولي الله مینے دیکھا تمام اولیا مشرق اور مغرب نے تواضع سے سر جھکا دیے مگر ایک شخص نے ملک عجم مین کہ اوسنے نکیا اور اوسیدم اوسکا حال اور مقام غایب ہوگیا اور شیخ ابوالکرم اکبر در ابو عبد صمد ربانی سے مروی ہوا کہ وہ شخص شہر اصفہان مین تھا کہ جسکا حال چھین لیا گیا اور راوی کہتا ہی کہ مین دن جمعے کے تیسری رمضان سن پانسو اوناسی مین جامع مسجد حران مین پاس شیخ حیات بن قیس کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص اونسے مرید ہونیکو آیا بولے تجھہ پر نشانی کسی اور کی معلوم ہوتی ہی اوسنے کہا مین نام لیوا شیخ عبدالقادر کا ہون لیکن خرقہ کسی کا نہین پہنا بولے ہم ایک زمانہ دراز تک سائے مین شیخ عبدالقادر کے رہے ہین اور انکے حوض وفا کے چشمون سے جام خوشگوار

پہنچتے رہے اونکی شعاع نور آفاق مین پھیلتی تھی لیکن لوگ اپنے اپنے حوصلے کے موافق بہرہ یاب ہوتے تھے اور جو
اونکو امر ہوا کہ کہین قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله جبسے اولیاء اللہ کے دلون مین بسبب سر جھکانے کے
انوار اور برکات علمی پڑ گئے انتہی ملخصاً یہ جو کچھ کہ مذکور ہوا کتاب بہجۃ الاسرار مین بکمال ضبط و احتیاط
شرائط محدثین کے بواسطہ روایات صحیحہ اور اسانید معتبرہ کے مذکور ہے دوسرے ملاحظہ مشائخ پر اسکو قیاس کیا جائے
اور اسکے اکثر روایات سے جو قید اولیاء ہم عصر اور اوس زمانے کی سمجھی جاتی ہے کچھ مضایقہ نہین ہے اسلیے کہ
متاخرین مین جو اولیا گذرے ہین یا آگے کو ہوینگے بالضرور اونکے پیر یا پیرونکے پیر اوسوقت مین موجود تھے
وہ سب پامور اور سرنگون ہوئے تو اونکے مستفیدون اور مریدون کو کہان سر اوٹھانے کی جا باقی رہی اور اگر
کوئی کہنے ادب لگے کہ ہمارے مرشد اپنے پیر اور اون سب پیرون سے افضل ہین وہ قابل خطاب و در داخل حدیث
نہین ہے شعر بے ادب خود را نه تنها داشت بد * بلکه آتش در همه آفاق زد * اب باقی رہا کلام مہدویون کے میان
ساتھ سوان میان سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ جو بے تحاشا بول اوٹھے کہ شیخ عبد القادر گیلانی کو یون کہنا
بہتر نہ تھا بلکہ یون بولتے تو بہتر تھا کہ اولیاء اللہ کے قدم میرے شانے پر ہین یہ آپ کسکو اصلاح دیتے ہین شیخ
عبد القادر جیلانی کو یا خدا جاوودانی کو اگر شیخ عبد القادر کو بولتے ہو تو وہ تو اس مقدمے مین مامور اور مجبور تھے
اگر یہ بات باوجود ایسے حکم نافذ کے نبولتے تو خوف عتاب کا تھا اور کب شان اولیا سے ہے کہ اونکو حق سبحانہ
ایک حکم فرماوے اور وہ دیجا ملاوین یا کہ اوسمین ادنی سستی و کاہلی روا رکھین ہیچ تو صفت رکھتے ہین کہ فلا یخافون
لومة لائم اور مانند فرشتون کے لا یعصون الله ما امرهم و یفعلون ما یؤمرون ہ اور اونکی
شان سے ہے کہ اللہ تعالی اپنے فضل سے غایت سے ایک منزلت اور رتبہ عالی اونکو مرحمت کرے اور چاہیے کہ ملک و
ملکوت مین اونکی عزت ظاہر ہونے اور رفع ذکر کرے اور اونکا شرف کھلاوے اور وہ اس نعمت عظمی الہی ربوبیت کبریا کی
قدر سمجھین اور خلاف رضاے الہی کے کچھ کا کچھ بول دیوین کیا تمنے اونکو اپنے پر قیاس کیا جیسا کہ کتاب مطلع
الولایت مین لکھا ہے کہ میان کو حضرت ذو الجلال کا حکم بارہ برس تک ہوتا رہا کہ ہمنے تجکو مہدی موعود کیا
اور یہ دفع کرتے رہے کہ شاید یہ وسوسہ شیطانی ہوویگا بعد مدافعت بارہ برس کے عتاب ہوا کہ ہم سامنے
حکم کرتے جاتے ہین اور تو عین حق کو باطل سمجھتا ہے ہلاک ہو جائیگا باوجود اس عتاب کے ایک مدت اور بہانا
بہانے کرتے رہے کہ بار خدایا مین اس خدمت کے لائق نہین ہون جب اس تکرار پر بھی ایک مدت گذری حق
آیا کہ ہم سمیع اور علیم اور بصیر ہین لیاقت دیکھکر بوجھ رکھتے ہین لکھتا ہے کہ پھر بھی نمانا اور اس جرات

اور شواہد حریف مکالمے نے ایک اور تقریر نکال کر آٹھ برس اوڑا لا العیاذ باللہ سچ ہی کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر یہ قوم نادان پیرایہ دوستی مین کیا کیا اوس بزرگ پر باندھتے ہین اور اسمین اونکا علو رتبہ اور اپنی خوش اعتقادی جانتے ہین ؎ تراانہو اگر بود هیار غار + ازان به که جاہل بود غمگسار + آپ یا چاہیے شوق دو کہ اگر غرض اس اعتراض سے اصلاح دینا ہی خدائے جاودانی کو تو بھلا کسی مخلوق کو عرش سے فرش تک یہ طاقت ہی کہ آفریدگار عالم کے معاملے مین دم مارے شعر اوست سلطان ہر چہ خواہد آن کند + عالمی را در دمے ویران کند بطرفۃ العینے جہان بر ہم زند + کس نمی آرد کہ آنجا دم زند ؎ ہست سلطانی مسلم مر ورا نیست کس را زہرہ چون و چرا ہ بھلا اگر اس آیت کریمہ کا خیال آپ کو نہ آیا کہ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ یعنی اوس سے کوئی نہین پوچھ سکتا ہی جو کچھ کہ کرے اور اور وہی سے پوچھا جائیگا تو یہ مصرع یوسف تو بہت مشہور تھا کہ ع نہ ہر حرف او جائے انگشت کس ہ آپ یہ خیر خواہ آپ سے ایک اور سوال کرتا ہی کہ یہ تمام روایات صحیحہ سے اوپر ثابت ہوچکا کہ تمام جہان کے اولیا کے دلوں پر منکشف ہوا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی عزوجل کی جناب سے مامور ہین اس کلام کے بولنے پر اسواسطے سب نے سر جھکا دئے یہ آپ کے روشن ضمیر بھی کچھ کھلا تھا یا نہین اگر کھلا تھا تو اس چون و چرا کا کیا موقع ہی اور یہ اعتراض آپ کا سراپا غلط اور خطا ہوگیا اور اگر آپ پر اسمین سے کچھ نہین کھلا تو وہ کلام آپ کا بالکل غلط ٹھہرا جو کہ کتاب شواہد الولایت کے اکتیسویں باب مین لکھا ہی کہ میان جی نے فرمایا کہ حق تعالی نے بندیکو مرتبے اور مقامات تمام انبیا اور اولیا اور مومنین اور مومنات اور احوال تمام موجودات کے ایسے بتلادیے ہین جیسا کہ کسیکے ہاتھ پر رائی کا دانہ ہو اور ہر طرف پھرا کر کما حقہ پہچان لیوے اور واقف ہو جاوے انتہی اور دونون صورتین مین بطلان مہدویت کا لازم آیا اسواسطے کہ ان لوگون کے نزدیک بھی یقینیات سے ہی کہ مہدیکو ہر قسم کی خطا سے پاک ہونا لازم ہی کہ يَقْفُو اَثَرِي وَلَا يُخْطِئُ اوسکی شان ہی

باب پنجم مین بیان اون نادیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفائے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین

شواہد الولایت کے دسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدیکے پاس ایک روز تذکرہ صفات امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا آیا کہ کچھ اوپر تین سو صفتین اون مین تھین انکے خلیفہ نظام نے پوچھا کہ اوسمین سے ہم مین بھی کوئی صفت ہی کہا بلکہ وہ سب صفتین تم مین موجود ہین انتہی آگے ایک حدیث

آو یگی کہ حضور رسالت پناہ مین ایسی گفتگو ہوئی تھی شاید اوسی کی تقلید سے یہ نقل بنالی گئی ہی ایضاً
پنجفضائل مین لکھا ہی کہ ایکدن شاہ نظام اپنا سب گھر لوٹاکر ایک باریک لباس کاندہونسے اٹھاکر پہنکر پیچھے پھ
آ کھڑے ہوئے خدا تعالی کا حکم ہوا کہ ای سید محمد اوپر دیکھ جب اوپر دیکھا تو نظر آیا کہ تمام فرشتے وہی
لباس پہنے ہین پھر حکم ہوا کہ پیچھے دیکھ جب دیکھا تو نظام کو اوس لباس مین پایا حکم آلہی ہوا کہ جیسا کہ
ابوبکر صدیق نے کمل پہنا تھا اور ہمنے جبرئیل اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان کہ
کیا چنانچہ نظام نے تین دن تک وہ لباس نہ بدلا اور تمام فرشتے بھی وہی رنگ وہ ٹھاٹے رہے ایضاً پنجف
مین لکھا ہی کہ ایکروز سید محمود جونپوری حجرے سے نکلکر اپنے مہاجرونکی جماعت مین آکر بولے جس شخص نے ابوبکر کو نہ
دیکھا ہو میان دلاور کو دیکھ لے ایضاً پنجفضائل مین لکھا ہی کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ حق تعالی فرما
کہ شاہ نعمت کے حق مین یہ آیت پڑھ وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ الآیۃ اور یہ بولے کہ
اور میان نعمت نے میدان توکل مین گھوڑے دوڑائے کچھ فرق نہ تھا مگر دو کمان کا اور وجہ اسکی فرمائے
یہ تھی کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کے ساتھ میدان وحدانیت مین گھوڑے دوڑ
تھے مجکو حکم ہوا کہ میان نعمت کے ساتھ گھوڑ دوڑ کر ایضاً پنجفضائل مین ہی کہ سید محمد جونپوری نے کہا
میان نعمت ہماری ولایت کی عمر ہین اور یہ بھی کہا کہ حیا مین ثانی عثمان ہین یہ نعمت بھی انکے خلیفہ ہین ا
انھونے خواب مین دیکھا کہ مین میران کا سر کھاتا ہون انکے میران نے تعبیر کی کہ تم ولایت محمدیہ کا م
کھاؤگے ایضاً کتاب مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ اگر مین کسی کو
نہ بھیجتا اور کوئی کتاب بھی نہ اوتارتا تب بھی سید محمود اور خوندمیر کو یہی مقام اور قرب حاصل ہوتا اور
انکے مرتبے کا کوئی آدمی کسی نبی اور مرسل کے پاس پیدا نکیا یہ فقط تمھی پر احسان کیا گیا واضح ہو کہ سید
نام انکے مہدی کے بڑے بیٹے کا اور خوندمیر نام داماد کا ہی چنانچہ بکرات گذر چکا ایضاً پنجفضائل مین ہ
کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ میان سید خوندمیر ولایت کے اسد اللہ الغالب ہین ایضاً پنج فضائل مین
لکھا ہی کہ مہدی کے خلیفہ دلاور کو مراقبے مین معلوم ہوا کہ جیسا کہ جناب رسالت مآب کے چار یار ہین
مہدی کے بھی ہین پھر جبکہ مہدی سے اسکی تصدیق کے طالب ہوئے انھونے سر مراقبے مین جھ
پھر اوٹھاکر کہا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ میران سید محمود ہین پھر جھکاکر اور اوٹھاکر بولے کہ میان سید خوندمیر
پھر جھکاکر اور اوٹھاکر بولے کہ میان نعمت ہین پھر جھکاکر اور اوٹھاکر بولے کہ میان نظام ہین پھ

جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ سائل ہی لیو یہان چار کے پانچ ہو گئے اور اسکی وجہ یہ بولے کہ زمانہ رسول مین
نبوت تھی وہان چار اصحاب ہوئے اور بندے پر ولایت ہی بحکم اس حدیث کے کہ الولایۃ افضل
من النبوۃ یہان پانچ ہین ایضاً رسالہ بشارت نامے مین رسالہ سید ومیان سے نقل کیا کہ جیسا کہ حضرت
رسالت مآب کے اصحاب مین عشرہ مبشرہ تھے مہدی کے اصحاب مین بارہ شخص ہین انتہی اور تذکرۃ الصالحین
وغیرہ مین اونکی تفصیل بھی دیکھنے مین آئی کہ پانچ یہی ہین جو کہ اوپر مذکور ہوئے اور سات یہ ہین آئین محمد ملک معروف
عبد المجید ملک لوجی یوسف ملک گوہر ملک برہان الدین غرضکہ اسیطرح جو القاب کہ اصحاب و اہل بیت
حضرت خاتم المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے حق مین وارد ہوئے سب اپنے لوگون کے واسطے
تراشے ہین چنانچہ مریدونکا لقب اصحاب مہاجرین ٹھہرایا اور مریدون کے مریدونکا نام تابعین اور تبع
تابعین قرار دیا اور بیعت کا نام بیعت الرضوان رکھا اور خوندمیر کے ہمراہ جو لوگ کہ گجرات مین لڑے یا مارے
گئے اونکو اہل بدر بولتے ہین اور مہدی کی چارون بیبیون یعنی بی بی الہدیتی اور بی بی ملکان اور بی بی
بون اور بی بی بھیکا کو ازواج مطہرات اور امہات المومنین لکھتے ہین اور انکی بیٹی کو فاطمۂ ولایت لقب
کرتے ہین اور پانچ خلیفونکو صحابۂ کرام کہتے ہین اونمین سے دو صدیق سید محمود اور خوندمیر اور سید نجی بن خوندمیر
نواسۂ مہدیکو خاتم مرشد اور حسین ولایت قرار دیتے ہین بلکہ ایسا اعتقاد رکھتے ہین کہ قطع نظر مہدی سے
اونکے مرید و خادم بھی مبشر بالجنہ بنا سکتے ہین چنانچہ تحفۂ فضائل مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ جیسا کہ ہمارے
حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنہ ہوئے ہین ای میان دلاور تمھارے پاس بھی ہون گے انتہی غرضکہ اس داستان
سرائی سے معلوم ہوا کہ اصحاب اور اہل بیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور توقیر
ان لوگون کے دلون مین اتنی بھی نہین ہے کہ سید محمد جونپوری کے مریدون اور بالکون سے اونکو اعلی
و افضل سمجھین بلکہ اون حضرات کو ایک تختۂ مشق ٹھہرایا ہے کہ جسکو چاہتے ہین اوسے تشبیہ و تفضیل دیتے
چلے جاتے ہین کبھی شیخ نظام اور دلاور اور نعمت کو برابر امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے
ٹھہراتے ہین اور کبھی انھین نعمت کو ہم رتبہ عمر فاروق کا اور ثانی عثمان بتاتے ہین اور خوندمیر کو ولایت کے
ید اللہ الغالب بولتے ہین اور کبھی کہتے ہین کہ سید محمود اور خوندمیر کے رتبے والا کسی پیغمبر کے اصحاب مین
کوئی شخص نہوا ہے اور کبھی چار کے پانچ اور دس کے بارہ خلیفہ اور مبشر ٹھہراتے ہین اور کسیکو ام المومنین اور
کسیکو حسین ولایت اور کسیکو فاطمۂ ولایت مقرر کر لیتے ہین اور چونکہ ولایت انکے نزدیک افضل ہے نبوت سے

یہ سب ولایت کے عہدہ دار بھی اصحاب اور اہل بیت نبوت سے افضل ہونگے بلکہ کچھ عجب نہیں ہی اسواسطے کہ فصل آیندہ میں آویگا کہ اونکو انبیا و مرسلین کے برابر سمجھتے ہیں العیاذ باللہ کیا جرأت ہی خدا و رسول پر کہ جو منہ میں آیا سو بول بیٹھتے ہیں اور ذرا بھی حضرت رسالت مآب کی رعایت سے اونکے اصحاب کا ادب نہیں کرتے ہیں اب چند حدیثیں رعایت آداب میں اصحاب حضرت رسالت مآب کے اور اونکی فضیلت میں بیان کیجاتی ہیں کہ دین کے سمجھ دار سنکر بولیں مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ صواعق محرقہ میں لکھا ہی کہ خطیب نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ اختارني واختار لي اصحابا واختار لي منهم اصهارا وانصارا فمن حفظني فيهم حفظه الله ومن اذاني فيهم اذاه الله تعالی یعنی اللہ تعالی نے مجکو پسند کیا اور میرے واسطے اصحاب چنے اور اون میں سے میرے واسطے داماد اور سسر اور مددگار انتخاب کیے پس جو شخص کہ اونکے حق میں میری پاس خاطر کریگا اوسکی خدا نگہبانی کریگا اور جو کہ اونکے مقدمے میں مجکو تکلیف دیگا اللہ تعالی اوسکو تکلیف پہونچائیگا اور امام بغوی اور طبرانی اور ابن عساکر نے روایت کی ابن عیاض انصاری سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احفظوني في اصحابي واصهاري فمن حفظني فيهم حفظه الله في الدنيا والآخرة ومن لم يحفظني فيهم تخلى الله منه ومن تخلى الله منه يوشك ان ياخذه یعنی میری رعایت کرو میرے اصحاب اور اصہار کے مقدمے میں پس جسنے میری رعایت کی اونکے باب میں محفوظ رکھیگا اوسکو حق تعالی دنیا اور آخرت میں اور جسنے نہ رعایت کی میری اونکے باب میں الگ ہوگیا اوس سے اللہ تعالی اور جس سے اللہ تعالی الگ ہوگیا قریب ہی کہ گرفت کریگا اوسکو اور دارقطنی نے روایت کی کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا من حفظني في اصحابي ورد علي الحوض ومن لم يحفظني في اصحابي لم يرد علي الحوض ولم يرني یعنی جسنے کہ میری پاسداری کی میرے اصحاب کے باب میں حوض کوثر پر میرے پاس آویگا اور جس نے میری پاسداری نکی میرے اصحاب کے باب میں میرے پاس حوض کوثر پر آویگا اور نہ مجکو دیکھے گا اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے احفظوني في اصحابي ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم یعنی میرا خیال رکھو میرے اصحاب کے باب میں اور اونکے تابعین اور تبع تابعین کے باب میں اور ابن عدی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا ان شرار امتي اجرأهم علی صحابي یعنی میری امت میں بدتر وہ لوگ ہیں کہ میرے

اصحاب پر زیادہ جرأت کرتے ہیں اور دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا اذا اراد اللہ برجل من امتی خیرا القی حب اصحابی فی قلبہ یعنی جب اللہ تعالی کسی شخص کے
ساتھ میری امت میں سے نیکی کیا چاہتا ہی میرے اصحاب کی محبت اوسکے دل میں ڈالتا ہی اور ابن عمر
نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما شانکم وشان اصحابی ذرونی اصحابی
ذرونی اصحابی فو الذی نفسی بیدہ لو انفق احدکم مثل احد ذہبا ما ادرک مثل عمل احدہم
واحدا یعنی تمکو میرے اصحاب سے کیا کام ہی میرے اصحاب کو مجھپر چھوڑ دو میرے اصحاب کو مجھپر چھوڑ دو پس قسم ہی
اوس ذات کی کہ جان میری اوسکے ہاتھہ میں ہی اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد کے پہاڑ برابر سونا خیرات کرے ایک
صحابی کے ایکدن کے عمل برابر رتبہ نپاوے اور حاکم نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو
فرمایا اما انہ لا یدرک قوم بعدکم صاعکم ولا مدکم یعنی آگاہ ہو کہ نہیں پاویگا کوئی قوم کہ بعد تمہارے
آوے تمہارے صاع اور مد بھر خرچ کرنے کا رتبہ اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی کی روایت
آیا ہی لو ان احدکم انفق مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہ یعنی اگر دوسرے ونمین
سے کوئی کوہ احد برابر سونا خرچ کرے صحابی کے نہ ایک مد نہ آدہے مد کے درجے کو پہونچے گا مد اور صاع
پیمانے ماپ کے ہیں یہاں سے معلوم ہوا کہ پچھلوں میں سے کوئی کتنی مجاہدہ اور عبادت کرے اور اعلی
درجۂ ولایت کو پہونچے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ادنی عمل کی برابری نہیں کر سکتا ہی اسکے دو سبب ہیں
ایک یہ کہ جو کچھہ اسلام اور ایمان عالم میں پھیلا اوسکے سبب وہی ہیں کہ نہایت غربت اور بیکسی کے وقت میں
اپنے مال اور جان نثار کر کے اور محنتیں سخت سخت اوٹھا کر اور تمام خویش و آشنا سے بیگانہ بنکر اسکو
جمایا اور اسلام کو اطراف و اکناف عالم میں پھیلایا اب قیامت تک جسکو کلمۂ محمد نصیب ہوگا بدولت او طفیل انہی
حضرات کے ہوگا اور جو کچھہ اوس کلمے پر مقامات و لایت و امامت کے متفرع ہونگے اوس سب کے سبب او
علت یہی حضرات ٹھہرینگے پس بموجب اس حدیث کے کہ من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عمل
بہا یعنی نیک راہ نکالنے والے کیواسطے اوس راہ نکالنے کا بھی ثواب ہی اور جو لوگ اوسپر عمل کرینگے اونکا بھی
ثواب جیسا کہ اونکو ملیگا اوسیقدر اسکو بھی ملیگا پس پچھلے زمانے کے لوگ کسی طرح سے انسے زیادہ یا انکے
برابر نہیں ہو سکتے ہیں دوسرا سبب یہ ہی کہ چونکہ اللہ تعالی صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا ہی بلکہ نیتوں
دیکھتا ہی خوبی عمل کی بقدر خلوص نیت اور صفاے باطن کے ہی اور بسبب تاثیر صحبت حضرت رسالت

جسقدر کہ انکے بواطن اور نیات مزکی او مصفا تھے دوسرونکو نصیب نہین ہی اسیواسطے مشائخ طریقت فرماتے ہین کہ ایک نگاہ کہ جمال مصطفوی پر پڑے وہ کام کرتی ہی کہ چلون اور خلوتون سے وہ بات حاصل نہین ہوتی اور یہی سبب ہی کہ قرن نبوت کا سب قرنون سے افضل ہوا جیساکہ ترمذی و حاکم نے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم یعنی بہترین قرنونکا قرن میرا ہی پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہین پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہونگے اور ابو نعیم نے حلیہ مین روایت کی کہ خیر ھذہ الامۃ اولھا و اخرھا اولھا فیھم رسول اللہ و اٰخرھا فیھم عیسیٰ بن مریم و بین ذلک فیج اعوج لیسوا منی و لست منھم یعنی بہتر اس امت کے پہلے اور پچھلے ہین پہلون مین تو رسول اللہ ہین اور پچھلون مین عیسی ابن مریم ہین اور درمیان اسکے فوج ٹیڑھی ہی کہ وہ لوگ نہ میرے طریق پر ہین اور نہ مین اونسے راضی ہون اور جاننا چاہیے کہ جیساکہ القراٰن یفسر بعضہ بعضا یعنی قرآن کی ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے سمجھ مین آجاتے ہین ایسی حدیث مین بھی ایک حدیث دوسری حدیث کی شرح کردیتی ہی پس اس حدیث مذکور بالا سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیثونمین جو آیا ہی کہ حال میری امت کا مانند حال باران کے ہی کہ معلوم نہین ہوتا کہ اول اوسکا بہتر اور مفید ہی یا آخر اوسکا مراد اوس سے اصحاب عیسی علیہ السلام کے ہونگے کہ انھون نے باوجود اس شرف کے کہ اتباع اور پیروی حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے برکات نہایت حاصل کین صحبت اور دیدار حضرت عیسیٰ روح اللہ سے بھی سعادت اندوز ہوئے اسواسطے اون مین دو قسم کے کمال اور دو طرح کے ثواب اکٹھا ہوے جیساکہ حضرت عیسی علیہ السلام کی پچھلی امت کا حال ہوا کہ جب انھون نے ہمارے حضرت کا زمانہ پایا اور ایمان لائے اونکو دوہرا اجر ملا ایک اپنے پیغمبر اور کتاب پر ایمان لانے اور اتباع کرنیکا دوسرا ہمارے پیغمبر اور کتاب پر ایمان لانے اور متابعت او صحبت اختیار کرنیکا فرق اتنی ہوا کہ ہمارے حضرت نے شریعت عیسویہ کو منسوخ فرماکر اپنی شریعت پر اونسے عمل کروایا اور عیسی علیہ السلام جب اوترینگے اپنی شریعت پر عمل نکرینگے بلکہ خلق کو اسی شریعت محمدیہ پر چلاوینگے پس اس راہ سے حضرت عیسی سلام اللہ علیہ اس امت کے اولیا مین من وجہ داخل ہین لیکن افضل ابوبکر صدیق سے ہین اور قیامت کے روز اونکے واسطے دو حشر ہونگے ایک حشر زمرہ رسولونمین ساتھ لواء رسالت کے اور ایک حشر زمرہ اولیا مین ساتھ لواء ولایت کے جیساکہ کتاب الیواقیت والجواہر مین شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فتوحات مکیہ سے نقل کیا اور کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ جیساکہ اس امت کے

افضل ہین ورایسے ہی حضرت خضر علیہ السلام بھی کہ مقام اونکا برزخی ہی درمیان ولایت اور نبوت کے چنانچہ شیخ
اکبر نے فتوحات مین فرمایا کہ مقام خضر علیہ السلام کا نبوت سے نیچے اور صدیقیت کے اوپر ہی اور فرمایا کہ
مجسے اونہون نے بالمشافہہ اپنا یہ مقام بیان فرمایا اور اسکو مقام قربت کہتے ہین اور یہ بھی کہا کہ شیخ نے فتوحات
فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کوئی شخص سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے
نہین ہی انتہی اس مقام سے معلوم ہوا کہ مہدی حقیقی سے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ رتبہ عالی رکھتے ہین
چہ جائے مہدی جعلی بھلا اب کہان پتا لگتا ہی اونکے چیلون بالکون کا کہ جنکو حضرت ابوبکر کا ہم جنب ٹھہرایا ہے
اور تسلیم کرنا قول شیخ اکبر کا مہدویون پر اہم واجبات سے ہی اسواسطے کہ انکے مہدی سے نقل ہی کہ شیخ
محی الدین بن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے بعد قلم تحریر کیا ہی جیسا کہ شواہد الولایت کے
چوبیسوین 24 باب مین منقول ہی پس اب دو الزام سے ایک الزام ان پر لامحالہ تمام ہوا اور ہر صورت مین مہدی
کا بطلان لازم آیا یعنی اگر یہ کشوف کہ جس مین اپنے مریدونکو برابر یا برتر صدیق اکبر کا ٹھہرایا ہی صحیح ہین
تو وہ کشف غلط ہی کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھکر لکھتے تھے اور اگر وہ صحیح ہی تو یہ کشوف سابقہ سب
غلط ہین اور ہر دو صورت مین یہ مہدی نہوے کہ اونکے حق مین تو وارد ہی کہ لایخطی یعنی خطا نکریگا جیسا کہ
یہ لوگ جابجا اسکے قائل ہین بلکہ تردید کی کیا جا ہی شق ثانی کو تسلیم کرنا چاہیے تاکہ فقط انہین کی تخطیہ
کہ ہر دو صورت مین ناگزیر ہی اقتصار کیا جاوے اور تخطیہ شیخ اکبر اور جمہور امت کا کہ فضلیت ابوبکر
صدیق کے قائل ہین لازم نآوے اگرچہ اسقدر انکے الزام کے واسطے کافی تھا لیکن اور بھی چند حدیث
تبرکا بیان کیجاتی ہین صواعق محرقہ مین ہی کہ دارقطنی نے روایت کی کہ عبد اللہ محض کے صاحبزادے نے کہ
لقب اونکا نفس زکیہ تھا فرمایا هما افضل عندي من علي یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما نزدیک
میرے افضل ہین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے اور انکو محض اسواسطے کہتے ہین کہ سب سے پہلے دنیا مین حسنی
اور حسینی بھی ہوئے اور دارقطنی نے روایت کی کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ما ارجو من شفاعة علي
شيئا الا وانا ارجو من شفاعة ابي بكر مثله وقد ولدني مرتين یعنی جس قدر کہ مین علی کی شفاعت کی امید
رکھتا ہون اسیقدر مجکو ابوبکر کی شفاعت کی امید ہی اور ابوبکر سے مین دوبار پیدا ہوا ہون وجہ اسکی یہ ہی کہ والدہ
امام جعفر کی ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہین اور والدہ ام فروہ کی اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ہین

ہین رضی اللہ تعالی عنہم اور فرمایا کہ ان اخبثاء من اهل العراق یزعمون انا نقع فی ابی بکر و عمر وهما والدی یعنی خبیث لوگ عراق والے گمان کرتے ہین کہ ہم اہل بیت بدگوئی کرتے ہین حق مین ابوبکر اور عمر کے اور وہ دونون میرے والد ہین اور حاکم نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ ما صحب النبیین والمرسلین اجمعین ولا صاحب یٰسین افضل من ابی بکر یعنی نہ کوئی مصاحب تمام انبیاء اور مرسلین کا اور نہ مصاحب یٰسین یعنی جناب نبیکا افضل تھے ابوبکر سے اور ابن عساکر نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالتپناہ نے اذا کان یوم القیمة نادی مناد لا یرفعن احد من هذه الامة کتابه قبل ابی بکر یعنی جب دن قیامت کا ہوگا ایک منادی ندا کریگا کہ کوئی شخص اس امت محمدیہ سے اپنا نامۂ اعمال پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پیش نکرے اور ابن عساکر نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا خصال الخیر ثلثمائة وستون نیک خصلتیں تین سو ساٹھ ہین ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ مین ان خصلتون سے کوئی ہے فرمایا کلها فیک فهنیئا لک یا ابا بکر وہ سب خصلتین تجھ مین پائی جاتی ہین پس خوشنگوار ہوئین تجکو ای ابوبکر اور دار قطنی نے روایت کی کہ امام محمد باقر سے لوگون نے حال شیخین کا پوچھا فرمایا انی اتولاهما مین اونسے محبت رکھتا ہون ایک شخص اوس مجلس مین بولا کہ شیعہ گمان کرتے ہین کہ آپ ایسی باتین بطور تقیہ کے فرماتے ہین فرمایا انما نخاف الاحیاء ولا نخاف الاموات فعل الله بهشام بن عبد الملک کذا وکذا یعنی ڈر جاتا ہی زندون سے نہ مردون سے اللہ تعالے ہشام بن عبد الملک کا ایسا اور ایسا برا کرے یعنی صحابۂ کرام مر گئے اب ہم اون سے کیون ڈرین کہ تقیہ کرین ہم تو ہشام سے خوف ہین کہ ہشام بن عبد الملک کو خلیفۂ عصر اپنی برملا برا کہتے اور سید اسعد مکی نے شهب محرقہ مین نقل کیا کہ ابو یعلی موصلی اور ابو نعیم اور ابن عساکر وغیرہم نے عبد خیر سے روایت کی کہ خطب علیؓ فقال ان افضل الناس بعد النبی صلی الله علیه وسلم ابو بکر الصدیق وافضلهم بعد ابی بکر عمر ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیته فسئل عن الذی لو شئت ان سمیته قال المذبوح کما تذبح البقرة یعنی خطبہ پڑھا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے پس فرمایا کہ افضل الناس بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر صدیق ہین اور بعد ابوبکر کے افضل الناس عمر ہین اور اگر چاہون تیسریکا نام بولنا چاہون تو بول سکتا ہون لوگون نے پوچھا کہ وہ کون ہی فرمایا کہ مذبوح جیسا کہ گائے ذبح کی جاتی ہے یعنی واسطے جناب موصوف اور عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد کی مسند مین ہب سوائی ابی جحیفہ سے روایت کی کہ کہا خطبنا علی فقال من خیر هذه الامة بعد نبیها فقلت انت یا امیر المومنین قال لا خیر هذه الامة بعد

ہمارے پیغمبر کے میں نے عرض کیا کہ تم یا امیر المؤمنین فرمایا نہیں افضل اس امت کے بعد ہمارے پیغمبر کے ابوبکر ہیں پھر
عمر ہیں اور ہوا عتق میں ہے کہ روایت کی ابوبکر الاحمری نے کہا ابوجحیفہ سے کہ میں نے سنا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ
عنہ کوفے میں بالائے منبر فرماتے تھے ان خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکر ثم عمر یعنی افضل اس
امت میں بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں اور ذہبی نے کہا کہ جس وقت کہ جناب مرتضوی اپنی
مملکت میں کرسی خلافت پر تھے یہ حدیث اونسے بتواتر منقول ہوئی یہاں تک کہ کچھ اوپر اسّی آدمی نے اونسے
روایت کی اور بعض طرق میں اس لفظ سے روایت ہوئی کہ فرمایا الا وانہ بلغنی ان رجالا یفضلوننی
علیہما ومن وجدتہ فضلنی علیہما فہو مفتر علیہ ما علی المفترین یعنی آگاہ ہو کہ مجھکو خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھ کو
تفضیل دیتے ہیں پس جسکو میں پاؤں تفضیل دیتا ہوا ان دونوں پر وہ مفتری ہے اوسکی وہی سزا ہے
جو کہ مفتریوں کی سزا ہے غور کا مقام ہے کہ حضرت مظہر العجائب امام المشارق والمغارب علی ابن ابی طالب رضی اللہ
عنہ کو تفضیل دینے والا مفتری ٹھہرے اور میاں جیو اور اونکے بالکو تفضیل دینے والا مفتری نہووے بلکہ اونکا
لقب صادق رکھے اور کہے کہ کونوا مع الصادقین ہمارے واسطے ہے فانہا لا تعمی الابصار ولکن
تعمی القلوب التی فی الصدور اور عبد بن حمید اور ابونعیم نے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا ان یکون نبی و فی لفظ ما طلعت
الشمس علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر یعنی آفتاب نے طلوع و غروب نکیا اوپر ایسے
کہ افضل ہو ابوبکر سے اور ایک عبارت یوں ہے کہ نہ طلوع کیا آفتاب نے بعد انبیا و مرسلین کے اوپر کسی کے کہ افضل ہو
ابوبکر سے اور طبرانی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے ان روح القدس جبرئیل اخبرنی ان خیر امتک
بعدک ابوبکر یعنی روح القدس جبرئیل نے مجکو خبر دی کہ تمہاری امت کا افضل بعد تمہارے ابوبکر ہے اور
دارقطنی نے روایت کی کہ جندب اسدی نے کہا کہ ایک روز کچھ لوگ کوفے اور جزیرے کے خدمت میں محمد بن عبد اللہ بن حسن
رضی اللہ عنہم کے حاضر ہوکر حال ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پوچھنے لگے اونھوں نے میری طرف متوجہ ہو
فرمایا انظر الی اہل بلادک یسئلونی عن ابی بکر وعمر لہما عندی افضل من علی یعنی ملاحظہ کر اپنے
ملک کے لوگونکو مجھسے سوال کرتے ہیں حال ابوبکر و عمر کا حالانکہ وہ دونوں نزدیک میرے افضل ہیں علی سے انتہی
اور مشکوٰۃ المصابیح میں بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آخر میں ایک حدیث سے ہے کہ فرمایا حضرت رسالت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان هذا ملك لم ينزل الارض قط قبل هذه الليلة استاذن ربه ان
يسلم علي ويبشرني بان فاطمة سيدة نساء اهل الجنة وان الحسن والحسين سيدا شباب اهل
الجنة رواه الترمذي یعنی یہ ایک فرشتہ ہے کہ آج کی رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا اپنے رب سے پروانگی
مانگ کر آیا کہ مجھکو سلام کرے اور خوشخبری سناوے کہ فاطمہ سب بیبیوں اہل جنت سے بہتر ہیں اور حسن اور حسین
سب جوانوں اہل جنت سے افضل ہیں اور انس رض سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ابوبكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والاخرين الا النبيين والمرسلين رواه الترمذي
ورواه ابن ماجة عن علي رض یعنی ابوبکر اور عمر رض کھول بہشتیوں کے ہیں اولین و آخرین سے سوا انبیا اور
مرسلین کے کھول جمع کہل کی ہے اور کہل مرد میانہ سال و موی بہ کو کہتے ہیں کذا فی الصراح یعنی جو لوگ کہ دنیا میں
کہل ہو کے ہیں اونکے یہ سردار ہیں ورنہ بہشت میں سب جوان ہونگے صاحب مرقات نے کہا کہ جامع صغیر میں
ہے کہ اس حدیث کو روایت کیا امام احمد نے اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے علی رض سے اور ابن ماجہ نے ابو جحیفہ سے
اور ابو یعلی نے اور ضیاء نے مختارہ میں انس رض سے اور طبرانی نے اوسط میں جابر رضی اللہ اور ابو سعید رض سے
اور ریاض میں علی رض سے انتہی اور شیخ عبد الحق نے فرمایا کہ جب سردار بڈھوں کے ہوئے جوانوں کے بدرجہ
اولی ہوئے اور موید اس قول کی وہ روایت ہے کہ مرقات میں امام احمد رح سے منقول ہوئی کہ سيدا كهول
اهل الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين یعنی وے دونوں سید ہیں بڈھوں اہل جنت اور جوانوں
اسکے کے بعد انبیا او مرسلین کے یہاں سے معلوم ہوا کہ لفظ کھول حدیث میں واسطے احتراز کے غیر کھول
سے نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ سوائے انبیا و مرسلین علیہم السلام کے سب سے افضل ہیں اسیواسطے مرقات میں لکھا
ہے کہ مراد اولین سے اولیا پہلی امتوں کے ہیں پس داخل ہیں اصحاب کہف سے [illegible] مومن آل فرعون سے اور
حضرت خضر سے بشرطیکہ ولی ہوں اور مراد آخرین سے اولیا اور علما اور شہدا اس امت کے ہیں اور الا النبيين
والمرسلين کی قید سے حضرت عیسی علیہ السلام خارج ہوگئے اور خضر بھی بشرطیکہ نبی ہوں پس تعبیر بلفظ
کھول اسواسطے فرمائی کہ حالات انسانی میں یہ حالت کمال عقل و حلم کی ہوتی ہے اور جنت میں درجہ بقدر عقل کے
ملیگا جیسا کہ خجندی روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے جناب مرتضی کو فرمایا کہ جب آدمی طرح طرح کی نیکیوں سے
قرب الہی ڈھونڈھیں تم بانواع عقل قرب پیدا کرو اب سوال کیا جاتا ہے کہ تمہارے مہدی بھی گلگشت
بہشت کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں اگر رکھتے ہیں تو مہتری اور سیادت حضرت ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما کی قبول

لیوین اور دعوی ہمسری اور برتری سے نسبت بحضرت رسالت اور انکے اصحاب سے توبہ کریں جو
یہ جو صاحب تحفۂ فضائل نے لکھا ہی کہ مہدیکو حکم الٰہی ہوا کہ جیسا کہ ابو بکر صدیق نے کمل پہنا تھا اور
جبرئیل اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان بھی کیا انتہی جیسا کہ شروع اس باب مین ضمن نقل د
گذر چکا نے اصل محض ہی اسواسطے کہ حضرت ابو بکر صدیق کا سب مال لا کر حضرت رسالت مین لا رکھ
نو متقرر ثابت ہی چنانچہ مشکوۃ مین امیر المومنین عمر رض سے روایت ہی قال امرنا رسول اللہ صلی ا
واله وسلم ان نتصدق ووافق ذلك عندي مالا فقلت اليوم اسبق ابا بكر ان سبقة
يوما قال فجئت بنصف مالي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ابقيت لا
فقلت مثله واتى ابو بكر بكل ما عنده فقال يا ابا بكر ما ابقيت لاهلك فقا
ابقيت لهم الله ورسوله قلت لا اسبقه الى شئ ابدا رواه الترمذي وابو
یعنے کہا امیر المؤمنین عمر نے کہ ہمکو حکم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم راہ خدا تعالی میں
خرچ کریں اور اتفاقا اسوقت میرے پاس مال بھی بہت موجود تھا پس مینے کہا کہ اگر میری آ
مین کسی دن ابو بکر پر غالب ہوتا ہی تو آج کے دن مین اون پر غلبہ لیجاؤنگا پس مینے اپنا آدھا مال
حاضر کر دیا حضرت نے فرمایا کہ تو اپنے اہل و عیال کے واسطے کسقدر چھوڑ آیا مینے عرض کیا
لایا ہون اسیقدر اونکے واسطے بھی چھوڑ آیا ہون اور ابو بکر صدیق نے جو کچھ کہ پاس تھا سب حاضر کیا آ
پوچھا کہ اپنے اہل و عیال کے واسطے کیا کچھ چھوڑ آئے عرض کیا خدا اور رسول کو اونکے واسطے چھوڑ
مینے دل مین کہا کہ کسی چیز مین مین اونپر سبقت نہ لیجا سکونگا کبھی انتہی لیکن جبرئیل اور فرشتونکا مثل ا
صدیق کی پوشاک بدلنا اسکے ثبوت مین کلام ہی صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ بغوی اور ابن عساکر نے ر
کی کہ عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ ایکروز مین خدمت مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر
اور ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ بھی وہان ایک عبا پہنے ہوئے کہ دونون طرف اسکے کانٹیون اور لکڑیون سے
اٹکا کر ملائے ہوئے حاضر تھے اتنے مین جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہو کر اس حال کا حضرت سے استفسار
حضرت نے فرمایا کہ ابو بکر نے قبل فتح مکہ کے سب مال مجھپر خرچ کر ڈالا جبرئیل نے کہا کہ حق تعالی اونکو سلام
فرماتا ہی اور پوچھتا ہی کہ اس فقر مین مجھسے راضی ہو یا نہین ابو بکر نے کہا کیا مین اپنے پروردگار سے ن
ہونگا مین اپنے پروردگار سے راضی ہون اور [illegible] حدیث کی [illegible] اور ابو نعیم نے ابو ہریرہ

ابن سعدؒ وسے مثل اس حدیث کے روایت کی اور سند اسکی بھی ضعیف ہی اور ابن عساکر نے مانند اسکے
روایت کی ابن عباسؓ سے اور خطیب نے بواسطے ایک سند کے ابن عباس سے یون روایت کی کہ جبرئیل ایک
طنفسہ یعنی پارچہ گستردنی پہنے ہوئے اور اسکو کانٹون سے خلال سے اٹکائے ہوئے آئے جب حضرت رسالت پناہ نے
سبب پوچھا تو جواب دیا کہ اللہ تعالی نے فرشتونکو فرمایا ہی کہ تم آسمان مین تخلل بخلال ہو جیسا کہ
ابوبکر زمین مین ہوئے ہین ابن کثیر نے کہا کہ یہ حدیث نہایت منکر ہی اور اگر اس حدیث اور اس سے پہلے
کی حدیث کو بہت سے لوگ متداول نکیے ہوتے تو اسی سے اعراض کرنا بہتر تھا اور امام قطب الدین
محمد بن محمد کومی نے کتاب الکشف والافصاح عن الحدیث الموضوعات الملتبسۃ بالصحاح مین لکھا ہی کہ
ھذا وضع یدالاشنانی یعنی اس حدیث کو بنایا ہی دوہاتھ اشنانی نے اور حافظ ابن العراق نے اپنی کتاب
اسماء الرجال و تذکرہ موضوعات مین لکھا کہ یہ حدیث ابن عباس سے بطریق ابی بکر اشنانی کے مروی ہے
وھو مما عملت یداہ یعنی اور وہ منجملہ اون حدیثون کے ہی کہ ابوبکر اشنانی کے دوہاتھون نے
بنایا ہی انتہی اب غور کرنیکا مقام ہی کہ انکے مہدی اس قسم کے رطب و یابس کہین سنکر یا کسی کتاب
مین دیکھکر تقلیداً ویسی باتین لیتے اور اپنے مریدون کے واسطے بنالیا کرتے تھے اب اونکے سلسلے
عاشق جہل و بے خبری سے اوس سب کو قطعیات اور یقینیات سے سمجھتے ہین حاصل کلام حدیث اول یعنے
حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تخلل بالعبا ہونا اگرچہ ضعیف ہی لیکن موضوع نہین ہی اور امت نے اسکو قبول کیا ہی
کہ آج تک مزورین مدینہ طیبہ کے جبکہ مرقد انور صدیق اکبر پر سلام پڑھتے ہین یہ الفاظ بھی وسلام مین شریک
کرتے ہین کہ یا من انفق مالہ کلہ فی سبیل اللہ حتی تخلل بالعبا اور حدیث ثانی یعنی جبرئیل
اور ملائکہ آسمانی کا تخلل بالطنفسہ یقیناً موضوع ہی اور اوسکا موضوع ہونا اہل علم حدیث پر اسقدر ظاہر ہی کہ
اوسکے واضع کا بھی نام معلوم ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ تمہارے مہدی کو اپنے کشف سے کہ عرش سے فرش تک
پھیلا تھا یہ بات منکشف ہوئی تھی کہ یہ قصہ غلط ہی اور ابوبکر اشنانی کی گڑھت ہی کہ خدا اور رسول اور
ملائکہ پر افترا کیا ہی یا بالکل معلوم نہوئی تھی اگر معلوم تھی تو کیون حدیث باطل کی روایت کی اور خدا و رسول عالم
کیطرف ایسے کذب کی نسبت کی اور انکا کیسا تقوی تھا اتنی بڑی معصیت سے اجتناب نکیا کہ حدیث
متواتر المعنی ہی کہ من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جسنے کہ جھوٹ باندھا مجپر قصداً
پس ٹھہرائے جلنے اپنی آگ مین اور مسلم اور ترمذی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے

کہ من حدث عنی حدیثا وھو یری انہ کذب فھو احد الکاذبین اور ابن ماجہ مین یون ہے کہ
من روی عنی حدیثا وھو یری انہ کذب فھو احد الکاذبین اور لفظ کاذبین بصیغہ جمع اور تثنیہ
دونون طرح سے روایت کیا گیا ہے یعنی جو شخص کہ مجھسے کوئی حدیث روایت کرے اور حالانکہ جانتا ہے
کہ وہ جھوٹ ہے پس وہ روایت کرنے والا بھی جھوٹون مین سے ہے یا ایک دو جھوٹون مین سے ہے یعنی ایک وہ
شخص کہ جسنے اس حدیث کو بنایا دوسرا یہ کہ جسنے لوگونکو سنایا اور امام نووی نے شرح مسلم مین
فرمایا کہ حرام ہے حدیث موضوع کا روایت کرنا اوس شخص کو کہ جانتا ہو کہ وہ موضوع ہے یا گمان غالب رکھتا ہو
خواہ وہ حدیث قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ سے ہو سب حرام ہے اکبر کبائر سے اور اقبح القبائح
سے ہے باجماع اون مسلمین کے کہ اجماع مین قابل شمار کے ہین اور اجماع ہے اہل حل و عقد کا کہ عوام الناس سے
جھوٹ بولنا حرام ہے چہ جائے کہ اوس ذات پر کہ قول اوسکا شرع ہے اور کلام اوسکا وحی ہے اور کذب اوس پر
مانند جھوٹ باندھنے کے ہے خدا تعالی پر اسلیے کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی
یوحی جیسا کہ رسالہ موضوعات مین ملا علی قاری نے نقل کیا اور یہان تو مانند افتراے شیعی […]
ہے کہ […] واسطہ خداوند عالم پر بھی کذب باندھا گیا کیونکہ حکم الہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق کملی پوش
تھا اوسی طرح جبرئیل اور سب فرشتونکو کملی پوش بنایا تھا اسیلئے یہان بھی کہا کہ فمن اظلم ممن
افتری علی اللہ کذبا یعنی پس کون ظالم زیادہ ہے اوس شخص سے کہ باندھے اللہ تعالی پر جھوٹ اور […]
[…] خلفاے راشدین باوجود اس طول صحبت کے نہایت کم حدیث روایت کرتے تھے اور حضرت ابوبکر
اور عمر سے جب کوئی ایسی حدیث بیان کرتا کہ وہ حضرت رسالت سے نہ سنی ہوتی تو اوس سے گواہ مانگتے
تھے اور […] لیتے تھے اور علی مرتضی قسم کھلواتے تھے اور بعض صحابہ و تابعین احتیاطا بعد روایت
حدیث کے یہ الفاظ بولتے تھے قریبا من ہذا او نحو ہذا او شبہ ہذا یعنی یہی الفاظ فرمائے ہین یا انکے
قریب و مشابہ فرمائے ہین اور اگر انکے […] یہ بات بالکل معلوم نہوئی کہ ملائکہ آسمانی کملی پوش ہوئے
تھے اور ابوبکر اشنانی نے یہ افترا کیا ہے یا انھون نے دوسرون سے سنکر بحسن ظن روایت کر دیا تو دو قباحتین
لازم آئین ایک یہ کہ خداوند عالم کیطرف جھوٹی نسبت کی دوسرا یہ کہ وہ کلام انکا غلط ٹھہرا کہ […]
بندیکو احوال تمام موجودات کے ایسے […] جیسا کہ کسی کے ہاتھ مین رائی کا دانہ ہو […]
کما حققہ […] ہان لیجیے اور واقف ہو چکا ہو جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے غرضکہ بہر تقدیر بطلان حدیث کا

لازم آیا اسواسطے کہ دانستہ کذب حضرت رسالت پراور رب العزت پر باندھنا مہدی کی شان نہین ہے
اور اگر نادانستگی سے تھا تو احوال تمام موجودات کی غیب دانی کا دعوی غلط ہوا اور مہدویون کے نزدیک
مہدی کے کشف و دعوے مین خطا ممکن نہین ہے

باب ششم بیان مین ان بے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب مین حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالۃ سید الاولین و الآخرین کے ادا کی ہین

شواہد الولایت کے انیسوین باب مین لکھا ہے کہ ایک روز میران نے عزیز اللہ اور مخدوم کے حق مین
کہا کہ ان دونون کو مقام ابراہیم صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ کا دیا گیا ہے اگر جیتے اور آگے کو بڑھ جاتے لیکن
کوچ کیا چاہتے ہین جب وعظ ہو چکا وہ دونون شخص سب سے دست بوس کر کے رخصت ہوئے ایک تیسرے
دن مرا اور دوسرا نوین دن ایضاً مطلع الولایت مین لکھا ہے کہ ملک سند مین بادشاہ اور وہان کے مسلمانون نے
نہایت تنگ کیا یہان تک کہ بھوکون کے مارے چوراسی مرید ہمراہی میران کے مر گئے میران نے بشارت
دی کہ ان سب کو مقامات انبیا و مرسلین و اولو العزم کے ملے ایضاً شواہد الولایت کے آٹھوین باب
مین لکھا ہے کہ شیخ مہاجر نے مردے کو زندہ کیا اور مہدی نے اوسکو قائم مقام حضرت عیسی علیہ السلام کا فرمایا
مصنف کتاب مذکور کا کہتا ہے کہ البتہ فیض یافتہ ذات مہدی کو چاہیے کہ عین مقام عیسی علیہ السلام مین
قم باذن اللہ سے اعتراز کرے ایضاً شواہد الولایت کے چھبیسوین باب مین لکھا ہے کہ ایکدن
میران نے کہا کہ خداوند تعالی نے بندے کے وصف پیغمبرون سے بیان فرمائے اسلیے اکثر پیغمبرونکو تمنا تھی کہ
بندے کی صحبت مین پہونچین اور اکتیسوین باب مین لکھا ہے کہ اکثر انبیا اور مرسلین و اولو العزم دعا مانگتے تھے
کہ بار خدایا ہمکو امت محمدی مین کر کے مہدی کے گروہ مین داخل کر دے اون مین سے حضرت عیسی کی دعا
مقبول ہوئی کہ اب آکر بہرہ یاب ہون گے چنانچہ صاحب دیوان مہدی اون کے نعت مین لکھتا
ہے **شعر** بل چہ عالم کز آدم و عیسی + نیز یحیی و خلیل از موسی + بودہ غایت بصحبتش ہوسے +
(یعنے فرقہ مہدیہ سے ۱۲)
ہر چہ ہست از ولایت ست ظہور + ولہ نقطۂ آن دائرۂ مفضلان + شد متمنائے ہمہ مرسلان +
خواست ز حق ہر یکے از اولین + رب اجعلنی لمن الآخرین + معلوم رہے کہ اس قوم مین کلام خوندمیر
اور نقلیات اور کلام مہدی اور مولود اصل الاصول شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ رسالۂ بشارت نامے مین لکھا ہے
ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہے کہ میران قضائے حاجت کے واسطے جاتے تھے حاجی محمد فرہی نے

پوچھا کہ میران جیو خدام تم آئے بہشتی کب ہونگے میران نے ہاتھ پیچھے کر کے کہا کہ بندے پیچھے آوین
فقیر احمد حاجی محمد کو مقام عیسی روح اللہ کا حاصل ہو گیا میران کی زندگی بھر تو جب پایا بعد مہدی کے سندھ
طرف نگر ٹھٹھہ کے جا کر دعوی عیسویت کا کیا وہانکے حاکم نے اوسکا سر کاٹ ڈالا سید محمود نے بھی شیخ
اوسکا مارنے کے واسطے بھیجا تھا وہ اوسکے قتل کی خبر سنکر اوسے پہلے شاہ دلاور نے بشارت دی تھی
اسکے عرش کے وقت توبہ قبول ہو گئی سید محمود نے کہا کہ مہدی کی تصدیق کا تحفہ خاص نہ تھا اللہ
پنجفضائل میں لکھا ہے کہ دلاور سے اپنے میران کی روایت کی کہ آدم علیہ السلام کے نیچے سے پاؤں
ستر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے پاؤں تک مسلمان تھے اور ابراہیم اور موسی علیہما السلام
زیر پستان سے ستر تک مسلمان تھے اور عیسی زیر ناف بالا سے ستر تک مسلمان تھے دوسری بار جو آوینگے
پورے مسلمان ہو جاوینگے اور آپ ہم سرتا پا مسلمان ہیں اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہے کہ خدا
کہا ہے جیسا کہ جنابت نے تعالی کو متنبہ کیا ہے وہ شرک ہی ایضاً شواہد الولایت کے چوبیسویں باب میں لکھا
کہ میران نے کہا کہ حق تعالی نے ارواح اولین اور آخرین کی حاضر کر کے فرمایا کہ اے سید محمد ان سب کا تو
پیشوا ہونا قبول کر پہلے میں نے اپنی عاجزی پر خیال کر کے عذر کیا پھر عنایت خدا تعالی پر نظر کر کے کہا
ہے نظر کر کے کہا اگر دو حصہ اس سے زیادہ ہوں تو بھی قبول کیا ایضاً شواہد الولایت کے چوبیسویں
باب میں لکھا ہے کہ درمیان محمدین کے فرق نہیں ہے اور فرق کرنے والے کو زیان ہے یعنی محمد مصطفی
علیہ السلام اور سید محمد جونپوری برابر ہیں استغفر اللہ العظیم وجواہر نامے میں لکھا ہے دوسرے بنی آدم
تک ذات جانو برابر اجتہاد عقلی سمجھ باک ظاہر باطن تابع متبوع حق باطل ادراک بدو بگر آنکہ ولایت
کل نبوت جز کل غیر مخلوق جز مخلوق بعد اوسکے بیان کیا کہ حدیث الولایۃ افضل من النبوۃ کی پانچ وجہ ہیں اول
ولایت صفت خالق کی اور نبوت صفت مخلوق کی دوم ولایت مشغولی ساتھ حق کے اور نبوت
مشغولی ساتھ خلق کے سوم ولایت امر باطن ہے اور نبوت امر ظاہر ہے چہارم ولایت خاص ہے
اور نبوت عام ہے پنجم ولایت کو نہایت نہیں اور نبوت کو نہایت ہے ایضاً بشارت نامے میں لکھا
ہے کہ مہدی نے اکثر مرات کہا کہ بندے کو مقام و مراتب جملہ انبیا اور اولیا اور مومنین اور مومنات کے
بلکہ احوال جملہ موجودات کے ایسے معلوم ہو گئے ہیں جیسا کہ صراف سکے سونے اور چاندی کو ہاتھ میں لیکر
ہر طرف پھراتا ہے اور کما حقہ پہچانتا ہے اور اوسی رسالے میں یہ بھی ہے کہ میران نے کہا کہ دعوت خاص پر

سے نام انبیا اور اولیا کا ختم ہو گیا لیکن مقامات و درجے انبیا اور اولیا کا بندے کے گروہ میں قیامت تک جاری ہی اور پیغمبروں کا اس گروہ میں ہونے کی تمنا کرنا بھی اوسی میں مذکور ہی اور یہ بھی لکھا کہ جو کچھ میران نے خبر دی سب سچ جاننا اور اپنا اجتہاد چھوڑ دینا نقل میران میں اجتہاد و قیاس و عقل حرام ہی **ایضاً** رسالہ صراط مستقیم میں لکھا ہی اوسکی عبارت بعینہا یہ ہی نبی و مہدی علیہما السلام یکذات موصوف بجمیع
(نام کتاب فرقہ مہدویہ کا)
صفات ستر تا پا مسلمان ظاہر و باطن کلام اللہ سوں برابر فرق نکر رہا ہے کافر ہو رد انتہی **ایضاً** رسالہ درج الاسرار میں لکھا ہی کہ نبی علیہ السلام کے ایک صدیق اور ایک نظیر صدیق ابوبکر رضی اللہ عنہ اور نظیر ظاہر و باطن کے میران ہیں اور میران کے دو صدیق دو نظیر ایک صدیق سید محمود ثانی مہدی
(فرزند مہدی)
دوسرے صدیق خوندمیر اور نظیر شریعت میں حضرت عیسی علیہ السلام اور نظیر حقیقت میں خوندمیر یعنی
(داماد مہدی کا)
حضرت عیسی علیہ السلام شریعت میں نظیر ہیں لیکن برابر میران کے نہیں ہیں **ایضاً** مطلع الولایت میں لکھا ہی کہ جب سید محمد جونپوری نے مقام فراہ میں انتقال کیا اون کے صحابی الہداد حمید نے ایک مرثیہ بنا کر سوئم کے روز مجمع تمام صحابہ میں پڑھا منجملہ اوسکے یہ شعر تھے **قطعہ** دو شش کہ فضل داور زمان ایاد او این بود داکہ چند سال نیامید در عدد + فضلش کہ بر جمیع ہمیشہ از خدا بباد ہر دو ششم ہفت گر از احد **ایضاً** بحفضائل میں لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ اگر بندہ اور محمد مصطفی آن ... علیہما السلام ایک زمانے میں ہوتے کوئی ہرگز فرق نکر سکتا اور اونکے خلیفہ دلاور نے کہا کہ اگر مجکو اللہ تعالی ان تینوں کو دکھلاوے ہرگز فرق نکر سکوں **ایضاً** شواہد الولایت کے تیرھویں باب میں لکھا ہی کہ مہدویت اور نبوت میں نام کا فرق ہی اور کام اور مقصود ایک ہی **ایضاً** مطلع الولایت میں لکھا ہی کہ سید محمد کہ دعوی مہدویت سے پہلے سات برس بیہوش رہے اور بجز اوقات نماز ہوش میں نآتے تھے ایکدن انکی جورو بی بی الہدیتی نے پوچھا کہ میران جی کیا سبب ہے کہ اسقدر بیہوش رہتے ہو اور تحمل نہیں کرسکتے بولے ایسی ہی درپے تجلی الوہیت کی ہوتی ہی کہ اگر ان دریاؤں میں سے ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جاوے تمام عمر ہوش میں نآوے فرمان حق تعالی کا ہی کہ چونکہ تجکو خاتم ولایت محمدی کا کیا ہی اس سبب سے فرض ادا کرواتے ہیں **ایضاً** مطلع الولایت میں لکھا ہی کہ سید محمد جونپوری سے لوگو نے کہا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہے کسی نے پوچھا کہ میران جی تصحیح کسکو کہتے ہیں بولے یہ جو ایک بادشاہ کی جاسے پر دوسرا بادشاہ

تخت نشین ہوتا ہی اور سب لشکر کو ملاحظہ کرتا ہی اسکو کیا کہتے ہین کہا کوئی عرض کہتا اور بعضے آمد نماید
بھی کہتے ہین ایسی ہو رہا ہی نہین رات و دن ہوگئے ہین کہ بندیکو فرصت نہین ہی ہر نماز سے فارغ ہوتے
ہی حکم ہوتا ہی کہ سید محمد خلوت مین جاؤ کہ بقیہ ارواح کو بھی دیکھ لیو اور تمام ارواح اولوالعزم اور مرسلون
اور انبیا اور اولیاے بلند مرتبہ اور تمام مومنین اور مومنات کی آدم سے اس دم تک سب بندے کے
حضور مین عرض کی جاتی ہین کسی نے پوچھا کہ یہ حضرات اپنی خدمات پیغامبری کی ادا کرکے اپنے
مقامات کو پہونچی اب انکے ارواح کے حاضر ہونے اور تصحیح سے کیا فائدہ جواب دیا کہ حق تعالی کا حکم ہوتا ہی
کہ جس خزانے سے تمنے نور لیا تھا پھر اوس محل سے مقابلہ کرکے تصحیح کرو اور یہ بھی خدا تعالے
فرماتا ہی کہ جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان سے مردود ہوا وہ عند اللہ
بھی مردود ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ سید محمد نے کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہے
میان خوندمیر کے پاس بھی ہوے گی **ایضا** شواہد الولایت کے اکتیسوین باب کی سینتیسوین
خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت آب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور یہ
ایک حدیث نے اصل بیان کرکے بولتا ہی کہ اول مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہچاننا چاہیئے تاکہ
مقام ان لوگونکا معلوم ہووے اور جبکہ قوم ایسا ہووے اونکا امام کیسا ہوویگا پس ظاہر ہوا کہ وہ
افضل سب سے ہی انتہی وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ **ایضا** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایکدن
میان عبدالرحمن ایک حدیث بروایت ابوذر غفاری کے پڑھتے تھے اوسمین اس مقام پر پہنچے
کہ فرمایا ہی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بھائی میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہین شاہ
نظام نے سنکر کہا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی اور آگے
ہی استغفر اللہ العظیم **ایضا** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایکروز بعد نماز فجر کے سب بھائی صف بستہ بیٹھے
تھے شاہ دلاور نے اپنی عورت خوندبوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی
هم اخوانی بمنزلتی یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک ورد کو بتلا کر کہا کہ یہ مقام مرسلین کے
ہین اور کہا کہ مرسل اوسکو کہتے ہین کہ حضرت جبرئیل اوس پر وحی لاتے ہین لیکن بار ہا آدمی اون سے بھی افضل تر
ہین اور ایک وزیر یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے ہین ہم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین
یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین مگر چا شخص اس سے بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہین کسی نے پوچھا

کہ وہ چار کون ہیں کہا تم اور بھائی عبدالمجید اور میان عبدالملک اور قاضی عبداللہ العیاذ باللہ الغرض
خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس فرقۂ بے باک کے نزدیک اونکے مہدی کے مرید حضرات انبیا اور مرسلین کے
برابر بلکہ برتر ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ بے ادبی اور گستاخی یہ ہے کہ اپنے مہدی کے مرید اپنے مریدوں کو برابر حضرت
خاتم المرسلین کے بلکہ بعضوں کو افضل اوس جناب سے جانتے ہیں لیکن بعضے ان میں سے جو اپنے تئیں
اہل علم جانتے ہیں جو سنت کا ایسی باتیں پوچھی جاتی ہیں تو تھوڑا سا خدا سے شرما کر کہتے ہیں
کہ یہ باتیں فقط لکھنے کے واسطے ہیں اعتقاد ایسا نہیں ہے کہ مہدی کے مرید برابر انبیا اور مرسلین کے
یا افضل ان سے ہوں فقط اسقدر اعتقاد ہم رکھتے ہیں کہ ذات مہدی کی افضل ابوبکر صدیق
اور [illegible] ساتھ ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اسکو مسئلۂ تسویہ بولتے ہیں اور اس
مسئلہ کو انکے اگلے اور پچھلے اپنی دانست میں بہت دھوم دھام سے مدلل اور مبرہن کرتے ہیں مصرع فکر
ہر کس بقدر ہمت اوست [illegible] بیان سے معلوم ہوا کہ انکے مہدی کا دعوی کرنا کہ مجکو اللہ تعالی نے سب ارواح
اولین و آخرین کا پیشوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولو العزم اور رسولوں و انبیا اور اولیا اور مومنین
کی آدم سے اس دم تک تصحیح ہوتی ہے اور مقبولی و مردودی ہمارے پاس کی مقبولی و مردودی خدا کے
پاس کی ہے اور اونکے خلیفوں کا اپنے مریدوں کو حضرت خاتم الرسالت سے افضل بولنا سب غلط اور
خطا ہے اور دعوی تسویہ کا غلط اور خطا ہے افسوس کہ ان ظالموں کو خدا سے شرم نہ آئی کہ کہا برابر حضرت سید المرسلین
کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہے اور خواص کا مرتبہ اس سے بھی [illegible] اور کو خدا کا خوف
نہ آیا کہ کہا میرے لوگوں میں [illegible] بھی بڑھکر مقام رکھتے ہیں واللہ المستعان
[illegible] باقی کلام متعلق اس باب کا باب تسویہ میں آوے گا انشاء اللہ تعالی

باب ہشتم میں بیان اون بے ادبیوں کا کہ فرقۂ مہدویہ نے بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی ہیں

پنج فضائل میں لکھا ہے کہ خوندمیر نے کہا کہ میرے ملے سید محمد نواسے مہدی کے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالی
کھیلا کرتا ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ایضاً شواہد الولایت کے اونتیسویں باب میں لکھا ہے
کہ خوندمیر نے کہا مہدی جیسا کہ آیا تھا گیا کسی نے جیسا حق پہچاننے کا تھا اوسکو پہچانا اور وما
قدروا اللہ حق قدرہ فہم من فہم ایضاً شواہد الولایت کے اونیسویں باب میں لکھا ہے کہ جب

مومن بچے لوگوں نے ایک راجہ کے ملک میں اپنی گائے یا بیل کو ذبح کر ڈالا اور وہ راجہ واسطے انتقام کے آ
حب نظر اوسکی اونپر پڑی معتقد ہو کر سر پاؤں پر رکھ کے بولا کہ گائے کے پیدا کرنے والے نے گائے
مارا ہم کیسی جنگ کریں اور اٹھو گئے اس کلام پر کچھ انکار نکیا **ایضاً** شواہد الولایت کے آٹھویں باب
لکھا ہی کہ ایک دانشمند بھیک جذبے میں بولتے تھے کہ سب حق ہی مہدی نے کہا کہ ہان جاننا ایسا
ہی بولنا کفر ہی اوسنے پھر وہی بات کہی کہ سب حق ہی جب تین بار ایسی تکرار ہوئی مہدی سے کہا
کیا تم اپنے خدا پر تقید ہو گئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت پڑھی **شعر** بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری
ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگرست **ایضاً** شواہد الولایت کے پندرھویں باب میں لکھا ہی کہ خوندمیر
کہا کہ میران جیو بچپن سے آنکھیں کھولیں کہ مہدی کو دیکھیں بہوت بندے نے اپنے خدا کو دیکھا اور میران جی
سب سنکر کہا کہ ہان بھائی سید خوندمیر جو کچھ دیکھا سو تحقیق ہی خدا کے تئیں خدا دیکھتا ہی **ایضاً**
شواہد الولایت کے ستر ھویں باب میں لکھا ہی کہ سلام اللہ نے پوچھا کہ میران جی لوگ آپ پر گمان
مہدویت کا کرتے ہیں کیا مہدی آپ سے بڑھکر ہیں تبسم کر کے بولے کہ مہدی سے خدا بڑھکر
ایضاً پنج فضائل میں لکھا ہے کہ میران جیو نے اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ بھایا میں بندہ ہوں
خدا نے مجھکو بندہ کیا اور تمکو بھی بندہ کیا خدا فی الحال ہوجاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی شکر خدا
مجھکو اور تمکو بندہ کیا اور بادشاہ اپنے ملک کا کیا **ایضاً** پنج فضائل میں لکھتے ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ جو
خدا ہوتا ہی خدا کو پہچانتا ہی **ایضاً** پنج فضائل میں لکھا ہے مقام فراہ میں ایکروز میران جیو میان نعمت
سامنے آکر بولے کہ انا اللہ رب العالمین نعمت نے پوچھا کہ تم ذات اللہ ہو بولے بندہ بندہ ہی لیکن ذات
اللہ رب العالمین ہی جب دوسری بار پوچھا تو بولے کہ بندہ بندہ ہی لیکن بندہ ذات اللہ ہی اور تیسرے
بار میں جواب دیا کہ بندہ بندہ لیکن ذات اللہ ہے بعد اوسکے ایک ساعت پھر آنکھ بند کر کے کہڑے
پھر اللہ جی بولکر بی بی ملکان کے گھر میں گھس گئے **ایضاً** پنج فضائل میں لکھا ہی کہ سید محمود نے
باپ سید محمد جونپوری سے روایت کی کہ اونھوں نے کہا میں کسی سے جنا گیا اور نہ میں نے کسیکو
اور ایک روز اونکے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نے وقت وعظ کے سورۂ اخلاص پڑھا جب
لم یلد ولم یولد پر پہونچا دلاور نے کہا یلد یولد پھر یوسف نے کہا لم یلد ولم یولد
یلد یولد عبد الملک نے کہا یوسف چپ ہو میان جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہیں جو

ہین سو حق ہی ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ اونکے خلیفہ نعمت نے کہا مین بندہ کمینہ نعمت ہون کبھی
مین خدا ہو جاتا ہون اور کبھی بندہ ہوتا ہون اور کبھی عین حق ہو جاتا ہون اور عین حق کے تئین دیکھ
ہون اور کبھی حق تعالی فرماتا ہی کہ مجھسے تو ہی اور تجھسے مین ہون ایضاً اور پنج فضائل مین لکھا ہی
کہ شاہ نظام نے ایک اپنا لنبا کشف ظاہر کیا اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ اللہ تعالی مجھسے پوچھکر بندونکو فرما
فرماتا ہی کہ اگر تم کہے تو یہ درجہ اوسکو دون تو گریہ ہر گز ندون بس مین سفارش کرکے دلوا دیتا ہون ایضاً
پنج فضائل مین ہی کہ شاہ نظام نے ایک لنبا معاملہ دیکھا حاصل اوسکا یہ ہی کہ نظام پارہ پارہ ہو گیا او
میران انکو نگل گئے پھر ثابت ہو گیا اور نگل گئے اور اگل دیا پھر میران ٹکرے ہو گئے اور مین نگل گیا پھر اگل
دیا العبد اوسکے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ٹکرونکو نگل گئے پھر اوگل دیے پھر مین ثابت ہو گیا
اور مجکو ثابت نگل گئے پھر اگل دیے پھر حضرت رسالت ٹکرے ہو گئے اور مین نگل گیا پھر اگل دیا پھر اللہ تعالی
کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا جب مینے یہ معاملہ اپنے پیر سے بیان کیا کہا تمکو تجلی ذات ہوئی اور بندے کی
ذات مین تم فنا ہو گئے انتہی بالجملہ ناظرین بانصاف پر واضح ہوگا کہ دلیل اخلاق سے یہان تک کستہ
کلمات وحشت آل ان بزرگوار سے منقول ہو کہ سلف سے خلف تک آج تک کوئی مسلمان ایسے کلمے
زبان پر لایا ہوگا با این ہمہ خلفا اونکے کہتے ہین سوائے اسکے دوسرے ارشادات مخفیہ میران کے
ایسے وحشت افزا ہین کہ تمام مذکورات سابقہ بہ اینگ ہی اوس بحران کا اور کوزہ ہی اوس طوفان کا
چنانچہ جواہرات مین لکھا ہی کہ شاہ نعمت نے کہا کہ جو کچھ مہدی نے فرمایا ہی اگر بندہ کما حقہ اسکو بیان
کرے میرا حال تم لوگون مین ایسا ہووے جیسا کہ قصاب گائے کا گوشت برہمنون کے محلے میں
لیجاکر بولے کہ یہ گوشت گائے کا ہی اسکو لیو اور شاہ نظام نے کہا اگر جو کچھ میران سے مینے سنا ہے
بیان کرون براداران دینی بندیکو سنگسار کرین اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ اگر جو کچھ
مینے سنا ہی بیان کرون موافقین ہمارے تئین سنگسار کرین اور انصاف نامے کے باب ہفتم مین لکھا
کہ میان دلاور نے چند بار کہا ہی کہ جو کچھ میران سے مینے سنا ہی اگر وہ بعضے مہاجرون سے بیان
کرون یہی لوگ مجکو سنگسار کرین انتہی سبحان اللہ جو کلمات کہ منقول ہو چکے وہ اسقدر مخالف
دین و ملت ہین کہ مخالفین انکے بسبب انہی کلمات کے چار سو برس سے آج تک انکو سنگسار اور د
سے نکال نکال کرتے ہین اور جو کلمات کہ دلون مین خاص خلفا کے پوشیدہ و مستور ہین وہ اسقدر

ف
باوجودیکہ ایسی کثرت سے کلمات وحشت انگیز اونکے مہدی سے منقول ہین تا سیر بھی اونکے خلفا الی الان نکلے کہ یہ کیا حیرت ہے

بدتر و منکر ہین کہ اگرچہ مہدوی لوگ بلکہ اون مین اخص الخواص مہاجران مہدی کے سن پاوین تو جا خاطر
جا الشیعنان مہدی یعنی میان خوندمیر اور میان نظام اور میان دلاور کو سنگسار کرین العیاذ باللہ
کیا عجب ہی کہ جا الشیعین اور معانقین کا بہم اجمعین سنگسار کرنے کو تیار ہوتے ہین پس ہدایت خلائق علامت
مقبولیت خالق کی اور بغض و انکار خلائق خصوصا بغض و نفرت اہل دین کی نشانی ہی بغض و انکار الہی
چنانچہ مشکوۃ مین حدیث صحیح مسلم کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی جب کسی
بندہ کو دوست رکھتا ہی جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلانے سے محبت رکھتا ہون تو بھی محبت رکھ پس
جبرئیل اوس سے محبت رکھتے ہین پھر آسمان مین پکار دیتے ہین کہ اللہ تعالی فلانے شخص سے محبت رکھتا ہے
تم بھی محبت رکھو پس اہل آسمان اوس سے محبت رکھتے ہین پھر رکھدی جاتی ہی اوسکے واسطے مقبولیت اہل
زمین مین اور جب اللہ تعالی کسی بندہ سے بغض رکھتا ہی جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلانے شخص سے بغض رکھتا
ہون تو بھی اوس سے بغض رکھ پس جبرئیل اوس سے بغض رکھتے ہین پھر پکار دیتے ہین اہل آسمان مین کہ اللہ تعالی
بغض رکھتا ہی فلانے سے تم بھی بغض رکھو اوس سے پس بغض رکھتے ہین اوس سے اہل آسمان پھر رکھدیا
جاتا ہی اوسکے واسطے بغض زمین مین انتہی منقولات صدر مین چند سوال بطور نمونے کے کیے جاتے ہین
ورنہ اسکے قبائح کا استیعاب خارج صد بیان سے ہی **سوال اول** نقل اول کے کیا معنی ہین اللہ تعالی ہمیشہ
خوبرو کے ملنے کے ساتھ کھیلا کرتا ہی تمام اہل ادیان سماوی اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہی کہ اللہ تعالی
عبث اور لعب اور جمیع عیوب سے پاک ہی اور خود اپنے کلام مقدس مین فرماتا ہی کہ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ
وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لَاعِبِیْنَ اور ہمنے نہین بنایا آسمان اور زمین اور جو اونکے بیچ ہی کھیلتے ہوے
پس لعب یعنی کھیل جناب باری پر ثابت کرنا مخالف ہوا قرآن اور عقائد جمیع اہل ادیان و ایمان کے **سوال
دوم** نقل چہارم مین اسکے کیا معنی ہین کہ جب شاہ بھیک نے کہا کہ سب حق ہی میران نے کہا کہ ہان جاننا
ایمان ہی بولنا کفر ہی یہ مسئلہ وحدت وجود کا میران کے نزدیک حق ہی یا باطل اگر باطل ہی اسکے جاننے کو
ایمان کہنا خطا ہی اور اگر حق ہی اوسکے بولنے کو کفر کہنا خطا ہی جن اولیا اور علما نے اسکو حق جانا ہی
صدہا رسائل اور کتابین اوسکے بیان مین تصنیف کی ہین اور اگر بولنا کفر تھا تو خود میران کیون بولے
کہ انا اللہ رب العالمین چنانچہ نقل نہم مین موجود ہی اور نقل ہفتم وغیرہ مین میران اور خوندمیر دونون بھی
بولے ہین پس اگر جانتے ہین کہ کفر ہی دیدہ و دانستہ کفریات کیون زبان پر لاتے ہین اگر کہین عوام کے نزد

بولنا کفر ہی تو وہاں عوام کہاں تھے وہاں سب خاص الخاص جمع تھے یہاں تک کہ کتا بھی وہاں انکا وہ مقام
رکھتا تھا کہ اصحاب مدینکو نہ ملا تھا چنانچہ بدخلقی ہفتم ہم مین مذکور ہو چکا علاوہ یہ کہ جب حق بات ہو
اگرچہ باریک اور دقیق ہی نہایت الامر یہ کہ عوام کے روبرو اوسکا تذکرہ بے احتیاطی اور گناہ ہوگا کفر نہ
بلکہ اعتقاد ایمانی کے تکلم کو کفر بولنا خود بے احتیاطی اور گناہ سخت ہے **سوال سوم** اوسی نقل چہارم
اسکے کیا معنے ہین کہ کہا پرانے خدا پر مقید ہو گئے ہو آگے بڑھو شعر بیزار مرا زان کہنہ خدائے کہ تو دار
ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگر یست ۔ انتہی استغفر اللہ العظیم خدائے عالم واحد ہے اور قدیم ہے اور اہل
اور اہل شہود سب کا اتفاق ہے کہ سب اسکی وحدت اور قدم کے قائل ہین یہ پرانے سے بیزار ہونا کیا
اور آگے کہان بڑھو اور یہ لحظہ تازہ خدا کیسا کوئی مسلمان بھی حضرت الوہیت مین ایسے کلمات
زبان پر لاتا ہے سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ عَمَّا یَصِفُوْنَ **سوال چہارم** نقل ہفتم مین اسکے کیا معنے
کہ خدا فی الحال ہو جاتا ہے لیکن بندہ ہونا محال یعنی آدمی خدا فی الحال بن سکتا ہے لیکن بندہ ہونا محال
اور پھر اسپر شکر ہوتا ہے کہ خدا نے مجکو اور تمکو بندہ کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا یعنی بندہ ہونا کہ ممکن بات
اوسکے استحالہ اور محال ہونے کے قائل ہوئے اور پھر اوسکے فعلیت اور وجود کے بھی قائل ہوے
خدا بننا کہ محال ہے اوسکے امکان و فعلیت کے قائل ہوے یہ عجب تعارض و تساقط ہے کہ بیان سے
اوپر ہے یہ دعوی کہ اللہ تعالی نے مجکو اور تمکو مالک اپنے ملک کا کیا مالک الملک اللہ تعالی ہے فقط قُلِ اللّٰهُمَّ
مَالِکَ الْمُلْکِ اور کوئی اسکے ساتھ ملک مین شریک نہین ہے وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ
یعنی نہین ہے کوئی اوسکا شریک ملک مین نہ میران نہ جونپوری اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا **سوال پنجم**
دہم مین اسکے کیا معنی کہ نہ مین کسی سے جنا گیا اور نہ مینے کسیکو جنا اور خلیفہ دلاور نے یہ
دلاوری کی کہ نص قرآنی لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ مین تحریف کرکے اوسکو یلد یولد پڑھا
شان الہی مین ہے نہ کوئی شخص اللہ تعالی سے پیدا ہوا نہ اللہ تعالی کسی سے پیدا ہوا جب
یَلِدُ یُوْلَدُ پڑھا تو یہ معنی ہوے کہ خدا سے بھی لوگ پیدا ہوتے ہین اور خدا بھی کسی سے
سبحان اللہ شیخ جونپوری کی شان اسقدر بڑھی کہ کہتے ہین مین نہ کسی سے جنا گیا اور نہ مینے
جنا اور خدا بیچون و بیچگون کی شان اسقدر گھٹائی گئی کہ وہ جنتا بھی ہے اور جنا بھی
ہے تِلْکَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِیْزٰی وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ سوال

اور بہت اعتراضات اور سوالات منقولات مذکورۃ الصدر پر وارد ہوتے ہین کہ اہل خرد بیادنی التفا
استنباط کر سکتے ہین اسواسطے یہان بطور نمونے کے اسیقدر پر اکتفا کی گئی واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

باب ششم بیان تسویہ مین مشتمل دو مطلب پر

یہ عمدہ مطالب اور اسپر عقاید مہدویہ ہی کہ بغیر اس اعتقاد کے آدمی کو مؤمن نہین سمجھتے ہین جیسا
بغیر اقرار مہدویت شیخ جونپوری کے آدمی کو ایمان سے دور جانتے ہین پس بڑی بحث اونکے مذہب
دو ہین ایک اثبات اور دوسرا تسویہ بحث اثبات کا کہ بحث دلایل مہدویت تھا بفضل الہی
بخوبی انجام پذیر ہوا اب بحث تسویہ مین اوسکے فضل پر اعتماد کرکے ابتدا کی جاتی ہی وعلیہ
توکلت وھو رب العرش العظیم ۔ واضح ہو کہ اس بحث مین دو مطلب ہین مطلب اول
کہ قوم مذکور دعوی کرتے ہین کہ شیخ جونپوری مہدی موعود ہین اور مہدی موعود افضل ہین امیر المؤمنین
ابوبکر اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہما سے مطلب دوم یہ ہی کہ مہدی موعود مساوی ہین جمیع مراتب
قرب الٰہی مین ساتھ حضرت سید الاولین والآخرین خاتم المرسلین ابو القاسم محمد مصطفے صلی اللہ علیہ
وسلم کے مطلب اول کا پہلا مقدمہ کہ شیخ جونپوری مہدی موعود ہین باب اثبات مین بخوبی تردید
ہوچکا اوسکے اعادے کی حاجت نہین ہی اور بعد بطلان اوس مقدمے کے اگرچہ مقدمہ ثانیہ
مطلب دوم بالفرض والتقدیر ثابت بھی ہوے مہدویونکو اصلا مفید نہین ہی کیونکہ یہ بولین گے کہ
فرزدہ مرا نیست بلکہ دشمنانم راست پس ابطال مقدمہ ثانیہ اور مطلب دوم کا حقیقت مین بخاطر
نہوا بلکہ اسواسطے کہ وہ دونون امر بھی چونکہ خلاف واقع اور مخالف عقائد اہل سنت ہین خصوصا
مطلب دوم کہ نہایت مخالف نصوص واجماع اہل اسلام کے ہی ابطال و رد اوسکا ضرور معلوم ہوا ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر ربنا
تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔ مطلب اول کا مقدمہ ثانیہ رسالہ اعتقادیہ
مصنفہ سید عیسی ملقب بعالم بیان مین لکھا ہی قولہ مہدی موعود افضل ہین امیر المؤمنین ابوبکر و عمر
رضی اللہ عنہما سے دلیل نقلی اسکی یہ ہی کہ شواہد الولایت کے چھبیسوین باب مین لکھا ہی کہ فراہ کے
علماے اونکے مہدی سے پوچھا کہ تم امت رسول اللہ مین داخل ہو کہا ہان داخل ہون علماے

کہا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اگر ایمان ابوبکر صدیق کا ساتھ ایمان امت کے وزن کیا جاوے تو ایمان
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گران ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ابوبکر صدیق سب امت پر فاضل ہین جواب
دیا کہ ایمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا گران ہی یا ایمان ابوبکر کا علما نے کہا کہ ایمان محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا گران ہی جواب دیا کہ ایمان اس ہندیکا یعنی ایمان نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہے
علما نے کہا کہ تم اس امت مین داخل ہو کسطرح ایمان تمہارا یعنی ایمان نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہوگا جواب
دیا کہ مین اس امت مین داخل ہون جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس امت مین داخل ہین جیسا کہ حق تعالی
نے فرمایا ہی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ **جواب** خلاصۂ کلام یہ ہی کہ علما نے
استدلال کیا کہ جبکہ تم داخل امت ہو اور ایمان ابوبکر صدیق کا غالب ہی تمام امت کے ایمان سے تو تمہارے
ایمان پر بھی کہ جزو ہی ایمان امت کا غالب ہوا اور میران نے اس استدلال کو یون دفع کیا کہ امت مین
داخل ہونے سے ترجیح ایمان ابوبکر صدیق کی لازم نہین آتی جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کہ ایمان اونکا ابوبکر رض سے افضل ہی حالانکہ امت مین داخل ہین بدلیل اس آیت کے
کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ یعنے اور نہین ہے یہ شان اللہ تعالے
کی کہ عذاب کرے اون پر اور حالانکہ تم اے محمد اون مین موجود ہو مخفی نرہے کہ مہدوی اپنے
مہدی کی اس تقریر کو غرائب تقریرات اور عجائب جوابات سے جانتے ہین اور حالانکہ یہہ بیان
جواب کو سوال سے ذرہ بھی مناسبت نہین ہی اور آیت کریمہ سراسر اونکے مطلب کے مخالف ہی
اس واسطے کہ علما کی غرض یہہ تھی کہ تم جزو امت ہو اور جب جزو ہوے تو کل کی مغلوبیت سے
جزو کی مغلوبیت لازم ہوئی اور انھون نے تمسک کیا آیت سے اور آیت مین ہرگز جزئیت کا
ذکر نہین ہی بلکہ ظرفیت کا بیان ہی سب جانتے ہین کہ فیہم سے ظرفیت سمجھی جاتی ہی اور جزو اور کل مین
ظرفیت نامستعمل ہی ورنہ آپ اپنا ظرف ہونا لازم آوے اور مطلب آیت کا یہ ہی کہ جب تک کہ تم اونمین
رہتے ہو اون پر عذاب الٰہی نازل نہ ہوگا اگرچہ وہ اسکی خواہش بھی کرین اس واسطے
کہ عادت الٰہی ایسی ہی کہ جب پیغمبر امت سے باہر ہوجاتے ہین تب عذاب اوترتا ہے جیسا کہ
امت صالح اور لوط علیہما السلام کا قصہ مشہور ہی اور افسوس کا مقام ہی کہ اون کے میران
نے یہہ غور نکیا کہ پیغمبر کا امت مین داخل ہونا کیا معنی امت دو قسم ہی امت دعوت و امت

جابت امت دعوت اوسکو کہتے ہین کہ پیغمبر جنکو خدا کی طرف دعوت کرنے اور راہ بتلانے کے
واسطے آئے ہین اور کفار بھی باین معنی داخل امت ہین انبیا علیہم السلام کا انمین داخل ہونا محال ہے
اور امت اجابت اونکو کہتے ہین کہ جنہون نے اس دعوت کو قبول کیا اور پیغمبرون کے تابع ہوئے
ور انبیا علیہم السلام باین معنی بھی داخل امت نہین ہوسکتے اسواسطے کہ تابع اور متبوع مین
فرق ضرور ہی اور سب سے زیادہ حیرت اور افسوس اس بات کا ہی کہ یہ مہدی اپنے تئین مبین
مراد اللہ بہت لیتے تھے اور بیان کلام الٰہی مین اپنے تئین لاثانی جانتے تھے اور اتنا بھی نہ سمجھے
اس آیت مین ضمیر فیہم کی طرف کفار کے پھرتی ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جب تک تم ان کفار کے
مین رہتے ہو تب تک اللہ تعالی ان پر عذاب نہ نازل کریگا جیسا کہ تفصیل اسکی تفسیر کشاف
اور بیضاوی اور معالم التنزیل اور جلالین اور کبیر اور مدارک مین ہی بلکہ جسکو کچھ بھی سمجھ کلام عرب کی
ہوگی اوسکو بغیر رجوع تفاسیر کے آیت کے سیاق اور سباق سے یہ مطلب صاف ظاہر ہو جاوے گا
اسواسطے اوس آیہ کریمہ کا ماقبل اور مابعد لکھا جاتا ہی وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ
أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝ وَإِذَا تُتْلَى
عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝
وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ
السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا
كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ
يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الآیۃ اونکے مہدی اسے اس ظاہر آیت کے فہم مین
ایسی خطا سے صریح ہونا دال ہی اس بات پر کہ یہ مہدی نہین ہین اسطور سے کہ مہدی اونکے
نزدیک معصوم ہین خطا سے اور یہ بھی انا کہ یہ معنی اونکے مہدی نے فقط مفسرین کے خلاف کیے
بلکہ نص قرآنی کے خلاف کیے یہ بات اسواسطے لکھی گئی کہ مہدویان اپنے مہدی سے نقل کرتے ہین
کہ اونھون نے کہا ہی کہ جو بیان مفسرین کا اور جو حدیث کہ میرے کے موافق ہو اوسکو اعتبار
کرنا اور جو مخالف ہو اوسکو نا نا اور دعوی کرتے ہین کہ مہدی کا کوئی قول و فعل مخالف امر شرعی
یعنی نص قرآنی یا حدیث متواتر کے ہونا محال ہے حالانکہ اس ایک مقام کے سوا مقامات کثیرہ مین

مخالفت قطعیات کی ما قبل مین سطور ہو چکی تفریع کلام سابق سے ثابت ہوا کہ اونکے مدعی ایسا
است مین داخل ہین اور استدلال آیت مذکورہ سے غلط ہوا اور حدیث مذکور کو علما ایسے فراہم سے
مسلم تسلیم کیا ہی آپ سوال کیا جاتا ہے کہ اسکے کیا معنی ہین کہ ایمان اس بندے کا عین ایمان نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ہی اگر یہ مراد ہی کہ ایمان اس بندے کا قوت اور کیفیت مین ساتھ ایمان نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے اس قدر مشابہ اور برابر ہو کہ مجازاً اسکو عین بولا جاتا ہی بطریق کانہ ہو کے تو یہ بات سراسر ناہموار ہے
اسواسطے کہ جب آپ کا ایمان ابوبکر صدیق کے ایمان سے کم ٹھہرا تو ایمان حضرت رسالت سے بطریق اتم
کم ہوا اور اگر عین سے مراد عینیت حقیقی ہی تو یہ مطلب ہی کہ مجکو علیحدہ ایمان نہین ہی بلکہ وہ ایمان
کہ حضرت کی روح مقدس کی صفت ہی اوسکو بعینہ مین اپنا سمجھتا ہون اور سوا اوسکے دوسرا ایمان
اپنے نفس مین نہین رکھتا ہون تو یہ بات نہایت غلط ہی اسلیے کہ جب تمہارا نفس اور جسم حضرت کے
نفس مقدس اور جسم اطہر سے جدا اور متمایز ہی تو مثل اور اوصاف اور تشخصات کے وصف ایمان بھی
تمہارا علیحدہ چاہیے ورنہ حضرت کا ایمان تمہارے کیا کام آویگا اگر ایسی نام آتا تو کوئی ایمان نہ لاتا اور
ایک حضرت کا ایمان سب کے واسطے کفایت کرتا ایسا ہرگز نہین ہی بلکہ اللہ تعالی بعد تذکرہ انبیا
علیہم السلام کے فرماتا ہی تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ
عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنی وہ ایک جماعت تھے گذر گئے اونکا ہی جو کما گئے اور تمہارا ہی جو تم کماؤ
اور تم سے پوچھ نہین اونکے کام کی اور اگر یہ مراد ہی کہ ایمان حضرت کا منتقل ہو کر بعینہ مجھ مین آگیا
تو یہ بات عقلاً اور نقلاً باطل ہی اسواسطے کہ ایمان ایک عراض نفسانی سے ہی اور عرض کا منتقل ہونا
ایک محل سے دوسرے محل کو باتفاق عقلاے عالم کے باطل ہی اور بطور فرض محال اگر منتقل ہو تو روح
مقدس کا اس صفت سے خالی ہونا لازم آوے استغفر اللہ العظیم حالانکہ تمام اہل ملت اسلامیہ قائل ہین
کہ روح مقدس جیسا کہ حیات مین باعلی صفات وکمالات بشریہ موصوف تھی اب بھی اونہین صفات
سے بلکہ اونسے بہت زیادہ اوس سے موصوف ہی چہ جاے ایمان کی کہ اصل اور مبدا تمام کمالات کا ہی اور
اگر کہین کہ وہ ایمان مع اوس روح کے انمین حلول کیا تو پوچھا جاتا ہی کہ تمہاری روح بھی تم مین
ہی یا نہین اگر ہی تو تم دو روح والے ہوے اور یہ بھی باطل ہی بحکم اس آیت کریمہ کے کہ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ
مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ الآیة یعنی اللہ تعالی نے نہین بنائے کسی مرد کے دو دل اوسکے اندر

اور اگر کہین کہ ہم مین دوسری روح نہین ہی بلکہ وہی روح مقدس ہمارے نبی کی بھی روح ہی اور ہم او رجہ
رسالت دو قالب یکجان ہین تو یہ تناسخ ہوا کہ جسکو ہنود جسم بدلنا کہتے ہین اور اسکو اہل اسلام
باطل جانتے ہین بلکہ حکما بھی اسکو محال کہتے ہین جیساکہ ایک آدمی مین دو نفس ہونا محال جانتے
جیساکہ شرح صدرا وغیرہ مین برہن ہی اور اگر ایمان بمعنی مومن بہ کے ہی یعنی جن چیزون پر پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایمان لائے اونھین چیزون پر بعینہا بندیکو ایمان ہی تو اس عوے سے بندیکو کچھ
فضیلت ابوبکر صدیق پر بلکہ عوام مومنین پر بھی حاصل نہین ہوتی اسواسطے کہ سب مسلمان انھین
چیزون پر ایمان لائے ہین جن پر حضرات انبیا ایمان لائے ہین قال اللہ تعالی آمَنَ الرَّسُوْلُ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ
بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ یعنی ایمان لایا رسول اون چیزون پر کہ اوتاری گئین اوس پر جانب
رب اوسکی سے اور ایمان لائے مومنون سب ایمان لائے اللہ پر اور فرشتون پر اوسکے او
کتابون پر اوسکے اور رسولون پر اوسکے کہ ہم نہین فرق جانتے ہین کسی ایک مین اوسکے رسولون
اور دوسری جاے فرمایا قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ
وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ
النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ
اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا الآیۃ یعنی کہو تم ای مسلمانون کہ ایمان لائے
ہم اللہ پر اور اوس پر کہ اوتارا گیا طرف ہمارے اور اوسپر کہ اوتارا گیا طرف ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق
اور یعقوب اور اولاد یعقوب کے اور اوس احکام پر کہ ملے موسی اور عیسی اور ملے سب پیغمبرون
اونکے رب کیطرف سے ہم فرق نہین جانتے ہین کسی ایک مین اون سب سے اور ہم اوسکے
فرمان بردار ہین پس اگر ایمان لاوین اہل کتاب جسطرح پر کہ تم ایمان لائے ہو پس مقرر راہ پائی
انتہی غرضکہ یہ کلام اونکے مہدی کا کسی وجہ پر خالی خطا سے نہین ہی پس جب کہ لیے
مطلب عالیہ ایمانیہ مین پاک خطا سے نہووے مہدی معصوم کہان سے ہووے و
المقصود قولہ اور دلائل شرعیہ سے اسکی یہ بھی ایک دلیل ہی جو مرقاۃ شرح مشکوۃ مین باب
اشراط الساعۃ مین مذکور ہی کہ جیساکہ خاتم انبیا قائم مقام کل انبیا کے ہین خاتم اولیا

قائم مقام کل اولیا کے ہین انتہی **جواب** باب پنجم مین کثرت سے احادیث صحیحہ صریحہ اس
مقدمے مین گذرین کہ ابوبکر صدیق بعد انبیا علیہم السلام کے تمام خلق سے افضل ہین اس قول صاحب
مرقاۃ کا فقرہ انکے مقابل رتبہ استدلال کا نہین رکھتا ہی اور اگر کلام صاحب مرقاۃ کا تمھارے نزدیک
کالوحی من السما ہی تو تمھارے مذہب کی بالکل بیخ کنی ہو جاے گی کیونکہ غرض صاحب مرقاۃ کی
اس کلام سے سراسر تمھارے مقصود کے مخالف ہی اب یہان ترجمہ تمام عبارت مرقاۃ کا کہ متعلق
اس مقام سے ہی لکھا جاتا ہی کہ عقلاے انصاف پسند پر حقیقت حال کھل جاوے مولانا علی
قاری صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ اختلاف ہی اس امر مین کہ مہدی اولاد امام حسن سے ہین یا
اولاد امام حسین سے اور ممکن ہی کہ دونون طرف سے نسب رکھتے ہون اور ظاہر تر یہ ہی کہ جانب
باپ سے حسنی ہووین اور جانب ماں سے حسینی قیاس کرنے کر اوپر احوال حضرت اسمعیل و اسحق
صاحبزادون حضرت ابراہیم علیہم السلام کے کہ جب کہ سب انبیا بنی اسرائیل کے اولاد اسحق علیہ السلام
مین ہوے اولاد اسمعیل علیہ السلام مین فقط ایک ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو کر قائم مقام
سب کے اور خاتم الانبیا ہو کر نعم البدل ہوے ایسی چونکہ اکثر ایمہ و اکابر امت اولاد حسین رضی اللہ
عنہ مین ہوے مناسب ہوا کہ حسن رضی اللہ عنہ کا اسیطرح پر جبر نقصان کیا جاوے کہ انکو ایک ولد
ایسا دیا جاوے کہ خاتم اولیا اور قائم مقام سائر اصفیا کے ہووے انتہی اب غور کا مقام ہی کہ مہدی
جونپوری تو اونکے لوگون کے نزدیک حسینی ہین اگر وہ خاتم الاولیا ہوے تو امام حسین کی اولاد مین
اور بھی مالا مال افزایش ہو گئی اور اسمین امام حسن کا جبر نقصان کیا ہوا بلکہ اونکی اولاد کو تو سراسر حرمان ہوا
علاوہ یہ کہ لفظ اولیا کا اگرچہ بمعنی لغوی صحابہ کرام اور انبیا و مرسلین بلکہ ملائکہ مقربین اور کروبین کو
بھی شامل ہی لیکن عرف مین جب اولیا بولتے ہین تو مراد اوس سے وہی اولیا ہوتے ہین کہ سواے انبیا
اور ملائکہ اور صحابہ بلکہ ایمہ اہل بیت کے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی نے مختصر بہجۃ الاسرار
مین اوسکی تصریح بھی کی ہی جیسا کہ لفظ دابہ کا کہ اصل مین شامل ہی ہر چیز جاندار کو کہ چلتے ہین زمین پر
لیکن اہل عرف نے اسکو خاص کیا چارپایون پر پھر دوبارہ خاص کیا گھوڑون پر اب اگر کوئی
دابہ بے قرائن کے بولے تو اوس سے فقط معنی عرفی سمجھینگے اور انسان وغیرہ نہ سمجھینگے
اور وہی صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ ابوبکر صدیق افضل ہین بعد انبیا کے تمام اولیا امت

امت اور امم سابقہ سے چنانچہ باب پنجم مین ذیل مین حدیث دوم سید الکہول اہل الجنة کے کندر
صاحب مرقاة تمہارے مہدی اور اونکے گروہ کو نہایت برائی سے یاد کرتے ہین چنانچہ اسی
بعد دو ورق سے کے لکھتے ہین کہ بلاد ہندوستان مین ایک گروہ ظاہر ہوا ہی کہ اونکو مہدوی یہ
اونمین کچھ بانشین علمی اور کشوف سفلی ہین اور جہالات ظاہر ہین منجملہ اونکی جہالتون کے ایک
کا اعتقاد رکھتے ہین کہ ہمارے شیخ جو ظاہر ہوکر مرگئے اور مدفون ہین سمت بعضے بلاد خراسان
وہی مہدی موعود تھے اور اب اونکے سوا کوئی مہدی وجود مین نآویگا اور انکی گمراہی
سے ایک بات ہی کہ اعتقاد رکھتے ہین کہ جو شخص اس عقیدے پر نہووے وہ کافر ہی اور
شیخ عارف باللہ ولی شیخ علی متقی نے ایک رسالہ جامع علامات مہدی مین رسائل سیوطی سے منتخب
کرکے تالیف کیا اور اسوقت جو چارون مذہب کے علما مکہ معظمہ مین موجود تھے اونسے اس باب
پوچھا سب نے فتوی دیا کہ جو شخص کہ حکومت اور قدرت رکھتا ہو اوپر اسکو واجب ہی کہ اونکو قتل کرے
ہوئی عبارت مرقاة کی اور اسیطرح ملا موصوف اپنے ایک رسالہ احوال مہدی مین بھی اس
تضلیل وتکفیر کرتے ہین امر طرہ یہ ہی کہ جو معنی اور مقام خاتم الاولیا کا یعنی مساوات اور ازدیاد علو
ورسل کو عیسی میان مہدوی موافق اپنی فہم ناقص کے فصوص الحکم سے سمجھکر اپنے شیخ جونپوری
حق مین جانتے ہین چنانچہ آئندہ آویگا اوسکو ملا مے موصوف اس رسالے مین کفر صریح ٹھہراتے
تحقیق اس امر کی کہ خاتم الاولیا اصطلاح حادث ہی اور ان اہل اصطلاح کے نزدیک مراد اس سے
نہین ہین مطلب وہم مین آویگی انشاء اللہ تعالی **قولہ** سوال یہ خلاف ہی حکم قطعی کا جو اجماع
ثابت ہی کہ افضل بعد انبیا علیہم السلام کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین جواب توا
وغیرہ مین کتب اصول سے مذکور ہی کہ حکم اجماع کا قطعی ہونیکو رکن شرط یہ ہی کہ تمامی امت کہیں کہ
کیا ہمنے اس حکم پر اور متفق ہوئی تمام امت اس حکم پر اگر اس حکم مین ایک شخص نے بھی اختلا
تو وہ حکم قطعی نہین ہوتا ہی اور اختلاف اس ایک کا مانند اختلاف اکثر کے ہی جائز ہی کہ صواب اس
طرف ہووے باقی تمام خطا پر ہووین اور اگر کسی نے اختلاف نہین کیا ولیکن بعضے ساکت رہے
اجماع سکوتی کہتے ہین اسمین خلاف ہی حضرت امام شافعی رحمة اللہ علیہ کا کہ یہ اجماع ظنی ہی نزدیک اونکے
انتہی اب ظاہر ہی کہ اس حکم مین امامیہ فرقہ تفضیلیہ وغیرہ کا خلاف قدیم سے چلا آتا ہو اور سطر حکا

جواب یہان جو تمنے نور الانوار کی عبارت رسالہ مذکورہ کی نقل کی ہے سو ہمارے اس حکم تفضیل مین ممنوع غیر مسموع ہے تمام ہوئی
دیکھکر یہ تقریر طولانی بنائی تمہارے مقصود کے واسطے ہرگز مفید نہین ہے بلکہ مضر ہے اور ہمارے مقصود کے
واسطے مفید اور موافق ہے شرح اوسکی یون ہے کہ تمام امت کا متفق ہونا ہر اجماع مین شرط نہین ہے
اسواسطے کہ اجماع دو قسم ہے ایک اوس بات پر اجماع کرنا کہ جسمین اجتہاد اور رائے کی حاجت نہین ہے
بلکہ ہر خاص و عام اوسکو سمجھ سکتا ہے جیسا کہ اس بات پر اجماع ہے کہ ہر روز پانچ نمازین فرض ہین اور رمضان
کے روزے فرض ہین کہ اگرچہ یہ چیزین نص قطعی سے ثابت ہین لیکن اجماع بھی اسپر منعقد ہوا ایسی
چیزون کے اجماع مین البتہ تمام عام و خاص امت کا متفق ہونا شرط ہے اور مسئلہ تفضیل ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ اس قسم کا نہین ہے دوسری قسم یہ ہے کہ ایسی بات پر اجماع کرنا کہ جسمین رائے اور اجتہاد کی حاجت
ہے جیسا کہ احکام نکاح اور طلاق اور بیع وغیرہ کے اسمین عوام امت کالانعام ہین اونکا متفق ہونا
کچھ ضرور نہین ہے فقط مجتہد لوگ ایک زمانے کے خواہ عصر صحابہ کرام کے ہون یا کسی اور عصر کے
ہون جب کہ اوس بات پر متفق ہو گئے اجماع قطعی ہو گیا اور اس اجماع مین جو علما کہ مرتبہ اجتہاد کو
نہین پونہچے ہین مثل عوام الناس کے بے اعتبار ہین جیسا کہ فقط متکلم ہو یا فقط مفسر یا محدث ہو
کہ طریق اجتہاد اور قیاس سے بہرہ نرکھتا ہو یہ خلاصہ ہے توضیح اور دائرہ اور تحقیق الحسامی اور مسلم الثبوت کا
اور مسئلہ تفضیل کا اسی قسم سے ہے کہ پہچاننا اس بات کا کہ کون افضل البشر ہے بعد انبیا علیہم السلام کے
مجتہدونکا کام ہے کہ اول معنی افضلیت کے پہچاننا بعد اوسکے احادیث اور آیات کہ ہر ایک کے حق میں
وارد ہین اسکو جمع کرکے نہایت خوض اور تنقیح کے بعد ایک شخص پر حکم افضلیت کا کرنا ایسے نازک
مقدمے مین عوام امت کو کیا دخل بجز تقلید کے اور اس اجماع مین تمام امت کا متفق ہونا جو تمنے
شرط ٹھہرایا نہایت خطا ہے یہ اجماع صحابہ کرام کے عصر مین منعقد ہوا کیونکہ اونسے بڑھکر اس مقدمے کا
پہچاننا دوسرونکو قسم محالات عادیہ سے ہے پس صحابہ مین جو لوگ رتبہ اجتہاد کا رکھتے تھے اونکا اتفاق
کافی ہے اگر ثابت ہو جاوے اور یہ جو تمنے اپنی تقریر کا ثمرہ نکالا کہ ائمہ فرقہ تفضیلیہ کا خلاف قدیم سے
چلا آتا ہے تو اجماع ممنوع ہے تمہارے مطلب کو کہ ثابت کرنا افضلیت سید محمد جونپوری کا ہے کمال
مضر ہے بیان اوسکا یہ ہے کہ قرن اول مین کہ خیر القرون ہے جمہور صحابہ نے اجماع کیا کہ بعد انبیا علیہم السلام
کے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ افضل اس امت کے ہین مگر چند شخص سلمان اور ابوذر اور مقداد

اور خباب اور جابر اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم نے اتفاق اس بات پر کیا ہی کہ ع
افضل امت ہین پس تمام صحابہ مجتہدین اونکے تحقیقاً اور مقلدین انکے تقلیداً اس دو قول پر متفق
اور اسکو اجماع مرکب کہتے ہین اور اس اجماع سے کے بعد نیا قول نکالنا باطل ہوتا ہی چنانچہ توضیح
لکھا ہی کہ جب صحابہ دو قول پر مختلف ہوے تو اجماع ہوگیا اس بات پر کہ قول ثالث باطل ہی بعضے کہتے ہ
کہ یہ اجماع مرکب فقط صحابہ کے ساتھہ مختص ہی اسلیے کہ اصلا جائز نہین ہی کہ امت انکے حق مین گما
جہل کا کیا جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ صحابہ کے بعد والے بھی اگر ایسا اختلاف کرین تو بھی اجما
مرکب ہوجاتا ہی اور نور الانوار اور دائر شرح منار مین بھی ایسی لکھا ہی اور مسلم الثبوت مین لکھا ہی کہ اگ
قول ثالث رافع اور نقیض ہوا ان دو قولون کے تو ممنوع ہی اب یہان سے ثابت ہوا کہ جب صح
کرام کا اجماع مرکب کہ ابوبکر صدیق افضل امت ہین یا علی مرتضی مہدویون کے تیسرے قول اختراعی
کہ بلکہ سید محمد جونپوری افضل ہین سب سے اوٹھہ جاتا ہی تو یہ قول ثالث خارج اجماع ہوا پس باطل ہوا
قاعدۂ اصولیہ کے بلکہ موافق عقیدۂ مہدویہ کے منکر اجماع صحابہ کا کافر ہی چنانچہ سید میران جی بر
سلام اللہ نے اپنے رسالہ سلسلہ مین لکھا ہی کہ منکر نص قرآن اور منکر حدیث متواتر نبی اور منکر احکام
اور منکر اجماع صحابہ نبوت اور صحابۂ ولایت کا کافر ہی **قولہ** شاید کہ اسی سبب سے علامہ تفتازانی رح
نے شرح عقائد نسفی مین بحث اس مسئلے کی لکھی ہی کہ بالی ہمنے دلیلین جانبین کی متعارض اور
ہی یہ مسئلہ متعلق اعمال سے تا کہ ہووے توقف اسمین مخل کسی واجب کا انتہی اور اگر یہ حکم اجماع
سے ثابت ہوتا تو علامہ رحمہ اللہ ایسا ہرگز نہ کہتے کیونکہ توقف و تردد حکم قطعی مین سراسر
و خطاے فاحش ہی اور پھر تا تعلق اس مطلق عبارت کا مخصوص طرف ترتیب یا ترتیب بین
رضی اللہ عنہما کے تکلف بلا سبب ہی **جواب** تمکو اس سے کیا کام کہ شہنشاہ کی داڑھی جلی یا
کی اگر فضیلت عثمان اور علی مین دلائل متعارض ہووین یا فضیلت ابوبکر و علی مین دلائل متعارض
بہر حال صحابہ کرام سواے فضیلت ابوبکر یا علی کے تیسرے کی افضلیت نہین جانتے ہین اور اسی
اجماع مرکب ہوا اب موافق قاعدۂ اصول کے کہ اوپر مذکور ہوا یہ ایجاد فقیر کہ مہدی جونپوری
افضل ہین باطل ہوئی ورنہ صحابہ کا اجماع کہ ان دو مین سے ایک کو افضل تمام امت پر جانتے
خطا ٹھہریگا اور یہ محال ہے کہ امت حضرت کی خصوصاً صحابہ کرام خطا پر اتفاق کرین اسواسطے

لا یجتمع امتی علی الضلالۃ حدیث متواتر المعنی ہی جیسا کہ مسلم الثبوت مین لکھا ہی اور اوسکی
شرح مین بحر العلوم نے تحقیق کیا ہی قولہ اور قطع نظر اسکے علماے اکابر اس حکم کو مطلق نہین
لکھے ہین بلکہ اسمین تاویل و توجیہ کیے ہین جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی جزو عم سورۃ الیل آیہ کریمہ
وسیجنبہا الاتقی کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ اہل سنت و جماعت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی
افضلیت تمام صحابہ پر سواے انبیا علیہم السلام کے اسی آیت سے نکالے ہین اور یہی آیت اونکی
دلیل ہی اور بعد تقریر دلیل اور سوال و جواب اہل خلاف کے لکھتے ہین کہ بعضے اہل سنت و جماعت کے
بزرگون نے شاید یہ خیال کیا ہو کہ یہ خاص اون لوگون کی نسبت ہی جو زندہ ہین جب حضرت ابو بکر صدیق رض
آخر عمر مین تہے اور انکی خلافت کا زمانہ تہا اس حکم کے مصداق ہو سکتے ہین اور بعد قدرے تفصیل اس
مضمون کے لکھتے ہین حاصل یہ ہوا کہ اتقی اسیکو کہتے ہین جو اپنی آخر عمر مین کہ وہی عملون کے اعتبار کا
وقت ہی اپنے زمانہ کے لوگون سے جو زندہ ہین افضل ہووے اور تقوی مین زیادہ انتہی جواب جو تمنے کہا
کہ علماے اکابر اس حکم یعنی افضلیت ابو بکر صدیق رض کو مطلق نہین لکھے ہین بلکہ اسمین تاویل کیے ہین
جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی الخ اسکے کیا معنی ہین اگر یہ مراد ہی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا افضل و اتقی
ہونا بنسبت انبیا علیہم السلام کے مطلق نہین سمجھے ہین بلکہ یوں لیتے ہین کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے
افضل و اتقی ہین بجز انبیا علیہم السلام کے تو مسلم ہی اور یہی اعتقاد ہمارا ہی اور اس تخصیص سے تمہارے
مطلب کو کچھ بہی نفع نہین ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ سواے انبیا علیہم السلام کے کسی اور شخص کی
نسبت بہی مثل مہدی وغیرہ کے مطلق نہین سمجھے ہین تو سراسر اون علماے اکابر کے مقصود کے
خلاف ہی بلکہ اون پر ایک بہتان ہی اونکا ہرگز یہ اعتقاد یا کسی کلام مین مراد نہین ہی کہ ابو بکر رض فقط
اپنے ہم عصرون سے افضل ہین اور اپنے بعد یا قبل والون سے کہ سواے انبیا علیہم السلام کے
ہین افضل نہین ہین تخصیص اتقی مین اونہون نے فقط نسبت بانبیا علیہم السلام کے کی ہی
اور سبب اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ وسیجنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی وما لاحد
عندہ من نعمۃ تجزی الخ یعنی اور بچا دیا جاویگا اوس آگ سے وہ شخص کہ اوروں سے بڑہکر
پرہیزگار ہی جو دیتا ہی مال اپنا دل پاک کرنیکو اور نہین ہی کسیکا اوسپر احسان کہ جسکا بدلا دیا جاوے
[illegible] بتایا کہ تمام امت اہل سنت اور شیعہ کا اجماع ہی اس بات پر کہ افضل خلق اللہ

بعد رسول اللہ کے یا ابوبکر ہین یا علی ہین اور یہ آیت اون دونین سے ایک کے حق مین ہی اور یہ
ممکن نہین کہ یہ آیت علی رضی اللہ عنہ پر محمول ہووے اسلیے کہ اس اتقی کی صفت یہ ہی
کہ نہین ہی اوسپر کسی کا احسان قابل بدلا دینے کے اور چونکہ علی رضی اللہ عنہ پر حضرت کا بڑا
حق دنیوی تھا کہ حضرت نے اونکو اونکے والد سے لیکر پرورش فرمایا تھا یہ صفت اوسپر صادق
ہو سکتی اسواسطے کہ حقوق دنیوی قابل بدلا دینے کے ہوتے ہین البتہ ابوبکر صدیق پر حضرت کا
احسان دنیوی نہ تھا بلکہ یہ ہمیشہ حضرت پر اپنا مال و متاع نثار کرتے تھے چنانچہ حضرت نے فرمایا کہ
کسی مسلمان نے مجکو اسقدر نفع نہ دیا جسقدر کہ مال ابوبکر نے ہان احسان ہدایت اور راہ نمائی کا
ابوبکر صدیق پر تھا مگر یہ احسان قابل بدلے کے نہین ہی جیسا کہ قرآن شریف مین ہی مَآ اَسْئَلُکُمْ
عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ یعنی نہین مانگتا ہون مین تم لوگون سے اوس ہدایت کا کچھ بدلا پس ثابت ہوا
کہ یہ آیت ابوبکر صدیق کے حق مین ہی اور وہی اتقی ہین اور چونکہ دوسری آیت مین آیا ہی اِنَّ
اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی افضل تم مین اللہ تعالی کے پاس اتقی تمھارا ہی معلوم ہوا کہ ابوبکر
صدیق افضل امت ہین انتہی مگر یہ شبہہ ہا کہ یہان اتقی مطلق ہی اگر ابوبکر صدیق اتقی مطلق ہوئے
ہین حضرت رسالت مآب سے کیونکہ اتقی ہووینگے سو اس شبہے کو شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے
تحفہ مین کیطرف سے وارد کرکے دو طور سے دفع کیا ایک یہ کہ یہان کلام سائر الناس مین ہی نہ پیغمبرون مین
اسلیے کہ شریعت سے معلوم ہی کہ انبیا علیہم السلام منزلت مین سب سے ممتاز ہین اور سائر الناس
اور سائر ناس کو اون پر قیاس نکیا چاہیے پس بموجب عرف شرع کے مقام بیان فضیلت مین اس
قسم کے الفاظ مخصوص بامت ہوتے ہین اور تخصیص عرفی تخصیص کرنے سے قوی تر ہی جیسا کہ کوئی
کہے کہ گیہون کی روٹی بہتر ہی دوسری روٹیون سے ہرگز نہ سمجھینگے کہ بادام کی روٹی سے بھی بہتر ہی
کہ وہ معروف نہین ہی اور بحث ایسے مقام مین بڑے داوستکے سے ہوتا ہی نہ کہ آکلہ اور میوے سے
دوسرا طور دفع شبہہ مذکور کا یون بیان کیا کہ بعضے بزرگون اہل سنت سے سنا گیا کہ اتقی اسم
اپنے معنی عموم پر ہی یعنی ابوبکر اتقی ہین سب سے لیکن نسبت اون لوگون کی جو قید حیات مین تھے
پس ابوبکر صدیق پر یہ کلمہ آخر عمر مین کہ حضرت رسالت کی رحلت ہو چکی تھی صادق آیا الخ اور یہ
مقام ہی کہ غرض اس تاویل سے یہی ہی کہ انبیا اور حضرت خاتم انبیا پر فضیلت لازم نہ آوے

کہ بعد زمانہ ابوبکر صدیق رضی کے جو لوگ کہ پیدا ہوویننگے اون پر بھی فضیلت مراد نہیں ہی اسواسطے
کہ یہ بات تو مقررات اہل سنت سے ہی کہ جب کہ ابوبکر صدیق اپنی آخر عمر مین سائر موجودین سے کہ عمرو
عثمان و علی و حسن و حسین رضی اللہ عنہم اونمین داخل ہین افضل و اتقی ٹھہرے اور یہ لوگ تمام
متاخرین امت سے افضل ہین اور معلوم ہی کہ افضل سے افضل افضل ہوتا ہی لامحالہ ابوبکر صدیق
تمام امت موجود اور غیر موجود سے افضل ہوے ایسے ظاہر و باہر مقامونکو بڑھا بڑھا کر کے اپنے
مقصود پر کہ کسی اگلون اور پچھلون کے حاشیہ خیال مین بھی نگذرتا ہوگا جمانا نہایت ہٹ دھرمی ہی
قولہ اور معلوم رہے کہ موضوعات مین علی بن عراق کے کہ نام اوسکا تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ ہی کتاب
الفتن مین ابن عدی کی کتاب سے کہ نام اوسکا کامل ہی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول
ہی کہ ہوگا آخر زمانے مین خلیفہ ایسا کہ نہین فضل ہی اسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اور سند مین اوسکی
زکریا وقار اور شیخ اوسکا مومل بن عبد الرحمن ضعیف ہین پیچھا کیا گیا ہی یعنی اعتراض کیا گیا ہی کہ یہ دونون
بری ہین اس ضعف سے کیونکہ آئی ہی یہ حدیث سند صحیح سے لایا ہی اس سندکو ابن ابی شیبہ مصنف
مین ابن سیرین سے **جواب** کہان سے ثابت ہوا کہ بری ہین ضعف سے حالانکہ ائمہ اس فن کی
تصریح کرتے ہین کہ مومل بن عبد الرحمن ضعیف ہی چنانچہ تقریب وغیرہ کتب اسماء الرجال مین موجود
ہی بلکہ یہ بات ابن عراق کی عبارت سے بھی نہین مفہوم ہوتی ہی ورنہ اوس عبارت مین تقریب تمام
نہووے اسواسطے کہ ابن عراق کی عبارت یہ ہی حدیث یکون فی اخر الزمان خلیفۃ لا یفضل
علیہ ابوبکر ولا عمر **عد** من حدیث ابی ھریرۃ وفیہ زکریا الوقار وشیخہ مومل
ابن عبد الرحمن ضعیف تُعُقِّبَ بانہما بریان منہ فقد ورد بسند صحیح اخرجہ
ابن ابی شیبۃ فی المصنف عن ابن سیرین **قولہ** اب غور کیا چاہیے کہ مصنف ابن ابی شیبہ
مین بروایت صحیح آنے سے کیونکر معلوم ہوا کہ مومل مذکور ضعف سے بری ہی کیا راوی ضعیف
کبھی کوئی حدیث صحیح نہین بولتا ہی کہ اگر کبھی ایک حدیث بھی اوسکی دوسرونکی روایت سے صحت کو
پہونچ جاتی ہی تو یہ کلمہ منتقض ہوکر وہ راوی ضعف سے بری ہو جاتا ہی ھل ھذا الا عجاب
بلکہ مطلب یہ ہی کہ ان دونون شاگرد و استاد کے ضعیف ہونے سے شبہہ ہوتا تھا کہ یہ حدیث
بالکل بے اصل ہووے اور ابتداءً سہواً انھین سے زد ہوئی ہو سو کہا کہ یہ دونون برے ہین

سے افضل نہیں ہیں

اثبات سے اسواسطے کہ ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح اسکو روایت کیا ہی اور جاننا چاہیے کہ اس توجیہ سے
اگر عبارت موجہ ہوگئی لیکن حدیث کا ضعف دفع نہوا اسلیے کہ ابن ابی شیبہ نے جو روایت کیا ہی وہ
قول ابن سیرین پر موقوف ہی اور حدیث مذکور الصدر مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر پس صحت کو نہ
پہونچی کہ یہ قول ابن سیرین کا ہی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کیطرف نسبت کرنا ثابت نہوا اسواسطے
کہ راوی اوسکا مومل بن عبد الرحمن سامحہ اللہ تعالی ضعیف ہی اور یہان مصنف رسالہ نے عجب کام
(یعنے طیبی ہیان مہدویہ کا)
بے دیانتی کا کیا کہ اپنی بات بنانے کے واسطے ابن عراق کی عبارت سے کہ جسمین اسیقدر لکھا کہ لایا
ہی اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف مین ابن سیرین سے تاکہ دیکھنے والے سمجھین کہ یہ وہی حدیث
ابوہریرہ کی ہی کہ یہان بواسطہ ابن سیرین کے بسند صحیح روایت کی گئی اور یہ نکہا کہ ابن ابی شیبہ جو
لایا ہی وہ قول ابن سیرین کا ہی نہ ابوہریرہ یا حضرت رسالت کا جیسا کہ عبارت ابن عراق سے ظاہر ہی
کہ عن ابن سیرین قولہ اور اگر یہ عبارت سمجھ مین نا آئی تھی تو کیا کتاب برہان بھی نہ دیکھی تھی کہ اوس مین
یہ قول مع تمام سند کے مصنف ابن ابی شیبہ سے منقول ہی کہ حدثنا ابو اسامۃ عن عوف
عن محمد هو ابن سيرين قال يكون في هذه الامة خليفة لا يفضل عليه ابو بكر
وعمر ليس هذه اول قارورة كسرت في الاسلام یہ ایک تتمہ ہی اونکی عادات کا چنانچہ
ابواب سابقہ مین معلوم ہوچکا کہ اونکے پیشواؤن نے کس قدر آیات و احادیث و عبارات کتب
منقول عنہا مین تحریفات کی ہین اور بے اصل اور موضوع حدیثین اپنے موافق لاکر قطعیات
سمجھے ہین اور احادیث صحیحہ اور اجماع قطعی کو کہ اپنے مخالف پایا پس پشت ڈالدیا ہی قولہ اور واسطے
اسکے طریق دوسرا بھی ہی لایا ہی اسکو نعیم بن حماد کتاب فتن مین انتہی جواب تمہاری تقریر سے
معلوم ہوتا ہی کہ تم یہ سب طرق حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سمجھتے جاتے ہو حالانکہ ایسا
نہین ہی بلکہ یہ دوسرا طریق بھی واسطے قول ابوبکر محمد بن سیرین کے ہی کہ نعیم بن حماد نے دوسری
سند سے اوس قول مذکور کو روایت کیا چنانچہ کتاب برہان مین لکھا ہی کہ اخرج نعیم من طریق
ضمرة عن محمد بن سيرين انه ذكر فتنة تكون فقال اذا كان فاجلسوا في بيوتكم
حتى تسمعوا على الناس بخير من ابي بكر وعمر الخ قولہ اور شیخ علی متقی رسالہ کے
بارھوین باب مین لایا ہی اس ابن ابی شیبہ کی روایت کو اور ذکر کیا ہی اسکی صحت کو تو صاحب عقد الدرر

ساتوین باب مین لکھے ہین کہ روایت ہی عوف بن منبہ سے کہ کہی حدیث کہتے ہین ہم کہ ہوگا اسر امت مین خلیفہ نہین فضیلت ہی اوسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی لایا ہی اس روایت کو امام ابوبکر دانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن مین جواب ابن ابی شیبہ کی روایت اوپر مذکور ہوچکی اوس مین عوف محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہین پس معلوم ہوا کہ قول عوف کا مرجع بھی محمد بن سیرین ہین اب ظاہر ہوا کہ جمیع طرق کا مدار محمد بن سیرین کے قول پر ٹھہرا اور معلوم ہوا کہ یہ بات فقط قول محمد بن سیرین کا ہی اب انصاف کیا چاہیے کہ اجماع جمہور صحابہ کرام کا اوپر افضلیت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اور اجماع مرتبۂ تمام صحابہ کا کہ مبطل ہی اس قول ثالث کا جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا اور احادیث صحیحہ کہ صحاح ستہ وغیرہا کتب معتبرۂ حدیث مین باسانید معتبرہ مذکور ہین کہ دال ہین اوپر افضلیت شیخین کے کہ باب پنجم مین مذکور ہوچکین اور آگے بھی آوینگی اور علی مرتضی سے بتواتر قطعی کچھ اوپر اسّی اوکی روایت سے مروی ہوا کہ افضل اس امت مین بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوبکر ہین پھر عمر ہین یہ سب ایک طرف ٹھہرا اور ایک قول محمد بن سیرین تابعی کا ایک طرف ٹھہرا جسکو ذرہ بھی فہم و شعور امور دین مین ہوگا وہ بلا تامل جانیگا کہ قوت کس طرف ہی اور قابل استدلال کون ہی اور اس قول کو اوس اجماع و احادیث کے سامنے کیا رتبہ ہی اسواسطے امت نے اس قول کو آج تک قبول نکیا بلکہ جسوقت محمد بن سیرین نے یہ بات کہی اوسیوقت اونکے حاضرین مجلس نے کمال استبعاد پوچھا کہ کیا ابوبکر اور عمر سے افضل ہوگا اور طرہ یہ ہی کہ محققین مہدویہ کہتے ہین کہ ابن سیرین کے مہدی اور ہین اور مہدی متنازع فیہ نہین ہین چنانچہ کنز الدلائل مین شہاب الدین مہدوی نے لکھا ہی نزدیک ابن سیرین مہدی از غیر بنی فاطمہ مقرر ہست چنانچہ ذکر کرد امام احمد بن عبد اللہ بن علی بن یحیی در کتاب خود کہ نام او آثار الیزیدین ہست بعد ذکر حدیث بخاری عن ابی هريرة قوله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى يخرج رجل من قحطان يسوق الناس بعصاه قال القحطان ابو اليمن قال المقدسي اختلف فيه فقال ابن سيرين القحطاني رجل صالح وهو الذي يصلي خلف عيسى وهو المهدي ولهذا ابن سيرين ذكر كرده المهدي من هذه الامة يؤم عيسى بن مريم بلا قيد انتهى فاطمہ انتهى پس اب مہدویوں کا قول ابن سیرین سے تفضیل مہدی فاطمی کی ثابت کرنا مراد ابن سیرین کو محرف کرنا ہی اور یہ سب ایکطرف دیکھو خود تمہارے مہدی کے قول سے کہ جنکا

[illegible]

معصوم جانتے ہو لہزا نکلتا ہی کہ ابو بکر صدیق کا افضل ہونا لوح محفوظ کی لکیر ہی اسواسطے کہ او ہوا کہ تمہارے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ محی الدین بن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اصل لوح محفوظ سے بعد قلم کیا ہی اور شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کوئی شخص سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی اب اگر تمہارے نزدیک افضل ہین ابو بکر صدیق سے تو کشف اونکا خطائے فاحش ہوا اور معصومیت مین بٹہ لگا تمہارے اصول کے موافق غارت ہوگئی پس تمہاری برخورداری اور سعادت مندی اسمین کہ اپنے بزرگ کو جھٹلاتے اور محمد بن سیرین کے قول کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرتے کہ لفظ خلیفہ کا اونپر بھی صادق ہی جیسا کہ مشکوۃ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ الحدیث یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واللہ کہ اوتر ینگے عیسی ابن مریم اس حال مین کہ حاکم عادل ہونگے پس توڑ ینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور اوٹھا جزیہ یعنی ذمیونکو جزیہ لیکر امت کے دین پر چھوڑ دینا موقوف کرینگے بلکہ قتل یا اسلام کا حکم فرما اور مہدویہ کے ایک رسالہ عربیہ مین یہ لکھنے مین آیا کہ خلیفہ چھ ہین خلفائے راشدین اور مہدی اور عیسی مگر مہدی اور عیسی جامع ہین خلافت اور امامت کو بخلاف خلفائے راشدین کے کہ وہ فقط خلافت رکھتے تھے اور امام وہ ہی کہ سبب نجات امت ہو جیسا کہ حدیث مین ہی کہ کیف تہلک امۃ انا فی اولہا وعیسی فی آخرہا والمہدی من اہل بیتی فی وسطہا بلکہ ابن عدی کی حدیث جو تمنے شروع مین نقل کی وہ حضرت عیسی سے نہایت مناسبت رکھتی ہی نہ مہدی سے اسلیے کہ اوسمین ہی کہ ہوگا آخر زمانے مین ایسا خلیفہ اور ظاہر ہی کہ آخر زمانے مین حضرت عیسی علیہ السلام کی ہوگی اور مہدی کی خلافت اونسے پہلے ہوگی کہ اسپر لفظ وسط کا صادق جیسا کہ مشکوۃ مین ہی کیف تہلک امۃ انا اولہا والمہدی وسطہا والمسیح آخرہا یعنی کیونکر ہلاک ہوگی امت کہ مین اول اسکا ہون اور مہدی وسط اوسکے اور مسیح آخر اوسکے اور نقل اوسکے ایک حدیث بروایت ابو نعیم کے ہوئی کہ اوسمین یہ الفاظ ہین لن تہلک الامۃ انا اولہا واخرہا فیہم رسول اللہ آخرہا فیہم عیسی ابن مریم یعنی

اس امت کے اول بہلے اور آخر والے ہیں اول الذین میں رسول اللہ ہیں اور آخر والون میں عیسی بیٹے
مریم کے بیچ میں مہدی چونکہ لائق نہ تھا کہ قول محمد بن سیرین کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرتے
کہ خلاف اجماع و تقدیم مہدی کا اجماع مرکبا ہوتا اور احادیث صحیحہ کی بھی مخالفت لازم آتی
اور شیخ محی الدین بن عربی کا کلام بھی ایسے مخالف نہ ہوتا اور اونکے واسطے سب سے بڑی بات تھی کہ
مہدی ثناخوانی ابن عربی پیچ پیچ نکالے مگر انہوں نے مہدی کی افضلیت پر اونکی مہدویت کو فدا کر دیا
اور مصداق اس کلام کے ہوئے **شعر** یکے بر سر شاخ بن می برید * خداوند بستان نگہ کرد و دید * بگفتا
کہ این مرد بد میکند * نہ با من کہ بر نفس خود میکند * اور حیرت کا مقام ہے کہ مہدویہ حمل مطلق کا مقید پر
حرام جانتے ہیں تا کہ جس حدیث میں کہ کچھ حال مہدی کا مذکور ہو اور تعبیر مہدی کی بلفظ امیر و خلیفہ وغیرہ کے کی
گئی ہو وہان جاری گر نہ پاوے ہی اور امیر و خلیفہ مطلق کا حمل مہدی پر کیا جاوے یہاں اپنے اوس
قرار دادہ اصول کے خلاف خلیفہ مطلق کو مہدی پر اسطرح حمل کرتے ہیں **قولہ** اور بعضے تاویل
و توجیہ کیے ہیں ان روایتوں میں اسطرح سے کہ حضرت مہدی کے وقت میں فتنے اور حادثے زیادہ ہیں اون
فتنوں سے جو خلافت میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہوئے یہ فضیلت اور زیادتی باعتبار حادثوں کے
ہے نہ باعتبار ثواب کے کیونکہ صحیح حدیثیں اور اجماع اس بات پر ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما افضل
الخلائق ہیں بعد انبیا علیہم السلام کے **جواب** شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب برہان میں
فرمایا کہ مؤلف کتاب عرف وردی نے کہا کہ جیسا کہ حدیث **بل اجر خمسین منکم**
میں تاویل کی گئی ہے ویسی لفظ ابن سیرین میں بھی تاویل کرنا مناسب ہے اسواسطے کہ زمانہ مہدی میں
فتنے نہایت سخت ہونگے اور تمام نصاری اوپر ہجوم کرینگے اور دجال محاصرہ کریگا چونکہ اون سب کو
اللہ تعالی اونکے ہاتھ سے دفع کرا دیگا اس سبب سے اونکو اس امر خاص میں فضل ہے ابوبکر و عمر
رضی اللہ عنہما پر اس بات میں کہ اونکا ثواب زیادہ ہو اور مرتبہ خدا کے پاس شیخین سے بلند تر
ہو سکتے ہوں اسواسطے کہ احادیث صحیحہ اور اجماع اسپر ہے کہ ابوبکر و عمر افضل الخلائق ہیں بعد انبیا اور مرسلین
کے انتہی یہ تاویل کرنا اور اوس قول ابن سیرین کو ساتھ دوسرے اور اثر صحیح کے تطبیق اور توفیق
دینا محض تبرع اور رعایت قائل کی ہے ورنہ بموجب قواعد علم اصول حدیث اور فقہ کے یہاں تاویل کی
کچھ ضرورت نہیں [illegible] اسواسطے کہ کتب اصول میں مصرح ہے

کہ درمیان قوی وضعیف کے تعارض نہیں ہوتا ہی اور جب قول ضعیف قوی کے مخالف
ہوجاتا ہی اسیواسطے حدیث مشہور متواتر کی معارض نہیں ہوسکتی اور خبر واحد مشہور
نہیں ہوتی البتہ جب دو خبرین برابر رتبے کے متعارض نظر آتی ہین تو یہان اگر ممکن ہوتا ہ
توفیق وتطبیق کرکے دونون پر عمل کرتے ہین اور اگر تطبیق نہیں ہوسکتی ہی مگر تاریخ معلو
ہی تو اول کو منسوخ اور متاخر کو ناسخ جانتے ہین اور اگر تاریخ معلوم نہو تو کسی وجہ سے ا
دیکر اوسی پر عمل کرتے ہین اور اگر ترجیح نہ ہوسکے تو توقف کرتے ہین اور حکم دونونکا ساقط ہو
اذا تعارضا تساقطا تاکہ ترجیح بلا مرجح نہ لازم آوے یہ خلاصہ ہی مسلم الثبوت اور شرح تحریر العلا
شرح نخبۃ الفکر اور نور الانوار اور تحقیق الحسامی وغیرہ کا اور ظاہر ہی کہ یہان قول ابن سیرین کا
بسند صحیح مروی ہوکر روبرو اجماع اور قول صحابہ کرام اور حدیث سید الانام علیہ السلام
رکھتا ہی کہ معارض ومناقض کہلاوے بلکہ قول صحابی بھی مقابل حدیث صحیح کے ترک کیا جا
البتہ جب کوئی حدیث کسی مقدمے مین ہاتھہ نہ لگے تو قول صحابی کا حجت ہوتا ہی دوسرا
واسطے مگر باین تفصیل کہ جو قول صحابی کا کہ صحابہ مین مشہور ہوا اور اونھون نے اوسپر سکوت
اوسکی تقلید واجب ہی اسلیے کہ وہ اجماع سکوتی ہوا اور اگر دوسرے صحابہ نے اوس مین خلاف
تقلید واجب نہیں ہی بلکہ حسب صحابی کا قول مجتہد کے راے کے مطابق ہوا اوسپر عمل کر
باقی رہا وہ قول کہ اوسمین اختلاف اور اتفاق اونکا ثابت نہو خواہ وہ قول قابل اجتہاد ہو یا
امام شافعی کے نزدیک اوسکی تقلید ضرور نہیں ہی اور ابو سعید بردعی کے نزدیک ضرور ہی اور کر
کے نزدیک غیر اجتہادی مین ضرور ہی جیسا کہ توضیح مین ہی اور قول ایسے تابعی کا کہ صحابہ کرا
فتوے کو اپنے قول پر ترجیح دیتے تھے یا تسلیم کرلیتے تھے جیسا کہ قاضی شریح اور مسر
بعضون کے نزدیک مانند قول صحابی کے ہی اور اگر اونکا فتوی صحابہ کے وقت مین چلا ہو تو
مانند دوسرے مجتہدون کے ہین کہ تقلید واجب نہیں ہی اور صاحب مسلم الثبوت اور بحر
نے اس تفرقہ کو رد کیا اور کہا کہ کسیطرح کا تابعی ہو اوسکی تقلید واجب نہیں ہی اور دلائل
تفرقہ کا جواب دیا اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مین تابعی کی تقلید نہیں کرتا ہون اسلیے کہ وہ بھی
اور ہم بھی مرد ہین یہ سب چون وچرا اوسوقت ہی کہ اوس مقدمے مین کوئی حدیث ضعیف

یا قوی موجود نہو چہ جاے اسبات کی کہ اجماع اور احادیث صریحہ صحیحہ ہوتے ہوئے قول محمد بن سیرین
تابعی کا سب پر ترجیح دیا جاوے نعوذ باللہ من سوء الفہم **قولہ** اب سمجھیے جیسا کہ تاویل ان روایتون مین
بعض سے ہی ویسا ہی یہ اجماع مین جو کہ بیان اوسکا شاہ عبد العزیز دہلوی کی تفسیر سے **جواب**
مقدمۂ اولی کا جواب اوپر گذر چکا کہ ان روایتون مین اگر تاویل نکرین تو بھی بسبب مخالفت قوی کے
اصلا قابل استدلال نہین ہین کہ تم اپنے مہدی کی افضلیت مین اوسپر متمسک ہو اور مقدمۂ ثانیہ
بہتان محض ہے شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز اس مقام مین نہ اجماع کا ذکر کیا نہ اوسکے تاویل کا
حیرت ہے زبان قلم پر لائے فقط اسقدر لکھا ہی کہ اہل سنت وجماعت نے لفظ اتقی سے کہ آیت
سیجنبہا الاتقی مین ہی تمسک کیا ہی اوپر افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد پیغمبرون کے تمام
امت پر بعد اوسکے تقریر تمسک کی بیان کر کے واسطے علیحدہ کرنے پیغمبرون کے دو تاویلین کین
کہ وہ جیسا کہ ہمکو مضر نہین ہین تمکو کچھ مفید نہین ہین چنانچہ مفصلاً مذکور ہو چکا یہان اجماع کا
کیا ذکر تھا اور اوسکی تاویل کجا ابوبکر صدیق کی فضیلت پر دلائل متنوعہ ہین آیات دلیل علیحدہ ہین
اور احادیث صحیحہ دلیل جداگانہ ہین اور اجماع دلیل برا سہی البتہ تمنے اس اجماع مین باختلاف فرقۂ
تفضیلیہ جرح کی تھی سو اوسکا جواب بطور تسلیم کے بغرض قطع نزاع کے اجماع مرکب سے بخوبی
دیا گیا اور اگر یہ غرض نہوتی تو ہو سکتا تھا کہ کہا جاتا جیسا کہ علماے اہل سنت نے کہا ہی کہ تمام صحابہ نے
اوپر افضلیت ابوبکر صدیق کے اجماع کیا ہی پس فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قطعی ہی چنانچہ یہ مذہب
شیخ ابو الحسن اشعری کا اور مفاد کلام امام مالک کا یہی ہی اور حکایت اس اجماع صحابہ اور تابعین
کی امام شافعی وغیرہ اکابر ایمہ نے کی ہی اور بعض صحابہ سے جو تفضیل جناب مرتضوی کی منقول ہی
یا مراد اوس سے فضل جزوی ہی باعتبار سبقت اسلام یا قرابت حضرت خیر الانام کے یا مراد تفضیل
باقی امت پر ہی سواے شیخین کے اور اگر بالفرض مراد فضل کلی ہی شیخین پر یعنی کثرت ثواب و عظمت
نفع اسلام اور ترس وتقوی اور قرب حضرت ذو الجلال کے بسبب اوسکے تفضیل شیخین کی ظنی ہو جاوے
جیسا کہ ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین کی مرضی ہی تو بھی اجماع مرکب کہ مبطل افضلیت مہدی کا ہی
موجود ہی اور ہر صورت مین مہدویونکا دعوی نابود ہی **شعر** شادم کہ از رقیبان دامن کشان
گذشتی * گو مشت خاک ماہم بر باد رفتہ باشد * **تنبیہ** یہ خیال نکیا چاہیے کہ جنکے نزدیک

افضلیت حضرت صدیق اکبر کی ظنی ہوگی لحقیت خلافت بھی ظنی ہوگی بلکہ خلافت سبکی نہ
قطعی ہے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بسبب شبہ
کے یا اجماع صحابہ سے بسبب خلاف بعض کے اگر افضلیت صدیق اکبر کی ظنی ہو جاوے ولے
بسبب متواتر ہونیکے کہ کچھ اوپر اسّی راوی ناقل ہین قطعی ہے یہ بات کہ جناب علی مرتضی کا یہہ
اور اعتقاد تھا کہ ابوبکر صدیق مجھسے اور سب امت سے افضل ہین پس جنکے نزدیک
مرتضوی معصوم ہین لامحالہ افضلیت ابوبکر صدیق کی قطعی ہوگئی اور جنکے نزدیک غیر معصوم
اونکے نزدیک یہ امر قطعی ہوا کہ خود جناب مرتضوی تفضیلیون مین نہین ہین اور مفضلین اونکے
اعتقاد کے مخالف ہین کہ مدعی سست و گواہ چست اور زیادہ تفصیل صواعق محرقہ وغیرہ
ہے **قولہ** اور جیسا کہ صحیح حدیثین اس بات پر ہین ویسا ہی صحیح روایت ابن ابی شیبہ سے اوس
بات پر ہے اور یہ صاحب تاویل بھی قائل ہے اوسکی صحت کا جو رسالہ برہان مذکور مین مذکور ہے جو
اوسکا جواب قبل چند ورق کے گذر چکا **قولہ** ولیکن ترجیح باعتبار کثرت ادلہ کے نہین جائز
جواب اس مسئلے مین اختلاف ہے ایمۂ دین کا امام ابوحنیفہ اور ابویوسف رحمہما اللہ تعالی کے
نزدیک جو خبر کہ حد شہرت اور تواتر کو نہ پہونچی ہو اوسکی ترجیح دوسری اوسی نوع کی خبر پر بکثرت
اور روات کے صحیح نہین ہے جیسا کہ شہادت مین صحیح نہین ہے اور امام محمد اور امام شافعی اور امام
مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک صحیح ہے اور ہر ایک کے دلائل مسلم الثبوت وغیرہ کتب
اصول مین مذکور ہین مگر بسبب باہم اوسیوقت بن آتی ہین کہ دونون دلیلین ایک قسم اور ایک
کی ہوون مثلاً ایک مضمون کی ایک حدیث ہے اور اوسی قسم کی اوسکے مخالف المضمون چند حدیثین
ہین یا پہلی کے تھوڑے راوی ہین اور دوسری کے بہت اس صورت مین شیخین کے نزدیک
کثرت سے ترجیح نہین ہوسکتی ہے اور جمہور کے نزدیک ہوسکتی ہے اور اگر دو دلیلین مختلف القسم
ہین تو بلا خلاف اعلی مرتبے والی کو اگرچہ تنہا ہو ادنی مرتبے والی پر ترجیح دینگے چہ جائیکہ وہ اعلی متعدد
بکثرت ہووے وہان ترجیح مین کیا کلام ہے چنانچہ آیت کو حدیث پر ترجیح دیوینگے اور آیات مین ظاہر
نص کو اور نص پر مفسر کو اور مفسر پر محکم کو ترجیح دیتے ہین اور احادیث مین متواتر کو مشہور پر
اور مشہور کو خبر احاد پر ترجیح دیتے ہین اور اخبار احاد مین باعتبار متن اور سند کے بہت سے

بعد انبیا اور مرسلین کے کہ وہ بہتر ہوا ابوبکرؓ سے حدیث آفتاب طلوع و غروب نہین کیا ہی بعد پیغمبروں
اور رسولون کے کسی پر کہ بہتر ہوا ابوبکرؓ سے حدیث حق تعالی نے میرے بعد اس سے بہتر کسیکو
پیدا نہین کیا اور اسکی شفاعت قیامت کے دن پیغمبرونکی شفاعت کے مانند ہوگی اب ظاہر ہو کہ ان
سب حدیثون کی دلالت اس بات پر ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہین اون لوگون سے جو موجود تھے
اوس زمانے مین یا اوسکے آگے کیونکہ لفظ خطاب کا اول حدیث مین کہ وہ افضل ہی تم سب کا صاف
دلالت کرتا ہی شق اول پر فقط اور لفظ ماضی کا باقی حدیثون مین کہ آفتاب طلوع و غروب نہین کیا
کسی پر اور کسیکو پیدا نہین کیا صاف دلالت کرتا ہی دونون شقون پر اور یہ ملے ان حدیثون کے جو حدیث
کہ اس مقدمے مین ہی اس معنی کا احتمال رکھتی ہی جیساکہ مشکوۃ شریف مین باب مناقب ابوبکر رضی اللہ
عنہ مین صحیح بخاری سے ہی کہ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہی کہ پوچھا مین نے اپنے باپ سے کون آدمیونکا
بہتر ہی بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے
کہ تھے ہم زمانے مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہین برابر کرتے تھے ساتھ ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے
کسیکو اور روایت مین ابوداؤد کی یہ روایت اسطرح ہی کہ افضل امت نبی بعدہ ابوبکر ہین الحاصل افضلیت
جناب امیر المؤمنین ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کی حضرت مہدی موعود علیہ السلام پر کسی
دلیل صریح قطعی سے ثابت نہین ہوسکتی ہی جیساکہ حضرت عیسی علیہ السلام پر بعد نزول کے ثابت نہین
ہی اور باقی دلیلین اس مسئلے کی تفصیل وار رسالہ دوازدہ جواب مین حضرت علماء ربانی عبد الملک سجاوندی
رحمہ اللہ تعالی سے مذکور ہین جواب اون روایتونکی توجیہ و تاویل کا سبب و پیر یکرات و مدارات معلوم
ہوچکا اگر تاویل نکرتے تو بسبب مخالفت اقوی کے بالکل ساقط تھیں اور چونکہ احتمال بہتر ہی اہمال سے
سو ناچار او نہر غا تاویل کردی گئی موافق محاورات اور عرف شرع کے نہ جیساکہ تمنے اس صحیح حدیثونکو
کہ موافق اجماع اور اصول دین کے ہوتے ہوئے خواہ مخواہ تاویل کرکے اصول و اجماع کو برہم کردیا
اور تاویل بھی ایسی کہ محاورات قرآن و حدیث کے سراسر خلاف اسلیے کہ مدار تمہاری تاویل کا دو بات
ٹھہرا ایک یہ کہ جس حدیث مین صیغہ خطاب کا آیا وہان فقط حاضرین مراد ہین نہ بعد پیدا ہونے والے
یہ سراسر مخالف محاورہ قرآن و حدیث کے ہی اسواسطے کہ قرآن و حدیث مین جبکہ مطلقاً خطاب طرف
مؤمنین کے ہوتا ہی تو حاضرین پر اختصار نہین ہوتا ہی بلکہ جمیع مؤمنین امت مخاطب ٹھہرتے ہین چنانچہ لازم

اوسکے خطابات اَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ
الْيَتِيْمِ وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ
كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ
يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ اَنْقِذُوا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنَّ
اللہ عز وجل اجارکم من ثلث خلال ان لا یدعوا علیکم نبیکم فتہلکوا جمیعا
وان لا یظہر اہل الباطل علی اہل الحق وان لا یجتمعوا علی ضلالۃ ولکنی لست کا
منکم اور سوا اوسکے اور ہزارہا خطاب مخصوص اوس عصر کے لوگون سے ہوجاوین اور تمام استعا
کی نے خطاب وحساب غیر مکلف ہیجاوے کوئی عاقل بھی ایسا ہذیان زبان پر لاویگا دوسری یہ بات کہ
صیغہ جس حدیث مین فقط اونھین لوگون پر دال ہی کہ پیدا ہو چکے ہین خواہ زمانہ تکلم تک زندہ ہون یا
اور بعد والے اوسکے مصداق نہین ہین حالانکہ قرآن و حدیث مین یہ محاورہ دائر و سائر ہی کہ ماضی
بجاے استمرار کے آتا ہی جیسا کہ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ہ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا اِنَّ اللّٰهَ كَا
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا وَكَانَ اللّٰهُ قَوِ
عَزِيْزًا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور ایسی یہ بھی دائر و سائر ہی کہ تعبیر مستقبل کی لفظ ماضی سے کرتے ہین جیسا کہ
اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَ
وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّا
وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا الآیات اور قاعدہ مقررہ علم بلاغت ہی کہ جس چیز
متحقق الوقوع ہونے پر تنبیہ منظور ہوتی ہی وہ اگرچہ مستقبل ہو لیکن بلفظ ماضی تعبیر کرتے ہین اور مطو
مین لکھا ہی کہ یہ محاورہ کلام عرب مین خصوصًا کلام اللہ مین شمار سے باہر ہی اور طرفہ یہ ہی کہ حدیث مح
بن حنفیہ مین نہ لفظ ماضی کا ہی نہ خطاب کا اسکو بھی اپنے قاعدہ اختراعی مین داخل کردیا اوسکے الفا
یہ ہین کہ محمد بن حنفیہ فرماتے ہین کہ مینے اپنے والد ماجد یعنی علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ ای
الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر یعنی کون آدمی افضل ہی بعد پیغمبر صلی
علیہ وسلم کے فرمایا ابوبکر بھلا یہ بات کوئی اس بزرگوار سے پوچھے کہ بات مجھ مین جو حدیث امام احمد کی مذ

اوسمین یہ الفاظ ہین سیدا کھول اہل الجنۃ وشبابہا بعد النبیین والمرسلین یعنی ابوبکر
سردار ہین بعضون اہل جنت کے اور جوانون اہل جنت کے بعد انبیا اور مرسلین کے یہان کونسا زمانہ
کونسا خطاب ہی اور اوسی باب مین حدیث طبرانی کی جو مذکور ہوئی کہ ان روح القدس جبرئیل
خبرنی ان خیر امتك بعدك ابو بکر یعنی حضرت سے فرمایا کہ روح القدس جبرئیل نے
خبر دی کہ تمھاری امت کا افضل بعد تمھارے ابوبکر ہی یہان امت سے بعض مراد ہین یا تمام
بعض ہین تو کونسا قرینہ مخصصہ مرجحہ ہی کہ اوسکے واسطے کلام ظاہر سے پھیرا جاتا ہی اور اگر
امت مراد ہین تو یہ تمھارے مدعی مہدویت بھی وصحابہ داخل ہین یا نہین اگر ہین تو ابوبکر صدیق
نسے افضل ہوسکے اور اگر اس خوف سے امت مین بھی داخل نہین ہوتے ہین تو ہمکو
نسے کیا کام ہم کلام اوس شخص سے کرتے ہین کہ اس امت اجابت مین داخل ہو اور اوسی
یث و قرآن سے ہمارا الزام تمام ہوتا ہی **حکایت** ایک روز مصنف اس رسالہ مردود سے کہ اپنی
تصنیفات کی داد مانگنے کے واسطے گھر بگھر پھیری کیا کرتے تھے مینے کہا کہ اگر ہم کوئی ایسی حد
دیوین کہ اوسمین افضلیت صدیق اکبر کی تصریح ہو اولین و آخرین پر جب تو تسلیم کروگے
نے لگے ایسی کہان حدیث ہی مینے کہا ترمذی مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ
یہ آلہ وسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حق مین فرمایا کہ ھذان سیدا کھول اہل الجنۃ
الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین الحدیث یعنی یہ دونون بہتر ہین کہول
جنتیون کے اولین و آخرین سے سوائے انبیا اور مرسلین کے کہول جمع کہل کی ہی اور صراح مین لکھا ہی
کہل مرد میانہ سال اکتہال دو موی ہونا اور پنج فضائل مین فضیلت سید محمد مین مذکور ہی کہ اونکی
ڈاڑھی مین سیاہی زیادہ تھی جب اونکے باپ مہدی کو دفن کرنے لگے اونکی داڑھی مثل مہدی کے برابر دو موی
حلیہ مہدی کے مشابہ بن گئی اس سے معلوم ہوا کہ اونکے مہدی دو مویہ تھے اور قطع نظر اسکے
تحقیق اسکی باب پنجم مین ہو چکی کہ اوکہول سے اس حدیث مین سب برنا و پیر ہین اور یہ بھی مذکور
ہوا کہ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی و امام احمد اور ابو یعلی اور ضیا اور طبرانی نے بطرق متعددہ
روایت کیا ہی القصہ مصنف مذکور نے بعد سماعت اس حدیث کے متحیر ہو کر اس طریق استدلال سے
انکار کیا اور کہا کہ ہم جو احادیث سے دلائل نقل کرتے ہین یہ فقط موید ات مین ہمارا مدار اسپر نہین ہی

اصل دلیل ہماری یہ ہی کہ ہمارے نزدیک جبکی مہدویت باخلاق نبویہ ثابت ہوئی اوس نے ایسا دعوی کیا ہی پھر اوراق کو چونکہ اوسوقت اپنے یہ غرض متعلق تھی کہ واسطے استکشاف مذہب کے اونکے پیشواؤن کی کتابین اونسے بملایمت وصول کرے بخوف اس امر کے کہ بھڑک جاوینگے مباحثہ کو طول ندیتا تھا ورنہ اوسکا جواب نہایت معقول تھا کہ کذب سب ادیان آسمانی مین اخلاق حسنہ سے خارج ہی خصوصًا خداوند پاک پر جھوٹھ باندھنا کہ مجکو فلان اور فلان سے افضل بنایا ہی پس اس دعوی افضلیت کا صدق جزء اعظم اخلاق ہی کہ مہدویت جسپر موقوف ہی اب اگر اس دعوے کا اثبات خارج سے نکرکے مہدویت پر موقوف رکھو تو دور لازم آتا ہی کہ قسم محالات بدیہیہ سے ہی اور سوا اوسکے دوسری بداخلاقیان بھی باستیعاب تمام باب سوم کی دلیل ہفتم مین گذر چکین پس ایسے شخص کے دعوے کا ثبوت اوسی کے اعتماد پر محال ہی غرض کہ اس قسم کے واہیات اس قوم مین حد و حساب سے باہر ہین اور با این ہمہ یہ جانتے ہین کہ ہمارے دعوے کے دلائل مجملہ قطعیات و برہانیات ہین جیسا کہ مصنف مذکور اسمقام مین سمجھے ہین کہ مین مہدی کی افضلیت حضرت صدیق اکبر پر بخوبی ثابت کر چکا اسواسطے اب آگے اس بات پر کمر باندھتے ہین کہ مہدیکو برابر وہم رتبہ حضرت سید الاولین والآخرین کے ثابت کرین العیاذ باللہ شعر تو کار زمین را نکو ساختی

کہ با آسمان نیز پرداختی ✝ **مطلب دوم** مسئلہ حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام فضیلت وبزرگی مین ہمسر و برابر ہین حضرت محمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل نقلیہ وشرعیہ سے لیکن دلائل نقلیہ پر یہ کہ منقول ہین ملک شیخ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ احکام وبیان سے حضرت مہدی علیہ السلام کے جو امر اللہ مراد اللہ ہی انتی برابری دو محمد کی پائی ہم کہ دو شخص کو اور دو چیز کو روا نہین جواب مہدی نبی حضرت رسالت پناہ کی اولاد مین ہین اور جسکو ذرا بھی ہوش وحواس ہین جانتا ہی کہ والد اور ولد کا ایک شخص ہونا محال ہی پس بالبداہتہ حضرت رسالت پناہ اور مہدی دو شخص ہوئے اب یہ کہنا کہ انمین انتی برابری پائی ہم کہ دو شخص اور دو چیز کو روا نہین حقیقت مین یہ کہنا ہی کہ مہدی اور حضرت رسالت پناہ علیہ یہ برابری روا نہین ہی پس تمنے خود اقرار کیا کہ ہمارا دعوی برابری کا ناروا اور ناجائز ہی سبحان اللہ یہ قدرت الٰہی اور معجزہ حضرت رسالت پناہی ہی کہ ہمارے الزام اور جواب دینے کے آگے ابتدائے بحث مین تم باطل قبیح پر ہونیکا اور ہم حق صریح پر ہونے کا تمھی سے اقرار کر دیا اوسپر علاوہ یہ ہی کہ کہتے ہو

...یہ بزرگی بارہا مہدی سے تمام و بیان سے پائی گئی پس قرار اس امر کا ہوا کہ خود مہدی اس بارہا کا
حکم کرتے تھے اور ناروا بات کا حکم کرنا خطاے فاحش ہے یہاں معلوم ہوا کہ مہدی موعود تھے اسواسطے
کہ تم بالاتفاق قائل ہو کہ مہدی موعود سے حکم میں خطا سرزد نہو گی کہ یقفو اثری ولا یخطی لفظ ان
اونکی ہی یہاں خود تمنے در پردہ انکار اونکی مہدویت کا کیا **قولہ** اور حضرت نے فرمایا مہدی سے کوئی
بزرگ نہیں ہے بجز خداے تعالی کے **جواب** تمہارے حضرت کی کون سی بات پر اعتبار کرنا چاہیے یہاں
تو معلوم ہوا کہ خدا کی بزرگی کچھہ مانتے تھے اور اپنے سے بڑا جانتے تھے اور پنج فضائل میں لکھا ہے کہ مقام فراہ
میں یہی بزرگوار میاں نعمت کے سامنے آکر بولے کہ انا اللہ رب العالمین یعنی میں اللہ ہوں پروردگار
عالمین کا اور اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ میں بندہ ہوں خدا فی الحال ہو جاتا ہے لیکن بندہ ہونا محال
ہے انتہی شاید مہدوی لوگ اس تعارض کی یوں تطبیق دیوینگے کہ وہ خدا کہ مہدی سے بزرگ ہے وہ
اور ہے اور وہ خدا کہ مہدی اور وہ ایک ہے اور وہ خدا کہ بندہ بن جانا آسان ہے وہ اور ہے اسواسطے کہ اونکے
مہدی کے اعتقاد میں نبی پرلے ملا کر سبت سے خدا ہیں جیسا کہ شواہد الولایت کے آٹھویں باب میں
لکھا ہے کہ مہدی نے شاہ بھیک سے کہا کیا پڑے لئے خدا پر مقید ہو گئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت
پڑھی **شعر** بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری ‡ ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگرست تعالی اللہ عما
یقول الظالمون علوا کبیرا **قولہ** اور حضرت نے فرمائے حب کہ ہم مشقت زیادہ کرتے ہیں تو برابر
ونکے ہوتے ہیں **جواب** معلوم ہوا کہ مہدویت واسطے مساوات انکے کافی نہیں ہے بلکہ خیر اخیر
ونکی علت کا زیادت مشقت ہے اور لفظ حب کا کہ دال ہے اس بات پر کہ مشقت زیادہ ہمیشہ نہیں
ہوتی ہے پس برابری بھی کہ اوسی پر معلق تھی اوسوقت نہو گی لیکن مقام مہدویت بھی اوسوقت جاتا
رہتا ہے یا نہیں اگر نہیں جاتا ہے تو باوجود مہدی ہونیکے حضرت رسالت سے کم رتبہ ہوتے ہیں پس کلیہ ساتھ
سا ٹھہرا کہ مہدی سے کوئی بزرگ نہیں ہے بجز خداے تعالی کے اور اگر مہدویت سے اوسوقت معزول ہو جاتے ہیں
و قطع نظر اس قباحت کے کہ اگر ان اوقات معزولی کو منہا کریں تو پانچ برس بھی کہ مشہور ہیں تو نہ مہدویت
کی ہو پوری بھی نہیں ہوتیں بڑی خرابی یہ پڑتی ہے کہ اونکے اصحاب و مرید کہ اوسوقت بھی انکو البتہ مہدی
اعتقاد کرتے تھے ضلال و خطا میں مبتلا رہتے تھے اسلیے کہ جیسا کہ غیر نبی کو نبی جاننا خداے
پر افترا ہے ویسے ہی غیر مہدی کو مہدی سمجھنا اور یہ بزرگوار اوسوقت اس لقب غیر واقعی پر راضی ہو کر

سکوت کرتے تھے اور مصداق اس آیت کے ہوتے تھے یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا کہ اللہ تعالی
مذمت فرماتا ہی اون لوگونکی جو صفت اپنے مین نہو اوسپر اپنی تعریف و ثنا ہونیکی خواہش رکھتے ہین اور یہ
بھی اس کلام سے معلوم ہوا کہ رتبہ حضرت خاتم الرسالت کا کہ فائق ہی رتبہ نبوت و رسالت محضہ پر اونکے نزدیک
کسبی ہی کہ جب مشقت زیادہ کرتے ہین تو حاصل ہوجاتا ہی پس اوسکے مستحق ہونیکا سبب یا شرط زیادہ مشقت
ہوئی اور یہ مذہب اہل ایمان کا نہین ہی بلکہ مشرب معتقدین فلاسفہ یونان کا ہی جیسا کہ شرح مواقف مین
لکھا ہی کہ رسول ہونے کے واسطے یہ شرط نہین ہی کہ پہلے خلوت مین بیٹھکر مجاہدہ کرے اور خلق سے منقطع
ہوجاوے اور ریاضتین کرکے احوال عمدہ پیدا کرے اور صفائی جوہر اور پاکیزگی فطرت اوسکی استعداد ذاتی
ہوئی جیسا کہ حکما کا زعم ہی بلکہ نبوت ایک رحمت اور عطاے الہی ہی کہ فقط اوسکی مشیت سے متعلق ہی
جسکو چاہتا ہی اوسکو اس رحمت سے سرفراز و مختص فرماتا ہی وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اور شرح
مقاصد مین لکھا ہی کہ حق یہ ہی کہ پیغمبرونکا بھیجنا لطف و رحمت الہی ہی کہ کیا تو احسان کیا اور اگر نکرتا
تو اوسپر کچھہ عیب نتھا جیسا کہ اہل سنت کا تمام الطاف الہی مین یہی مذہب و اعتقاد ہی اور پیغمبری
اس امر پر مبنی نہین ہی کہ پیغمبر مین پہلے کچھہ استحقاق ہووے اور کچھہ اسباب و شروط اوس مین
جمع ہووین وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ
رِسَالَتَہٗ انتہی اور انکار اسباب کا کہ مقام نبوت محنت و مشقت اعمال سے حاصل ہوتا ہی کچھہ نیا
مقدمہ نہین ہی بلکہ قدیم سے اتفاق امت اور اجماع اہل سنت اس پر چلا آتا ہی یہان تک کہ جو شخص
ایسی بات زبان پر لاتا تھا اوسکا خون مباح جانتے تھے اور کیسی ذی رتبہ آدمی ہو اوسکو بلا تامل
قتل کرتے تھے چنانچہ ایسی حادثے مین ۳۵۴ ہجری مین محمد بن حبان صاحب کہ شاگرد نسائی کا اور
استاد حاکم کا ہی اور کتاب صحیح بن حبان مشہور آفاق ہی مبتلا ہوا وجہ اوسکی یہ تھی کہ اپنی کسی کتاب مین
لکھا تھا کہ النبوۃ العلم والعمل اوس عصر کے اہل اسلام نے فقط اتنی بات سے زندیق ٹھہرایا
اور ملاقات اور حدیث پڑھنا بالکل موقوف کردیا یہانتک کہ خلیفہ وقت نے موافق فتوے علما کے
حکم قتل کا دیا اور محدثین نے اس کلام کے حق مین کہا کہ ذلک نفس فلسفی اور بعضونے بسبب
معلوم ہونے صحت اعتقاد انکے کچھہ تاویلات بھی کین اور یہان تو عقاید الہیات و نبوات مین وہ
فساد اعتقادی [illegible] ایسی ہی جیسا کہ [illegible]

کہان تلک تاویل وتوجیہ کریگا اور تاویل کی گنجایش کہان ہی اسواسطے کہ مہدویون کے اعتقاد مین مہدی کے
بیان مین تاویل وتحویل کرنا حرام ہی اور مخالفت کرنا ہی ساتھہ ذات مہدی کے چنانچہ آخر مین عقیدہ کے
کے سید خوندمیر نے لکھا ہی **قوله** اور اتفاق حضرت کے اصحاب کا ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی
علیہ السلام ایک ذات ہین **جواب** شاید کہ اصحاب نے جب دیکھا کہ احکام وبیان مہدی سے وہ برابری
پائی جاتی ہی کہ دو شخص اور دو چیز مین روا نہین ہی جیسا کہ گذرا تو سب نے ملکر اپنے پیر بزرگوار کی بزرگی ثابت
ور بات بنانے کے واسطے اتفاق کیا کہ مہدی اور حضرت رسالت دو شخص نہین ہین کہ برابری
مذکور روا نہووے بلکہ یکذات ہین مگر حیرت کا مقام ہی کہ اتنے بڑے بڑے پرانے جمع ہوئے مگر ایک
کے بھی سمجھہ مین اتنا نہ آیا کہ مہدی اولاد مین حضرت رسالت کے ہین اور باپ بیٹے کا ایک ذات ہونا
محال ہی اور قطع نظر باپ بیٹے سے مطلق جواہر مین تداخل محال ہی تمام عقلاے دنیا جانتے ہین کہ
دو جوہر کا ایک ہوجانا محال ہی چنانچہ صدرا مین لکھا ہی کہ تداخل یعنی متحد ہونا دو جوہر کا کلاً یا بعضاً
بضع اور اشیاے مین محال ہی ورنہ جائز ہوجاوے کہ تمام اجزاے عالم ایک رائی کے دانے مین سما
جاوین انتہی اور ایک ذات ہونا اسیکو کہتے ہین اور اگر مساوی الاوصاف ہونا مراد ہی تو تساوی وغیرہ
نسبت کے واسطے دو طرف اور دو ذات ہونا ضرور ہی وہان ایکذات اور ایک شخص بولنا خطاے
فحش ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ انکے مہدی بسبب کمال متابعت اور غلبہ محبت کے حضور ذات رسالت مین
اپنی خودی اور دوئی سے فانی اور غائب ہوگئے جیسا کہ سالکین ہستی حق تعالی مین مستغرق ہوکر اپنی
ہستی کو فنا فی اللہ کر دیتے ہین تو یہ اتحاد حقیقی نہین ہی بلکہ اتحاد اعتباری وحکمی کہلاتا ہی اور مغایرت
حقیقی ونفس الامری اور تعین اور تشخص اور جزئیت حقیقت سالک کی موجود رہتی ہی فقط تصور توئی و
منی ودوئی کا کہ فنا اور گم ہونے کے پہلے تھا اوٹھہ جاتا ہی جیسا کہ ماہرین اسمقام کے فرماتے ہین شعر
مثنوی ولی اگرچہ بد کنی ٭ جاے برسی کز تو توئی برخیزد ٭ اور بعضے کاملین اس مقام نے فرمایا ہی کہ
غاب عني رسول الله صلعم فتعين ما عددت نفسي من المؤمنين یعنی اگر حضرت رسالت ایک
ساعت مجھسے غائب ہوجاوین مین اپنے تئین مومن کامل نہ سمجھون یہ مقام اسلئے ہی کہ خدا اسے
نزال اپنے فضل وکرم سے جسکو چاہتا ہی مرحمت فرماتا ہی اللهم ارزقنا بفضلك العظيم اور یہی
ہونا خدا مین یا رسول خدا مین قرب ووصول حق ہی جیسا کہ کہا ہی شعر دور وگم شو وصال اینست وبس

تو مباشش اصلا کمال انیست و بس + لیس اگر یہ مقام نفیس تمھارے مہدیکو نصیب تھا تو حضور حقیقت حضرت
رسالت میں کہ جسکو حقیقت الحقائق کہتے ہیں نیست و نابود نا چیز و گم ہو گئے تھے وہاں العیاذ باللہ
دعوی مساوات و ہمسری کا دم مارنا اور اپنے تئین ہم پہلو و ہم رتبہ جاننا کیا علاقہ رکھتا ہے یہ کیا لائق
اور نخوت او ننگ گستری نفس کی ہے درویشی شکستگی اور خاکساری اور ادب و تواضع و نفس کشی کا نام
ہے حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ رسالہ قدسیہ میں وصیت فرماتے ہیں کہ **رباعی** اندر رہ حق جملہ
ادب باید بود + تا جان باقیست در طلب باید بود + در ہر دم اگر ہزار دریا بکشی + گم باید کرد و خشک
لب باید بود + اور بعضے عارفوں نے فرمایا ہے **حقیقۃ الطریق ان تکون مفلسا ابدا**
وان تکون طالبا للاعلی ومتی ظننت انک وصلت ما وصلت ومتی ظننت
انک ظفرت ما ظفرت ومتی ظننت انک حصل لک حال لا حال لک خلاصہ
اس کلام کا یہ ہے کہ جیسا سالک سمجھا کہ میں بھی کچھ ہوں جانا کہ وہ کچھ چیز نہیں ہے البتہ بعضے کاملین نے
بعض اوقات بامر الٰہی فخر و مباہات کی ہے لیکن نسبت اپنے اقران و ہم عصر کے نہ نسبت بحضرت
سید کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات کے کہ بہتر اور بہتر تمام مکونات سے ہیں حاشا و سبحان اللہ
کوئی شخص بھی ساتھ رسول خدا کے ایسی گستاخی اور حق فراموشی کرتا ہے تمکو اگر بطفیل آن حضرت کے
کچھ مقام اور رتبہ حاصل ہوا تھا تو چاہیے تھا کہ حق نعمت کو نہ بھولتے اور دائرہ ادب سے پاؤں
باہر نہ نکالتے اور بولتے کہ **شعر** بلند رتبہ ازین خاک آستان شدہ ام + غبار کوئی تو ام گر بر آسمان
شدہ ام + انتہی یہ ہر ادا خیر کی اکثر تقریر منتخب ہے مکتوب شیخ عبد الحق دہلوی رح سے کہ مجدد الف
ثانی صاحب کو لکھا ہے **قولہ** ولیکن دلائل شرعیہ یہ ہیں کہ بنا بر مسئلہ دوم کے اصل مذکور سے ثابت ہوا
کہ حضرت کا علم و حکم قطعی ہے اور فضیلت مہدی علیہ السلام کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم یا برابر
ہے یا کر سکے بجز ظن و قیاس کے کوئی دلیل صریح قطعی نہیں ہے پس اس صورت میں حکم اس مسئلے کا حضرت
کے بیان پر موقوف رہا جس قدر حضرت فرما دیں اوسیقدر اعتقاد مصدق پر فرض ہوا **جواب**
معلوم رہا چاہیے کہ مصنف نے اس رسالے کو ایک مقدمے اور ایک باب اعتقادیات اور ایک باب عملیات
پر ختم کیا اور مقدمے میں ایک اصل مشتمل اوپر تین مسئلوں کے اور ایک فرع کہ اسکے مسائل مسائل
اصل پر متفرع ہیں بیان کی اور اصل کے پہلے مسئلے پر دوسرے کو متفرع کیا اور اس فرع سے

اب یہان تسویے کو ثابت کیا اسواسطے یہان فقط خلاصہ مسئلہ اول اور ثانی کا لکھا جاتا ہی تا کہ اہل خرد سمجھین کہ پہلے سے دوسرا اور دوسرے سے مطلب تسویہ کہان سے ثابت ہوگیا حاصل مسئلۂ اول کا یہ ہی کہ لمعات مین شیخ عبد الحق دہلوی کے لکھنے سے ثابت ہوا کہ مہدیکا ہونا تواتر معنوی کو پونہچا اور شرح فقہ اکبر مین ملا علی قاری نے نقل کیا کہ انکار خبر متواتر کا شریعت مین کفر ہی پس ظاہر ہی کہ انکار جس چیز کا کفر ہی تصدیق اوسکی فرض ہی اور خلاصہ مسئلۂ دوم کا یہ ہی کہ جب کہ انکار حضرت کی مہدویت کا کفر ہوا تو ضرور ہوا کہ حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی ہو اور قطعی ہو نہین سکتا مگر جبکہ حق تعالی اور روح رسول کی طرف سے حاصل ہو پس ثابت ہوا کہ انکو منصب خدا علم کا حضرت رسالت اور حق تعالی سے ہی ایا اس دوسرے مسئلے کے موافق جو خبر دیوین سو قطعی ہوگی پس تسویہ بھی کہ امین اخبار سے ہی قطعی ٹھہرا انتہی اجمل سخن یہ ہی کہ خبر خروج مہدی کی بعض علماء محققین کے نزدیک خبر واحد ہی جیسا کہ صاحب شرح مقاصد کی راے ہی اور بعضونکے نزدیک متواتر المعنی ہی اور غرض انکی یہی ہی کہ احادیث متواتر المعنی سے اس قدر ثابت ہوا کہ امام مہدی قبل قیامت کے کسی نہ کسی وقت آوینگے پس جو شخص اس امر کا منکر ہو یعنی کہے کہ مہدی ہرگز کسی وقت مین بھی نہ آوینگے تو اوسنے رسول خدا کو جھٹلایا یا کہے کہ حضرت نے مہدی کے آنے کی خبر ہرگز نہین دی ہی تو حدیث متواتر کو نمانا وہ شخص اس معتقد تواتر کے نزدیک کافر ٹھہرا اور یہ بات ہرگز بتواتر معنوی بلکہ بخبر واحد بھی ثابت نہو ای کہ ۸۴۵ھ مین سید خان جونپوری کا فرزند خوندمیر عرف جھجو کا خسر سید محمود کا باپ سید محمد نام درویش متوکل مظلوم و مجبور سلاطین انام نے کسی قسم کی بس ملک ملک لوا اور نہ صاحب جہاد و غزا مہدی ہوگا کہ اسکا انکار کفر اور تصدیق فرض ہوجاوے اور وہ احادیث کہ اون سب کو جمع کر کے تواتر معنوی ثابت ہوتا ہی اکثر انکے مشروط بشرط سلطنت مہدی اور خروج سفیانی وغیرہ علامات کے ہین اور بسبب فوت ہونے اس شرط کے یہ سب حدیثین تمھارے مہدی جونپوری کی تکذیب و ابطال کرتی ہین بلکہ فقط ایک علامت سفیانی کی قریب تواتر کے پہنچی ہی اب کہیے کہ تواتر معنوی تمھارے پیر و مرشد کے حق مین کیا کام آتا ہی بلکہ اولٹا ہوجاتا ہی اب بنا مسئلہ دوم کی مسئلہ اول پر بناء الفاسد علی الفاسد ہی اسلیے کہ جب کہ انکار انکی مہدویت کا کفر نہوا بلکہ واجب ہوا تا کہ انکار احادیث متواتر المعنی کا لازم نہ آوے تو خود اون حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی نہوا بلکہ اپنی غیر مہدویت کا علم واجب ہوا

اور بفرض محال اگر انھین کی مهدویت کا جاننا قطعی ہوتا تو فقط انھین احادیث متواتر المعنی سے
انکو بھی اپنی مہدیت پر قطعیت حاصل ہو جاتی جیسا کہ دوسرونکو اس قطعیت کا بلا واسطہ تعلیم آلٰہی
یا روح حضرت رسالت پناہی پر موقوف ہونا کیونکر لازم آیا کہ یہ مصنف کہتا ہی کہ قطعی نہیں ہو سکتا
مگر جبکہ حق تعالی اور روح رسول اللہ کیطرف سے حاصل ہو پس جبکہ منصب تحدعلم کا جناب الوہیت سے
لازم نہوا ہر خبر کا قطعی ہونا بھی کہ اسی پر موقوف تھا ثابت نہوا پس خبر تسویہ بھی کہ مخالف
اجماع اور احادیث صحیحہ اور نصوص صریحہ کے ہی کیونکہ قطعی ہوئی **قولہ سوال** عقاید اہل سنت
وجماعت سے یہ حکم ثابت ہی کہ ولی مرتبے کو نبی کے نہیں پہونچتا ہی اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام
ولی ہین اب کس طرح برابر ہو سکینگے افضل انبیا علیہم السلام سے **جواب** ہان ہمارا بھی یہی اعتقاد
ہی لیکن مہدی علیہ السلام علماے محققین اہل سنت رضی اللہ تعالی عنہم کے پاس اس حکم مین داخل
نہیں ہین کیونکہ علماے مستندین اپنے کتب مین بالتصریح روایت کیے ہین کہ عقد الدرر کے ساتوین
باب مین مذکور ہی کہ فرمائے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہ مہدی بہتر ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے
اور یہ ایسا ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دوسری ایک روایت ہی کہ فرمائے کہ مقرر فضیلت رکھتا ہی بعض
انبیا علیہم السلام پر لایا ہی ان دونون روایتونکو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد کتاب الفتن مین انتہی
اور یہ دوسری روایت علی متقی کے رسالہ برہان کے بارھوین باب مین بھی مذکور ہی **جواب** تمام
اہل سنت وجماعت صحابہ اور اہلبیت اور تابعین اور تبع تابعین اور تمام اولیا و کاملین اور علما اور مجتہدین زمانہ حضرت
رسالت سے آج کے دن تک یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام افضل ہین اپنے امتیون سے اور
کوئی شخص انکی امت مین سے ولی ہو یا غیر ولی مہدی ہو یا غیر مہدی انکے رتبے کو نہین پہونچتا ہی اور
افضل ہونیکا کیا محال ہی اور حضرت خاتم الرسالت صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ افضل ہین تمام انبیا بلکہ
تمام مخلوقات علوی و سفلی سے کہ خدا پاک کی بارگاہ عالی مین کوئی نبی یا ولی یا فرشتہ کروبی آن حضرت کے
برابر قرب و منزلت نہین رکھتا ہی وللہ در قائل **شعر** یا صاحب الجمال و یا سید البشر من وجہک
المنیر لقد نور القمر لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور شیخ
محی الدین بن عربی کہ تمھارے مہدی جونپوری انکے حق مین بولے ہین کہ جو کچھ شیخ محی الدین بن عربی نے لکھا ہی
اول لوح محفوظ دیکھکر بعد قلم تر کیا ہی بھی یہی اعتقاد رکھتے تھے چنانچہ تصانیف انکے اس اعتقاد پاک سے

بالامال ہین پس تم لوگ اپنے مہدی کے کلام کو خطا جانتے ہو یہ دعوی تسویہ کا کہ مخالف ہی لکھنے شیخ اکبر کے
اور نوشتۂ لوح محفوظ کے خطا ہی یا یہ بشارت کہ شیخ اکبر کے حق مین دی ہی خطا جانتے ہو اور ہر دو صورت مین تمہارے
اصول پر مہدویت برباد ہو جاتی ہی کہ مہدی معصوم چاہیے ہر خطا سے شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ بعضے
کرامیہ سے کہ ایک فرقہ ہی اہل ہوا سے منقول ہی کہ ولی کبھی درجۂ نبی کو پہونچتا ہی بلکہ اعلی ہو جاتا ہی اور بعضے
صوفیہ سے منقول ہی کہ ولایت افضل ہی نبوت سے اور ولی جبکہ نہایت مقام محبت اور صفائی قلب کو پہونچتا ہی
اوس سے امر و نہی الہی ساقط ہو جاتی ہی اور یہ سب باتین فاسد و باطل ہین باجماع مسلمین بعد اسکے ہر ہر کا
تفصیل سے رد کیا اور دوسرے مقام مین لکھا کہ تمام مسلمانون نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ افضل الانبیا محمد ہین
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور شرح مواقف مین ضمن دلائل عصمت انبیا مین لکھا ہی کہ غیر انبیا کو انبیا پر فضیلت دینا
باطل ہی بالاجماع اور کسیکو آحاد امت سے افضل کہنا انبیا علیہم السلام سے باطل ہی کہ اسکے بطلان مین کچھ شک
نہین ہی انتہی اب انصاف کا مقام ہی کہ اجماع دلائل قطعیہ سے ہی اور انکے مہدی خود قائل ہین کہ منکر
اجماع صحابۂ نبوت کا کافر ہوتا ہی چنانچہ مذکور ہوا باین ہمہ ان تمام احکام اجماعیہ کا انکار کرتے ہین اور اپنے
مہدیکو افضل انبیا سے اور برابر سید الانبیا علیہ و علیہم التسلیمات کے جانتے ہین اور کہتے ہین کہ علماء محققین
اہل سنت کے پاس مہدی اس حکم مین داخل نہین ہین استغفر اللہ العظیم حاشا کہ علماء محققین یہ اعتقاد رکھتے
ہون بلکہ علماء محققین اہل ظاہر اور باطن کے تمام اسکے منکر ہین اور اس اعتقاد والون کو زمرہ اہل اسلام سے نہین
جانتے ہین اور مہدی یا غیر مہدیکو کبھی اس کلیہ سے مستثنی نہین کرتے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ
علیہ نے مکتوب مجددی مین نقل کیا کہ حافظ نسفی نے تفسیر مدارک مین فرمایا ہی کہ پھسلا ہی قدم بعضی قوم کا
کہ ولی کو نبی پر تفضیل دیتے ہین اور یہ کفر جلی ہی اور تعرف مین کہ اس قوم کے علم مین کتاب معتبر ہی اور شیخ
شہاب الدین سہروردی فرماتے ہین لولا التعرف ما عرفنا التصوف مذکور ہی کہ اجماع کیے ہین
اسبات پر کہ انبیا علیہم السلام افضل بشر ہین اور کوئی بشر ایسا نہین ہی کہ فضل مین برابر انکے ہووے
نہ صدیق نہ ولی نہ اور کوئی اگرچہ بزرگ ہووے قدر اوسکی اور بڑی ہووے شان اوسکی اور بلند ہووے رتبہ اوسکا
اور ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ آخر نہایت صدیقین کی اول احوال انبیا کا ہی اور نہایت
انبیا کی کچھ حد و غایت معلوم نہین ہو سکتی ہی اور یہ بھی فرمایا ہی کہ مثال معرفت اور علم خلق کی نسبت
پیغمبر کے ایسی ہی جیسے تری کہ مشک دہان بستہ سے نکلتی ہی اور بعض مشائخ نے کہا ہی کہ کسی پیغمبر نے تفویض

وتسلیم کا کمال سوائے حبیب و خلیل علیہما السلام کے نہیں پایا ہے اس سبب سے اگرچہ حالت مشاہدہ اور
قرب میں ہوں اس کمال پر پہونچنے سے نا امید ہیں اور ابو العباس نے کہا ہے کہ ادنی منازل مرسلین کے اعلی
مراتب انبیا کے ہیں اور ادنی منازل انبیا کے اعلی مراتب صدیقوں کے ہیں اور ادنی مراتب صدیقوں کے اعلی مراتب
شہدا کے ہیں اور ادنی مراتب شہدا کے اعلی مراتب صالحین کے ہیں اور ادنی منازل صالحین کے اعلی مراتب مومنین کے
ہیں تمام ہوا کلام تعرف کا اور شرح تعرف میں لکھا ہے کہ مراد بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام مذکور الصدر
سے یہ ہے کہ کوئی شخص خلق میں سے اسرار مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مطلع نہیں ہو سکتا ہے اور اگر تمام خلق
جمع ہووے اور معرفت اور علم اپنا جمع کریں کمال مصطفی کو نہ پہچانیں اور اسکے پہچاننے کو پہچاننا مانند
تری سر مشک کے ہے کہ اوس تری سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ مشک میں کیا ہے لیکن مقدار و صفات
معلوم نہیں ہوتی اور اگر یہ تری نہوتی تو یہ بھی معلوم نہوتا کہ اسمیں کیا ہے انتہی یہ کلمات محققین
اہل ظاہر و باطن کے اقوال و اعتقاد ہیں جیسا کہ تم لوگ سمجھے ہو اور جواب روایات صاحب رسالہ کا کہ جسپر
دعوی کیا ہے کہ ان روایات کو علما مستندین نے اپنے کتب میں بلا تعرض روایت کیا ہے یہ ہے کہ حاصل ان دو روایت
کا نعیم بن حماد اور ایک روایت ابن ابی شیبہ کا کہ بیان تفضیل ابو بکر صدیق رض میں مذکور ہو چکی ہے ہے کہ تمام
اولین اور آخرین اہل سنت میں سے مہدویوں کو ایک ابن سیرین کا قول ہاتھ لگا ہے کہ اوسکے بعضے طریقوں
روایت میں تفضیل ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر اور بعض میں بعض انبیا پر بھی مذکور ہے اور اس قول کو
مخالف اجماع اہل اسلام کے دیکھکر کسی نے پسند نکیا مگر مہدویوں نے اس قول نے اصل کو اپنے دین کا
اصل اصول ٹھہرایا اور آیات قرآنی کو کہ دال ہیں تفضیل انبیا علیہم السلام اور افضلیت حضرت خاتم المرسلین
پر اور احادیث صحیحہ کو کہ صریح و نص جلی ہیں اس مقدمے میں اور اجماع صحابہ و غیرہ مسلمین کو کہ دلائل قطعیہ
و یقینیہ سے ہے اس قول کے سامنے ترک کیا اب ان مصنف رسالہ سے کہ اپنے کلام کو نہایت مطابق
قواعد علم اصول کے سمجھتے ہیں پوچھا جاتا ہے کہ کس کتاب اصول میں لکھا ہے کہ قول تابعی کو قرآن و حدیث
و اجماع پر ترجیح دینا اور یہ دعوی بھی غلط ہے کہ علمائے مستندین نے اس قول کو بلا تعرض روایت کیا ہے
اسواسطے کہ مؤلف کتاب عرف وردی نے نعیم کی روایت کہ جسمیں تفضیل علی بعض الانبیا ہے بیان
کر کے کہا کہ فی ھذا ما فیہ یعنی اس کلام میں جو قباحت ہے کہ ظاہر ہے پھر مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت
محمد بن سیرین سے کہ اسمیں فقط فضیلت شیخین پر مذکور ہے لاکر کہا کہ یہ لفظ خفیف تر ہے پہلی لفظ

سے اور میرے نزدیک دونوں کی وہی تاویل ہے جو کہ حدیث بل اجر خمسین منکم کی تاویل ہے
یعنی زمانہ مہدی میں فتنے نہایت سخت ہونگے اور نصاری بالاتفاق ہجوم کرینگے اور محاصرہ دجال کا
ہوگا کہ اسقدر آفات اور مصائب زمانہ شیخین اور انبیا علیہم السلام میں درپیش نہ آئے تھے اس سبب سے مہدی
کو ان پر ایک نوع کا فضل جزئی ہے نہ یہ کہ کثرت ثواب و تقرب الٰہی میں یہ اونسے افضل ہوں اسواسطے
کہ احادیث صحیحہ اور اجماع اسی بات پر ہے کہ ابوبکر و عمر افضل الخلق ہیں بعد انبیا و مرسلین کے انتہی اور
یہی تقریر رسالہ برہان میں لکھی تھی پیچھے روایات مذکورہ کے منقول ہے با اینہمہ مصنف مذکور کے خیال میں
آیا کہ کچھ تعرض اس روایت کا نہوا یہانتک تو لکھدیا کہ یہ قول احادیث صحیحہ اور اجماع کے خلاف ہے یعنی
اگرچہ نسبت اوسکی ابن سیرین تک بروایت صحیح ابن ابی شیبہ کے پہونچتی ہے لیکن متن اس قول کا بسبب مخالفت
مذکورہ کے باطل ہے اب اس سے زیادہ تعرض کیا ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ علماے حدیث نے فقط
ابن ابی شیبہ کی روایت کو صحیح کہا ہے کہ اوسمیں اسقدر ہے کہ محمد بن سیرین نے کہا کہ اس امت میں ایک
خلیفہ ہووے گا افضل ابوبکر و عمر سے اور لفظ خلیفہ کا مہدی اور عیسیٰ دونوں پر صادق ہے چنانچہ
تفصیل اسکی بیان تفضیل امیر المومنین ابوبکر رض میں گذر چکی پس اگر مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں تو کسیکے اصلاً
کچھ اشکال نہیں ہوتا ہے اسلیے کہ عیسیٰ علیہ السلام من جہة داخل امت محمدیہ ہیں اور افضل ہیں صدیق اکبر
سے چنانچہ یہی منقول شیخ اکبر کا ہے کہ اوپر گذرا اور اگر مراد امام مہدی ہیں تو وہی تاویل کرنا چاہیے جو کہ
صاحب عرف وردی نے کی ہے ورنہ مخالفت کلام شیخ اکبر سے مخالفت لوح محفوظ کی لازم آویگی یا وہ بشارت
مہدی متنازع فیہ نے شیخ اکبر کے حق میں دی ہے غلط ہو جاوے گی اور بطلان معصومیت کہ مستلزم ہے
بطلان مہدویت کو بھی لازم آویگا اور روایت نعیم کہ جس میں تفضیل مہدی کی انبیا علیہم السلام پر
ہے تو اوسکو ہی علماے حدیث مثل صاحب عرف وردی وغیرہ کے اوسکے متن کو باطل المضمون بسبب مخالفت
احادیث و اجماع کے جانتے ہیں یا مأوّل جانتے ہیں اور اوسکی سند کو کسی نے صحیح نہیں کہا اور قاعدہ مقررہ
ہے کہ عدم تعرض مستلزم صحت کو نہیں ہے اور صحت مستلزم معمول بہ ہونیکو نہیں ہے علماے حدیث اپنی
کتابوں میں بہت سی حدیثیں بلا تعرض لکھتے ہیں حالانکہ اوسمیں ضعاف وغیرہ سب ہوتی ہیں مگر بعضے محدث
مثل ترمذی وغیرہ کے کہ اپنے اوپر التزام بیان کا کر لیتے ہیں وہ البتہ ضعیف حدیث کے ضعف اور وجہ
ضعف کو بھی بیان کر دیتے ہیں اور بہت حدیثیں اگرچہ صحیح ہوتی ہیں مگر معمول بہ نہیں ہوتی ہیں بسبب

ثبوت نسخ کے یا مخالفت دلیل اقوی کے اوسپر عمل نہین کرتے ہین پس روایت نعیم مین تفضیل مہدی کی
انبیا علیہم السلام پر یا برابری ساتھ سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا الحاقات بعضے ملاحدہ اور زنادقہ
یا روافض سے ہی کا ایمۂ طاہرین کو افضل انبیا و مرسلین سے سمجھتے ہین یا اگر یہ قول محمد بن سیرین سے صادر ہوا ہی تو
مراد وہی فضل جزئی ہی کہ ماؤلین نے بیان فرمائی اور مراد برابری سے مشابہت بیچ اخلاق کے ہی جیسا کہ حدیث
شریف مین وارد ہی کہ یشبہہ فی الخلق ولا یشبہہ فی الخلق یعنی امام مہدی مشابہ ہونگے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق محمدیہ مین اور مشابہ نہونگے بیچ شکل و صورت کے شارحین حدیث لکھتے ہین
کہ مراد یہ ہی کہ جمیع شکل مین مشابہ نہونگے ورنہ بعضی باتون مین ہم شکل حضرت رسالت کے ہونا احادیث
مین وارد ہی چنانچہ ابوداؤد مین ہی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے کہ المہدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف
یملؤ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یملک سبع سنین یعنی مہدی میری
نسل و ذریت سے ہی کشادہ پیشانی بلند بینی بھر دیگا زمین عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری ہوگی ظلم و ستم سے
مالک ملک ہیگا سات برس انتہی پس محمد بن سیرین کے کلام مین لفظ یعدل النبی سے مقصود یہی ہی کہ یشبہ
النبی فی الاخلاق نہ معنی برابری و مساوات مرتبے کے جیسا کہ مہدوی سمجھے ہین کس عاقل کے ذہن مین آویگا
کہ جب صحابہ کا اجماع جمہوری یا کلی علی اختلاف الاقوال افضلیت ابوبکر صدیق پر یا اجماع مرکب افضلیت
ابوبکر و علی پر ہو چکا کہ اوس سے لازم آیا کہ کوئی شخص اولین و آخرین سے امت محمدیہ مین افضل ابوبکر و علی رضی اللہ
عنہما سے نہین ہی چنانچہ مہدی متنازع فیہ کے قول سے بھی منکر اجماع صحابۂ نبوت کافر ہوتا ہی
جیسا کہ اپنے مقام مین گذر چکا یا ابن سیرین سے تابعی جلیل القدر کے حق مین گمان کیا جاوے
کہ وہ ایک شخص کو اس امت مین سے خرق اجماع کر کے امیر المومنین ابوبکر صدیق پر تفضیل دیتے تھے بلکہ اس سے
بڑھکر انبیا پر تفضیل دیتے تھے او سیطرح یہ کہ حضرت خاتم المرسلین کے برابر جانتے تھے استغفر اللہ العظیم
کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا کیا مسائل اجماعیہ پر ابن سیرین کو
اطلاع نہ تھی یا آیات قرآنیہ کہ دال ہین تفضیل انبیا علیہم السلام پر اونکو یاد نہ تھین یا احادیث صحیحہ کہ نص
صریح ہین افضلیت حضرت خاتم المرسلین مین اونکے گوش تک پہونچی تھین کہ ایسا اعتقاد تمام اہل اسلام کے
خلاف اختیار کرتے العیاذ باللہ العظیم اب چند آیات و احادیث اس قسم کی بیان کیجاتی ہین فصل اول
ان اللہ اصطفی آدم ونوحا وآل ابراہیم وآل عمران علی العالمین یعنی اللہ تعالی نے چن لیا اور اختیار کیا

آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو عالمین پر شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ آل ابراہیم اور آل عمران مین سے غیر انبیا
مخصوص ہین بدلیل اجماع پس آدم اور نوح اور تمام انبیا علیہم السلام برگزیدہ ہین عالمین پر انتہی عالمین
مین ملائکہ اور اولیا اور مہدی وغیرہ سب داخل ہین اور کوئی دلیل مخصص کسی کے واسطے موجود نہین ہے
پس انبیا علیہم السلام سب عالم علوی اور سفلی سے افضل ہین اور باتفاق جمیع اہل اسلام حتی کہ مہدوی بھی
اس بات کے قائل ہین کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیا سے افضل ہین اور یہ بھی مسلم ہی کہ افضل کا
افضل افضل ہوتا ہی پس ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب عالم سے **دلیل دوم**
تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ
یعنی ان پیغمبرون مین ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہی اون مین سے بعضے ایسے ہین کہ اللہ تعالی نے
اون سے کلام کیا اور بعضون کے درجات بلند کردیئے تفسیر کشاف مین لکھا ہی کہ کلام جسنے کیا وہ موسی
علیہ السلام ہین اور درجات بلند کیے یعنی تمام انبیا سے اونکو بلند رتبہ کیا کہ سب سے بدرجات کثیرہ افضل ہو
ظاہر ہی کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اسلیے کہ جو آیات و معجزات کہ انکو ملے ہین دوسرون کو نہین ملے
ہین اگرچہ ہزار سے زیادہ آیات انکو ملے ہین مگر ایک قرآن ایسی آیت باہرہ ہی کہ اگر کوئی آیت نہ ہوتی سوا اسکے
تو بھی سب انبیا کے معجزون سے افضل ہی تا چہ جائیکہ سوا اسکے اور بہت سے معجزات باہرہ اور کمالات
ظاہرہ اور اخلاق طاہرہ کہ منتہی اخلاق اولین و ہادی آخرین کے ہین ذات اقدس مین موجود ہون کیونکہ
رتبہ سب سے عالی تر ہو اور تشیخ جو نبوت کے نقائص اخلاق اور معائب احوال کا قبل ہین خصوصا دلیل اخلاق مین
بخوبی واضح ہوچکے امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ امت نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ بعضے پیغمبر افضل ہین
بعض سے اور اجماع کیا ہی اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب سے ابتدائے بحث سے یہان تک
سنتے جایئے کہ کیسے کیسے اکابر اجماع کے ناقل ہین مگر مہدوی ایسے غافل ہین کہ اپنی ترانہ سرائی مین کبھی
نہین سنتے کہ شعر حجت مہدی بر و گشته تمام + تن تناتن تن تناتن تن تنا + سوا اس ترانے کے اور بہت سے
دوہرے اور چھند انکے بزرگون سے منقول ہین کہتے ہین کہ وہ چھند عرش کے کنگرون پر لکھے ہین مختصر کلام
کہ حضرت امام فخر الدین رازی نے اونسب دلیلین اس اجماعی یعنی افضل محمدی پر لکھی ہین کہ یہ چار دلیلین مابعد
کی اونھین میسے تین ہین **دلیل سوم** فرماتا اللہ سبحانہ وتعالی کا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ
یعنی نہین بھیجا ہمنے تمکو ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر رحمت واسطے عالمین کے جب رحمت سب عالم کے واسطے ہوئے

تو لازم ہوا کہ افضل سب عالم سے ہووین اور مہدی بھی اسی عالم مین ہین **دلیل چہارم** كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یعنی ہو تم بہترین امت کہ نکالی گئی اور ظاہر کی گئی واسطے آدمیون کے اور امت کو جو یہ بہتری اور خوبی حاصل ہوئی ہی بسبب متابعت آنحضرت کے ہوئی کہ حق تعالی فرماتا ہی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اگر ہو تم لوگ محبت رکھتے اللہ تعالی سے پس میری پیروی کرو خدا تمسے محبت رکھیگا یہانسے معلوم ہوا کہ مہدیکو جو کچھ مرتبہ ملیگا بسبب پیروی و تبعیت حضرت کے ملیگا پس جسکی پیروی سے مرتبہ حاصل ہووے اوسکا مرتبہ کیونکر عالی ہوگا **دلیل پنجم** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہین طرف جن و انس کے اور حضرت کے پیرو لوگ جسقدر رہین کسی کے نہین ہین اور بموجب حدیث شریف کے کہ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ یعنی جسنے ایک سنت و طریقہ اچھا نکالا اوسکو اس طریقے پر آپ چلنے کا بھی ثواب ملے گا اور جسقدر لوگ قیامت تک اس طریقے پر چلینگے اون سب کے ثوابون کے برابر بھی ثواب اوسکو ملیگا اب ثابت ہوا کہ انکے مہدی جونپوری نے مدت العمر جو کچھ ریاضت و عبادات ظاہری و باطنی کہ دونون مین دعوی کمال اتباع حضرت رسالت کا رکھتے تھے کرکے ثواب کمایا تھا اوسکے برابر حضرت کو بھی پونہچا اور سوا انکے بارہ سو برس مین مشرق سے مغرب تک جسقدر مسلمان علما و اولیا و ائمۂ دین و جمہور مسلمین روم و شام و مغرب و کردستان و بلاد مصر و حبش و عربستان و سیستان و کابلستان و چین و ترکستان و سند و دکن و ہندوستان و خطا و ختن و تبت و جاپان و عراق و خراسان و بلغار و افغانستان و مکران و مازندران و جزائر دریا شور وغیرہ مین اعمال صالحہ بجالائے ہین کہ وہ خلائق اور انکے حسنات حد حساب سے باہر ہین سب آنحضرت کیواسطے موجب ترقی درجات کے ہین اسیواسطے حضرت جابجا احادیث صحیحہ مین کثرت امت پر فخر فرماتے ہین اور مہدی جونپوری کے پیرو اس خلائق بے انتہا کے سامنے ایسی نسبت رکھتے ہین جیسے کہ قطرے کو دریا سے اسلیے کہ وہ تو یہی چند ڈھونڈاری و مارواڑی و گجراتی و دکنی ہین اور بس سو وہ بھی تعلی سے سوا چند فقیرون اور میونکے بیاج خوری و ظلم شعاری و دنیاداری مین مشغول ہوکر جانتے ہین کہ انکے مہدیکے اقوال کے موافق نہ ہجرت اور نہ ذکر دائمی سے انکا ایمان بھی صحیح کہان ہوتا ہی جیسا کہ باب اول مین معلوم ہوا اور مرتے وقت کا ترک دنیا اور توبہ کرنا اگر بالفرض مقبول بھی ہو جب بھی تمام مدت عمر گذشتہ مین اعمال صالحہ سے آپ بھی محروم رہا اور اپنے مہدیکو بھی محروم رکھا اور کچھ انکی ترقی درجات کا سبب نہوئی **دلیل ششم**

اللہ سبحانہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ قرآن کی ہر ایک سورت سے خلق کا مقابلہ کرنا تو
فرمایا کہ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ یعنی اگر اس قرآن میں کچھ شبہہ ہی تو اسکے مانند ایک سورت بنا لا
اور سب سے چھوٹی سورت سورہ کوثر ہی کہ تین آیت کی ہی پس ہر تین آیتین تمام مخلوق کو مقابلے مین عاجز
کردین اور چونکہ قرآن مین کچھ اوپر چھ ہزار آیت ہی پس لازم ہوا کہ فقط قرآن مین کچھ اوپر دو ہزار معجزے ہین
قطع نظر دوسرے معجزات سے اور جب کہ موسی علیہ السلام کو نو معجزون سے فخر تھا حضرت کو ہزارہا معجزون سے
کیا کچھ فخر حاصل ہوگا حالانکہ یہ معجزات قرآنیہ اور انبیا کے معجزون سے کیفیت مین بھی افضل ہین
اسواسطے کہ وہ انھین کے دم تک تھے اور بعد انکے اب کوئی دیکھا چاہے تو میسر نہین ہین بخلاف
معجزات قرآنی کے کہ جسوقت جسکا دل چاہے دیکھ لے اور جس سے چاہے مقابلہ کرلے کہ کوئی جن و انس
ایسا کلام بنا نہین سکتا ہی اور ظاہر ہی کہ جسقدر اشرف ہوگا صاحب اوسکا افضل ہوگا اب سنیے
مہدی نشانہ تعصب کے قرآن کا حال کہ انھون نے تمام عمر مین یہ عبارت تیار فرمائی اور دعوی کیا کہ یہ کلام
مجھسے خدائے تعالی نے بے واسطہ فرمایا ہی مگر اس مطلب کی تقریر ایسی ڈھب کی کہ اوسی سے واسطہ
بھی نکلتا ہی اور عبارت خدائی ایسی بنائی کہ جو سنتا ہی سو ہنستا ہی شاید کہ خراسان کے سفر مین کہین
کشمیر کے قریب یہ عبارت بنی ہی کہ زعفران زار کی تاثیر رکھتی ہی وہ عبارت یہ ہی کہ سید خوندمیر انکے داماد
وخلیفہ نے شروع عقیدہ شریفیہ مین کہ جسکو مہدوی کلمات مہدی سے نازلات آسمانی سے جانتے ہین
نقل کی ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم قال الامام المهدی صلی اللہ علیہ وسلم علمت من اللہ
بلا واسطة جدیدا الیوم قل انی عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مهدی الزمان وارث
نبی الرحمان عالم علم الکتاب والایمان مبین الحقیقة والشریعة والرضوان انتہی
اب انصاف کرکے خود اور انکے خدا دونون کی عبارت کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیے خود کا مقصود یہ تھا
کہ مین بلا واسطہ فرشتون کے خدا سے عالم سے تعلیم پاتا ہون اور عبارت سے بمقتضا اس قاعدے کے
کہ نفی مقید مین انتفا قید کا ہوتا ہی نہ اصل مقید کا یہ معنی نہین سمجھے جاتے بلکہ یہ سمجھا جاتا ہی کہ واسطہ
جدید نہ تھا ورنہ لفظ جدید لغو ہوجاتا ہی اور اس سے واسطہ قدیم کے نفی نہ نکلے اب پوچھا جاتا ہے
کہ وہ واسطہ قدیم کون ہی اگر جبرئیل مراد ہین تو کیا سبب کہ ہمیشہ کلام معجز نظام لایا کرتے تھے اور بھمارے
پاس ایسا کلام لائے کہ طلبہ نحوخوان بھی اس سے بہتر بنا سکتے ہین اور اگر سوائے جبرئیل کے کوئی

دوسرا یہ ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ کلام من اللہ نہین ہی ورنہ ایسا ساقط رتبۂ بلاغت سے کیون ہوتا اور مہدوی
اپنی کتابون مین اتیس فرض بیان کرتے ہین ازانجملہ ایک فرض یہ بھی ہے کہ مہدی کو بے ہونے
واسطۂ تعلیم خدا سے جاننا چنانچہ سید میران جی نے اسی عقیدۂ خوندمیر سے یہ احکام مستنبط کیے ہین
اس عبارت مین اگر لفظ تو بلفظ واسطہ سے متعلق رکھو تو اسکا تعرض ہو چکا اور اگر لفظ تعلیم سے متعلق
کرو تو یہ معنی جب ہونگے کہ جدید منصوب پڑھا جاوے حالانکہ جیسا کہ جدید کے بعد تاے تانیث
نہین ہی الف بھی سواے الف الیوم کے کسی نسخے مین نہین ہی اور بالفرض اگر ہو تو بھی عبارت
تکلف و سخافت سے خالی نہین ہی اب عبارت آسمانی کو دیکھا چاہیے کہ قطع نظر رکاکت عبارت و
ترکیب سے کہ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہی کہ کلام کسی عرب یا ادیب کا نہین ہی خطاے لفظی و معنوی سے
خالی نہین ہی اسواسطے کہ لفظ علم کا عالم علم الکتاب والایمان مین بے موقع محض ہی عالم الکتاب بس تھا
علم کو عالم کا مفعول ٹھہرانا غلط یا پر تکلف ہی دوسرے یہ کہ ایمان کا عطف علم پر یا کتاب پر کسی پر زیبا نہین
معلوم ہوتا کہ عالم الایمان یا عالم علم الایمان ہر دو نے زیب ہی کیونکہ ایمان خود علم ہی گرویدگی کے ساتھ
اور ایسی حال ہی بین الحقیقۃ والشریعۃ والرضوان کا کہ اگر رضوان سے مراد اسباب رضاے الٰہی ہین
تو حقیقت اور شریعت اوسکو جامع ہی پس عطف رضوان کا بجز رستی اسجاع کے نرے معنی ہی اور اگر
مراد یہ ہی کہ بین معنی لفظ رضوان کا ہو تو کچھہ حاجت بیان کی نہین ہی کہ سب جانتے ہین غرض کہ
کلام کسی درجۂ بلاغت کیا بلکہ محاورہ اور روزمرہ سوقیان عرب کے بھی مطابق نہین ہی پس اس
کلام کو ساتھہ کلام قرآنی کے جو نسبت ہی وہی نسبت مہدی جونپوری کو ساتھہ حضرت رسالت کے
ہی اور نسبت کلامین مین یہ ہی کہ کلام قرآنی اعلی درجۂ بلاغت مین حد اعجاز پر ہی اور یہ کلام بلغا کے نزدیک
ادنی درجۂ بلاغت سے بھی ساقط او نیچے ہی کیونکہ جو کلام کہ فی نفسہ صحیح الاعراب و مفید معنی مقصود کو
موافق قواعد عربیت کے ہو لیکن لطائف اور خواص زائدہ سے معرا ہو بلغا اسکو ادنی درجۂ بلاغت
سے ساقط اور ملحق باصوات الحیوانات کہتے ہین دلیل ہفتم قال اللہ تبارک وتعالے
عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یعنی قریب ہی کہ اوٹھاوے تمکو ای محمد رب تمھارا مقام
محمود مین مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ مفسرین کا اتفاق ہی کہ کلمہ عسی کا جناب باری کیطرف سے واجب
ہوا کرتا ہی اسواسطے کہ کلمہ عسی دال ہی اطماع پر اور محال ہی کہ جناب باری تعالی کسیکو طمع دلوا کے اور

امیدوار فرماوے پھر محروم رکھے پس یقینی ہوا کہ حضرت کو اللہ تعالی مقام محمود عنایت فرماویگا اور واحدی
نے کہا کہ مفسرین نے اجماع کیا ہے کہ مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہے اور محمود اسواسطے کہتے ہین
کہ جب ایسی حالت اضطرار مین کہ اولین و آخرین اہل محشر بیقرار ہونگے اور سب انبیا علیہم السلام جواب دے
دینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمر ہمت باندھکر شفاعت کرینگے اور مخلوق کو اوس حالت سے نجات دلوینگے
تمام اولین و آخرین حمد و ثنا مین آنحضرت کی زبان کھولینگے اور سب ادنی و اعلی پر منکشف ہو جاویگا کہ جو قرب
و منزلت حضرت کو درگاہ بے نیاز مین حاصل ہے کسیکو حاصل نہین ہے چنانچہ حدیث صحیح امام بخاری اور مسلم
کی اسپر شاہد عادل ہے کہ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی مین
سردار آدمیونکا ہونگا دن قیامت کے تم جانتے ہو کہ کس سبب سے یہ سیادت مجکو حاصل ہے اللہ تعالی اولین
اور آخرین کو ایک میدان مین جمع کریگا اور آفتاب اونکے سرونکے نزدیک ہو جائیگا اور اسقدر غم اور سختی ہوگی
کہ طاقت برداشت کی نرہیگی حامی اور شفیع ڈھونڈھتے پھرینگے پہلے آدم علیہ السلام کے پاس آوینگے اور
کہینگے کہ تم تمام بشر کے باپ ہو تمکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی طرف سے روح تم مین پھونکی
اور ملائک کو تمہارے سجدے مین جھکایا اور بہشت بریں مین تمکو بسایا ذرا ہماری شفاعت اپنے رب کے
پاس نہین کرتے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ ہم کس بلا مین گرفتار ہین حضرت آدم فرماوینگے کہ میرا رب
آج کے روز ایسا غضب مین ہے کہ کبھی ایسا غضب مین ہوا تھا اور نہ ہوویگا اور مجکو تو ایک درخت سے
ممانعت فرمائی تھی مجسے نافرمانی ہوگئی ہے نفسی نفسی نفسی مین اپنے نفس کی بخشائش کی فکر مین ہون تم کسی
اور کے پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر نوح علیہ السلام کے پاس آوینگے اور وہانسے بھی ایسی تقریر ہوکر
محروم پھرینگے غرض کہ اسیطرح حضرت ابراہیم اور موسی اور عیسی علیہم السلام کے پاس بدلالت ایک دوسرے
کے جاوینگے اور ہر جا سے اسی قسم کے عذر حیلے سنکر مایوس پھرینگے جب آخر کو بدلالت عیسی علیہ
السلام کے حضرت خاتم المرسلین سید الاولین و الآخرین کے پاس آکر بولینگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
تم رسول اللہ ہو اور خاتم الانبیا ہو اور تمکو یہ شرف ہے کہ تمہارے پہلے اور پچھلے گناہ سب معاف ہین یعنی اگر تمسے
بالفرض کچھ گناہ بھی ہوا ہوتا تو پہلا اور پچھلا سب معاف ہوتا آپ نہین دیکھتے ہین کہ ہم کس حالت مین مبتلا
ہین ہماری سفارش کیجیے اپنے پروردگار کے پاس پس چلونگا مین پس آونگا نیچے عرش کے اور سجدے مین
گرونگا اور وہ حمد و ثنا خدا تعالی میرے دلپر کھولے گا کہ کسی پر مجسے پہلے نہین کھولا ہے اور حکم

ہوگا کہ ای محمد اوٹھاؤ سر اپنا مانگو دیے جاؤ گے شفاعت کرو قبول کی جائیگی پس مین سر اوٹھا کر عرض کرونگا
امتی یا رب امتی یا رب مین اپنی امت کو مانگتا ہون ای رب میرے الحدیث القصہ اگرچہ اصالۃً امت کا
سوال ہی مگر بطفیل انکے سب خلق کا رستہ نکلیگا کہ اس طپش اور انتظار سے نجات پا کر ہر شخص اپنے
مقام کو پہونچیگا کہ الانتظار اشد من الموت کہتے ہین اوسوقت ایک عالم حضرت کی ثناخوانی مین مصروف
ہوگا کہ جان لیویگا کہ اس جوش غضب الٰہی مین کیسی نبی مرسل اور ملک مقرب کو طاقت دم مارنے کی
نتھی حضرت کا وہ جاہ و رتبہ تھا کہ جو مانگا سو دیا گیا اور جو کہا سو سنا گیا کوئی شخص خدائے عالم کے پاس
یہ مقام و منزلت نہین رکھتا ہی جو کہ آپ کو حاصل ہا اور کتب حدیث مین بروایات کثیرہ یہ حدیث وارد ہے
مگر کسی مین یہ نہین ہی کہ خلق اس حالت مین جیسا کہ پیغمبرون کے پاس دوڑے گی مہدی کے پاس بھی
گئی گی یا یہ مہدی بھی حضرت کے ساتھ مقام محمود مین ہووینگے پس معلوم ہوا کہ اہل محشر سے جانینگے
کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے کوئی شخص طاقت اسکام کی نہین رکھتا ہی مہدی ہو یا فرشتہ یا ولی
اس سبب سے کسی سے سوائے پیغمبرون کے ملتجی نہونگے جب امام مہدی حقیقی کو بھی اس مقام مین دخل
نہوگا تو مہدی جونپوری کا کیا حساب ہی اور قطع نظر اسکے انکو اوسوقت فرصت کہان ہوگی کہ خلق
خدا کے اس حال زار پر رحم کرین یا متوجہ ہوویں وہ اپنی کدخدائی کی فکر مین تگ و پو کر رہے ہونگے چنانچہ
پنج فضائل مین لکھا ہی کہ محشر مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی نوری ہاتھی پر سوار ہونگے کہ نام اوسکا
محمودا ہوگا اور گرد اسکے انبیا اور رسل اولوالعزم اور اولیا و شہدا اور تبع تابعین مومنین امت محمدی چلتے
ہونگے اور دانت اس ہاتھی کے اسقدر لمبے ہونگے کہ اون پر تمام فرقہ مہدویہ سوار ہوگا غرض کہ میدان
حشر مین کہ خلق اپنے حال مین مبتلا ہی گشت کرتے آگے ذوالجلال کے آکر نکاح اور جلوہ ساتھ بی بی
مریم اور بی بی آسیہ کے ہوگا بعد اسکے عرصات مین آکر دو محمد شفاعت کرینگے انتہی سبحان اللہ
ای ساتھ مہدی موصوف کے
خلق اس حال پریشان مین مبتلا ہو کہ آفتاب سر پر ہے اور جمیع اولین و آخرین سے ایک کشاکش
ہو رہی ہو اور پسینا کسیکے گھٹنون تک کسیکی کمر تک کسیکے مونہہ تک اور دوزخ کو ملائک کھینچکر
سامنے کر دیوین کہ اوسکے شعلے اور سوزش علاوہ تکلیف دے رہے ہون اوسوقت ان
بزرگوار کو اپنی شادی سوجھے اور شفاعت کو شادی کے بعد پر رکھین اور حضرت خاتم الرسالت
اور دوسرے انبیا کا حال تو معلوم ہوا کہ انبیا اپنے اپنے نفسون کی فکر مین ہیبت الٰہی سے لرزتے ہی

نگے اور آنحضرت خلق کے بچانے کی فکر مین سات روز تک سجدے مین پڑے ہونگے کہان تخ
ادی اور فیل سواری اور کہان وہ حضرات نظم سینہ صافان راغم محنت کشان بیش از خود ست +
می نالد از ان باری کہ بر پشت پل ست + بنی آدم اعضاے یکدیگر اند + کہ در آفرینش ز یک گوہر اند
لز محنت دیگران بے غمی + نشاید کہ نامت نہند آدمی + طرہ یہ کہ ہاتی کسی روایت مین و علم کے
لب مین سننے مین نہین آیا تھا شاید کہ مارواڑ یا پورب دکن سے گیا ہوگا کہ وہان کے عالم کا رنگ
جلد نوری بن گیا ہوگا غلط کہا میننے محمود نام اوس ہاتی کا تھا کہ اصحاب فیل کے ہاتیون مین کہ
ر کعبہ ڈہانے کو آئے تھے سب سے زیادہ قوی و بڑا تھا اس ہاتی کا بھی وہی نام ہے اغلب کہ
ی ہی اور سب سواریان براق اور گھوڑے اور اونٹ اور تخت روان چھوڑ کر ہاتی کے اختیار کرنے کا
بب یہ معلوم ہوتا ہی کہ شادی ساتھ بی بی آسیہ جورو فرعون کے ہی اور پہلا خاوند کہ ہاتی دانت
تخت پر بیٹھا تھا جب تک دوسرا خاوند خود ہاتی پر نہ بیٹھے تو کیا فخر و ترجیح ہوگی اور اسیواسطے تمام
مرویونکو اشتون پر سوار کیا تا کہ معلوم ہو کہ شوہر نخستین اگر بر اے خود ایک تخت عاج رکھتا تھا
ان ہر چیلا و رسالکا آج عاج پر سوار ہی کہ نخوت فرعونی اوسکے سامنے نگونساری علاوہ یہ کہ دیلمی نے
رت عایشہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی تزویج کریگا میرے
تھ بہشت مین مریم بیٹی عمران اور کلثوم خواہر موسی اور آسیہ عورت فرعون کو اور طبرانی نے بھی
ین حضرت مریم اور آسیہ کا زوجہ آنحضرت ہونا روایت کیا جیسا کہ سیرت محمدیہ مین موجود ہے
ج دونون بیبیان مہدی جونپوریکی مان ہوئین بمنطوق اس آیت کے کہ اَزْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ
ی جوروان پیغمبر کی مائین ہین مومنین کی پس شیخ جونپوری اپنی مان کے ساتھ نکاح کس طرح
ل ہو سکتا ہی کہ یہ ٹھٹھا شادی کا باندھا جاتا ہی نعوذ باللہ من سوء الفہم اب اس خرافات کو
وڑ کر دلیل ہشتم کا بیان کیا جاتا ہی دلیل ہشتم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
لی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ واول من ینشق عنہ القبر
ل شافع واول مشفع رواہ مسلم وابو داؤد یعنی فرمایا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم کا ہون دن قیامت کے اور سب سے پہلے قبر مین سے مین
نگا اور سب سے پہلے شفاعت کرونگا اور سب سے اول میری ہی شفاعت مقبول ہوگی

انتہی شرح عقائد مین علامہ تفتازانی نے کہا کہ استدلال اس حدیث سے ضعیف ہی اسواسطے کہ اس سے اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ حضرت افضل اولاد آدم سے ہین نہ کہ آدم سے ملا علی قاری نے جواب دیا کہ اولاد آدم مین بعضے بالاجماع آدم علیہ السلام سے افضل ہین جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ حضرت آدم کے افضلون سے افضل ہوئے آدم سے بلا شبہہ افضل ہونگے اور علاوہ یہ کہ ابن آدم سے کبھی نوع انسانی مراد ہوتی ہے پس آدم بھی داخل ہوئے اسیواسطے حدیث شفاعت مین لفظ انا سید الناس کا آیا ہی اور بعضی حدیثون مین جو آیا ہی کہ پیغمبرون مین ایک کو دوسرے پر تفضیل نہ دیو اور مجکو موسی پر تفضیل نہ دیو اور کسیکو لائق نہین ہے کہ کہے مین یونس بن متی سے بہتر ہون اسکا جواب پانچ طرح سے ہی ایک یہ کہ یہ باتین اوسوقت فرمائی ہین کہ حضرت کو ابھی معلوم نہوا تھا کہ مین افضل سب سے ہون دوسرے یہ کہ تواضع اور انکسار سے فرمایا ہے تیسرے یہ کہ اوس تفضیل سے منع فرمایا ہی کہ جس مین دوسرے انبیا کی تنقیص اور بے ادبی ہو چوتھے یہ کہ اوس تفضیل سے نہی فرمائی کہ جس مین جھگڑا اور خصومت اوٹھے پانچوین یہ کہ نفس نبوت مین تفضیل نہین ہے بلکہ تفضیل خصائص اور فضائل زائدہ مین ہی اور نہی کا مدار تفضیل نفس نبوت پر ہی اور اعتقاد تفضیل کا تو ضرور ہی کہ قرآن شریف مین ہی کہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ و لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّيْنَ عَلٰى بَعْضٍ دلیل نہم عَنْ اَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی الحدیث رواہ الترمذی یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم ہون دن قیامت کے اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے بلکہ بیان نعمت الٰہی کا کرتا ہون یا کہ مامور ہون اس امر کے اظہار کا تا کہ اسکے موافق لوگ اعتقاد رکھین اور میرے ہاتھ اور تصرف مین ہوگا نشان حمد کا اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے اور نہوگا کوئی پیغمبر اوس دن آدم اور سوا آدم مگر سب نیچے نشان میرے کے ہونگے اور تخصیص دن قیامت کی اگرچہ آن سرور سردار سب کے دنیا اور آخرت مین ہین اسواسطے ہی کہ اوس روز سیادت اور سرداری آپ کی بے خلاف اور بلا نزاع ظاہر ہوگی بخلاف دنیا کے کہ یہان ملوک کفار اور فقرائے یہود وغیرہ نزاع بھی کرتے ہین جیسا کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اور لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کے معنی ہین یعنی اگرچہ آج بھی مالک اللہ تعالی ہی اور

ملک ہے اور سبکا ہی لیکن چونکہ بعضے مجازاً اپنی طرف بھی نسبت کرتے ہین اوس ورنہ یہ نسبت بھی منقطع ہو جاوے
گی فائدہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ آنحضرت افضل ہین سب خلق سے اسواسطے کہ مذہب
اہل سنت کا یہ ہی کہ آدمی افضل ہی ملائک سے اور آنحضرت بموجب اس حدیث کے سب آدمیون سے افضل ہین
اور شیخ محمد صاحب جونپوری بھی آدمی ہین **دلیل نہم** عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال فاکسی حلۃ من حلل الجنۃ ثم اقوم عن یمین العرش لیس احد
من الخلائق یقوم ذلک المقام غیری رواہ الترمذی یعنی فرمایا خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے پس پہنایا جاوینگا مجکو ایک لباس لباسون بہشت سے پھر کھڑا ہونگا مین سیدھے جانب عرش سے کہ کوئی
شخص مخلوقات الٰہی مین سے سواے میرے اس مقام مین نہین کھڑا ہوگا اب غور کیجیے کہ شیخ جونپوری بھی مخلوقات
الٰہی مین سے ہین اونکو بھی یہ مقام میسر ہوگا **دلیل یازدہم** عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم
صلوا علیّ فانہ من صلی علیّ صلوۃ صلی اللہ علیہ بہا عشرا ثم سلوا اللہ لی الوسیلۃ فانہا
منزلۃ فی الجنۃ لا تنبغی الا لعبد من عباد اللہ وارجوا ان اکون انا ہو فمن سال لی الوسیلۃ
حلت علیہ الشفاعۃ رواہ مسلم یعنی فرمایا حضرت رسالت مآب نے کہ جب سنو تم مؤذن کو اذان کہتے
پس کہو تم جیسا کہ وہ کہتا ہی پھر بعد اذان کے درود بھیجو مجپر اسلیے کہ جو شخص مجپر ایکبار درود پڑھتا ہی اللہ تعالے
اوسپر دس بار رحمت بھیجتا ہی پھر مانگو اللہ تعالی سے میرے واسطے وسیلہ اسواسطے کہ وہ ایک مقام ہی بہشت مین
کہ نہین لائق ہی مگر ایک بندے کے واسطے بندگان خدا مین سے اور مین امید رکھتا ہون کہ وہ بندہ مین
ہوؤن پس جو شخص کہ مانگے گا میرے واسطے وسیلہ اوترے گی اوسپر شفاعت مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ حافظ
عماد الدین بن کثیر نے فرمایا کہ وسیلہ نام ہی ایک نہایت عالی مقام کا جنت مین کہ تمام مکانات بہشت سے
قریب تر عرش کے ہی اور وہ گھر ہی رسول خدا کا بہشت مین کہ اوسیکو درجۂ رفیعہ اور بعضے فضیلہ بھی کہتے
ہین اور بعد ایک ورق کے اوسمین ہی کہ قول اللہ تعالی کا طُوبیٰ لَہُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ طوبی نام ہی ایک
درخت کا کہ اوسکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے بویا ہی زیور اور لباس اوسمین اوگتے ہین اوسکی شاخین اوسکی
دیوارون بہشت کے باہر سے نظر آتی ہین اور جڑ اوس درخت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین ہی اور ہر
مومن کے گھر مین ایک شاخ اوسکی پہونچی ہی تا کہ ہر ولی کا حصہ حضرت کے پاس سے ہووے اور حضرت

نے بہشت کو بھر دیا ہی پس ہر ولی کو جو نعمت بہشتی حاصل ہے حضرت کو وہ سب حاصل ہے اسواسطے کہ ولی نے جو نعمت پائی ہی بدولت پیروی آنحضرت کے پائی ہی ایسی ابلیس نے دوزخ کو بھر دیا ہی کہ جو عذاب کسی دوزخی کو ہی ابلیس اوسمین شریک ہی انتہی یہ اشارہ ہی طرف اوس حدیث کے کہ مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ من دعا الی ھدی کان له من الاجر مثل اجور من تبعهم لاینقص ذلک من اجورهم شیئا ومن دعا الی ضلالة کان علیه من الاثم مثل اثام من تبعه لاینقص ذلک من اثامهم شیئا یعنی جسنے خلق کو بلایا طرف ہدایت کے اوسکو اوسکے پیروون کے برابر ثواب ملیگا اور اس سے کچھہ انکے ثواب کم نہو جاینگے اور جسنے کہ بلایا طرف گمراہی کے اوسپر اوسکے پیروون کے برابر گناہ ہوینگے اور یہ بات کچھہ اونکے گناہون کو کم نکریگی یہ بھی ایک دلیل قوی ہی افضلیت حضرت رسالت پر کہ تمام امت مہدی وغیرہ کا ثواب حضرت کی ذات جامع الکمالات مین مجتمع ہی اور ثوابات ذاتی علاوہ اسکے ہین چند ورق پیشتر اسکی بحث ہو چکی ہی اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ آیت ومن یطع الله والرسول فاولئك مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین یعنی جو شخص کہ اطاعت کرینگے خدا اور رسول کی وہ اون لوگون کے ساتھہ ہونگے کہ جن پر حق تعالی نے انعام کیا ہی کہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہین اور صحیحین کی حدیث کہ انت مع من احببت یعنی تو اوسکے ساتھہ ہوگا کہ جس سے محبت رکھتا ہی اور سوا اسکے اور احادیث اس مضمون کی ہین ان سب کا یہ مطلب نہین ہی کہ اطاعت کرنے والے اور محبت رکھنے والے پیغمبرون کے ساتھہ ایکدرجے مین ہونگے ورنہ لازم آوے کہ فاضل ومفضول اور خادم ومخدوم برابر ہو جاوین کہ یہ ہرگز جائز نہین ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ یہ لوگ جنت مین اسوضع پر ہونگے کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھنے کی اور ملاقات کرنے کی قدرت رکھتا ہوگا اگرچہ مکان دوسرے کا عالی اور مرتبہ بلند ہو اسواسطے کہ جب حجاب اور پردہ اوٹھہ گیا تو ایک دوسرے کو مشاہدہ کر سکتا ہی یہی معنی ہین اس معیت کے دلیل ۶ واذ دیھم عن ابی ابن کعب عن النبی صلی الله علیه وسلم اذا کان یوم القیامة کنت امام النبیین وخطیبهم وصاحب شفاعتهم غیر فخر رواه الترمذی یعنی فرمایا حضرت صلی الله علیه وآله وسلم نے کہ جب ہوگا دن قیامت کا ہونگا مین امام پیغمبرون کا اور خطیب انکا اور صاحب شفاعت اونکا بلا فخر طریق استدلال اس حدیث سے یون ہی کہ حضرت کا امام الانبیا ہونا یہان سے ثابت ہوا

اور انبیا باجماع امت اور بمقتضائے آیت إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحًا الآیۃ کے افضل ہیں بنی
آدم بلکہ عالم سے پس حضرت بھی امام اور افضل ہیں سب کے دلیل سیزدہم عن انس قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدهم اذا وفدوا وانا
خطیبهم اذا انصتوا وانا مستشفعهم اذا حبسوا وانا مبشرهم اذا ایسوا الکرامة
والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف
علی الف خادم کانهم بیض مکنون او لؤلؤ منثور رواه الترمذی والدارمی یعنی فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں سب آدمیوں سے پہلے قبر سے نکلونگا جب کہ اوٹھائے جاوینگے
اور میں آگے چلونگا اونکو جب کہ خدائے تعالی کے پاس آوینگے اور میں انکی طرف سے خطبہ خوانی اور
معذرت خواہی کرونگا جب کہ وہ حیران ہوکر چپ ہوجاوینگے اور مجھسے تشفیع ہونے کے خواہان
ہونگے جس وقت کہ میدان موقف میں رکے جاوینگے اور میں خوشخبری سنانے والا ہونگا جس دم
کہ ناامید ہوجاوینگے کرامت اور کنجیاں اوس دن میرے ہاتھ میں ہونگی اور نشان حمد کا اوس دن
میرے ہاتھ میں ہی اور میں بزرگتر اولاد آدم کا ہوں اپنے پروردگار کے پاس پھرینگے میرے اطراف
ہزار خادم مانند انڈوں صاف اور محفوظ کے یا مانند موتیوں بکھرے ہوئے کے دلیل چہاردہم
انا اول من یحرک حلق الجنة فیفتح الله لی فیدخلنیها ومعی فقراء المؤمنین فانا
اکرم الاولین والآخرین علی الله ولا فخر یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں
سب سے اول حلقے دروازے بہشت کے ہلاؤنگا پس کھولے گا اللہ تعالی واسطے میرے پھر داخل کریگا
مجھکو بیچ اوسکے اور میرے ہمراہ فقرائے مومنین ہونگے اور میں اکرم و افضل اولین و آخرین کا ہوں اللہ
تعالے پاس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوٰۃ وسلاما دائما ابدا یہ ٹکڑا ہی ایک بڑی حدیث کا
ترمذی اور دارمی نے روایت کی اور مشکوٰۃ میں بھی موجود ہی اسقدر آیات واحادیث مسلمان
باایمان کیواسطے کافی ہیں اسلیے اسیقدر پر بس کیا ورنہ سوائے اسکے اور بہت احادیث اس مضمون کی
بروایات مختلفہ کتب حدیث میں موجود ہیں کہ اگر سب کے اونکو جمع کرکے دیکھا جاوے تو تواتر معنوی
ہوجاتا ہی غرض کہ یہ بات کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الناس ہیں اور کوئی آدمی اولین
و آخرین میں حضرت کی رتبے کے برابر نہیں ہی با احادیث متواترۃ المعنے کے دلیل قطعی ہوتی ہیں اور باجماع

اہل اسلام کہ وہ بھی دلیل قطعی سے ثابت ہے بلکہ خاص صحابہ حضرت کے اسپر ترقی کرکے حضرت کو تمام اہل زمین اور
اہل آسمان سے بھی افضل جانتے ہیں چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح میں بروایت دارمی کے عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے ہے کہ فرمایا اونہوں نے کہ ان اللہ فضل محمدا صلی اللہ علیہ وسلم علی الانبیاء
وعلی اھل السماء الخ یعنی تحقیق اللہ تعالی نے فضیلت دی ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبروں پر
اور اہل آسمان پر اور پیغمبر تو سب بنی آدم سے افضل ہیں باجماع اور بآیت مذکور الصدر پس آنحضرت
سب سے افضل ٹھہرے مگر فرقہ مہدویہ عجیب قوم ہے کہ کتابیں انکی بھری ہیں اس مطلب سے کہ ہمارے عقائد اور
مہدی کے اقوال کوئی مخالف اجماع اور دلائل قطعیہ کے نہیں ہیں حالانکہ صدہا باتیں انکی مخالف
اجماع اور نصوص قطعیہ ہیں چنانچہ مقامات گذشتہ میں بخوبی ظاہر ہو چکا اور آگے بھی انشاء اللہ آویگا
قولہ اور یہ بھی حکم عام ہے نور الانوار میں مذکور ہے کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ ہر عام ظنی ہے کیا اس سے
کوئی نکوئی فرد خارج ہے اگرچہ بہم واقف نہوویں پس عام واجب کرتا ہے عمل کو نہ اعتقاد کو مثل خبر واحد اور قیاس
کے انتہی ہاں امر اختلافی بین المجتہدین ظنی ہے بالاتفاق اب بنابر اس مسئلے کے ہوا یہ حکم ظنی نہ یقینی
جواب اگر یہی مطلب امام شافعی کا ہے جو کہ تم نے سمجھے ہو تو تم کو لازم ہے کہ بیان کرو کہ اس عام سے کہ انّ
اللہ بِکُلِّ شَیءٍ عَلِیمٌ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰاتِ وَالاَرضِ کونسا فرد مخصوص ہے اور امام شافعی
رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تو نہایت عالی ہے سوا تمہارے کوئی ادنی مسلمان بھی نکہیگا کہ کسی شی کو اللہ تعالی
نہیں جانتا ہے یا کوئی چیز آسمان و زمین میں ایسی ہے کہ اللہ سبحانہ اسکا مالک نہیں ہے تعالی اللہ عن
ذلک علوا کبیرا حقیقت حال یہ ہے کہ میاں مہدوی نے اپنے مطلب کی دھن میں اندھا دھند کرکے
خلط بحث کر دیا شعر چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ٭ صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد ٭ ورنہ اگر ذرا بھی اہل
کتابوں اصول میں مانند تحقیق الحسامی وغیرہ کے کرتے تو صاف معلوم ہو جاتا کہ ہر عام میں خلاف نہیں ہے
بلکہ جس عام پر کوئی دلیل عدم تخصیص قائم نہیں ہے اوسکو اکثر شافعیہ و مالکیہ و بعضے ہم میں سے جیسے امام
ابو منصور ماتریدی اور مشائخ سمرقند ظنی کہتے ہیں اور ابو الحسن کرخی اور ابوبکر جصاص اور مشائخ عراق اور
عامہ متاخرین قطعی و یقینی جانتے ہیں اور جس جگہ کوئی دلیل اس بات پر دال ہے کہ یہاں اس عام کے جمیع
افراد مراد ہیں اور کوئی فرد اسکا اس حکم عام سے مخصوص و خارج نہیں ہے اسکو سب اہل سنت بالاتفاق
یقینی اور قطعی جانتے ہیں اور ایسے عام مدلل کو کلیہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض سے مخصوص کرتے ہیں

وگرنہ وہ کلیۃً خود اپنے نفس کا مبطل ہو جاویگا اب خیال کیجیے کہ کوئی ولی مرتبہ نبی کو نہیں پہونچتا ہی اس عقیدہ
عامہ پر کسقدر کثرت سے دلائل قرآن حدیث و اجماع و اقوال سلف و خلف سے اوپر کے قول کے
جواب میں مذکور ہو چکے کہ سب دال ہین اس بات پر کہ اہل اسلام کے نزدیک کوئی فرد اس عام سے مخصوص
نہین ہی اور کوئی ولی کسی نبی کے درجے کو یا جناب سید العالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقام کو نہیں
پہونچتا ہی پس یہ حکم عام سب شافعیہ اور حنفیہ وغیرہم کے نزدیک بالاتفاق قطعی و یقینی ٹھہرا اور بیان
مہدویکا ظن فاسد نکلا **قولہ** اور پھر دلیل اس حکم کی کتب کلامیہ مین مثل شرح عقائد نسفی کے اسطرح ہی کہ
انبیا علیہم السلام معصوم ہین مامون ہین خوف خاتمہ سے مکرم ہین وحی اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہین
تبلیغ احکام وارشاد انام سے انتہی ہان یہ اوصاف حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے لیے بھی ثابت ہین
شرع شریعت مین بخلاف باقی اولیا کے جیسا کہ اوائل طحطاوی شرح درمختار مین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کی تعریف کے مقام مین مذکور ہی کہ تحکم کریگا مہدی مگر ایسا حکم کہ لایا ہی طرف اسکے فرشتہ نزدیک سے
اللہ تعالی کے جو بھیجا ہی اوسکو اللہ تعالی نے کہ باز رکھے مہدیکو خطا سے اور یہ حکم مہدیکا وہی شرع پاک
محمدیکا ہی ایسی کہ اگر ہوتے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زندہ اور ظاہر ہوتے یہ مسئلے تو نہ تحکم کرتے انمین مگر
موافق حکم مہدی کے انتہی اب بنظر اس دلیل کے نہیں داخل ہی مہدی علیہ السلام اس حکم مین **جواب**
خلاصہ کلام طحطاویکا یہی ہی کہ مہدی علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ موکل رہیگا کہ اونکو احکام مین
خطا کرنے سے بچاویگا اور یہ کچھ خاصہ حضرت مہدیکا نہیں ہی بلکہ ہر حاکم عادل اور قاضی منصف کے ساتھ
کہ بغیر اپنی خواہش و درخواست کے جبرًا قاضی کیا جاوے ایک فرشتہ رہتا ہی چنانچہ ترمذی اور ابوداود اور
ابن ماجہ نے روایت کی کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے من
ابتغی القضاء وسال وکل الی نفسہ ومن اکرہ علیہ انزل اللہ علیہ ملکا یسددہ
یعنی جسنے کہ خدمت قضا کو خود طلب کیا اوسکو اوسکی ذات پر چھوڑ دیتے ہین اور جسکو جبر و اکراہ
کسیو نے قاضی بنایا اوسپر اللہ تعالی ایک فرشتہ نازل کرتا ہی کہ اوسکو راہ راست پر چلاتا ہی اور احکام مین
غلطی سے بچاتا ہی انتہی اب اگر مہدویوں کے مذہب مین یہی فرشتے کے اترنے سے آدمی پیغمبر
ہو جاتا ہی تو مہدی جونپوری کیا بلکہ تمام دنیا کے قاضیونکو نبی یہ لوگ اپنے مذہب مین انبیا بناوینگے
بالفور یہ شریعت مین لکھا ہے کہ قاضی [illegible] کے ساتھ [illegible] اور [illegible] فرشتے رہتے ہین

کہ اُسکو احکام مین راہ راست بتاتے ہین اور تایید فرماتے ہین چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح مین بروایت سعید
بن المسیب کے منقول ہی اب بمنطوق اس مثل کے کہ ہر سیر کو سوا سیر ہی یہ قاضی دعوی شئے تو الا کچھ مہدی
جونپوری سے بھی پلے درجے پہر اب شاید کہ میان مہدوی او سکو وہ پیغمبر جانینگے اور اپنے مہدیکو
اکہر پیغمبر سمجھینگے اتنا بھی تامل نکیا کہ طحطاوی کی عبارت سے یہ کہان نکلتا ہی کہ مہدی معصوم ہین
ماموں ہین خوف خاتمے سے مکرم ہین وحی سے اور مشاہدے سے ملک کے ماموں ہین تبلیغ احکام
اور ارشاد انام کے اور کیسے مونہہ بھر کے کہدیا کہ یہ سب اوصاف مہدیکے لیے ثابت ہین شرع شریف
وہ کونسی تمہاری شرع ہی کہ جس مین یہ سب اوصاف مہدیکے واسطے ثابت ہین اس شرح درمختار کو
جو شرع بنایا تھا اوسمین تو ان مین سے ایک بات بھی مذکور نہین ہی اور فرشتے کے نازل ہونے سے تو
کا مشاہدہ لازم نہین آتا ہی **قولہ** سوال اگرچہ اوصاف ثابت ہین حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے
تو ہوئے حضرت بھی نبی کیونکہ شرع شریف مین نبی ایسے اوصاف والے کو کہتے ہین اب یہ بات مخا
ہی کتاب و سنت و اجماع کے کہ بعد خاتم انبیا علیہم السلام کے نبی ہونا جائز نہین ہی جواب طحطاوی
مقام مذکور مین مذکور ہی کہ ولیکن حدیث کہ نہین ہی وحی بعد میرے سو یہ حدیث باطل ہے اصل ہی
حدیث ثابت ہی کہ نہین ہی نبی بعد میرے سو معنی اسکے علما کے پاس یہ ہین کہ نہوگا نبی ایسا کہ
شرع جدید ہو جو منسوخ کردیوے اس شرع شریف کو انتہی اب اس تقریر سے معلوم ہوا کہ
کتاب و سنت و اجماع کے بھی علماے اہل سنت و جماعت کے پاس یہی ہی کیونکہ یہ تینون ایک
وارد ہین پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا اس اوصاف پر متبع اس شرع شریف کے ہوکر
مخالف ہی کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی مشرع ہونا شرع شریف سے ممنوع
نہ نبی متبع ہان حضرت متبع ہین نہ مشرع جیسا کہ طحطاوی مین یہ بات مذکور ہی **جواب** غرض کہ
کا علاج نہین ہوسکتا یہ میان مہدوی جس کتاب پر ہاتھ ڈالتے ہین ایسا مطلب اُس سے نکا
کہ مصنف کی روح کو بھی اُسکی خبر نہ تھی چنانچہ یہان بھی اپنی عادت کے موافق ایسا ہی کیا کہ
اپنے دل کا حال در پردہ رکھکر اپنے شیخ کو فقط مہدی پکارتے تھے اب کھول کر خلاصہ اپنے
خاطر کا ظاہر کیا کہ وہ پیغمبر ہین معلوم ہوا کہ محض اتنے واسطے کہ مسلمانونکو پیغمبری جونپوری
وحشت نہووے افشاے راز نہین کرتے ہین ورنہ پیغمبری کیا پیغمبرون سے اونکو افضل جا

چند روز سے اول ایک عالم اس مذہب کے ملاقات عید کے واسطے آئے تھے میں نے اونسے کہا کہ تم لوگ
اپنے پیر کو پیغمبر اعتقاد کرتے ہو نہایت انکار کیا کہ حاشا کہ ہم پیغمبر کہتے ہوں ہم فقط مہدی جانتے ہیں
بندے نے بھی تمام اس کتاب کا دکھلایا تب تامل مصنف اس کتاب کی تکذیب کرنے لگے اور یہ نہ
سمجھے کہ اس بیچارے نے کیا کیا تمہارے سب بزرگواروں نے جیسا مہدی کو برابر و مساوی حضرت
خاتم النبیین کے ٹھہرایا البتہ حضرت ابراہیم و موسی و عیسی علی نبینا و علیہم السلام سے افضل جانا چاہیے
جائے دوسرے انبیا کی اور ہر گروہ کی زبان پر کلمہ نبی مہدی کا جاری رہتا ہے آمدم بر سر مطلب کہ علما
اہل سنت حضرت امام ہمام مہدی حقیقی کو بھی پیغمبر نہیں جانتے پس تمہارے مہدی جعلی کو کیا
مانتے ہیں اور طحطاوی کا مطلب یہ نہیں ہے جو کہ تم سمجھے ہو بلکہ طحطاوی نے صاحب فی خائز مہمات سے اور اونسے
صاحب اشاعہ سے اور اونسے المشرب الوردی فی مذہب المہدی تالیف ملا علی قاری رحمہم اللہ
نقل کیا کہ حاصل اسکا یہ ہے کہ بعضے جاہل حنفی جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام تقلید مذہب امام
اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرینگے سو سراسر باطل ہے اور جو حکایات اس مقدمے میں وضع کی ہیں وہ بالکل
خطا و ناحق ہیں اور عیسی علیہ السلام صفت نبوت پر برقرار ہیں جو شخص انکے سلب نبوت کا قائل ہووے
وہ کافر ہے یقیناً جیسا کہ امام سبکی نے تصریح کی ہے اس واسطے کہ پیغمبروں سے وصف نبوت نہیں جاتی
ہے نہ حیات میں نہ بعد ممات کے اور امام سبکی نے اپنی ایک تصنیف میں صاف لکھا ہے کہ عیسی علیہ السلام
ہمارے حضرت کی شریعت پر حکم کرینگے موافق قرآن و سنت کے اور اس صورت میں راجح یہ بات ہے کہ
سنت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہہ اونکے واسطے سیکھیں گے یا بطریق وحی اور الہام کے اونکو
پہونچیگی اور حدیث لا وحی بعدی کی باطل ہے بے اصل ہے ہاں لا نبی بعدی صحیح ہے لیکن معنی اسکے
علما کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی صاحب شرع کہ شرع محمدی کو منسوخ کرے بعد حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے حادث نہوگا اور عیسی علیہ السلام پر بعد نازل ہونے کے وحی آنا حدیث نواس
بن سمعان سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اوسمیں یہ ہے کہ عیسی علیہ السلام دجال کو دروازہ شرقی مقام
لد کے پاس قتل کرینگے پھر اللہ تعالی حضرت عیسی کی طرف وحی بھیجیگا کہ تحقیق میں نے اپنے بندے
نکالے ہیں کہ تمکو اونسے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے تم اپنے لوگوں کو طور پر بچا کر محفوظ رکھو الخ پس
ظاہر ہوا کہ [illegible]

اونھین کی ہی اور وہی حق سبحانہ اور انبیا علیہم السلام کے درمیان سفیر ہین اور کسی فرشتے کے واسطے یہ خدمت ثابت ومعروف نہین ہوئی اور یہ جو مشہور ہی کہ جبرئیل بعد موت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمین پہ نہ اترینگے بے اصل ہی بلکہ وارد ہوا ہی کہ جو شخص طہارت سے مرتا ہی اوسکی موت کے وقت حاضر ہوتے ہین اور شب قدر مین اترتے ہین اور دجال کو مکے اور مدینے مین داخل ہونے سے مانع ہونگے انتھی آپ کی اس تقریر سے صاف ظاہر ہی کہ حدیث لانبی بعدی کی تخصیص اسیواسطے کی ہی کہ عیسی علیہ السلام کا آنا مقرر ہی اور وہ نبی بلاشک ہین پس فرمانا حضرت کا کہ میرے بعد کوئی نبی نہوگا باین معنی ہی کہ کوئی نبی صاحب شرع جدید نہوگا اور عیسی اور الیاس اور خضر علیہم السلام تابع شریعت محمدیہ کے ہین کہ اولیاے امت اور خلفاے حضرت خاتم الرسالت مین محسوب ہین اور یہ مراد علماے اہل سنت کی نہین ہی کہ سواے انبیاے سابقین کے اور کوئی شخص مہدی یا غیر مہدی پیدا ہووے اور اوسکو مرتبہ نبوت کا تازہ بعد حضرت خاتمیت مآب کے ملے سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ اسیواسطے مفسرین کہتے ہین کہ مراد آیت خاتم النبیین سے یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر من نُبّیٔ یعنی حضرت کے بعد کسیکو نبوت ندی گئی نبوت ملنا حضرت سے ختم ومنقطع ہوگیا اور جو کہ حضرت کے ظہور سے پہلے نبوت پاچکے ہین اگر بعد حضرت کے زندہ بوصف نبوت رہین کچھ مضایقہ نہین ہے البتہ کسی نئے شخص کو یہ صفت بعد حضرت کے ملنا جیسا کہ مہدوی سمجھے ہین محال ہی بالاجماع کہ کلام الٰہی مین کذب لازم آویگا تعالی اللہ عن ذلك علوا كبيرا **قولہ** اور بعضے فارسی شروح فصوص الحکم مین فص شیثی ذکر خاتم اولیا مین مذکور ہی کہ تقیید نبوت ورسالت بتشریعی اشارت ست بآنکہ نبوت ورسالت غیر تشریعی میباشد وآن آنست کہ متعلق باشد باظہار حقائق الٰہیہ واسرار غیوب وارشاد عباد وغیر ذلك من غیر ان یتعلق بالتشریع اور بعثت حضرت مہدی علیہ السلام کی واسطے اظہار اسی حقائق کے ہی کہ قریب مذکور ہوگا **جواب** مصنف فصوص الحکم کی یہ مراد ہی نہ اوسکے شارحین کو یہ خیال ہی کہ بعد حضرت خاتم الرسالت کے انبیا پیدا ہوتے رہینگے جیسا کہ مہدوی سمجھتے ہین بلکہ شیخ اکبر کی اصطلاح مین ایک قسم کے اولیا کو انبیاء الاولیا بولتے ہین یہان انبیاے غیر تشریعی سے وہی اولیا مراد ہین اور مثل مشہور ہی کہ لامشاحۃ فی الاصطلاح یعنی اصطلاح مین کچھ نزاع وبخل نہین ہی جسکا دل چاہے سو اصطلاح ٹھہراوے اور انبیاے عرفی شرعی مراد نہین ہین چنانچہ مصنف موصوف نے

اس بات کو فتوحات مین جابجا بخوبی واضح و مشروح کردیا ہی چنانچہ فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے ہین کہ نبی وہ شخص ہے کہ اُسکے پاس فرشتہ اللہ تعالی کے پاس سے وحی لاوے کہ متضمن ہووہ وحی ایک شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق خدا ے تعالی کے عبادت کیا کرے اور اگر اوس شریعت پر دوسرونکو بھی چلانے کا حکم ہووے تو وہ نبی رسول بھی ہوا اور فرشتے کا آنا دو طرح پر ہوتا ہی کبھی پیغمبر کے دل پر وحی اوتارتا ہی اور کبھی صورت جسدی پکڑکر کان پر یا بصر وغیرہ قوا ے حسیہ پر القا کرتا ہی اور پیغمبر کو جیسا کہ کان سے معلوم ہوتا ہی ایسی آنکھ وغیرہ قوا ے حسی سے بھی حاصل ہوجاتا ہی اور یہ دروازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد بند کردیا گیا اب کیکو یہ بات میسر نہین ہی کہ کسی شریعت ناسخہ سے خدا کی عبادت کرے اور عیسی علیہ السلام جسوقت اوترینگے یہی شریعت محمدیہ پر حکم کرینگے اور عیسی علیہ السلام خاتم الاولیا ہین اور یہ بھی حضرت کا شرف ہی کہ انکی امت کی ولایت کو اللہ تعالی نے ایک رسول مکرم پر ختم کیا اب عیسی علیہ السلام کو دن قیامت کے دو طرحکا حشر ہوگا پیغمبرونمین رسول ہوکر محشور ہونگے اور ہمارے ساتھ ولی تابع محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہوکر محشور ہونگے اور اولیا بھی اسی مقام پر ہین لیکن حالت انبیا الاولیا کی اس امت مین یہ ہی کہ اللہ تعالی ولی کو ایک تجلی بتاتا ہی اور مظہر محمد اور مظہر جبرئیل کو قائم فرماتا ہی کہ مظہر جبرئیل مظہر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر احکام مشروعہ خطاب کرتا ہی اور اس ولی کو سناتا ہی اور یہ ولی بسبب حاضر ہونے کے سب سنکر سمجھ لیتا ہی اور علم الیقین حاصل ہوجاتا ہی پس یہ ولی مانند اون صحابہ کے ہوا کہ جنھون نے حدیث جبرئیل کہ جسمین اسلام و ایمان و احسان کا مذکور ہی حضرت اور جبرئیل کی زبان سے سنی اور صورت مجلس مشاہدہ کی مگر انھون نے عالم حس مین دیکھا اور اس ولی اللہ نے کشف مین مشاہدہ کیا یہی لوگ انبیا الاولیا کہلاتے ہین اور کبھی شریعت جداگانہ انکو حاصل نہین ہوتی ہی اور یہ سب داعی الی اللہ علی بصیرۃ ہوتے ہین اور مانند انبیاے بنی اسرائیل کے شریعت محمدی کو نگاہ رکھتے ہین اور اعلم الناس ہوتے ہین حال شرع مین مگر فقہا بعضی باتین کہ اونکو کشفا ثابت ہوئی ہین کہ فقہا و علماے رسوم کے نزدیک وہ سبب کثرت راویون کے اور طرح پر پہونچی ہین نہین مانتے ہین اور یہ اولیا بھی باوجودیکہ اونکی غلطی پر مطلع ہوتے ہین اون پر رد نہین کرتے ہین اور نہ دلیل قائم کرنا لازم جانتے ہین بلکہ اون پر اپنے مقام کا چھپانا واجب ہوتا ہی انتہی ملخصا اور فتوحات کے تہترو ین باب کی شروع مین فرماتے ہین کہ یہ باب ہی بیان مین اقسام اولیا اللہ کے اور

بیان مین وان مسائل کے کہ اونکو کوئی نہین جانتا سوا ے اکابر عباد اللہ کے کہ وہ اپنے زمانے مین ایسے ہوتے ہین کہ جیسے انبیا زمانہ نبوت مین ہوتے تھے اور اوسکو نبوت عامہ کہتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کہ منقطع ہو گئی ہے وہ نبوت تشریع ہے نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت کی شرع کو نسخ کریگا اور نہ کوئی حکم بڑھ جاوے گا اور یہی معنی ہین فرمان حضرت کے کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی اب کوئی رسول ہے بعد میرے نہ کوئی نبی یعنی مخالف شرع میری کے کہ یہ دروازہ بند ہو گیا اور نہ حضرت عیسی علیہ السلام کا اترنا بلا خلاف محقق ہے کہ وہ آترکر ہماری شرع پر حکم کرینگے نہ شرع جدید لاوینگے اور نہ اس شرع پر چلاوینگے کہ پہلے جس پر بنی اسرائیل کو چلایا تھا پس معلوم ہوا کہ حضرت کی مراد یہ ہے کہ میرے بعد نبوت تشریع نہوگی اور اسی مرتبہ تشریع کو اہل نظر کی اصطلاح مین اختصاص بولتے ہین اور اسیکو غیر کسبی کہتے ہین اور جو لوگ کہ نبوت کو کسبی کہتے ہین اونکی مراد اوس سے یہی ہے کہ اللہ تعالی کے پاس بندیکو ایک مرتبہ مخصوص ملے کہ نہ اوسمین اوسکی ذات کے واسطے تشریع ہو نہ دوسرے کے واسطے اور ہمنے نام نبوت کا اطلاق اس مقام والے پر اسواسطے چھوڑ دیا کہ لوگونکو دھوکا نہ ہو اور نبوت تشریع نہ سمجھین جیسا کہ بعض لوگونکو دھوکا ہو گیا کہ بولتے ہین کہ امام ابو حامد غزالی کیمیاے سعادت وغیرہ مین اکتساب نبوت کے قائل ہین معاذ اللہ کہ ابو حامد سوا نکلو الصدر کے کچھ ارادہ کیے ہون انتہی ملخصا اور ایکسو چھپنین باب مین فرماتے ہین کہ نبوت تقسیم دو قسم پر ہے ایک یہ کہ اللہ تعالی اور بندے مین فرشتے کا واسطہ نہین ہے بلکہ من جانب اللہ کچھ اخبار اور تجلیات اسکے دل پر وارد ہوتے ہین کہ کچھ تحلیل او رتحریم کا حکم اوسمین نہین ہوتا ہے بلکہ معرفت الہی اور تصدیق احکام شریعہ کی حاصل ہوتی ہے الی غیر ذالک اور نہ شخص تابع و محکوم ہوتا ہے نہ متبوع و حاکم اور اس قسم کے اولیا جو اس امت مین ہوتے ہین ونکو سنت حسنہ نکالنے کا بھی اختیار ہوتا ہے بموجب فرمانے حضرت کے کہ من سن سنۃ حسنۃ الحدیث مگر بشرطیکہ اوسکی اصل احکام مشروعہ مین موجود ہو اور کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہ ٹھہراوین جیسا کہ بلال کا سوال صلوۃ بعد اذان سے اور ہر حدث صغیر و کبیر کے ساتھ طہارت تازہ کرنا اور دوگانہ ادا کرنا بعد وضو کے اور با طہارت بیٹھنا اور بعد فراغ طعام کے دو رکعت پڑھنا اور ہر ادب مستحب کہ شارع نے اوسکو معین نہین کیا ہے ان لوگونکو اسکی تعیین اور ترجیح درست ہے اور اوسپر عمل کرنے والونکا اجر ان کو ملے گا مگر حکم البتہ او رقطعی پیدا نہین کرسکتے ہین اور قسم ثانی نبوت تشریعیہ کے وہ لوگ ہین کہ مانند تلامذہ کے رہبر ملائک کے ہوتے ہین کہ روح امین اونکی ذات کے حق مین وحی

ریعت لیکر اُترتے ہین اور اوسی طور پر اونسے خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل و تحریم کرتے ہین اور اونکو
سولون کی اتباع لازم نہین ہوتی ہی اور یہ قبل مبعوث ہونے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھا اب مقام کا
اثر بھی باقی نہین ہی مگر مجتہدین البتہ اپنی دلیل و اجتہاد سے تحلیل و تحریم کرتے ہین شیخ کشف وحی آتی ہے
صاحب کشف فقط تصحیح شرع محمدیکی کرتا ہی اسکو حکم اجتہاد کا نہین ہی انتہی ملخصا اور باب ایکسو انسٹھ
ن فرماتے ہین کہ فرق درمیان نبی اور رسول کے یہ ہی کہ جبکو اسکی ذات خاص کے واسطے احکام اوترین
ا ہی اور اگر دوسرونکو بھی وہ حکم پہونچانے کا فرمان آوے وہ رسول ہی اب اگر اوسکی ذات خاص کیواسطے
ہ حکم خاص نہین ہی تو وہ رسول محض ہی اور اگر بعض احکام مختصہ اپنے واسطے رکھتا ہی کہ دوسرونکو اوسکے
پہچانے کا حکم نہین ہی تو وہ رسول نبی بھی ہوا پس ہر رسول کو نبی ہونا لازم نہوا اور نہ ہر نبی کو رسول ہونا
ینکے وارثین بھی تبلیغ احکام کرتے ہین جیسے معاذ و علی و دحیہ رضی اللہ عنہم اور انکو رسول رسول اللہ
لتے ہین بعضے نے واسطہ اور بعضے بوسائط اور یہ رسالت منقطع نہین ہوئی بلکہ جو رسالت
نقطع ہوئی وہ اوترنا حکم الٰہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہی کہ یہ دروازہ بند ہوگیا ہی لیکن
ا بلا تشریع اور تعریفات الٰہیہ کسی حکم شرعی کی صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا اور ایسی اولیا
ہ کے دل پر قرآن اوترنا موقوف نہین ہی باوجودیکہ اونکو حفظ ہوتا ہی لیکن وقت انزال نئی دیکھتے ہے
انچہ منقول ہی کہ بایزید نے جب تک کہ تمام قرآن بطور انزال مذکور کے حاصل نکیا رحلت نکی انتہی ملخصا
رباب تین سو تیرہ مین فرماتے ہین کہ جان تو کہ ہمکو اللہ تعالی کیطرف سے الہام ہی نہ وحی اسلیے کہ راستہ
ی کا ساتھ وفات رسول خدا کے منقطع ہوگیا اور وحی قبل حضرت کے تھی وَلَقَدْ اُوْحِیَ
یْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ اور کوئی خبر الٰہی اس باب مین نہین آئی کہ بعد حضرت کے بھی وحی
لی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بھی مانند اولیاے اس امت کے کشف و الہام ہوا کریگا اور
ل الہام مین کچھ شبہہ جانب غیر کا نہین ہوتا ہی بلکہ وہ اخبار الٰہی ہی بواسطے فرشتے کے اور بلا واسطہ بھی
ا ہی اور فرق نبی اور غیر نبی مین یہ ہی کہ نبی اور رسول وقت وحی کے فرشتے کو مشاہدہ کرتے ہین
بہ رویت بصر دیکھتے ہین اور غیر رسول اوسکے آثار معلوم کرتے ہین اور رویت بصری سے نہین دیکھتے
ا انتہی ملخصا اور باب تین سو چودہ کے وصل مین فرماتے ہین کہ ہمارے اصحاب مین سے بعضے
مثل امام ابو حامد غزالی وغیرہ کے ادھر گئے ہین کہ فرق درمیان نبی و ولی کے اوترنا فرشتے کا ہی

کہ ولی پر فقط الہام ہوتا ہی اور نبی پر فرشتہ اُترتا ہی اور الہام بھی ہوتا ہی اسلیے کہ وہ جامع نبوت اور ولا
ہوتا ہی مگر یہ فرق ہمارے نزدیک غلط ہی اور دال ہی اسبات پر کہ قائلین مذکورین کو یہ ذوق حاصل نہ
تھا بلکہ فرق منزل بہ مین ہی نہ نزول ملک مین اسواسطے کہ جو باتین کہ انبیا اور رسولوں پر اُترتی ہین
وہ اور ہین اور اولیا پر جو اُترتی ہین سو اور ہین پس فرشتہ کبھی تابع نبی پر بھی اُترتا ہی اور پیغمبر کی اتباع
بعضے احکام پیغمبر کے کہ ولی کو علم کی راہ سے معلوم نہوے تھے بتلاتا ہی اور بعضی احادیث نبوی کی
صحت و سقم سے خبر دیتا ہی پس بعضی حدیث کہ بسبب ضعف راوی کے علما کے نزدیک متروک ہوتی ہی
صحیح نکلتی ہی یا بالعکس اور کبھی خبر دیتا ہی کہ وہ ولی اہل سعادت و اہل فوز سے ہی چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا
لَہُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا الآيہ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْ
الْمَلٰئِكَةُ الآيہ اور زیادت ثقہ عادل کی مقبول ہی اور اگر قبول نزول ملک کا اونکے اہل الوان یا معاصرین سے
پہونچا ہوتا تو قبول کر لیتے انتہی ملخصاً الکتاب کورین یہ مطلب اور بہت جا مذکور ہی یہان اسیقدر پر کفا
کی گئی حاصل ان مذکورات کا یہ ہوا کہ نبوت اصطلاحیہ شرعیہ کا دروازہ بعد رسول خدا کے بند کر دیا گیا
قیامت تک کوئی شخص اوس رتبے کو نہیں پہونچ سکتا ہی بلکہ عیسی اور الیاس علیہما السلام بھی
دولت محمدیہ کے زمانے مین مانند اولیا کے ہونگے کہ اونپر الہام و کشف مانند اولیا کے ہوگا نہ وحی و
مانند انبیا و مرسلین کے اور الہام اگرچہ سب اولیا پر ہوتا ہی مگر ایک طور خاص الہام کا ہی کہ مظہر تفصیلی مظہر مجمل
احکام مقررہ شرع محمدی اور معارف و حقائق کو القا کرے اور ولی ایسے قسم کے الہام والے اولیا
انبیاء الاولیاء کہتے ہین یہ انبیا متنازع فیہم کی قسم سے نہیں ہین بلکہ ایک قسم خاص اولیا کے ہین اور ن
و رسالت مین جہان قید تشریعی کی لگاتے ہین انھین کے اخراج کے واسطے لگاتے ہین اسواسطے کہ شیخ
کلام سے فتوحات مین متبادر ہوتا ہی کہ انبیا وحی تشریعی سے خالی نہیں ہوئے ہین خواہ فقط اونکی
کے باب مین ہو جیسا کہ آیت اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَائِيلُ عَلٰى نَفْسِهٖ سے مفہوم ہوتا ہی یا غیر کے
بھی و تشریع ہو جیسا کہ شان رسالت کی ہی چنانچہ جا بجا تشریع خاص و عام کہ تعریف نبی اور ر
کرنا اور ولی کی تعریف مین غیر تشریع کو جزو فاصل ٹھہرانا اس بات پر دال ہی اور حکیم ترمذی کے
فصل ستاون مین صاف فرماتے ہین کہ فان النبوۃ لا بد فیہا من علم التکلیف ولا ت
في حديث المحدث یعنی جملہ دراسنا یعنی نبوت علم تکلیف یعنی تشریع سے خالی نہین

الہام اولیاے محدثین مین بالکل تکلیف نہین ہے اور جب تشریع ان سب انبیاے عرفی کو عام ہوئی تو مجمع
تشریع مین فقط اولیاء ہو گئے ولاحرج فیہ اور ولایت چونکہ کسبی ہے نبوت اولیا کہ عین ولایت ہے بھی
کسبی ہوئی اور یہی مراد مطلب کلام امام غزالی کا بھی درست ہو گیا ورنہ نبوت عرفیہ جسکی تعبیر باختصاص کیجے
ہین ہرگز کسبی نہین ہے اور نبی ورولی مین سواے تشریع کے ایک اور بھی فرق ہے کہ نبی پر جب کہ فرشتہ اوترتا ہے
وہ اوس فرشتے کا معاینہ اور مشاہدہ بھی کرتے ہین اور ولی پر اول تو فرشتہ نہین اوترتا ہے بلکہ بلا واسطہ
الہام ہوتا ہے اور اگر اوترتا ہے تو ولی اوسکو رویت بصر سے نہین دیکھتا ہے بلکہ فقط آثار معلوم کرتا ہے اب
صاف معلوم ہوا کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی یہی بات ٹھہری ہے جو کہ تمام مسلمانون کے نزدیک ہے اور
مہدویونکی سمجھ تمام جہان سے نرالی ہے ید اللہ فوق الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار علاوہ یہ ہے کہ مہدوی اقرار
کرتے ہین کہ مہدی جونپوری نبی غیر تشریعی ہین اور نبی تشریعی ہونا بعد حضرت خاتم الرسالت کے مخالف ہے نص
قرانی کا کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ہے اور مخالف
احادیث صحیحہ کا کہ اوسمین لانبی بعدی سے مراد یہی ہے کہ آپکے بعد کوئی نبی تشریعی نہوگا اور مخالف ہے اجماع صحابہ
اور سایر مسلمین کا کہ اونکے اصول کے موافق منکر اجماع صحابہ کا کافر ہوتا ہے اور یہ اون جاہلون نے مہدی جونپوری کو نبی
تشریعی بناتے ہین اور ہرگز نہین سمجھتے کہ نبی تشریعی کسکو کہتے ہین اب یہان فقط شیخ اکبر کے کلام نذکور العدد
کا انکے مہدی کے اقرار کے موافق جو کچھ اونھون نے لکھا ہے لوح محفوظ کے موافق لکھا ہے یعنی تشریعی کے معنی
کرنا چاہیے فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے ہین کہ نبی وہ شخص ہے کہ اوسکے پاس فرشتہ اللہ تعالیٰ کے
پاس سے وحی لاوے کہ متضمن ہے وہ وحی ایک شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق
خدا تعالیٰ کی عبادت کیا کرے انتہی عبادت خداے تعالیٰ کی امتثال امر اور اجتناب نہی سے ہوتی ہے
مطلب ہوا کہ وہ وحی متضمن ہے کچھ امر و نہی پر کہ وہ نبی اوس امر و نہی کے موافق عبادت کیا کرے اور
امر و نہی کو شریعت فرمایا اور تہترویں باب مین فرماتے ہین کہ جو نبوت کہ بعد رسول خدا کے منقطع ہو گئی
ہے وہ نبوت تشریع ہے نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت کی شرع کو نسخ کریگا اور نہ کوئی حکم بڑھاوے
انتہی معلوم ہوا کہ حکم بڑھانے کو شرع کہتے ہین اور شرع کے معنی ڈالنے کے ہین رہ مٹانے کے قاموس مین
ہے کہ شرع لہم کعنع سنن پس نسخ کو اسواسطے ذکر کیا کہ اوسمین بھی حکم ہوتا ہے کہ جیسا کسی حکم کو منسوخ
کیا تو اوسکی اباحت کی یا اعتقاد فرضیت کی نہی ہوئی اور نہی بھی حکم ہے اسواسطے کہ حکم شرعی اکثر

ہین خطاب اللہ المتعلق بافعال العباد علی وجہ الاقتضاء او التخییر او الوضع کو اور وہ امر و نہی
دونوں کو شامل ہے پس ثابت ہوا کہ مدار تشریع کا امر و نہی ہے اور تہتروین باب مین انبیا علیہم السلام کی تعریف
مین فرماتے ہین کہ روح امین اونکی ذات کے حق مین وہ شریعت لیکر اوترتے ہین اور اوسی طور پر انسے
خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل اور تحریم کرتے ہین انتہی یہان سے بھی معلوم ہوا کہ تحلیل و تحریم
اور امر و نہی کو جسپر عبادت کی بنا ہے شریعت کہتے ہین اور ایک سو اونسٹھوین باب مین فرماتے ہین
کہ جو رسالت کہ منقطع ہو گئی وہ اترنا حکم الہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہے کہ یہ دروازہ بند ہو گیا ہے
لیکن القاے بلا تشریع اور تعریفات الہیہ کسی حکم شرعی کے صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا
انتہی یہان سے بھی معلوم ہوا کہ حکم جدید کے اوترنے کو تشریع کہتے ہین اور حکم قدیم کی تعریف
اور تصحیح ہو جانا اوسکو القاے بلا تشریع کہتے ہین اور سواے اسکے اور مقامات فتوحات کے اس
مطلب پر دال ہین اور فصوص الحکم مین نہایت صراحت سے فص عزیزی مین فرماتے ہین کہ وذلک
انک تعلم ان الشرع تکلیف باعمال مخصوصۃ او نہی عن اعمال مخصوصۃ انتہی یعنی شرع
اسیکا نام ہے کہ چند اعمال مخصوصہ کرنیکا حکم کرنا یا چند اعمال سے نہی اور منع فرمانا اب صاف معلوم ہوا
کہ امر و نہی کو تشریع بولتے ہین اور یہ بات حضرت خاتم الرسالت کی ذات با کمالات پر ختم ہو گئی کہ بعد
حضرت کے کوئی نبی یا ولی امر و نہی ایجاد کرنے کا اختیار نہین رکھتا اور نہ وسپر حکم اوترتا ہے چنانچہ فتوحات
کے باب ایک سو چھپن مین لکھا ہے کہ اولیا اس امت کو سنت حسنہ بطور استحباب کے نکالنے کا اختیار تو ہے
مگر حکم قطعی ہرگز پیدا نہین کر سکتے ہین انتہی یہی معنی ہین انقطاع تشریع کے سواے اسکے کہ فرقہ مہدویہ
سراسر اسکے خلاف کرتے ہین یعنی جانتے ہین مہدی جونپوری کے احکام مثل احکام قرآنی کے فرض ہین
اور وہ جسقدر چاہین فرض و واجب بڑھا سکتے ہین اور انکے نکالے ہوے فرضون پر انکار کرنے بلکہ شک
کرنے سے کفر لازم آتا ہے چنانچہ سوا پانچ نماز کے چھٹی نماز فرض کی کہ وہ دوگانہ ستائیسوین رات رمضان کا
ہے اور تیس فرض ورسے مہدی کی زبانی مقرر ہاے اسکی تصدیق کے واسطے رسالہ میرانجی کا نقل کیا
جاتا ہے وہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم منکہ سید میرانجی ابن میان سید سلام السلام بر جملہ مصدقان مہدی علیہ السلام
واضح و لائح باد کہ جملہ احکام محکمات مہدی ؑ کہ در عقیدہ بندگی میان سید خوندمیر رض مذکور اند مجموع سی
حکم اند بعضے ازان فرائض اعتقادی و برخی فرائض عملی اند اما احکام فرائض اعتقادی کہ ہر مصدق را

بر این اعتقاد داشتن فرض است و بجز اعتقاد بر این چاره نیست بیست عدد اند بدین تفصیل اول تصدیق مهدی
با محبت نمودن دوم منکر مهدی را کافر دانستن سوم تسویة الخاتمین حق دانستن چهارم مهدی را بیواسطه
هر روز نو تعلیم از خدا دانستن پنجم تمام احکام مهدی ثابت بامر الله دانستن ششم منکر یک حرف از بیان مهدی
عند الله ماخوذ دانستن هفتم صحت حدیث نبوی بر موافقت کتاب خدا و بحال مهدی دانستن هشتم ایمان
آوردن و اطاعت کردن هر کسی از روز میثاق ثابت دانستن نهم موافقت چهار صفت یعنی هجرت و اخراج
و ایذا و قتال نشان تصدیق دانستن دهم مخالفت هجرت و صحبت حکم نفاق دانستن یازدهم در تصحیح مقبول
و مردود پیش مهدی موعود حق دانستن دوازدهم حکم مجتهدان مفسران جز آن مخالف بیان مهدی نا صحیح
دانستن سیزدهم هر اعمال و بیان مهدی از تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیه السلام دانستن چهاردهم تقلید عمل
بر مذاهب اربع ناروا دانستن پانزدهم خصوصیت بعثت مهدی برای ظاهر کردن بیان نمودن
احکام ولایت محمدی دانستن شانزدهم ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ این بیان بیان مهدی ثابت دانستن هفدهم
وقوع دیدار خدا در دنیا جائز و ممکن دانستن هجدهم ایمان فوات خدا دانستن نوزدهم جاودانی و نسخ حکم آیات
قرآن دانستن بیستم وعده و وعید و نسخ باراده دنیا بحکم آنها حق دانستن فقط دیگر هرچه برای اینها احکام نقول
در باب اعتقاد یعنی اگر بنظر تدبر و تفکر آنرا ملحوظ فرمائی تحت همین ها مندرج یابی والله اعلم بالصواب
و اما احکام فرائض عملی از انجمله که هر مومن مرد و زن را بر این عمل کردن فرض است بجز اختیار کردن این فرائض
چاره نیست ده عدد اند بدین تفصیل اول ترک دنیا کردن دوم هجرت وطن کردن سوم صحبت با صادقان
کردن چهارم پرهیز بیان عما سوی الله یعنی عزلت از خلق کردن پنجم ذکر الله دوام کردن ششم طلب رویت الله
تا آنکه بچشم سر یا بچشم دل یا در خواب هفتم پنج صفت طالب صادق که ایمان حقیقی بوجود حصول آن موقوف است
مشرف شدن هشتم جهاد فی سبیل الله بتیر و از آهن یا از شمشیر نفس نهم توبه در حالت حیات پیش از
غرغره مرگ دهم پنج صفات که حصر ایمانست حاصل کردن کما قال الله تعالی إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ
إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ الآية یعنی که طالب صادق بحکم آن مومن شده است چنانکه ترسیدن دل
از خوف خدای تعالی و زیاده شدن ایمان بعد شنیدن آیات قرآن و توکل نمودن بر خدای تعالی در جمیع امور
و نماز پنجگانه بر وقت آن ادا کردن و از آنچه خدای تعالی روزی داده است انفاق کردن یعنی عشر آن کما حقه
ادا کردن اما احکام عملی که بر احکام عقیده زیاده می نمایند آن همه تحت همین ها داخل اند چنانچه سنت و نو

واجماع و ترک عزت یعنی سیلیفی داخل صحبت ملوازم و می‌ماند و ترک کردن تعیین برات و رفتن در خانها سے موافقان و تدبیر
و تردد و میراث در ترک حیات دنیا داخل است و ترک کردن برون رفتن از دائره و بیرون دائره آتش سوزان میدید
دست و یا نسبت درون نار مخصوص شدن تحت غلبت داخل ترک سوال کردن (یعنی تکیه ۱۲) از سه جنس یعنی حال و قول و فعل
و ترک لذت گرفتن در طعام و ترک مفتوحی کردن که خبر آن پیش از رسیدن آن میرسد داخل توکل است و ذکر کثیر کردن
و هر دو وقت سلطان اللیل و سلطان النهار محافظت نمودن داخل ذکر دوام است کذا باقی و ریواقی داخل اند
پس هر مصدق را ایمان آوردن و اعتقاد داشتن و عمل کردن بر آن و از تاویل و تحویل آن دور بودن فرض
عین است زیرا که بر صحت این احکام اجماع صحابه کرام رضی الله عنهم متفق شده اند زیرین جمله بتمام
اعتقاد و ایمان داشته اند چنانچه بندگی میان سید خوندمیر فرموده اند ای طالبان حق که مهدی را گرویده
اید بعلم یا دیناً آخر الغرض باید دانست بجز ایمان آوردن برین جمله احکام اعتقاد داشتن و عمل کردن بر ان
و دور بودن از تاویل و تحویل آن شمار در گروه مهدی نباشد و امیدواری فلاح و نجات هم نیست انتهی
بلفظه رساله تمام ہوا اور کتاب شبتۃ البراہین تصنیف سید عبدالرحیم بن سید اسحق بن سید عبدالحی مہدوی
میں لکھا ہے کہ ساتواں فرض عشر ہے جان کہ میران نے خدا ے تعالیٰ کے امر سے عشر کو فرض کیا ہے اور عشر اسکو
کہتے ہیں کہ بندہ کو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تھوڑا یا بہت مال کسب یا بلا کسب دیا ہے اوسمیں سے دسواں حصہ مستحقوں کو
پونہچایا یہ عبادت مالی ہے مانند زکوۃ کے اگر زکوۃ اور عشر ادا نکریگا وعیدوں میں داخل ہوگا انتہی اور دوگانہ مذکور
السابق کے فرض ہونے کی کیفیت سید مصطفیٰ نے اپنی کتاب تالیف سنہ بارہ سو تینتیس میں لکھی ہے کہ
رمضان کی ستائیسویں رات کو بعد عشا کے میران کو حکم ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھو جب اوپر نگاہ کی تو دیکھا
کہ تمام آسمان اور بہشتیں ساتھ حور و قصور کے آراستہ کی گئی ہیں اور تمام ملائک کھڑے ہیں تب میران نے
فرمایا کہ یہ شب قدر ہے اللہ تعالیٰ کا امر ہوا کہ میں تجکو دیتا ہوں اے سید محمد اسمیں دو رکعت نماز پڑھا کر جیسا کہ
حضرت آدم علیہ السلام نے نماز فجر پڑھی تھی اور حضرت ابراہیم نے نماز ظہر پڑھی تھی اور یونس نے نماز عصر پڑھی تھی اور
عیسیٰ نے نماز مغرب پڑھی تھی اور موسیٰ نے نماز عشا پڑھی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نماز وتر پڑھی تھی
اور تو اے سید محمد شب قدر میں اس نماز کو پڑھا کر پس اس بزرگ نے اپنے گیارہ اصحاب کے ساتھ امامت کرکے نماز
دوگانہ ادا کی رکعت اول میں سورہ ضحی اور رکعت دوم میں سورہ قدر پڑھکر بعد ادا نماز یہ دعا پڑھی اللهم احینا
مسکینا و امتنا مسکینا واحشرنا یوم القیامة فی زمرة المساکین برحمتک یا ارحم الراحمین

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه اللهم ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه
برحمتك یا ارحم الراحمین انتہی مگر افسوس کہ پچھلا فقرہ دعا کا مستجاب نہوا ورنہ اتنی تکلیف مسلمانونکو
ہوتی اب مانند روز روشن کے ظاہر ہوا کہ مہدوی لوگ اپنے مہدیکو رسول تشریعی جانتے ہین پس یہ عقیدہ
مخالف ہی احادیث صریحہ صحیحہ اور اجماع امت ونص قطعی قرآنی کا کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم
ولکن رسول الله وخاتم النبیین وکان الله بکل شیء علیما اور اگر عناداً اب بھی اصرار کرین
کہ تشریع بے نسخ کے نہین ہوتی ہی تو باب اول مین عقیدہ شانزدہم کو ملاحظہ کرین کہ بخوبی ثابت ہوچکا
کہ احکام شرع جونپوری ناسخ احکام شرع محمدی کے ہین پس بہرحال مخالفت نص خاتم النبیین کی لازم
آتی ہے جس سے بطلان مذہب ظاہر ہو رہا ہی **قوله** اور حضرت شیخ اکبر رضی الله عنه فصوص الحکم مین فص شیثی مین
فرماتے ہین کہ نہین ہی یہ علم مگر واسطے خاتم انبیا و خاتم اولیا کے حتی کہ رسولان نہین دیکھتے ہین اوسکو
مگر مشکوٰۃ خاتم اولیا سے اب کیا حال ہوگا دوسرے اولیا کا اور اگرچہ کہ ہی خاتم اولیا تابع حکم شرع خاتم رسل کا
ہی تبعیت نہین ناقص کرتی ہی مقام کو اوسکے کہ وہ ایک جہت سے اونچا ہی گو ایک وجہ سے نیچا ہی انتہی اور
پھر بعد چند سطر کے فرماتے ہین کہ ہر ایک نبی حضرت آدم سے آخر نبی تک نہین لیتا ہی فیض نبوت کا کوئی
ایک دوسرے سے مگر مشکوٰۃ خاتم النبیین سے اگرچہ کہ آخر ہی وجود عنصری آپ کا ولیکن فی الحقیقت آپ موجود
ہین جیسا کہ فرماتے ہین کہ تھا مین نبی اور آدم درمیان پانی اور کیچڑ کے تھے اور سوائے آپ کے باقی
سب انبیا نہین تھے نبی مگر وقت بعثت کے اور اسیطرح خاتم اولیا تھے ولی جبکہ آدم درمیان پانی
اور کیچڑ کے تھے اور سوائے آپ کے اور اولیا نہ ہوے ولی مگر بعد حاصل کرنے شرائط ولایت کے
پس نسبت خاتم الرسل کی باعتبار ولایت کے ساتھ خاتم اولیا کے مثل نسبت انبیا علیہم السلام کے ہی
ساتھ ختم رسل کے انتہی **جواب** مصنف مہدوی نے اس بحث تسویہ کے آخر مین مولانا جامی
رحمة الله علیه سے نقل کیا کہ اونھون نے نصوص شرح فصوص مین فص شیثی مین خاتم اولیا کی تعریف کے
مقام مین لکھا ہی کہ حقیقت محمدی مشتمل ہی کل حقائق نبوت اور کل حقائق ولایت پر پس احدیت جمیع حقائق
نبوت کی ظاہر ہی اس حقیقت محمدیہ کا اور احدیت جمیع حقائق ولایت کی باطن ہی اوسکا اور خاتم اولیا مظہر ہی
احدیت جمیع حقائق ولایت کا اور یہی احدیت حقیقت ہی اس خاتم اولیا کی پس حقیقت اس خاتم اولیا کی بعض ہی
حقیقت خاتم انبیا کا انتہی اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ ذات محمدی صلی الله علیه وآله وسلم جامع ہی جمیع

کمالات نبوت اور جمیع کمالات ولایت کو اور خاتم اولیا فقط حضرت کے کمالات ولایت کا مظہر ہے پس خاتم اولیا کو حضرت رسالت مآب کے ساتھ نسبت جزو کی ہے کل کے ساتھ اور تمام عقلائے عالم کا اتفاق ہے کہ الکل اعظم من الجزء اجلی بدیہیات سے ہے اور مساوات جزو کی ساتھ کل کے قسم محالات سے ہے پس مہدوی لوگ ہر گاہ کہ اقرار کرتے ہیں کہ مہدی فقط ولایت محمدیہ کے مظہر ہیں اور رسالت و نبوت تشریعی سے علاقہ نہیں رکھتے ہیں اور ذات حضرت خاتم الرسالت کی جامع ان تمام کمالات کی ہے کہ وہ ولی و نبی و رسول ہیں پھر عقیدہ تسویہ اور برابری کا رکھنا گویا یہ محال عقلی و نقلی کو اپنا عقیدہ بنانا ہے اور شیخ اکبر کی مراد یہ ہے کہ خاتم اولیا کہ مظہر ولایت محمدی کے ہیں گویا کہ خزانچی خزینۂ ولایت کے ہیں اور سلطان اگر اپنے خزانچی سے کچھ لیوے عیب نہیں ہے کہ وہ خزانہ اوسکا ہے چنانچہ قیصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہی تمثیل دی ہے اور اس فضل جزئی سے مساوات یا برتری لازم نہیں آتی ہے اسلیے کہ افضل کو ہر وجہ سے افضلیت ضرور نہیں ہے چنانچہ بدر کے قیدیوں کے مقدمے میں حضرت عمر فاروق رضہ کی تجویز نے حضرت کی تجویز پر ترجیح پائی اور تابیر نخل کے مقدمے میں صحابہ کو فرمایا کہ انتم اعلم بامور دنیاکم بلکہ قطع نظر کلام فصوص سے اگر بغور و انصاف دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں فضل جزوی بھی نہیں ہے اسلیے کہ فضل جزئی اوسے کہتے ہیں کہ مفضول میں ایک بات پائی جاوے کہ افضل میں نہ ہووے اور یہاں ولایت محمدیہ ذات اقدس محمدی سے منتقل ہو کر خاتم اولیا میں نہیں آئی ورنہ ذات اقدس کا اوس صفت سے خالی ہونا لازم آوے اور یہ کوئی مسلم نکہے گا کہ حضرت کی ذات وصف ولایت سے معرا ہو گئی اور کوئی عاقل نکہے گا کہ وصف ولایت کا اعراض نفسانی سے ہے ایک محل سے دوسرے محل کو منتقل ہو بلکہ مطلب ہے کہ خاتم اولیا مقام ولایت میں قسم محمدی کا ہے یعنی ولایت انکی ہمرنگ ولایت محمدیہ کے ہے اور اوسکا عکس و ظل ہے پس خاتم اولیا کو فضل جزئی اس مقدمے میں نہوا بلکہ اس صفت خاص میں حضرت رسالت کے شریک ہوئے لیکن بطور شرکت طفیلی و تابع کے ساتھ اصل و متبوع کے اور چونکہ اس فرع اور ظل کو ساتھ اصل کے نہایت مشابہت اور ہمرنگی حاصل ہوئی ہے احکام اصل کے اوسپر بھی جاری ہوتے ہیں یہاں تک کہ جو لوگ کہ اصل سے اصالۃً مستفید ہیں اس فرع سے بھی مستفید کہلاتے ہیں بطور مجاز کے یہاں تک کہ انبیا و مرسلین بلکہ خود حضرت خاتم المرسلین بھی کہ ولایت محمدیہ یعنی باطن محمدی سے مستفید ہیں اوسکے اس مظہر او ظل سے بھی مجازاً مستفید کہلاتے ہیں اور مناط افادے کا اصل ہے اور اسی سبب سے شیخ اکبر اسی مقام پر فصوص میں لکھتے ہیں وهو حسنة من حسنات خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقدم الجماعة وسید ولد آدم

باب الشفاعة یعنی خاتم اولیا ایک درجہ اور نیکی ہین درجات و حسنات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ
ے ایسے محمد کہ پیشواے جماعت او سردار اولاد آدم ہین دروازہ شفاعت کے کھولنے مین انتہی
اہر ہی کہ جو شخص کہ ایک حسنہ ہوگا حضرت کے حسنات کے برابر کیسے ہو سکتا ہی اور شیخ اکبر اگر برابری
تقاد رکھتے تو حسنۃ من حسنات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ہیکو کہتے بلکہ فتوحات
اس سے زیادہ دعوے ہین کہ باب تین سو بیاسی ہین کہ معرفت منزل خواتیم ہین ہی خاتم ولایت محمدیہ کا ذکر
فرماتے ہین کہ و منزلتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم منزلۃ شعرۃ واحدۃ من
دہ صلی اللہ علیہ و سلم انتہی یعنی منزلت خاتم اولیا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی نسبت
ت ایک بال کی ہی حضرت کے جسد شریف سے اور چوبیسوین باب مین فرماتے ہین و للولایۃ
مدیۃ المخصوصۃ بھذا الشرع المنزل علی محمد صلی اللہ علیہ و سلم ختم خاص و ھو فی الرتبۃ دون
ی لکونہ رسولا یعنی ولایت محمدیہ کے واسطے کہ خاص ہی اس شرع محمدی کے ساتھ ایک ختم خاص
دیتے ہین کم ہی عیسی علیہ السلام سے اسواسطے کہ وہ رسول ہین اب صاف معلوم ہوا کہ شیخ اکبر
خاتم اولیاے محمدیہ کو حضرت عیسی علیہ السلام سے کم جانتے ہین فصوص الحکم مین حضرت خاتم الرسالت
ابر یا برتر کا ہیکو لکھینگے الحمد للہ کہ تمام اہل اللہ بلکہ شیخ اکبر بھی کہ مہدی جونپوری کے اقرار کے موافق
محفوظ و کھکر لکھتے ہین عقائد مہدیون سے سراسر مخالفت رکھتے ہین قولہ و شارحون نے اسکے اس مسئلے مین
ت نہین لکھا گیا اور اگر کسی سے خلاف ہو وے تو ہو یہ مسئلہ درمیان علماے اہل سنت و جماعت کے اختلافی
یسا کہ تعیین مین شخص خاتم اولیا کے اختلاف ہی ملا جامی رحمۃ اللہ تعالی شرح فصوص مین لکھتے ہین کہ
کلام سے شیخ مؤید الدین جندی رحمۃ اللہ ہی کہ مراد شیخ اکبر کی خاتم ولایت سے اپنی ذات ہی اور شیخ
الدین داؤد قیصری صاف کہتے ہین کہ مراد خاتم ولایت سے حضرت عیسی علیہ السلام ہین اور شیخ
الدین عبد الرزاق اشارہ فرماتے ہین کہ خاتم ولایت وہی مہدی موعود علیہ السلام ہین انتہی و صاحب
تیح الاعجاز تحت اس بیت کے لکھتے ہین شعر از دو عالم شود بر عدل و ایمان جماد و جانور یابد از و جان
ت کاملان سابق و لاحق فرماتے ہین کہ خاتم ولایت ہم ہین جو کمال بینائی سے ان سب کو نظر آتی حقیقت
پرے تعیین ٹہری ہی انتہی و لیکن اس صاحب مفاتیح الاعجاز اور اکثر محققون کے پاس خاتم ولایت ذا
ی تعیین اور مقرر ہی اپیطرح ہی مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف مین باب اشراط الساعۃ مین جواب فصوص

وارد ہوسکے شرح سے سواے افضل جزوی کے خاتم اولیا کو حضرت رسالت مآب سے اور کچھ ثابت نہیں ہوتا ہی بلکہ دوسری تصانیف شیخ اکبر سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ سواے افضل جزوی کے شیخ کو ہرگز اعتقاد تسویہ غیر کا نہیں ہی اور افضل جزوی سے تسویہ بالکل ثابت نہیں ہوتا ہی پس افضل جزوی خواہ علماے اہل سنت میں اختلافی ہو خواہ اتفاقی تمہارے مطلب تسویہ کے کیا کام آتا ہی اور یہ افضل جزوی بھی جیسا ہی کہ خاتم اولیا مہدی ہی ہوئے اور مہدی سید خان جونپوری کے بیٹے تمہارے پیر و مرشد ہوں دوسرا مقدمہ سراسر باطل ہی چنانچہ اس کتاب سے خصوصا باب سوم سے بطلان اوسکا ظاہر و باہر ہی اور پہلا مقدمہ مشکوک و اختلافی ہی اور یہ تفصیل اوسکی یہ ہی کہ خاتم الاولیا کا لفظ قرآن حدیث میں نہیں ہی اور محدثین کے نزدیک سرے سے یہ قصہ غلط ہی چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات عند الممات کی آخریں فصل ملحق میں لکھا ہی کہ لفظ خاتم الاولیا کا باطل ہی اور اسکی کچھ اصل نہیں ہی اسلیے کہ افضل اولیا اس امت کے صحابہ سابقین اولین ہیں اور اونکے بہتر سب سے ابوبکر ہیں پھر عمر رض اور بہترین قرون امت قرن اول ہی پھر دوسرا قرن پھر تیسرا قرن اور خاتم اولیا حقیقت میں پچھلا مومن ہی آدمیوں میں سے اور وہ سب اولیا سے افضل نہیں ہی بلکہ افضل سب سے ابوبکر ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہما انتہی اور شیخ مؤید بن محمود شرح فصوص میں لکھتے ہیں کہ مقام خاتم ولایت محمدیہ کا اولیاے متقدمین پر منکشف نہوا تھا پہلے سب سے امام علامہ محمد بن علی الترمذی الحکیم صاحب کتاب نوادر الاصول پر کہ مشائخ طبقہ عالیہ سے ہیں منکشف ہوا جب اونھوں نے اپنی کتابوں میں اس خاتم اولیا کا ذکر کیا اور اوس عصر کے علما و مشائخ میں یہ بات مشہور ہوئی اہل دعوی نے موقع پایا اور ہر ایک نے اس مقام کا دعوی شروع کیا امام موصوف نے جانا کہ یہ دعوی بلا معنی انکو لائق نہیں ہی بلکہ مضر ہی اسواسطے ایک کتاب تصنیف فرمائی کہ اوس میں سوالات نہایت باریک جمع کیے اور کہا کہ اسکی شرح جیسا کہ چاہیے کوئی شخص نکریگا مگر خاتم اولیا اور اس خاتم اولیا کے بھید کا نام اس حکیم سائل کے نام کے مطابق اور اسکے باپ کا نام اسکے باپ کے نام کے موافق ہوگا جب اہل دعوی نے یہ معاملہ دیکھا اس دعوی سے پلٹ کر تائب ہوے اور جب شیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد بن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی ملک مغرب میں مبعوث ہوئے ان سوالات کا جواب جیسا کہ چاہیے ہے لکھا اور مطابقت ناموں کی بھی ظاہر ہوئی سو یہ ایک دلیل ہی شیخ اکبر کے خاتم الاولیا ہونے کی اور شارح مذکور نے اور دلائل بھی اس دعوے پر نقل کیے منجملہ اسکے ایک یہ ہی کہ خود شیخ اکبر فرماتے ہیں انا ختم

الولایۃ دون شیٔ لورث الھاشمی مع المسیح اور معلوم رہے کہ جوابات مذکورہ فتوحات مکیہ کے
تہترویں باب میں بہ تفصیل تمام مذکور ہیں آور فصوص الحکم میں فص شیثیہ میں فرماتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے نبوت کی مثال یوں فرمائی ہے کہ گویا ایک محل ہے اینٹ کا کہ تمام تیار ہوچکا ہے مگر ایک اینٹ کی
جاے خالی ہے اور میں نے اس اینٹ کی جاے ہو کر اوس مکان کو پورا کیا انتہی پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جیسا کہ فرمایا ویسی ایک اینٹ کی جاے خالی دیکھی ہے اور خاتم اولیا کو ایسی خواب دیکھنا ضرور ہے
لیکن وہ اوس دیوار میں جاے دو اینٹ کی خالی دیکھیگا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی
جاے خالی ہے اور آپ بجاے اون دو اینٹ کے منطبق ہو کر دیوار مذکور کو پورا کردیگا اور خاتم اولیا اپنے
تئیں دو اینٹ دیکھنا اور حضرت رسالت ایک اینٹ دیکھنا اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت رسالت مآب چونکہ مستقل
محض ہیں اور ایک جہت رکھتے ہیں کہ فیض و علوم فقط خدا تعالی سے حاصل کرتے ہیں اور بس اسواسطے اپنے
تئیں ایک اینٹ ملاحظہ فرمایا بخلاف خاتم اولیا کے کہ بالکل مستقل نہیں ہے بلکہ تابع ہے شریعت خاتم الانبیا کا
اور احکام الٰہی ظاہر میں بواسطے حضرت کے اوسکو پہونچتے ہیں اور یہ متابعت اور احکام متبوعہ ظاہریۃ
بشکل چاندی کی اینٹ کے نظر پڑینگے اور بسبب قرب و مقام ولایت کے انھیں احکام کو اللہ تعالی سے بھی معلوم
اور حاصل کرتا ہے یہ تعریف و الہام الٰہی بصورت سونے کی اینٹ کے نظر پڑینگے انتہی اب ثابت ہوا کہ شیخ اکبر کی
غرض یہ ہے کہ احکام ایک ہیں مگر اوسکے اخذ و تحصیل کے دو طریق ہیں ایک یہ کہ بواسطے سلسلے راویوں اور
استادوں ظاہری کے حضرت رسالت سے خاتم اولیا کو پہونچے دوسرا یہ کہ وہی احکام حضرت حق سے بطور
الہام کے خاتم اولیا کو پہونچے کہ جس سے تصدیق اور ایمان کو کمال حاصل ہو اور فتوحات کے شروع میں
لکھا ہے کہ ابو یزید بسطامی فرماتے ہیں کہ تمنے اپنا علم میت عن میت سے حاصل کیا اور ہمنے علم حی لایموت
سے حاصل کیا اور پہلے طریق کو چاندی سے تشبیہ دی اور دوسرے کو سونے سے شیخ محب اللہ الہ آبادی
فرماتے ہیں کہ شرع ظاہر مانند آفتاب کے روشن ہے اور سب پر ظاہر ہے اسواسطے چاندی سے مشابہ کہا
اور احکام کو معدن سے حاصل کرنا ہر ایک کو دستیاب نہیں ہوتا ہے یعنی سواے انبیا اور ملائک اور کمل
اولیا کے اسواسطے اوسکو سونے سے تشبیہ دی انتہی چنانچہ محدثین بھی اگر ایک حدیث کئی طریق
سے روایت کی جاوے اور ایک سند اسکی ائمہ اہل بیت سے ہو اوسکو سلسلۃ الذہب نام رکھتے ہیں اور
دوسری سند کو حالانکہ وہ بھی اوسی حدیث کی سند ہے اور دونوں رسول خدا تک پہونچتی ہیں یہ نام کر

ملقب نہین کرتے ایسی اگر شیخ اکبر نے احکام آلہی جو بواسطہ حضرت رسالتؐ اور راویان حدیث کے پونہچے
تو ان احکام کو باین حیثیت یا اوس طریق اخذ کو چاندی سے تشبیہ دی اور جو بلاواسطہ حق تعالی سے پونہچے
تو سونے سے تشبیہ دی کیا برا کیا چنانچہ جس بات کو حضرت رسالت اپنی طرف نسبت کرتے ہین اوسے حدیث
نبوی کہتے ہین اور جسے حق سبحانہ کی طرف نسبت کرتے ہین اوسے حدیث قدسی کہتے ہین یہ تطویل
اسواسطے کی گئی کہ بعضے جاہل ایسا سمجھتے ہین کہ شیخ اکبر نے اپنے تئین سونے کی اینٹ اور حضرت
رسالت پناہ کو چاندی کی اینٹ کہا ہی معاذ اللہ یہ ہرگز مراد نہین ہے بلکہ یہ طریق علم کو چاندی اور سونے
سے تشبیہ دی ہے علاوہ یہ کہ وجہ تشبیہ بہی ظاہر ہے جیسا کہ اوپر قبل مین شیخ صاحب اللہ کے کلام سے معلوم
ہو چکا الغرض شیخ اکبر نے فصوص مین یہ خواب خاصۂ خاتم اولیا کا لکھا اور پھر فتوحات مین فرمایا کہ مینے
یہ خواب دیکھا اور مجکو اوسمین کچھ شک نہین تھا کہ مین خواب کا دیکھنے والا ہون اور مین دونون اینٹ کی جا پر
منطبع ہو گیا اور مجسے وہ دیوار پوری ہو گئی پس مینے تعبیر کی کہ خاتم اولیا مین ہون بعدہ مینے اوس
زمانے کے مشائخ کے سامنے یہ خواب بیان کیا مگر دیکھنے والے کا نام نہ لیا سبنے وہی تعبیر کی جو کہ مینے کی
تھی علامہ قیصری فرماتے ہین کہ اس مقدمے مین جو کلام شیخ مینے دیکھا تو اوس سے یہی ظاہر ہوا کہ
شیخ خاتم ولایت مقیدۂ محمدیہ ہین خاتم ولایت مطلقہ کہ وہ عیسیٰ ہین اسواسطے اول فتوحات مین اپنا
اپنے مشاہدے کے احوال مین فرماتے ہین کہ مجکو رسول خداؐ نے پیچھے ختم کے دیکھا بسبب ایک مشارکت
حکمی کے کہ مجہمین اور اونمین ہے پس حضرت سید نے اوسے فرمایا کہ یہ تمہارا عدیل اور بیٹا اور خلیل ہے اور
نیز عقد بین فصل جوابات امام محمد بن علی ترمذی مین فرماتے ہین کہ ختم دو طرح کے ہین ایک وہ ختم ہے کہ اوس سے
اللہ تعالی ولایت مطلقا ختم کریگا اور ایک وہ ختم ہے کہ اوس سے حق سبحانہ فقط ولایت محمدیہ کو ختم فرماویگا لیکن
خاتم ولایت مطلقہ عیسیٰ ہین کہ وہ ولی ہین بہ نبوت مطلقہ اس امت کے عصر مین اور نبوت اور رسالت تشریعی
اوسپر منقطع ہو گئی ہے پس اوترینگے آخر زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہو کر اور خاتم
ہو کر کہ بعد انکے کوئی ولی بہ نبوت مطلقہ نہو گا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبوت ہین کہ بعد انکے
نبوت تشریعی نہین ہے اگرچہ بعد حضرت کے عیسیٰ کہ رسول اولوالعزم ہین اوترینگے لیکن بمقتضا اس زمانے کے
مقام تشریعی نہ رکھتے ہونگے بلکہ ولی صاحب نبوت مطلقہ ہونگے کہ دوسرے اولیاے محمدی بھی اس وصف
مین انکے ساتھ شریک ہین پس عیسیٰ ہماری قسم مین ہین اور سردار ہمارے ہین پس اول اس امر مین بھی

ایک نبی ہوئے کہ آدم علیہ السلام ہین اور آخر مین بھی ایک نبی ہوے کہ عیسی ہین یہان مراد نبوت اختصاص
ہی پس حضرت عیسیٰ کو دو حشر ہونگے ایک حشر ہمارے ساتھ اور ایک حشر رسولون کے ساتھ اور لیکن
ختم ولایت محمدیہ سو یہ مقام ایک مرد کو قوم عرب سے حاصل ہی کہ اکرم ہی اونمین اصالت اور سخاوت مین اور وہ
ہمارے زمانے مین آج کے دن موجود ہی مینے اوسکو سنہ پانچ سو پچانوے مین پہچانا اور وہ علامت کہ اللہ تعالے
نے اپنے بندونکی آنکھون سے اوسمین پوشیدہ رکھی ہی مجہپر شہر فاس مین منکشف فرمائی کہ مینے خاتم الولایت اوسپر
دیکھی اور وہ خاتم نبوت مطلقہ ہی کہ نہین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور اللہ تعالی نے اوسکو مبتلا کیا ہی کہ جو
امر اوسکو باطن سے متحقق ہوتے ہین لوگ اوسپر انکار کرتے ہین اور جیسا کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
نبوت تشریع ختم کردی ایسی ختم محمدی سے وہ ولایت ختم کردی کہ وراثۃً محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوا کی
تھی نہ وہ ولایت کہ دیگر انبیا سے حاصل ہوتی ہی اسلیے کہ بعضے اولیا ابراہیم علیہ السلام کے وارث ہوتے ہین اور بعضے موسیٰ
کے اور بعضے عیسیٰ کے سو ایسے اولیا بعد اس ختم محمدی کے بھی پائے جاوینگے لیکن ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ
ہووے بعد اس خاتم محمدی کے نہ پایا جاویگا یہ معنی ہین خاتم ولایت محمدیہ کے اور لیکن ختم ولایت عامہ کہ بعد اوسکے کوئی
ولی نہ پایا جاوے وہ عیسیٰ علیہ السلام ہین اور مین ایک جماعت اولیا سے ملا ہون کہ وہ عیسیٰ اور دوسرے رسولون کے
قلب پر تھی اور مینے عبد اللہ و اسمعیل بیٹون سودکین کو اس ختم سے ملایا اور اونھون نے ان فتوحون کے واسطے
دعا کی اور یہ دونون مستفید ہوے و للہ الحمد انتہی اور معلوم ہوا اس عبارت مین جو چند جا لفظ نبوت مطلقہ کا
آیا وہ اصطلاح ہی حضرت شیخ کی کہ ایک قسم کی ولایت کو نبوت مطلقہ فرماتے ہین اور اوس قسم کے اولیا کو
انبیاء الاولیا بولتے ہین چنانچہ تفصیل اسکی قبل چند ورق کے گذر چکی اور نبوت اختصاص اور نبوت تشریع
سے مراد نبوت عرفی شرعی ہی کہ جسکو سب جانتے ہین اور پندرھوین فصل مین فرماتے ہین کہ جیسا کہ
دنیا کے واسطے ابتدا اور اختتام ہی ایسے ہی اللہ تعالی نے جو چیزین کہ دنیا مین ہین سب کے واسطے ابتدا اور
ختم مقرر فرمایا ہی پس منجملہ اونکے شریعتونکا نازل کرنا ہی اوسکو شرع محمدی پر ختم فرمایا کہ حضرت خاتم النبیین
ہوے اور منجملہ اونکے ولایت عامہ ہی کہ اوسکو حضرت آدم سے ابتدا ہی اور حضرت عیسیٰ پر ختم ہی کہ بادی اور خاتم مشابہ ہین
ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم اور چونکہ احکام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے انبیاء و رسل کے
احکام سے مخالف تھے مستحق اس بات کے ہوے کہ انکی ولایت خاصہ کے واسطے ایک خاتم جدا ہو کہ اوسکا
نام حضرت کے نام کے موافق ہو اور اخلاق محمدیہ کا جامع ہو اور یہ خاتم مہدی معروف کہ جنکا انتظار ہی

مگر ولایت انبیا و رسل کو یہ ہی کہ ولایت انبیا و رسل خواہ انبیا و رسل کی ذاتون مین ہو خواہ اون اولیا مین کہ اونکے اقدام پر ہین سب کو حضرت عیسی ختم کرینگے اور مراد اس فقرے سے کہ ختم اولیا محمدی ختم کریگا ولایت اولیا کو یہ ہی کہ ولایت اون اولیا کو کہ قدم محمدی پر ہین اور ولایت محمدیہ کے وارث ہین ختم کریگا اور عیسی بھی جبکہ اس امت مین داخل ہونگے اسی قسم کی ولایت رکھتے ہونگے کہ یہ خاتم محمدی اونکے خاتم ہونگے اور فرق مراتب ولایت ولی اور ولایت رسل مین یہ ہوا کہ حضرت عیسی چونکہ رسول ہین خاتم ہوئے ولایت ورثہ انبیا و رسل کو اور ولایت ذات انبیا و رسل کو بھی جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اونکی نبوت کے خاتم ہوئے تھے اور خاتم اولیاے محمدی چونکہ ولی محض ہین فقط ولایت اولیاے وارثین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خاتم ہوئے نہ ولایت ذات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ باعتبار اوس ولایت کے ذات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خاتم عیسی علیہ السلام ہین اسواسطے کہ وہ ولایت جمیع انبیا و رسل کے خاتم ہین اور حضرت بھی اونمین داخل ہین اور جواب اس شبہے کا کہ جب کہ عیسی ورثہ انبیا و رسل کے بھی خاتم ہین چاہیے تھا کہ وارثان ولایت محمدیہ کے بھی یہی خاتم ہوتے ماقبل مین شیخ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہت سے احکام و خصائص مین دوسرے رسولون سے ممتاز ہین اسواسطے مناسب ہوا کہ انکے وارثین کی ولایت کا بھی خاتم علیحدہ اور متمیز ہووے یہ سب تاویلات اسواسطے کی گئین کہ حضرت شیخ کا کلام سابق و لاحق کئی مواضع سے اس کتاب مین نقل کیا گیا ہی نسق و نظم واحد پر ہے واللہ اعلم بمراد اولیائہ الکرام

الحمد للہ منزل الکتاب و مجری السحاب و ہازم الاحزاب کہ یہ کتاب ہمیشگی تایید و فضل سے شہر رجب سنہ بارہ سو بچاسی ہجری مین کمال کو پونہچی اور امید قوی ہی کہ جیسا کہ اوسنے اسکی تالیف کی توفیق اور تکمیل مین تایید فرمائی ہی بموجب اپنی رحمت بے پایان و فضل فراوان کے قبول فرما کر نافع اور مفید خلائق کرے اور اس بندۂ ناچار و امیدوار کو مع اہل و احباب کے اسی حیلے اور ذریعے سے اس عالم مین ہدایت اور عافیت اور اوس عالم مین رحمت و مغفرت سے سرفراز فرماوے آمین یا رب العالمین ربنا اکتب لنا السلامۃ والعافیۃ واہدنا الصراط المستقیم

صراط الذین انعمت علیہم وتقبل منا انک انت السمیع

العلیم وصلی اللہ وسلم علی خیر خلقہ محمد و آلہ

و صحبہ اجمعین

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ ہدیہ مہدویہ

مولویصاحب عالی مناصب جعل اللہ سعیکم مشکورا

بعد از سلام اطلاع باد کہ رسالہ مرسلہ دیدم در اول نظر چند شبہات دران مفہوم گردید از جواب شبہ تفہیم
فرمایند فقط خلاصہ عبارت عقیدہ اول سید محمد جونپوری کے اقوال و افعال سے انکا ولی ہونا در کنار
مرد اہل سنت سے ہونا مشکل ہے شبہہ اگر کوئی کتابی کہے کہ محمد کے اقوال و افعال سے انکا نبی
ہونا در کنار اہل اسلام سے ہونا مشکل ہے نقل کفر کفر نباشد نعوذ باللہ من ذالک کیونکہ انھون نے
کہا ہے کہ اللہ بندے کے پاوان ہوتا ہے یہ حدیث صحیح بخاری ہین اور مشکوۃ شریف کے باب کر اللہ
مین موجود ہے اب اس بندے کے پاوان محمد کے خدا ہین محمد کا اور محمدیونکا یہ عقیدہ ہے اور انھون
نے کہا ہے کہ اللہ آدم کی صورت پر ساتھ گذر کا ہے یہ حدیث بھی بخاری مین اور مشکوۃ شریف کے
باب السلام مین موجود ہے اب ایسا عقیدہ محمد و محمدیونکا ہے اور انھون نے کہتے ہین کہ ہین خود خدا
ہون یہ عقیدہ محمد و محمدیونکا ہے کیونکہ انھون نے ظاہر خود آپ اپنے ہاتھ پر بیعت لیکر کہتے ہین انما
یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم اب اس شبہے کا کیا جواب ہے خلاصہ عبارت عقیدہ
دوم مہدی کی شناخت موقوف ہے وجود ان علامات پر کہ احادیث صحیحہ مین مذکور ہین مشتبہ
ہنے خاتم المحدثین لکھے ہین شاہ عبدالعزیز دہلوی تحفہ اثنا عشریہ کی بحث امامت مین لکھے
ہین اگر وہ علامات و امارات مذکورہ خلاف کردہ برآید و مدعی اتفاقات ازا وقات مرحوم ایر بنگ علما
مشائخ دعوت بدین و احکام شریعت بکند و خوارق عادات و معجزات نمایند
کسے متعرض حال او نخواہد بود آپ اس لکھنے سے معلوم ہوا کہ علامات
احادیث صحیحہ مین اسیقدر ہین اور اگر سوائے اسقدر کے اور بھی ہوتی تو یہ شاہ صاحب
صحیح مہدی کا اسکے خلاف ہرگز نہ لکھتے اور ظہور حضرت کا بھی تین باتون پر انحصار

یہ عدم تعرض مطلق اصلاً بیان نکرے تواب اسکا کیا جواب ہی اور وہ علامات احادیث صحیحہ مین بلا اختلاف
وظن کیا گیا ہین اور کتنے ہین معتبر کتابون کے حوالے سے بتلایئے اور آپ نبی صلعم کے باپ کا نام
عبد اللہ ہونا اجماع کی خبر اتفاقی سے ثابت کیے ہین اور ہمارے حضرت کا نام سید محمد حضرت کے
زمانے سے آج تک سب اجماع اہل خلافت اور اہل وفاق کی خبر اتفاقی سے ثابت ہی سو اس
اجماع کا خلاف کرتے آپ شیخ لکھتے ہین یہ کیسا طرز ہی اور نبی فرماتے ہین ان اللہ لا یجمع
امتی علی ضلالۃ و ید اللہ علی الجماعۃ فمن شذ شذ فی النار اب حضرت تمہارے زعم پر
فی الواقع شیخ ہوتے ہوئے اس امت کو حضرت کی سیدی پر جمع کرنا ضلالت پر جمع کرنا ہی توضیح
کے رکن اجماع مین ہی کہ قولہ تعالیٰ وما کان اللہ لیضل قوماً بعد اذ ھداھم یدل علی
انہ لا یلقی فی قلوب قوم ھم العلماء المھدیون خلاف الحق لکونہ ضلالا
لقولہ تعالیٰ فماذا بعد الحق الا الضلال اور پھر نبی فرماتے ہین کہ اتبعوا السواد الاعظم
فانہ من شذ شذ فی النار اب حضرت کی سیدی سواد اعظم ہی کہ جسپر سب اہل خلافت و وفاق
چلے ہین اور پھر نبی صلعم فرماتے ہین ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ
والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ اب حضرت کی
سیادت بالجماعۃ والعامۃ ہی اور پھر نبی صلعم فرماتے ہین من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ
الاسلام من عنقہ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی
ونصلہ جہنم وساءت مصیرا اب حضرت کی سیادت بالجماعت اور سبیل المؤمنین ہی
پس اب حضرت کے اجداد مین ایک نام سید نعمت اللہ بعضی کتابون مین نپایا جانے سے
باوجودیکہ علم انساب و تواریخ مین صدہا کتب ہوتے ہوئے اور ان سب کا مطالعہ میسر نہوتے
ہوئے اور کشف الظنون مین علم انساب کی کتب کے ۲۶ نام ہین انسے عمدۃ المطالب لطائف
اشرفی کا ذکر نہین ہی پھر اسمین بھی اختلاف اول مین امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کے ۳۳ فرزند اور دوم مین ۲۰ فرزند مکتوب ہین الغرض ایسی سب صورتون پر مسلسل متواتر
جو اس نسب کی حضرت کے خاندان مین ثقہ بزرگون سے چلی آتی ہی سو اور دوسرے عالی متائخ
خاندانون مین بھی مانند خاندان خواجہ بندہ نواز کے گلبرگہ شریف مین چلی آتی ہی سو اور امیرون کے

بحرون مین بھی یہی خبر جیساکہ کرنول کے نوابون کے یہان موجود ہی ایسی خبر کو باطل ٹھہرا کر خلاف
نص سنت وکتاب کے یقیناً حکم غلطی اور خطائے ضلالت کا اس اجماع پر ثابت کرنا کسطرح
سے درست ہو سکیگا سو جواب دیجیے اور پھر حضرت سید محمد باوجودیکہ حسب ونسب مین
شہرۂ آفاق ہوچکے ہوئے اور حضرت کے ہمعصر اور قریب کے سب معتبر لوگ حضرت کے مہدویت
کے اثبات وانکار کی دلیلون کے دریافت پر سخت تر حاجت رکھتے ہوئے اور کمال جستجو وتلاش
دلیلون کے ہوتے ہوئے اس اصل سیادت کو جو اس مہدویت کی بڑی معتبر کی دلیل ہی
موجود ایسی بڑی دلیل دریافت نکرکے بلادریافت اس سیدی پر اتفاق کر لیے ہین کہنا اور اپنی
ایسی خام دریافت پر نازان ہوکر ان سب پر الزام رکھنا بہت نامعقول غیر مناسب بات صاف
معلوم ہوتی ہی اسکا کیا جواب ہی اور پھر اس سلسلۂ نسب مین امام موسی کاظم تک فقط ایک نام اس
تمہاری خام دریافت پر ثابت نہو کر تمہارے زعم پر اس نسب مین اسقدر فتور برپا ہو تو اس
صورت پر اگر کوئی ایک کتابی سوال کرے کہ تمہارے نبی کو وحی کا اور ما ینطق عن الہوی ان ہو
الا وحی یوحی کا اور علم الاولین والآخرین کا دعوی ہوتے ہوئے عدنان تک اپنا نسب پونہچاکر
کذب النسابون الی مافوق العدنان کہنا اور مافوق کے سب نامون کو اسمعیل علیہ السلام تک چھپا
رکھنا ظاہر ثابت نکرنا اولاد اسماعیل سے ہونے مین خالی فتور وخلل سے نہین ہی اس سوال کا
کیا جواب ہی اور پھر ایک تمہارے اس دریافت خام پر حضرت کی سیدی مین اسقدر خلل تمہارے ایک زعم
پر واقع ہو تو اس صورت پر لاکھون شیعہ کی دریافت وتحقیق پر جناب محبوب سبحانی قطب ربانی
غوث الاعظم پیران پیر دستگیر قدس سرہ العزیز کی سیدی مین کسقدر خلل وفتور واقع ہوئے
اس بات کا کیا جواب ہی اور پھر باوجود اس سیادت پر اسقدر ترجیحات ہوتے ہوئے اس لفظ
سے اعراض کرکے جواب شیخ جا بجا لکھتے ہین یہ شیخی کس دلیل سے ثابت کیے ہین بیان کیجیے
والا یہ ترجیح بلا مرجح لازم آوے گی مرقوم ۱۲ ذیقعدہ ۱۲۹۷ ہجری راقم محمد ہوشدار خان

سرآمد اقران امثال محمد ہوشدار خان صاحب جمعدار وفقکم اللہ سبحانہ لما یحب ویرضاہ

نظرت خیر طلب مہدویان ابو رجا محمد زمان بعد تحیات فراوان واضح باد کہ رقعہ گرامی مع شبہات
نحریرہ عالم میان صاحب موصول گردید ہر چند کہ متمنائے شاطران بود کہ میان موصوف ہر چہ برکتاب

در ہدیہ مہدویہ می نویسند تا منتہای ہوس خود با نجاسش رسانند و بعد ازان ہر گاہ یکجا کلگی برآرند و طبع کنانیدہ
بنظر مردم در آرند از بنظر رفت یکبارگی جوابش باستیعاب اغلاط ایشان نوشتہ شود و ہر چہ در ہدیہ مہدویہ
از معائب مذہب پیشوایان مذہب فرو تر نوشتہ شدہ در گرفتہ قابلیت بیان و خوبیہای بزرگان
ایشان از نوشتن نظر جہانیان کشیدہ شود لیکن چونکہ ایشان را امتحان تحقیقات خود شان
منظور نمودہ مستعجلانہ برائے طلب جواب شبہات چند کہ سرمایۂ محنت سہ سالہ ایشان و جواب خط
ترتیب دادہ مورخہ ۲ شوال ١٣١٨ ہجری مندرجہ ہدیہ مہدویہ صفحہ ۱۴۱ سمت دست بدامان
توسط گرامی زدند بپاس خاطر گرامی و نیز نظر برینکہ مشتے نمونہ خرواری باشد واندکے دلیل بسیاری
بہ نگارش جوابش خامہ فرسائی نمودم و چہ انیم کہ از ان ہمہ کمالات فراوان کہ در ہدیہ مہدویہ موج زنان
اند بکدو را انتخاب نمودہ بجوابش بجلے شافی کہ آنہم بحقیقت ہبائً منثورا و خیال خام نسبت بوجود
ورزیدہ اند سودا این سودا چہ اندیشیدہ اند یا بمقدمہ کہ در ہدیہ مہدویہ تاکید و تنبیہ بر آن رفتہ بخاطر
خوش فہم جا گرفتہ کہ از صدہا اشکال کہ بر ذات مہدی ایشان وارد می شوند تا وقتیکہ یکے ہم بے
جواب معقول باقی خواہد ماند مہدویت جز نقش بر آب و خیال سراب نخواہد بود چہ جائیکہ اہم جواب
شافی نصیب نیست چنانکہ از مطالعہ تحریر آیندہ ذیل دانشمندان را مبرہن و واضح خواہد شد انشاء اللہ
تعالی والحق احق بالاتباع المرقوم ۱۹ ذی قعدہ ١٣١٨ ہجری **قولہ** خلاصۂ عبارت عقیدۂ اولی الخ
جواب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں کوئی بات خلاف عقل یا قطعیات ادیان سابقہ کے
نہیں ہے اور اگر کہیں ایسا کوئی قول ظاہراً موہم خلاف مقصود کا ہوتا ہے تو انکے دین میں اوسکی تاویل ہوتی ہے
چنانچہ یہ حدیث کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ بندہ جب قرب نوافل کے سبب مقام محبوبیت کو پہونچتا ہے میں
اوسکے ہاتھ پاؤں وغیرہ جوارح ہو جاتا ہوں مراد اوس سے یہ ہے کہ اس مقام میں چونکہ بندے کی تمام
حرکات موافق رضاے حق تعالی کے ہوتی ہیں ساختہ و پرداختہ اسکا ساختہ و پرداختہ حق تعالی کا
ہوتا ہے اور جسکو گرفت و گیر کرتا ہے محض بقوت حق کرتا ہے اور یہ محاورہ دایر و سایر ہے کہ جو کام کسیکی مرضی
و اجازت سے ہوتا ہے ہر چند کہ دوسرے کے ہاتھ سے ہو لیکن اوسکو اپنی طرف نسبت کرتا ہے چنانچہ
مثالین میں بلاغت کی موجود ہیں جیسے کلا الامیر المدینۃ و ہزم الامیر الجند اور اسی قبیل سے ہے
حدیث مذکور اور یہ آیت بھی کہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ اور حدیث

خلق اللہ آدم علی صورتہ طولہ ستین ذراعًا کی تاویل یہ ہی کہ صورت بمعنی صفت کے
ہی چنانچہ کہتے ہین کہ صورت مقدمے کی اور صورت مسئلے کی یہ ہی پس معنی یہ ہوئے کہ پیدا کیا اللہ
تعالی نے آدم کو اپنی صفت پر کہ سمع و بصر و علم و قدرت وغیرہا اونمین رکھکر مظہر صفات الٰہی کا کیا بعد
اسکے ایک صفت جداگانہ آدم کی بیان فرمائی کہ درازی اونکے قامت کی ساتھہ ہاتھہ کی تھی اور بعض
کہتے ہین کہ ضمیر صورتہ کی طرف آدم کے راجع ہی یعنی ابتدائے خلقت مین آدم علیہ السلام کو اونکی
صورت پر ساٹھہ ہاتھہ کا پیدا فرمایا نہ مانند دوسرے آدمیون کے کہ اول خلقت مین نطفہ ہوتا ہے پھر
علقہ پھر مضغہ پھر بچہ پھر جوان بالغ ہو کر قامت و صورت کامل پر پہونچتے ہین بخلاف مہدویہ کے کہ اونکے مذہب
شریعت مین اونکے کلام مین تاویل کرنے سے آدمی غیر مہدی ہو جاتا ہی چنانچہ پنج فضائل مین
لکھا ہی کہ جو کہ فرمان مہدی مین تاویل کرے وہ آن مہدی سے نہین ہی اور عقیدۂ شریفہ مین
لکھا ہی کہ جو شخص بیان مہدی مین کچھہ تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیان او تبع ذات کی ہوگا انتہی
پس جن اقوال مہدی کی کہ تاویل ہو سکتی ہی اگر تاویل کرین تاویل کنندہ غیر مہدی ہو جاے گا
اور اگر نکرین خود مہدی خارج فریق اہل سنت سے ہو جاوینگے اور جن اقوال کی کہ تاویل غیر ممکن
ہی وہان اشکال بکطرفی او سنت سے برطرفی نقد وقت اور دست بدست ہی اور جو شخص کہ کتاب
ہدیہ مہدویہ کو بطریق انصاف و حق طلبی مطالعہ کریگا اوسپر ظاہر ہوگا کہ کس کثرت و شدت سے
شیخ جونپوری کے اقوال مخالف دین مسلمانی بلکہ تمام ادیان آسمانی کے ہین کہ اونمین تاویل کی
ہرگز گنجایش نہین ہی اگر فراموش ہو گئے ہون تو تمام کتاب کو دوبارہ ملاحظہ کیجیے اور اگر یہ بھی
نہو سکے تو فہرست کو دیکھیے اور ایسے اقوال کا نشان نکال کر اون مقدمات خاص کو مطالعہ
کیجیے **قولہ** خلاصۂ عبارت عقیدۂ دوم الخ **جواب** یہ شبہہ عالم میان کے رسائل مین بندے
کی نظر سے گذرا تھا لیکن نہایت نے اصل اور میان مذکور کی غلط فہمی پر حمل کرکے بلا تعرض
چھوڑ دیا تھا چنانچہ اکثر شبہات اسی قسم کے ملمعات سمجھ کر چھوڑ دیے گئے کہ عقلا ایسے کلمات نئے پایہ
کی طرف التفات نکرینگے یا بعد چندے میان خود مغز سخن کو پہونچکر اپنے مین آپی شرما کر چپ
ہو جاوینگے لیکن چونکہ باوجود فارسی سلیس ہونے کے تحفۂ اثنا عشریہ کے مقام مذکور کو اس عرصہ سالہا
مین نسمجھے اور اس مرتبہ پردۂ وساطت مین ہو کر پھر گفتگو شروع کی کشف حقیقت حال کا ضرور ہوا

اور ناچار کہنا پڑا کہ میان نے اس جا پر ایک عجیب طرح کی خیانت کو کام فرمایا ہے کہ آدھی عبارت تحفہ
کی کہ جس سے کل عبارت کا مطلب کھلتا تھا اور بطلان انکے مقصود کے مخالف ہوتا تھا چھپا کر نصف
ثانی کو نقل کر کے اولٹا مطلب بیان کیا اب تمام عبارت کو ملاحظہ کیجیے کہ صاحب تحفہ شاہ عبد العزیز
مرحوم رد مین اہل تشیع کے کہ مہدی کے غار سر من رائے مین بخوف سنیون کے پوشیدہ ہونے
اور اختفاے مطلق اختیار کرنے کے قائل ہین لکھتے ہین کہ صاحب الزمان را کہ امام ہست اللہ علم
ما کان و مایکون حال خواہد بود والا قل از زبان کسے کہ درین غیبت از شیعہ یا و میرسد شنیدہ باشد
کہ مخالفین او ہرگز دعوی مہدویت او را پیش از ہزار سال بلکہ زیادہ قبول نخواہند داشت زیرا کہ
نزد مخالفین از مسلمات ست کہ ظہور الآیات بعد المائتین یکہزار و دو صد از ہجرت می باید بلکہ بعد
ازان علامات قیامت شروع خواہند شد و نیز مخالفین او می گویند کہ مہدی سر صد خواہد برآمد نہ در
اوسط آن و قریب بخروج عیسی بن مریم خواہد بود نہ بفاصل ازان و او را ابر سایہ خواہد کرد و منادی
سر من رائے و مخرج او حرم شریف بلکہ ست نہ سر من رائے و دعوت امامت در عمر چہل سال خواہد کرد
نہ در حالت صغر و نہ در آوان شیخوخت پس اگر در علامات و امارات مذکورہ خلاف کردہ برآید و در وقتی
از اوقات مردم او را در رنگ علما و مشائخ دعوت بدین و احکام شریعت بکند و خوارق عادات و معجزات
ننماید یقین ست کہ کسے متعرض حال او نخواہد بود انتہی آپ بغور ملاحظہ کیجیے کہ اس عبارت مین مخالفین سے
مراد اہل سنت ہین اور یہ علامات مشتمل کانہ مذکورہ مسلمات اہل سنت سے ہین اور حاصل کلام یہ ہے
کہ اہل سنت کے نزدیک علامات ضروریات مہدویت سے ہین اور شیعہ کے نزدیک چونکہ اہل سنت
مہدی غار نشین کی مہدویت کے دشمن ہین اگر وہ بزرگ بغیر ان علامات کے گاہ گاہ سے برآمد ہووین
اور برنگ علما و مشائخ کے دعوت دین و احکام شریعت کی فقط کرین یعنی مہدویت کو وقت
منظور تک چھپا رکھین کوئی سنی اونکو مہدی جانکر اونکا دشمن نہوگا اور تعرض اونکے حال کا نکریگا
اونکو اسقدر غیبت دائمی اور اختفار شخصی و حیدی کیا ضرور ہے بلکہ مثل مانند علما و اولیا کے کرامت
و ہدایت سنا لائے زمین منتظر اپنے وقت کے بھی جی سکتے تھے اور افسوس ہے کہ اس مطلب واضح
عالم میان نے سمجھے اور اولٹا یہ سمجھے کہ شاہ صاحب اور اہل سنت بغیر علامات کے محض مشائخی اور
پیری کے طور پر مہدویت کا اعتقاد رکھتے ہین اور غضب یہ کیا کہ اوپر کی عبارت کو بالکل اوڑا دیا

ورنہ شخص ادنی استعداد سالم عبارت دیکھکر مطلب کو پہونچ سکتا تھا اور میان موصوف کہ جابجا ایسے کام
کرتے ہین چنانچہ ہدیۂ مہدویہ سے ظاہر ہے یہ بھی خیال آتا ہی کہ اسقدر کم استعداد و کم فہم نہونگے
کہ ایسے سہل مقامون کو نسمجھے بلکہ اس تحریف و تغلیط مین کچھ ثواب سمجھکر قصداً کرتے ہونگے
کیونکہ انکے پیشواؤن کی سنت اور طریقہ یہی تھا چنانچہ ہدیۂ مہدویہ کا صفحہ ۸ ملاحظہ کیجیے کہ میان
خوندمیر صدیق ولایت نے عبارت فتوحات مین بارہ جا سے تحریف کی اور ایضاً صفحہ ۱۱ دوسری
عبارت فتوحات مین انھین صدیق نے چھہ جا سے تحریف فاحش کی اور سوا اسکے اور بہت مقام ہین
کہ اگر کچھ شک ہی تو مقامات مذکورہ ہدیۂ مہدویہ مین نکالکر فتوحات مکیہ سے مقابلہ کیجیے تا کہ صدق آنکے
صدیق اکبر کا معلوم ہوجاوے اور یہ جو آپ نے لکھا کہ علامات احادیث صحیحہ مین بلا اختلاف و ظن کیا
کیا ہین بیان کیجیے نہایت حیرت ہوئی کہ آپ نے تمام ہدیۂ مہدویہ دیکھی مگر ہماری طرز بحث کو نہ پہچانا
اور یہ نہ جانا کہ آداب مناظرہ سے ہمارا کیا منصب ہی اور آپ کا کیا آپ مستدل ہین کہ مدعی ہین ایک
شخص خاص کی مہدویت کے دلائل لانا آپ کا کام ہی اور ہم کسی شخص خاص کی مہدویت کے مدعی
نہین کہ اپنے دلائل نقل کرین بلکہ مانع یا سند ہین کہ فقط اعتراض کرنا اور اوسکو مسند کر دینا ہمارا کام
ہی واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل **قولہ** اور آپ نبی کے باپ کا نام عبداللہ ہونا اجماع
کی خبر اتفاقی سے ثابت کیے ہین اور ہمارے حضرت کا نام سید محمد حضرت کے زمانے سے آج تک سب
اجماع اہل خلاف و اہل وفاق کی خبر اتفاقی سے ثابت ہی الی قولہ صاف معلوم ہوتی ہی اسکا کیا جواب ہی
جواب معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے اب تک یہ نہ پہچانا کہ امت کسے کہتے ہین اور اجماع امت
کیسا ہوتا ہی اور یہ بھی نہ سمجھے کہ جس چیز پر اجماع ہوا ہی وہ کیا ہی اور سند اجماع کیا ہی ورنہ اپنے مہدی کے
سید محمد نام مشہور نام ہونے کو ہرگز اجماع امت مثبت سیادت برابر اسمیت عبداللہ والد حضرت
خاتم الرسالت کے نہ ٹھہراتے کیونکہ دونون مین فرق آسمان و زمین کا ہی اسواسطے کہ حضرت خاتم
الرسالت کے والد ماجد کا نام عبداللہ ہونا اسطرح اجماع اور متواتر ہوا کہ ہنگام ولادت جب انکے والدین
نے عبداللہ نام رکھکر مدت الحیوۃ اسی نام سے پکارا تمام اہل مکہ وغیرہ اہل عرب نے سنا اور جانا اور
حضرت رسالت پناہ نے بھی بارہا اقرار کیا اور یہی نام بتایا اور تمام عرب بعد اسلام کے بھی اوسی
نام کو جانتے اور مانتے رہے اور تمام صحابہ اسی بات پر اتفاق اور اجماع رکھتے رہے کہ آنحضرت

د بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہین اور حسب بلاد روم و شام و مصر و ایران و توران وغیرہ مفتوح
ے تمام اہل آفاق مذکورہ کو زبانی صحابہ و سائر اہل عربستان کے یہ خبر پہونچی پھر جہانتک جہان
ن آوازہ دولت محمد یکا پہونچتا گیا یہ نام بھی آویزہ گوش ہر ادنی و اعلی کا ہوتا رہا اور ہر قرن
بق قرن لاحق کو یہ خبر پونہچاتا آج تک چلا آیا اور ہر قرن مین تمام امت نے اسکو تسلیم
پس یہ خبر اجماعی ہر قرن مین اور متواتر رہی کہ آج تک ایک فرد بشر نے بھی اسکا انکار نکیا بلکہ
م مؤمنین بھی کہتے ہین کہ چار کرسی پیغمبر کی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف
پس اس خبر اجماعی متواتر یقینی پر یقین کرنا جیسا کہ اہل سنت کے نزدیک فرض و لازم ہی اور
کار اوسکا کفر ہی ویسی ہی مہدویون کے نزدیک بھی ہی چنانچہ سید میران جی بن سید سلام اللہ
ے سلسلے مین لکھا ہی کہ منکر اجماع صحابہ نبوت اور صحابہ ولایت کافر ہین لیکن با این ہمہ انکے
ہدی نے اس خبر اجماعی متواتر یقینی کا انکار کیا چنانچہ انصاف نامے کے باب اول مین کہ مہدویون
ہایت معتبر کتاب ہی لکھا ہی کہ علما نے انکے مہدی سے سوال کیا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ یواطی
سمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی یعنی مہدیکا نام میرے نام کے اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے
م کے موافق ہوگا اور تمھارے باپ کا نام تو سید خان ہی اونھون نے جواب دیا کہ رسول خدا کے
پدر کافر تھے اونکا نام عبداللہ کیونکر ہو سکتا ہی بلکہ محمد رسول اللہ کا نام محمد عبداللہ تھا اور حضرت
م بھی محمد عبداللہ ہی اور ابن کا لفظ سہو کاتب ہی کہ محمد بن عبداللہ لکھدیا ہی انتہی سبحان اللہ یہ عجیب سخرہ
سوائے انکے جہان مین کسی سے سرزد نہوا اب مہدوی لوگ از برائے خدا انصاف سے جواب
یوین کہ تمام جہان کے مخالف تمھارے مہدی اس کلام مین صادق ہین یا کاذب کوئی اہل
ہوش و حواس ثابت رکھتا ہوا ہرگز نہین کہہ سکتا ہی کہ صادق ہین بلکہ بلاشک اس سخن مین کذب
صریح انسے سرزد ہوا پس جو شخص کہ ایسی بات مین کہ جہان پر روشن ہی جھوٹ بولنے مین اختیار
ر کرے اوسکو ایسے امر باطنی و مخفی مین کہ مجکو خدا نے مہدویت کا حکم بھیجا ہی جھوٹ بولنا کیا
چھپتا ہی اور جبکہ ایک جھوٹ بھی ثابت ہوا وہ شخص مہدی کب ہو سکتا ہی کہ تمھارے نزدیک
مہدی معصوم چاہیے چہ جائے آنکہ سوائے اسکے اور بہت سے کذب و اغلاط اونسے سرزد
ہوئے ہون کہ مطالعہ ہدیہ مہدویہ سے معلوم ہوتے ہین غرضکہ وعیدات احادیث ان اللہ لایہدی

امتی علی ضلالة وید الله علی الجماعة فمن شذ شذ فی النار اتبعوا السواد الاعظم
فانه من شذ شذ فی النار اور آیت ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله
جهنم وساءت مصیرا وغیرہ جو معتقد کے تمہارے حق میں لکھی ہیں سب مہدی پر صادق
آتی ہیں اور یہ بھی تمہارے مہدی کی تقریر مجمل سے معلوم ہوا کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب کے زمین
آسمان تک سب اونکی پیغمبری کے معتقد ہیں یہ بزرگ معتقد نہیں ہیں بلکہ اونکے پیغمبر محمد عبد اللہ نام
کوئی شخص فرضی ہیں کہ یہ اونپر ایمان لائے ہیں اور اونہیں کی تصدیق کرتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ
محمد عبد اللہ رسول اللہ اور ان محمد عبد اللہ فرضی پیغمبر کے باپ کا نام ابتک معلوم ہوا کہ کیا ٹھہرایا
گیا ہے لیکن چونکہ یہ تمام اوکھاڑ پچھاڑ فقط اس واسطے ہے کہ اپنے باپ کا نام اور پیغمبر کے باپ کا
نام ایک ہو جاوے اور یہ بغیر اسکے ہرگز نہیں بنتا ہے کیا ورصحت بھی نام عبد اللہ کا اور آخر نام سید
بتلایا جاوے پس ناچار عقیدہ میں بھی ہوگا ورنہ جواب منتج مقصود اور مسکت سائل نہیں ہوسکتا
لیکن پھر انتہار عقیدہ یہ معلوم نہوئی کہ یہ سید خان فرزند عبد المطلب کے ہیں یا کسی اور خاندان سے
ہیں سبحان اللہ عجب پریشانی ہے کہ جیسا کہ اپنا نسب معقول پشت پر گم تھا ایسے پیغمبر کا نسب
پہلی پشت پر گم کر دیا اور طرفہ یہ کہ باوجود ایسے کلمات کے مہدوی انکی شان میں لکھتے ہیں کہ ما ینطق
عن الہوی جیسا اجماع و تواتر حقیقی تمہاری ذہن نشین ہو چکا اب اپنی طرف کے اجماع کا حال کہ جسکو
تمنے اجماع امت ٹھہرایا ہے سنئے کہ اجماع امت جب ہوتا ہے کہ تمام امت محمدی مشرق سے مغرب تک
ایک بات پر اتفاق کرے جیسا کہ حضرت کے محمد بن عبد اللہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے نہ یہ کہ جب
شہر سند و گجرات و دکن والے تمہارے مہدی اور انکے خاندان والوں کی زبان سے سنکر اونکو
سید محمد بولنے لگے اور اجماع امت ہو گیا حالانکہ تمام اقالیم اسلام میں مانند روم و شام و مصر
و مغرب و عربستان و ایران و توران و ترکستان و ختا و ختن و افغانستان شہر میں اونکا کسیکو
نام بھی نہ سنا بلکہ ہندوستان کے بڑے شہروں مانند لاہور و ملتان و دہلی و لکھنو و بنگالہ
کسینے نہ پہچانا اور اگر ان ملکوں میں کوئی انکا نام بھی لیتا تو لوگ متحیر ہوتے ہیں کہ یہ کون
شخص تھے اور یہ کیسا مذہب ہے ایسا اجماع امت کہاں سے ہوا اور قطع نظر اس سب سے اتنا
غور نہیں کرتے کہ یہاں تواتر و اجماع ادعائی کس بات پر ہے میاں نعمت اللہ اونکی اولاد

کوئی شخص اول مرتبہ ہندوستان مین خدا جانے کہان سے وارد ہوئے اونھون نے اپنے تئین سید
کہلایا لوگ دنگی زبان سے گواہ ہوئے نہ یہ کہ انتہا نسب تک مسلسل حقیقۃً مطلع ہوگئے ہون کہ وہ
اب تک کسیکو حل نہوا پس یہ گواہی مدعی کی زبان کی ہوئی نہ حقیقت حال کی یہ گواہی لغو اور ہیچ
ہوا کرتی ہی اور یہ گواہی زبانی بھی میان نعمت اللہ تک پہونچکر منقطع اور ختم ہوگئے کہ جب کوئی بیٹا اور پوتا
اور پرپوتا امام کاظم کا نعمت اللہ نہ نکلا نعمت اللہ کے باپ کا پتا نہ لگا کہ کون تھا اور شیخ تھا یا سید
یا مغل تھا یا افغان یا گرد تھا یا ترکمان اور وطن عربستان تھا یا مغلستان یا افغانستان تھا
یا ترکستان یہ تمام مقدمہ مجہول رہا اور مہدویت کہ اوسیکے واسطے سیادت ضرور قطعی ہی وہ بھی
بلاشبہہ مجہول ہوئی سبحان اللہ اس مجہول و مشکوک مہدویت پر تمام جہان کا ایمان اور بڑا آکر کفر کا
فتوی دیتے ہین اور ایسے مجہولیت پر التفات نہ سمجھنا بلکہ دوسری بہت سی باتین تمھارے
بیشیخ مین ایسی ہین کہ قطعاً و یقیناً بطلان مہدویت کا لازم آتا ہی کہ اگر دانشمند انہ ہدیہ مہدویہ کا
مطالعہ کیے ہونگے تو سمجھے ہونگے اگر در خانہ کس است حرفی بس است شعر گر صد باب حکمت پیش
نادان بخوانند آید بشش بازیچہ در گوش غرضکہ طریقۂ مذکور الصدر کچھ خاندان شیخ جونپوری پر منحصر
نہین ہی بلکہ تمام جہان کا دستور یہی ہی کہ جب کوئی تازہ وارد اپنی ذات بیان کرتا ہی سامعین لوگ وسکی
زبانی وہی ذات اوسکی نقل کرتے چلے جاتے ہین نہ یہ کہ ہر شخص اپنا نسبنامہ بغل مین لیے پھرتا ہو
اور نام کے ساتھ بتلا دیا کرتا ہو تاکہ اوس ذات سے پکارنے والے اوسکے سب نسب پر بھی مطلع
ہو جایا کرین البتہ جبکہ حاجت پڑتی ہی اوسوقت نسبنامے منگوائے جاتے ہین اور اکثر اہل عرب
کو زبانی اپنے نسبنامے یاد ہوتے ہین اوسوقت اوس نسبنامے کو کتابون علم انساب سے
کہ کسوٹی نسب آزمائی کی ہین مقابل کیا جاتا ہی جسکا نسب صحیح و صاف ہوتا ہی طابق النعل بالنعل
مطابق پڑتا ہی اور جس شخص نے کہ اپنے بزرگون کے نام کو زبردستی کسی شخص عالی مقام مشہور
الانام سے ملا دیا ہی اوس نام کا سراغ اوس عالیمقام کی اولاد یا اولاد الاولاد مین نہین نکلتا ہی اور یہ
شخص اگر خدا ترس ہی تو نادم ہوکر داخل النسب ہونے سے کہ بڑا سخت گناہ ہی توبہ کرتا ہی اور اگر
طمع دنیا یا ضد اوسکے دل پر چھائی ہی تو مہدویون کی طرح اپنی آخرت سے خوف نکرکے ضد و اصرار کر
جاتا ہی اور کسیکی نہین مانتا ہی کہ مرغ ایک ٹانگ کا ہی اور سبل از راکر یہ کتابین علم انساب کی نہو تین

تو آج جسکا دل چاہتا امیر تیمور و امیر عثمان خان و قلیچ خان و امام ابوحنیفہ و امام موسی کاظم و شیخ عبد القادر
جیلانی کے نسب مین گھس جاتا اور سب کتابین علم نسب کی دیکھنا ضرور نہین ہی اسواسطے کہ باپ
دادے آدمی کے متعدد نہین ہوتے ہین اس سببسے ان کتابون مین اختلاف بہت کم ہوتا ہی اکثر جو
بات ایک کتاب مین نکلتی ہی وہی سب مین نکلتی ہی اگر تمکو شبہہ ہی اس سخن کا امتحان کر لیجیے کہ انشاء اللہ تعالی
اگر تمام کتابین علم انساب کی دیکھوگے میان نعمت اللہ کے نام کا خاندان موسوی مین پتا
نپاؤگے ابھی ایک کتاب بھی آپنے اس فن کی نہین دیکھی اتنا غوغا بیفائدہ کیا ضرور ہے
اور کشف الظنون والے نے یہ دعوی نہین کیا ہی کہ جہان کی معتبر کتابونکا شمار کر دونگا تم خود
لکھتے ہو کہ علم انساب مین صدہا کتابین ہین اور کشف الظنون مین فقط چھبیس کا شمار کیا ہے
اسواسطے کہ اوسکے مصنف کو اوسیقدر نظر پڑین اور بندے نے کہ عمدۃ المطالب فی نسب
آل ابیطالب اور لطائف اشرفی سے احوال نسب کا لکھا ہی یہ کتابین تمھارے مہدی کی پیدایش
سے مدتہا پہلے تصنیف ہوئی ہین اور نہایت معتبر ہین اور نہایت حیرت یہ ہی کہ آپ لکھتے ہین
کہ کتاب اول مین موسی کاظم کے ۳۲ فرزند اور دوم مین ۶۰ فرزند مکتوب ہین نہایت غضب کی
بات ہی کہ آپ جب ہدیۂ مہدویہ کی عبارت نہ سمجھے تو کیا کیا جاوے اوسمین یون لکھا گیا ہی
کہ عمدۃ المطالب مین لکھا ہی کہ موسی کاظم کی اولاد صلبی ساٹھ عدد ہین ۲۷ بیٹیان اور ۳۳ بیٹے
اور لطائف اشرفی مین لکھا ہی کہ ساٹھ فرزند ہین سینتیس لڑکیان اور تیئیس لڑکے انتہی اب
ملاحظہ کیجیے کہ کیسی صاف عبارت ہی اور آپ نہ سمجھے شاید کہ لفظ فرزند سے آپکو دھوکا
ہوا اور یہ نہ سمجھے کہ لفظ فرزند فارسی مین عام ہی مذکر مؤنث کو حالانکہ نیچے اوسکی تفصیل موجود
تھی اور اگلے علماء اہل سنت نے تمھارے مہدیکا ذکر نہ کرنے وقت جو تلاش اونکے نسب کی
نکی سبب اوسکا یہ تھا کہ سیادت دنیا مین کمیاب نہین ہی کسیکے دل مین بھی یہ خطرہ نہ گذرتا
تھا کہ لاکھون آدمی دنیا مین سید صحیح النسب موجود ہوون اور ان بزرگ کی سیادت مجہول
نکلے اور اول بندے کو بھی یہی دھوکا تھا یہ سب عالم میان کی عنایت کا سبب ہی کہ اپنا نسب نامہ
لاکر دکھلایا اور اس نعمت غیر مترقبہ کو ہاتھ لگایا اور جب اللہ تعالی اپنی حجت کامل فرمایا
چاہتا ہی ایسی اسباب قائم کرتا ہی ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ۔ اب وقت خوف

قولہ دربیں اس سلسلہ مستقیم وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ شعبدکا شوشہ بکاہی

سب میں امام موسی کا انتہاک فقط ایک نام الی قولہ فیشد واقع ہوئے اس بات کا کیا جواب ہے

وا ب نسب نامہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کا کتابون علم انساب مین ذیل

القاب امام حسن مجتبی علیہ السلام مین مسلسل و متصل مسطور ہی اور شبہہ شیعہ کا محض اوہام وشبے دلیل

قابلیت التفات وسماعت کے نہین کہتا ہی یہی مذکور ہی اور نسب عدنان کا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

سے بھی بلا انقطاع و انفصال بروایات متعددہ ومتنوعہ مسطور ہی لیکن اختلاف روایات سے کہ

مذہب بعضے رواۃ وطرق کا لازم آتا ہی اوسکی تنقیح وتفتیش کردی گئی ہی ہرچند کہ راقم کے اسوقت

بسبب پیش نظر ہی لیکن نقل کرنا اون سب جوابات طولانی کا عبث سمجھتا ہی اسواسطے کہ

ہماری تمھاری بحث کو اوس بحث سے ہرگز مناسبت نہین ہی کیا تمکو اتنا بھی معلوم نہین ہی کہ

ولایت اور پیغمبری کسی ذات ونسب پر موقوف نہین ہی ولایت کسب سے تعلق رکھتی ہی کسی ذات

وخاندان سے اوسکو خصوصیت نہین ہی بر آتشمشیر زند سکندر بنامش خوانند حسن زبصرہ بلال

از حبش صہیب از روم ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بو العجبی است اور نبوت محض دادِ حق ہی کسی

قوم وخاندان کا اوسمین اجارہ نہین ہی اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ لیکن جب پیغمبر سے

معجزات واخلاق مطابقہ وسلیمہ ادیان سابقہ وغیرہ سے ثابت ہوجاتے ہین وہ پیغمبر جو خبر دے بالمشافہ

سننے والونکو مطلقا قطعی ہوتی ہی اور دور والونکو اوسمین سے جو بتواتر پہنچی وہ قطعی ہوتی ہے

وگرنہ ظنی ہوتی ہی پس جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ثبوت رسالت کے خبردی کہ مین اولاد

اسمٰعیل وابراہیم علیہم السلام سے ہون بالمشافہہ سننے والونکو بالقطع معلوم ہوگیا اور ہمارے حق مین چونکہ

بطریق خبر احاد کے پہنچا ظنی ہوا اور نسب نامہ عدنان کا بھی کہ ظنی ہی وہ ظنی اس ظنی کے مطابق

ہوتا ہی اور اگر نہ بھی ہوتا تو چندان ضرورت نہ تھی کہ بعد قطعی الثبوت ہوجانے پیغمبری کے

نسب نامہ کا موقوف علیہ نہین ہوتا ہی قول پیغمبر کا ایسا ابواب مین کفایت کرتا ہی بخلاف مہدی

کے کہ قول پیغمبر کا بطریق تواتر پہنچا کہ مہدی موعود سید فاطمی ہوگا پس مہدویت سیادت

موقوف ہوئی جب تک سیادت خارج سے ثابت نہوجائے تب تک مہدویت کا احتمال بھی نہین ہی اور مدعی

مہدویت کا کوئی قول اوسکے باب مین تسلیم نہین ہی اور اگر انھین کے قول سے آپکی سیادت تسلیم کیجاتی

دور محال لازم اوے کہ سیادت مہدویت پر موقوف اور مہدویت سیادت پر موقوف ہوئی کہ کوئی عاقل نمانے گا اور خارج سے ثابت ہونیکا حال تو اوپر معلوم ہو چکا کہ افواہ عام بھی بیان نعمت اللہ تک تمام ہو گئے آگے نہ باپ کا نام ہے نہ دادے کا نشان اور یہ جو تم نے استعجاب کیا کہ پیغمبر نے علم الاولین و الآخرین کا رکھتے ہوئے مافوق عدنان اسما کو ثابت نکیا اوسکا جواب ہدیہ مہدویہ کے باب اول عقیدہ ہفدہم مین مذکور ہے کہ ہمارے اعتقاد مین پیغمبر کو تمام موجودات اولین و آخرین کا علم نہین ہوتا ہے اور قرآن سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے البتہ تمہارے مہدیکو دعوی تھا کہ بندیکو حالات جملہ موجودات اور تمام مؤمنین اور مؤمنات کے مانند دانہ رائی کے ہاتھ مین رکھے ہین لیکن باوجود اس دعوے غیب دانی کے نسب خاندانی بھی برابر نہ بتلا سکے **قولہ** اور پھر باوجود اس سیادت پر اسقدر زور جتاتے ہوئے اس لفظ سے اعراض کر کے جو آپ جابجا شیخ لکھتے ہین یہ شیخی کس دلیل سے ثابت کی ہے والا یہ ترجیح بلا مرجح لازم آوے گی فقط **جواب** گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو ہوا از شما یک تن نشد اسرار جو آپ بہت تکلیف دیتے ہین کہین عبارت منقولہ مین تحریف کرتے ہین جیسا کہ تحفہ کی عبارت کا حال کیا اور کہین عبارت منقولہ کو نہین سمجھتے جیسا کہ ہدیہ مہدویہ مین ساٹھہ کو تیئیس سمجھے اور کہین لفظ فارسی کو نہین سمجھے ہین جیسا ہدیہ مہدیہ لفظ فرزند کو نہ سمجھے اور کہین لفظ عربی کا محاورہ نہین پہچانتے ہین چنانچہ لفظ شیخ کو نہ پہچانا کہ بمعنی پیر و استاد کے مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ سب جانتے ہین کہ شیخ عبد القادر جیلانی کو شیخین بمعنی امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور شیخ حسن افغان کہ ولی کامل ہین اور شیخ عبد الحق دہلوی ترک ہین معنی مستعمل و متداول ہین اور چونکہ تمہارے مہدی جونپوری تمام فرقہ مہدویہ کے پیر و استاد ہین اس ارادے سے اونکو جابجا شیخ جونپور اور شیخ مہدویان لکھا گیا ورنہ ہمکو جب اونکی سیادت متحقق نہوئی دوسری ذات و پات کہان سے ثابت ہوئی ہمکو کیا معلوم کہ وہ ذات مین شیخ تھے یا پٹھان مغل تھے یا ترکمان تمکو مناسب ہے کہ تم کوئی معلم و اوستاد نوکر رکھکر اوس سے اول معنی عبارت و الفاظ کے سمجھ لیا کرو تب کسی سے مقابلہ کیا کرو ورنہ خصم کو کیا غرض ہے کہ اول آپ کی عبارت منقولہ کے فقرات بھی کامل کریگا پھر اوسکا مطلب بھی سمجھاوے گا پھر الفاظ عربی و فارسی کا محاورہ اور معنی بھی بتلاویگا تب سوالات کا جواب

دیوےگا کہ لا دو بولا دیو ہلنکنے والا ساتھ دیو دوسرے یہ کہ جسقدر آپ ہم سے مباحثہ
اور تقریر و تحریر بڑھاتے ہو آپ کے مذہب کے پیشواؤن اور مقتداؤن کی
بدنامیان بڑھتی جاتی ہین اور اونکی کتابون کی غلطیان اور تحریر کی خطائین
سب معرض ظہور مین آتی ہین اور سیکڑون برس کی باتین چھپائی ہوئی
بزرگون کی برملا طشت از بام ہوجا کر اہل زمانہ کا مشغلہ دل لگی ہوجاتی ہین
اور چونکہ بعد سرزد ہونے سوال کے بغیر لکھے اون مقدمات کے
نہین بنتا ہی ناگزیر لکھنا پڑتا ہی لیکن خلاف وضع ہونے سے
ناپسندیدہ شمار جاتا ہی مگر افسوس کہ آپ کو کچھ بھی خیال
و پاس اپنے بزرگون کا نہین آتا ہی منصف دانشمند
اور دانائے حق پسند کو ایک کتاب ہدیۂ مہدویہ
واسطے راہ راست پر آنے اور ہدایت پانے
کے بس ہی اور ضد و تعصب کی صورت
مین کتاب آسمانی بھی عبث ہی شعر
مرد باید کہ گیرد اندر گوش ور نوشتست
پند بر دیوار + اللّٰھم
اھد قومی فانہم
لا یعلمون
واجعلہم
امۃ یہدون
بالحق
وبہ یعدلون
ختم

تمت

فن مذہب

مصنف ۸

حال شہادت مصنف این کتاب جناب مولانا محمد زمانخان نعمدہ اللہ بالرحمۃ والرضوان

بتقریب خبران صداقت نہاد و تحریر اخبارات و نامہ نگاران حیدرآباد سے یہ معلوم ہوا کہ ایک جماعت مشہور بفرقہ مہدویہ ساکنان حیدرآباد کا یہ مذہب و اعتقاد ہے کہ حضرت امام مہدی آخر الزمان جونپور میں پیدا ہو کر غائب ہو گئے اور یہ لوگ سید محمد جونپوری اپنے مجتہد کو ایسا مانتے ہیں کہ تمام انبیا و اولیا سے افضل جانتے ہیں پچاس برس گذرے کہ یہ قوم مرتکب خونریزی اہل اسلام ہو کر چند مسلمانوں کو شہید کر کے سزایاب ہو چکی ہے چنانچہ اب بھی انکے مجتہد نے ایک کتاب بتائید مذہب خود و مذمت اہل سنت و اہل تشیع تصنیف کر کے جواب لکھنے کا اشتہار جاری کیا تھا مگر علماے اہل اسلام نے ع جواب جاہلان باشد خموشی * پر عمل کیا جہل سمجھکر جواب نہ دیا تب اہل فریق مہدوی براہ تعلّی یہ زبان پر لائے کہ اہل اسلام ہماری کتاب کے جواب میں عاجز آگئے اوس وقت جناب مولانا محمد زمانخان صاحب شہید مرحوم اوستاد حضور پرنور تاجدار دکن نے بحمیت اسلام واسطے غرور شکنی فرقہ مذکورہ کے کتاب **ہدیہ مہدویہ** حاوی جملہ دلائل اوسکے جواب میں تصنیف فرما کر اونھیں کے اقوال مسلمہ سے اونکے دعوی باطل کو ایسا رد فرمایا کہ اونکے مجتہدوں کو کچھ جواب بن نہ آیا اور جناب مولانا صاحب مرحوم اس کتاب کے صلے میں خدا سے طالب خلعت شہادت ہوئے مجیب الدعوات نے دعاے مولانا قبول فرمائی اور سید محمد مذکور کے تشنہ خون ہو کر اپنے معتقدین سے کہا کہ جو کوئی مولوی صاحب کو شہید کرے گا ہم اوسکو دو مکان مروارید اور چار درخت خرما بہشت میں دینگے اس ابلہ فریبی پر ایک جوان عمر بائیس سالہ بیڑا اوٹھا کر منتظر موقع رہتا تھا اس عرصے میں حضور نواب مختار الملک بہادر بتقریب ملاقات شاہزادہ پرنس آف ویلز صاحب بہادر تشریف فرماے کلکتہ ہوے اوس مفسد نے حاکم بیدار مغز سے شہر خالی دیکھکر موقع پایا شام سہ شنبہ چھٹی ذیحجہ سنہ ۱۲۹۲ ہجری کو جناب شہید مرحوم حسب معمول مع دو خدمتگاروں کے مسجد میں تشریف لائے اور بعد نماز مغرب دو زانو بیٹھکر مصروف تلاوت کلام مجید ہوئے اور ایک خدمتگار واسطے رفع حاجت کے باہر گیا تب وہ بے رحم مسجد میں آیا اور جناب ممدوح کو سلام کر کے ستون کی آڑ میں جا کر پس پشت شہید مرحوم کے ایسا کٹار مارا کہ سینے کے پار ہو گیا پھر ایک کٹار سر پر اور دو شہ رگ پر مارے مولانا ممدوح نے کلام اللہ پر جھککر شربت شہادت نوش فرمایا خون شہید مرحوم آیہ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ پر

کہ اور ایک اخبار مین لکھا ہو کہ جون آیہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ پر کہ سبحان اللہ مولوی صاحب
مین تلاوت کلام مجید مین مسجد کے اندر خلعت شہادت سے سرفراز ہوکر درجۂ شہادت مین پایا
وہ حضرت حسنین ہاتھ آیا یعنی تلاوت قرآن نشان شہادت حضرت عثمان ذی النورین کا ہے
اور مسجد مین شہید ہونے سے شہادت حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی گواہ ہے اہل اسلام اس حادثے
سے آگاہ ہوکر لاش مبارک مکان پر لائے اور قاتل بھی گرفتار ہوا جب لاش مرحوم واسطے نماز جنازہ
کہ مسجد مین آئی بیس ہزار نمازیونکا ہجوم ہوا اسپر بھی ہزارون کو نماز نملی تب تا دفن چودہ جماعتین نماز کی
ہوکر اپنے مدرسے کے صحن مین دفن ہوئے حضور پرنور فرمان فرمائے دکن کو اس حادثہ جانگزا سے نہایت
صدمہ ہوا تمام اہل اسلام نے فرقۂ مذکورہ کا قلع وقمع کرنا چاہا چونکہ یہ قوم شہر کے باہر رہتی ہے حکام ذی
فرنگ دروازے شہر کے بند کرکے مانع خونریزی ہوئے پھر تمام اہل اسلام جناب مولوی مسیح الزمان
صاحب اور شہید مرحوم کے پاس آئے اور کہا ہم انتقام خون شہید کے واسطے دست بقبضہ ہین
مولوی صاحب ممدوح نے براہ دانائی وصبر وشکیبائی انتقام اسکا رلے حاکم پر حوالہ کیا فساد نہونے دیا
اوسپر بھی چند مسلمانون غریب نے قصد انتقام کا کیا اور سپاہیان پولیس اونکو نہ روک سکے ناظم
کوتوالی نے دروازے شہر کے بند کرلیے لیکن ایک سکھ نے باشارہ ایک دفعدار فرقہ مہدویہ کے دو دیندارونکو
نے اوپر فائر شہید کیا اور جناب مختار الملک بہادر نے شہر مین آکر لوگونکو آمادہ خونریزی پاکر سبکی
دلداری کی اور فرقۂ مذکور کے پیرزادہ اور ۱۹ انیس شخصونکو گرفتار کرکے انسداد خون ریزی کا بندوبست
فرمایا جناب مولانا صاحب شہید مرحوم کی والدہ ماجدہ فرماتی ہین کہ مولوی صاحب نے تین مرتبہ خواب مین
بشارت شہادت کی پائی یعنی اول شب عید الفطر کو عالم خواب مین ایک مکان عالیشان کے در پر
آپ پہونچے اور معلوم ہوا کہ یہ مکان اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ہے اور اہل بیت رض پر پارچہ وملبوس
کی تکلیف ہے مولوی صاحب نے فورًا بازار جاکر دس روپیہ کا پارچہ لاکر مکان کے اندر روانہ کیا پارچہ مذکورہ
پسند جناب اہل بیت رض نہوا مولوی صاحب کو خیال ہوا کہ شاید انگریزی کپڑے ہونے کی وجہ سے
ناپسند ہوا بجز اسکے ایک پارچہ سرخ رنگ جناب اہل بیت سے مولوی صاحب کو عطا ہوا مولوی
صاحب نے بسر وچشم بوسہ دیکر سر پر رکھ لیا اور بیدار ہوئے اوس روز سے آپ نے خواب وخور کم کرکے تنہائی
اختیار کی اکثر اشخاص سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ امر موجب شہادت ہے نہین معلوم کون مجکو

شہید کریگا پھر بعد چند روز کے دوسرا یہ خواب دیکھا کہ جناب شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مولوی صاحب کو یاد فرمایا مولوی صاحب بسر و چشم در دولت پر حاضر ہوئے دربانوں نے اندر جانے سے منع کیا کہ یہ جائے شہدا کی ہے اندر سے آواز آئی کہ آنے دو یہ بھی شہید ہے آپ نے اندر جا کر دیکھا کہ جناب شہید کربلا کے دست مبارک میں قدح شربت ہے فرماتے ہیں کہ یہ شربت اسکو دو پھر مولوی صاحب کو پلا دیا اور مولوی صاحب بیدار ہو گئے بعد اسکے تیسرا خواب یہ نظر آیا کہ مجلس انور جناب ختم المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین میں آپ حاضر ہوئے ارشاد ہوا کہ سب لوگ کنارے ہو جاؤ محمد زمان آتا ہے لوگ سب کنارے ہو گئے جب مولوی صاحب روبروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بیٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بستہ پارچہ کا کھولکر رنگین کپڑے ہر قسم کے جدا کیے اور ایک پارچہ سرخ رنگ سے مولوی صاحب کو سرفراز فرمایا آپ نے بصد تعظیم و تکریم اوسکو لیکر تمام جسم پر ملا اور سر پر بھی رکھ لیا کہ بیدار ہو گئے یہ تینوں خواب مولوی صاحب مغفور نے اپنی والدہ اور جمیع طلبائے مدرسہ سے بیان فرمائے اور طلباء نے واسطے حفاظت نگہداشت مولوی صاحب کے تاکید کی مگر اوس بانے سے مولوی صاحب اپنی سواری کے ساتھ لوگ کم رکھتے تھے مولوی صاحب شہید نے اپنی والدہ صاحبہ کی خدمت جیسی کی اور جیسی تعظیم و تکریم بجالائے ایسا کسی شخص نے نکیا باون برس کی عمر علم اور خدمت والدہ اور برادرین میں صرف ہوئی مولوی صاحب کو کسی شخص نے گرم ہوتے اور غصہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا بس دنیا سے صداقت اسیکا نام ہے کہ جناب مولوی صاحب نے بسلسلۂ خدمات اہل بیت رسالت و شہید کربلا اور باریاب بارگاہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر ہر جگہہ خلعت شہادت پایا اور یہ بھی شہید مرحوم کی کرامت کاملہ ہے کہ اس عاجز محمد عبدالرحمن شاکر کی زبان پر یہ فقرۂ تاریخ شہادت بیساختہ آیا (شہادت کامل یافت)

۱۲۹۲ھ

ایضاً قطعۂ تاریخ شہادت از شاکر

عبد رشید ہدایت و کرامت
تھے دل سے وہ تابع شریعت
تھا نور ... سے دل منور
... تھے وہ ... عبادت

پابند رسالۂ رسالت
استاد تھے والی دکن کے
لاریب تھے صاحب طریقت
تعلیم حدیث و فقہ و تفسیر

خوش خلق محمد زمان خان
مقبول خدا فرشتہ سیرت
جز ذکر خدا نہ تھا کوئی کام
یہ شغل تھا اور یہی ریاضت

ہر وقت تھا فیض عام جاری
ہادی طریقت و حقیقت
بوبکرؓ و عمرؓ کے تھے وہ پیرو
قرآن کی کرتے تھے تلاوت
خنجر سے شہید کرکے اونکو
عثمان غنی کی پائی دولت
مسجد مین علی کی طرح شب کو
اللہ نے اوپنے کی عنایت
ہنگام نماز پر سے نعش
اللہ رے نمازیوں کی کثرت
در ہائے بہشت تھے کشادہ
جنت مین گئے بشان و شوکت
دیکھا جو کلام پاک پُر خون

ہر ایک کو کرتے تھے ہدایت
عاشق تھے خدا و مصطفیٰ کے
عثمانؓ و علیؓ سے تھی محبت
ایک دشمن دین و بدگہر نے
پہنا گردن مین طوق لعنت
فانظر کیف سے مفسدین تک
حاصل ہوئی اونکو یہ سعادت
کافور بہشت لایا رضوان
تھی بیس ہزار کی جماعت
کی جان نثار راہ حق مین
نازل تھی خدا کی اوپنے رحمت
قرآن جو خون سے تھا افشان
جبریل امین پیال جلت
قرآن سے عیان ہے یہ شہادت
۱۲۹۲ھ

تھے عابد و متقی و زاہد
قرآن و حدیث سے تھی الفت
مسجد میں وہ شب کو مثل عثمان
از راہ بغاوت و عداوت
خون سے ہوا تر کلام باری
پر خون تھا کلام رب عزت
کیا مرتبہ جلیل پایا
تھا خون شہید غسل میت
چودہ تھیں جماعتیں بدفعات
اللہ نے بخشا باغ جنت
ہو کر کے وہ سرخرو خدا سے
رضوان و ملک نے کی زیارت
فرمانے لگے خدا ہے شاہد

ایضاً از شاکر

بحکم قضا چون محمد زمان خان
زحق یافتہ از شہادت سعادت
بگو چون علی شد بمسجد شہادت
ز طبع رسا سال تاریخ شاکر
۱۲۹۲

ایضاً

محمد زمان خان ز حکم قضا
سہ بجز شہادت چو شد آشنا
عبائے شہادت زحق شد عطا
ہمین مصرع سال شاکر نوشت

ایضاً از حافظ محمد ابوسعید خان خلف محمد عبد الرحمن خان صاحب

گشتند محمد زمان خان چو شہید از قضا
مہر شہادت گواہ گشت کلام خدا
گفت رحیم و ودود کرد شہادت عطا
سال شہادت سعید حسن ہجری چنین
۱۲۹۲ھ

ایضاً

خان ذیشان بسر ذی‌الحجه
جان فدا کرد بذکر معبود
یافت اکلیل شهادت فرمود
سهر تاریخ شهادت رضوان

۱۲۹۲ھ

ایضاً آمد از دکن

مولوی زمان حامی دین
فیض علمش بعالمی برسید
بر روانش بباد رحمت حق
حیف صد حیف قاتلش گردید
پاس قرآن نکرد و نی مسجد

عالم عصر و صاحب توحید
هیچ مهدویه کرد و رفت
زانکه در راه حق بجان کوشید
روز سه شنبه ماه ذی‌الحجه
در تلاوت بریخت خون شهید
شاهد قتل شد کلام مجید

۱۲۹۲ھ

معدن جود و مخزن اخلاق
رہ طلب نمود راه سعید
لیک مردی ز قوم مهدویه
بستم چون غروب شد خورشید
خون بمصحف چو دید هاتف گفت

ایضاً از منشی عنایت حسین صاحب

محمد زمان خان مرد سعید
همی خواند قرآن رب وحید
پس پشت زد خنجر آبدار
چو فرق علی خورد زخم شدید
بقرآن چو عثمان جنت مکان
شده شاهد آن شهید رشید
چو غسل شهادت ز خون شد تمام
بفردوس عنقا ای روحش پرید

بود رحمت حق برو حش مزید
که ناگه ستمگار بدرو زنگار
دگر خنجر کین بشهرگ کشید
بسجده در آمد سر با نیاز
ز لخت جگر قطرهٔ خون چکید
بقرآن شده گوهر جان نثار
تن خاک در مهد خاک آرمید
ز درون دل تاجدار دکن

به سه شنبه ذیحجه شام ششم
پی قتل چون ابن ملجم رسید
سر پاک از خنجر آن لعین
ز خون لاله‌گون شد کلام مجید
کلام خدا مسجد کردگار
ازین خون بها باغ جنت خرید
ازین گلشن بی‌خزان از قضا
ازین حادثه خار حسرت خلید

برون رفت از جسم چون جان جان
عنایت بگو شد چو عثمان شهید

۱۲۹۲ھ

ایضاً لغیره

تاریخ چھٹی تھی صبح وقت عشا تھا
داخل ہوا مسجد میں ایک مفسد و عدو

فرماتے زمان خان تھے قرآں کی تلاوت
مارا جو کٹار اُسنے تو مصحف ہوا رنگیں

فرصت جو ملی اتنی تو ایک مؤرخ کی
یاد آئی یہیں حضرت عثمان کی شہادت

اس قتل پہ ہاتف نے صدا دی زبر آہ
قرآن کی گواہی ہوئی مسجد کی شہادت
۱۲ ھ ۹۲

ایضاً

محمد زمانخان شہید لقب ۱۲ ھ ۹۲
شہادت بہ قتل ۱۲ ھ ۹۲

ایضاً از قاضی محمد عثمان صاحب مدراسی

ہوئے شہید محمد زمان خان صاحب
ہوئے شہید جو نبجہ کی چھٹی تاریخ

قیامت آفت و درد و الم کی تھی تاریخ
وفات حضرت عثمان کی تو یہی ہوئی

دم تلاوت قرآن لسان فی کی افسوس
انکے حادثۂ غم کی ہے نئی تاریخ

سنا جو واقعہ جانگداز مضطر نے
شہید خنجر اہل جفا لکھی تاریخ

ایضاً

علامۂ یکتا کو تلاوت میں شہید آہ
پھٹتا ہی جگر چاک دل اہل جہاں ہے

بیدیں نے کیا خلق میں آکے شور و فغاں ہے
کیا سال شہادت لکھوں آہ دم شمشیر

ہوگا نہ یہ کم صدمۂ عثمان غنی سے
مضطر فسیکفیکہم اللہ سے عیاں ہے

ایضاً از مولوی محمد عبد الرحیم صاحب ضیا

معین دین نبی فاضل یگانۂ عصر
تلاوت نہمین پارہ کلام اللہ
نکرد ہیچ بجز دور کردن قرآن
ہزار رحمت یزدان نثار شام پگاہ

بانجم علما ذات عالیش چون ماہ
یکی ز مذہب مہدیہ شقاوت شوشیر
نہی ثبات حواس و نہی دل بی ہوا
نوشت سال ضیا کمترین خدامش

بہفتمین شب نیجہ کرد در مسجد
بیامد از عقب و کشت ارزنا گاہ
برفت سوی جنان و ہمان زمان جہان
شہید گشت محمد زمان آہ آگاہ
۱۲ ھ ۹۲

ایضاً

جناب خان محمد زمان بتوصیفش
کسے بعلم و عمل مثل او ندید بگو
امام دین شدہ در راہ حق شہید بگو
۱۲ ھ ۹۲

بگفت ہاتف غیبی بسن شہادت او

ایضاً از محمد عبد الکریم صاحب والا

زمان خان بآ جو خنجر مہدوی زد
شدہ فرمان حق بر سر نہادہ
شہادت یافت جان پاک دادہ

رقم زد کلک والا سال حلت

ایضاً لغیرہ

۱۲ ھ ۹۲

ہیہات یافتند محمد زمان وفات
عالم بچشم اہل جہان ناپدید شد

این چشم خون فشان من از غم سعید شہید
نالائقی ز مہدویان حسن پاک ریخت

خورشید خاوری ہمہ تاریک و تار گشت
کافر نژاد پیرو شمر پلید شد

زین بهشتی به مغفرتش احتمال بود
زان روز این تعصب مذهب مرے شدید
وان مغفرت مآب بفردوس جا گزید
لوئی محر ست کہ تا قبل عید شد

ظالم کنون نبخششِ رب ناامید شد
آخر شقی بخون مسلمان فشاند دست
نزدیک نزِ خالق واز با بعید شد
ہاتف بصد ہزار الم داد این ندا

ہر کہ از قوم مہدویہ یافت ہدیہ
مستوجب عذاب الیم و وعید شد
این واقعہ بہ ششم ذی الحج وقوع یافت
صد حیف ہم ملک مناسک شہید شد

ایضاً از عبد اللہ حسینی صاحب افسر منشی دفتر خزانہ عامرۂ سرکار عالی نظام

ولوی با عمل ہادی راہ ہدے
ہمگر دندا از ان مہدویان مستفید
لیک پنہان شدہ حسرت بخونخوار زد
محمد زمان در رہ دین شد شہید

خان محمد زمان جامی شرع مجید
لیک یکی زان گروہ از رہ بغض و حسد
یکسر و دور از رہ تہمت تلاوت چو دید
فائز بارگاہ عثمان شد

تازہ کتاب ہدایہ بہ نظم کردہ بود
از پی خون بخیتن شام سعید
افسر افسردہ دل بہر سال شہادت نوشت
شیخ علما شہید اکبر شد

ایضاً

ی دین احمد و ہادی روزگار

عازم چو ز جہان طرف آنجہان شدہ
در راہ دین شہید محمد زمان شدہ

افسر شہادت آن معتقد نوشت

ایضاً چکیدۂ قلم بلاغت رقم جناب منشی محمد علی صاحب فارغ

شد سوی جنان جان زمان خان

فائز بجنان شدہ زمان خان ہی ہی

ایضاً

بار یک دین باغ شگفت
ن خار فنا باز دمید
ا ہر غنچہ کہ سر زد در نہال
ر سوے عدم زار رمید
تا آن نرگس بیدار منش
ت برگ گل مرگ شنید
در غم شخصے دا

مہرگان ریشہ ہستیش برید
شاخ نخلے کہ قد ناز افراخت
خار پژمردگی در پاش خلید
باغبان گل سوے شباب
کہ فضاے چمن خواب ندید
این سخنہا کہ سر نگ عالم
کہ در اعتبار و کس بود فرید

نونہالے کہ گل ہستی یافت
زود از لطمۂ صرصر نجہید
گر شبنم کہ بسبزہ جا کرد
بعد فصلے سمن شیب چکید
بلبل مست مشام ہر جان
از نے خامۂ گلریز چکید
عالم با عمل و صاحب خلوت

زکمین بدرگے کینہ توزے | چون قضا بر سر و فتش بر سید | دشنہ تیز بیکبار دستے
سر و پشت و رگ جانش کشید | خوردہ آب دم خنجر فی الحال | مرغ جانش از قفس تن بپرید

ندر کن جو ہر سالش فارغ | نقد جان دادہ زبان خان شہید ۱۲۹۲

ایضاً از طبع فروغ دیدہ سخن شناسی مولوی عبد العلی صاحب مدرس

کیا شہید محمد زمان کو خنجر سے | جو اک شقی نے کہ تھا او نکی وہ عداوت مین
نماز پڑھکے وہ مسجد مین رکھتے تھے تشریف | خلوص دل سے تھے قرآن کی قراءت مین
علی کا اور کبھی عثمان کا مرتبہ اونکو | ملا ہی مسجد و قرآن کی شہادت مین
بحصول نے لکھی ہین تاریخ اونکی تم بھی فروغ | لکھو شہید ہوے آج وہ تلاوت مین ۱۲۹۲ھ

ایضاً

دوست محمد زمان خان کامل | کز اہل زمان خویش بر بودہ سبق
تاریخ وفات آن علامہ دین | علامہ شدہ شہید در راہ حق ۱۲۹۲ھ

خاتمہ الطبع

ہزاران شکر و احسان پروردگار کہ ایکی بار یہ کتاب مستطاب ہدایت نصاب مجموعہ فوائد جلیہ تحفہ دلائل بہیہ مسمی بہدیہ مہدویہ مع ازدیاد ضمیمہ جدیدہ بسیار مفید و اضافہ کیفیت مصنف شہید باہتمام راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور مطبع نظامی واقع کانپور ۱۲۹۲ ہجریہ میں چھپی

وجہ مہر و دستخط بر خاتمہ

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب مطبع نظامی کی چھپی ہوئی ہی مہر و دستخط مہتمم کے آخر مین ثبت کیے گئے